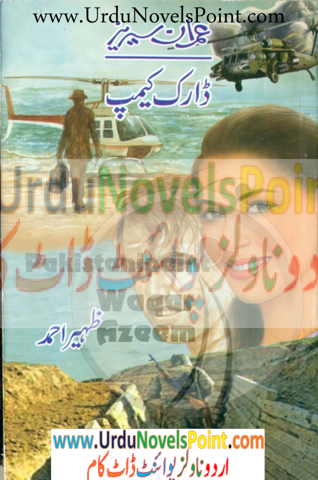


www.UrduNovelsPoint.com
عمران سیریز
ڈارک کیمپ
ظہیر احمد
www.UrduNovelsPoint.com
اردوناولزپوائنٹ ڈاٹ کام

86A
عمران سیریز نمبر

ڈارک کیمپ

ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں، بعض نام بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ---- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ---- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 150/-



Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-36444
Phone 061-4018666

محترم قارئین!
السلام علیکم!

میرا نیا ناول "ڈارک کیمپ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ "گریٹ ایڈونچر" میں سسپنس نمبر "پرفیکٹ کرائم" کا اشتہار دیا گیا تھا لیکن کچھ نجی وجوہات کی وجہ سے وہ ناول اس ماہ روکنا پڑا۔ اس لئے اس کی جگہ یہ ناول شائع کیا جا رہا ہے۔ "پرفیکٹ کرائم" انشاء اللہ اگلے ماہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ یہ ناول اپنے موضوع اور تنوع کے لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ کافی عرصہ بعد آپ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان ایکشن پائیں گے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ایک ایسے ڈارک کیمپ کے بارے اطلاع ملتی ہے جہاں عسکریت پسند قوتیں جنہیں کافرستانی انتہا پسند تنظیموں نے مالی سپورٹ کر کے تیار کیا تھا پاکیشیا اور دنیا بھر کے مسلم ممالک کے ساتھ دوسرے ممالک کے خلاف بھی منصوبہ سازی کرتے تھے۔ پاکیشیا کو تباہ کرنے کے ساتھ ساتھ ڈارک کیمپ کے منصوبے دنیا بھر میں شر انگیزی پھیلا کر ان کا مورد الزام پاکیشیا کو ٹھہرانا تھا تاکہ پاکیشیا پوری دنیا میں بدنام ہو جائے۔ ڈارک کیمپ ایک ایسا کیمپ تھا جس کے منصوبہ ساز پاکیشیا کے دارلحکوت میں انتہائی خوفناک تباہی لانا چاہتے تھے۔ ان کا ایک طاقتور گروپ پاکیشیا پہنچ چکا تھا۔ پاکیشیا کا ایک مقامی گروپ ڈارک کیمپ کے گروپ کی مدد کر رہا تھا لیکن

پاکیشیائی گروپ کے لیڈر کی بیٹی جو وطن کی بیٹی تھی اس نے نہ صرف اپنے باپ اور بھائی کی جارحیت کے خلاف بلکہ ان کے اس منصوبے کے خلاف بھی زبردست مزاحمت کی اور پھر اس لڑکی نے جس کا نام پلوشہ تھا، اپنے باپ اور بھائی سمیت ڈارک کیمپ کے مقامی طاقتور گروپ کو ہلاک کر دیا۔

پلوشہ جو وطن کی بیٹی تھی اس کے پاس ایک کوڈ بک تھی جس میں کافرستان میں موجود عسکریت پسندوں کے ڈارک کیمپ کے بارے میں مکمل معلومات تھیں۔ وہ کوڈ بک عمران تک پہنچنا چاہتی تھی اس لئے وہ مسلسل بھٹک رہی تھی۔ کیا پلوشہ اپنی منزل تک پہنچ سکی۔ وطن کی اس بیٹی نے کوڈ بک عمران تک پہنچانے کے لئے کیا کیا جدوجہد کی اور کیا اس کی جدوجہد رنگ لائی۔ یہ سب تو آپ ناول پڑھ کر ہی جان سکیں گے۔ البتہ آپ مجھے اپنی آراء سے ضرور نوازیں کیونکہ آپ کی آراء میرے لئے مشعل راہ ہیں۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

جولیا اپنے فلیٹ میں بیٹھی اپنا پسندیدہ میگزین دیکھ رہی تھی۔ ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کیس نہ تھا اس لئے جولیا فلیٹ سے بلا ضرورت کم ہی نکلتی تھی۔

کبھی کبھی سیکرٹ سروس کے ممبران اس کے فلیٹ میں آ جاتے تھے اور اس سے گپ شپ کر کے اور اس کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھا کر واپس چلے جاتے تھے۔ ممبران میں سب سے زیادہ اس کے پاس صالحہ کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ وہ آئے دن اس کے پاس آ جاتی تھی اور جولیا بھی جب فلیٹ میں رہ کر زیادہ بور ہو جاتی تو وہ بھی صالحہ کے پاس چلی جاتی تھی اور پھر وہ سارا دن ایک ساتھ گزارتی تھی اور اکثر سیر کرنے بھی نکل کھڑی ہوتی تھیں۔ آج بھی جولیا کو بوریت محسوس ہو رہی تھی۔ اسے اور کچھ نہ سوجھا تو اس نے ناشتہ کیا اور پھر وہ سٹنگ روم میں اپنا پسندیدہ میگزین لے کر بیٹھ گئی۔ اس کا بے حد دل چاہ رہا تھا کہ وہ صالحہ کے پاس چلی جائے یا پھر اسے

یہاں بلا لے اور پھر وہ باہر آؤٹنگ کے لئے چلی جائیں۔ اسی لمحے کال بیل بج اٹھی تو وہ چونک پڑی۔ اس نے دیوار گیر کلاک کی طرف دیکھا۔ جس پر دن کے دس بج رہے تھے۔

"اس وقت کون آ گیا"...... جولیا نے کہا۔ اس نے میگزین میز پر رکھا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"کون ہے"...... اس نے دروازے کے پاس آ کر پوچھا۔

"میں صالحہ ہوں جولیا"...... باہر سے صالحہ کی آواز سنائی دی تو جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ وہ اسے کال کرنے والی تھی کہ صالحہ خود ہی اس کے پاس آ گئی۔ اس نے دروازہ کھولا تو باہر واقعی صالحہ موجود تھی لیکن وہ اکیلی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ ایک خوبصورت نوجوان لڑکی بھی کھڑی تھی جس نے سادہ سا لباس پہنا ہوا تھا۔ لڑکی مقامی تھی لیکن اس کے چہرے پر شرم و حیاء اور مشرقی حسن کی گہری چھاپ دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے باقاعدہ سر پر دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا اور اس نے یوں سر جھکا رکھا تھا جیسے جولیا کی بجائے وہ خود کو کسی نامحرم مرد کے سامنے کھڑی محسوس کر رہی ہو۔

"یہ کون ہے"...... جولیا نے صالحہ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ میری فرینڈ ہے۔ اندر چل کر باتیں کریں گے"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آؤ پلوشہ۔ ڈرو نہیں۔ یہ میری بیسٹ فرینڈ جولیا ہے۔ یہ

یہاں اکیلی رہتی ہے"...... صالحہ نے ساتھ آئی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا تو لڑکی نے سر اٹھا کر جولیا کی طرف دیکھا۔ اس کے سادہ سے چہرے پر قدرتی حسن تھا اور اس کی غزالی آنکھیں دیکھ کر جولیا دنگ سی رہ گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے قدیم یونانی دور کی کوئی پرنسز سادگی کا لبادہ اوڑھ کر اس کے سامنے آ گئی ہو۔ اس لڑکی کے نقوش دل موہ لینے والے تھے اور وہ واقعی حسن کا شاہکار دکھائی دے رہی تھی۔ جولیا کی نظریں بھی اس کے چہرے پر چپک کر رہ گئی تھیں۔

"آداب"...... لڑکی نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز بھی انتہائی مہین اور اس قدر شیریں تھی کہ جولیا کو اپنے کانوں میں عجیب سی مترنم گھنٹیاں سے بجتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔

"آداب۔ آؤ۔ اندر آؤ"...... جولیا نے بے حد نرم لہجے میں کہا۔ اس لڑکی کو دیکھ کر وہ واقعی خاصی مرعوب سی ہو گئی تھی اور اسے صالحہ کے ساتھ ساتھ اپنا حسن بھی اس لڑکی کے حسن کے سامنے پھیکا سا پڑتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ صالحہ اور لڑکی اندر آ گئیں تو جولیا نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ ان کے پیچھے سٹنگ روم میں آ گئی۔

"بیٹھو"...... جولیا نے کہا تو صالحہ اور لڑکی ایک ہی صوفے پر بیٹھ گئیں۔

"کیا نام بتایا تھا تم نے اس کا"...... جولیا نے ان کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"پلوشہ۔ میرا نام پلوشہ ہے"...... صالحہ کی بجائے اس لڑکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بڑا یونیک اور نیا نام ہے اور تمہاری طرح خوبصورت بھی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو لڑکی کے چہرے پر سرخی سی پھیل گئی۔ جیسے جولیا کی بجائے کسی اجنبی مرد نے اس کی تعریف کی ہو۔

"اس کا پورا نام پلوشہ فاطمی ہے اور یہ میری دو گھنٹے پہلے دوست بنی ہے"...... صالحہ نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"دو گھنٹے پہلے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ صبح میں اپنے فلیٹ میں اپنے لئے ناشتہ بنا رہی تھی تو دروازے پر بیل بج اٹھی۔ میں نے دروازہ کھولا تو یہ باہر کھڑی تھی۔ اس نے کہا کہ اسے کام کی ضرورت ہے۔ میں اسے اپنے ساتھ رکھ لوں تو یہ میرے گھر کے سارے کام کر دیا کرے گی۔ اس وقت اس کے چہرے پر یہی بھولپن اور شرافت کی جھلک دکھائی دے رہی تھی اور یہ قدرے پریشان بھی تھی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر میں اسے انکار نہ کر سکی اور میں اسے اپنے فلیٹ کے اندر لے آئی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ بھوکی ہو۔ میں نے اسے ناشتہ دیا تو اس نے بغیر کچھ کہے ناشتہ کر لیا۔ اسے دیکھ کر لگتا ہے کہ یہ کسی بڑے گھر کی لڑکی ہے۔ صرف اس کا لباس سادہ ہے۔ میں نے اس سے بہت پوچھا کہ یہ کہاں سے آئی ہے اور اسے ایسی کیا

ضرورت پڑ گئی ہے کہ یہ میرے فلیٹ میں نوکرانی کا کام مانگ رہی ہے لیکن اس نے مجھے کچھ نہیں بتایا۔ یہ اسی بات پر اصرار کرتی رہی ہے کہ میں بس اسے اپنے فلیٹ میں پناہ دے دوں۔ اسے نوکرانی بنا کر رکھ لوں اور تم جانتی ہو کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ہم جس کمپنی میں کام کرتی ہیں ہمارے باس نے ہمیں سختی سے اپنے پاس نوکر اور نوکرانیاں رکھنے سے منع کر رکھا ہے۔ اس لڑکی سے مجھے نجانے کیوں ہمدردی سی ہو رہی تھی۔ میں اسے انکار بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ اگر وہ اتنی ہی مجبور ہے تو یہ میرے ساتھ نوکرانی بن کر نہیں بلکہ ایک فرینڈ کی طرح رہ سکتی ہے لیکن اسے مجھے بتانا ہو گا کہ یہ کون ہے اور کہاں سے آئی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ مجھے سب کچھ بتا دے گی لیکن مجھے اسے نوکرانی بنا کر ہی رکھنا ہو گا۔ بغیر کام کئے یہ نہ میرے ساتھ رہے گی اور نہ ہی میرے گھر سے پانی کا ایک گلاس بھی پینا پسند کرے گی۔ اس کے لہجے میں عجیب سا کرب اور پریشانی تھی۔ تب میں نے اس سے کہا کہ یہ میری فرینڈ بن جائے۔ میں اسے اپنی ایک اور فرینڈ یعنی تمہارے پاس لے چلتی ہوں اگر تم نے اسے رکھ لیا تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے کسی اور کے پاس نوکری دلا دوں گی جہاں اس کی عزت بھی محفوظ رہے گی اور یہ سکون سے زندگی بھی بسر کر سکتی ہے۔ اگر یہ وہاں رہنا چاہے تو ٹھیک ہے ورنہ دوست کی حیثیت سے یہ میرے پاس رہنے کے لئے آ سکتی ہے۔ اس نے حامی بھر لی اور پھر اس

نے مجھے جو کچھ بتایا اسے سن کر میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ مجھ سے نہ رہا گیا تو اسے لے کر میں تمہارے پاس آ گئی ہوں“۔ صالحہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ایسا کیا بتایا ہے اس نے جسے سن کر تمہارے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں“...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”پلوشہ۔ میں چاہتی ہوں جو کچھ تم نے مجھے بتایا ہے وہ سب تم مس جولیا کو بتا دو۔ بے فکر رہو۔ میں اور مس جولیا ایک ہی کمپنی میں کام کرتی ہیں اور یہ میری سینیئر بھی ہیں اور میری ڈپٹی بھی۔ میں کوئی بھی کام انہیں بتائے بغیر اور ان کی مرضی کے بنا نہیں کرتی۔ تم انہیں سب کچھ بتا دو اور یقین کرو کہ یہ اور میں تمہاری بھرپور مدد کریں گے اور ہر صورت میں تمہیں اس پریشانی سے نجات دلائیں گے جس میں تم مبتلا ہو“...... صالحہ نے پلوشہ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”لل لل۔ لیکن......“ پلوشہ نے پریشانی کے عالم میں کہنا چاہا۔

”کہا ہے نا بے فکر رہو۔ یہ مجھ سے زیادہ تمہاری مدد کریں گی اور جو کچھ یہ کر سکتی ہیں وہ شاید میں بھی نہیں کر سکتی اسی لئے تو میں خصوصی طور پر تمہیں ان کے پاس لائی ہوں“...... صالحہ نے کہا۔

”اوہ۔ لگتا ہے کوئی خاص بات ہے“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ بے حد خاص“...... صالحہ نے کہا۔

”تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو پلوشہ۔ بتاؤ کیا بات ہے“...... جولیا

نے پلوشہ کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں نے۔ وہ۔ وہ......“ پلوشہ نے کہا۔ اس کے چہرے پر اچانک خوف، پریشانی اور گھبراہٹ کے گہرے تاثرات چھا گئے تھے اور وہ سہمی ہوئی ہرنی جیسی دکھائی دینے لگی تھی۔ اس کے چہرے پر خوف و دہشت کے ساتھ اچانک بے پناہ دکھ اور درد کی کیفیات طاری ہو گئی تھیں اور وہ یوں کانپنا شروع ہو گئی جیسے یکلخت اسے شدید سردی لگ رہی ہو۔ صالحہ نے فوراً اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔ جیسے ہی صالحہ نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا وہ اور زیادہ سہم گئی اور سمٹ کر صالحہ سے پیچھے ہٹ گئی۔

”ڈرو نہیں۔ ہم تمہاری فرینڈز ہیں۔ بتاؤ۔ ساری بات بتاؤ۔ ہم دونوں مل کر تمہاری مدد کریں گی“...... صالحہ نے اسے سمجھاتے ہوئے بڑے نرم لہجے میں کہا لیکن پلوشہ کے ہونٹ بری طرح سے کپکپا رہے تھے جیسے وہ بتانے سے ڈر رہی ہو اور ایک گہرا خوف ہو جو اس کے دل و دماغ پر چھایا ہوا ہو جو اسے بولنے سے روک رہا ہو۔

”تمہیں اس نے سب کچھ بتا دیا ہے“...... جولیا نے صالحہ سے پوچھا۔

”ہاں“...... صالحہ نے کہا۔

”تو تم بتا دو۔ ہو سکتا ہے اس میں وہ سب کچھ دوبارہ بتانے کی ہمت نہ ہو رہی ہو“...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں بتا دیتی ہوں"...... صالحہ نے کہا۔

"رکو۔ تم دونوں ناشتہ تو کر آئی ہو۔ میں کافی بنا کر لاتی ہوں پھر اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کریں گی تب تک تم اسے تسلی دو۔ یہ ضرورت سے زیادہ ہی سہمی ہوئی دکھائی دے رہی ہے"...... جولیا نے پلوشہ کی کیفیت دیکھتے ہوئے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا اٹھی اور ایک نظر پلوشہ پر ڈالتی ہوئی مڑ کر کچن کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ جولیا کے جانے کے بعد صالحہ، پلوشہ کو تسلی دینے لگی اور اس پر غالب آنے والا خوف کم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ کچھ ہی دیر میں جولیا تین کپ کافی کے بنا کر لے آئی۔ اس نے ایک کپ پلوشہ کے سامنے میز پر رکھا ایک صالحہ کے سامنے اور ایک کپ لے کر وہ دوبارہ اس کرسی پر بیٹھ گئی جس سے وہ اٹھ کر گئی تھی۔ اب پلوشہ کافی حد تک سنبھلی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ شاید اسے صالحہ نے خاصی تسلی دے دی تھی۔

"پیو کافی"...... جولیا نے کہا۔

"شکریہ"...... پلوشہ نے کہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر کافی کا کپ اٹھا لیا۔

"اب بتاؤ۔ کیا معاملہ ہے"...... جولیا نے صالحہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں بتاتی ہوں"...... اس سے پہلے کہ صالحہ کچھ کہتی پلوشہ نے کہا تو جولیا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"ویل ڈن۔ یہ ہوئی نا بات۔ اپنے اندر ہمت پیدا کرو۔ انسان ہمت سے ہی نڈر ہوتا ہے۔ تم اس وقت سیف جگہ پر ہو۔ تمہیں کسی سے کوئی ڈر اور خوف نہیں ہونا چاہئے"...... اسے ہمت کرتے دیکھ کر جولیا نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام پلوشہ فاطمی ہے اور میں شمالی علاقے کاسات سے آئی ہوں"...... پلوشہ نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"کاسات۔ وہ جو بہادرستان کے قریب پہاڑی اور سرحدی علاقہ"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں"...... پلوشہ نے جواب دیا۔

"اوکے۔ آگے بولو"...... جولیا نے کہا۔

"میں کاسات سے بھاگ کر اور چھپ کر یہاں آئی ہوں"۔ پلوشہ نے کہا۔

"کیوں۔ چھپ کر اور بھاگ کر کیوں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے وہاں پچاس افراد کو قتل کیا ہے"...... پلوشہ نے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

"پچاس افراد کا قتل۔ کیا۔ کیا مطلب"...... جولیا نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ پلوشہ کے چہرے پر معصومیت تھی اور وہ انتہائی سادہ لوح دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے چہرے پر موجود کیفیات ایسی تھیں جنہیں دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ بے حد خوف زدہ رہنے والی

لڑکی ہے جو کسی کاکروچ کو بھی دیکھ لے تو بے ہوش ہو جائے اور اب وہی لڑکی کہہ رہی تھی کہ اس نے پچاس افراد کو قتل کیا تھا۔ جولیا نے اس کے چہرے کی طرف غور کیا تو اس بار پلوشہ کے چہرے پر خوف اور دہشت کی جگہ ایک عزم اور فخر کے تاثرات دکھائی دیئے جیسے اس نے پچاس افراد کو ہلاک کر کے بہت بڑا کام کیا ہو اور اس پر وہ فخر محسوس کر رہی ہو۔

”ہاں۔ میں سچ کہہ رہی ہوں۔ میں نے پچاس افراد کو ہلاک کیا ہے اپنے ہاتھوں سے اور ان میں میرا ایک بھائی اور باپ بھی شامل ہیں“...... پلوشہ نے کہا تو جولیا کو ایک اور جھٹکا لگا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ تم نے اپنے باپ اور بھائی کو بھی ہلاک کیا ہے“...... جولیا نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ لیکن مجھے اس پر کوئی افسوس نہیں ہے کہ میں نے اپنے باپ اور بھائی کو ہلاک کیا ہے۔ انہیں اور ان کے ساتھ جتنے بھی افراد تھے ان سب کو ہلاک کر کے میں بے حد خوش ہوں اور مجھے فخر ہے کہ میں نے ان لوگوں کو ان کے انجام تک پہنچایا جو پاکیشیا کے معصوم اور بے گناہ افراد کا بے جا خون بہانے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ اگر میں انہیں نہ مارتی تو وہ اپنی منصوبہ بندی پر عمل کرنے کے لئے دارالحکومت آ جاتے اور دارالحکومت کی ہر گلی، ہر بازار اور ہر علاقے میں معصوم اور بے گناہ انسانوں کے خون کے دریا بہا دیتے۔ میں نے انہیں ہلاک کر کے ان کے عزائم کو خاک

میں ملایا ہے اور اب وہ بھی خاک کے ساتھ خاک ہو چکے ہیں“...... پلوشہ نے اسی انداز میں کہا تو جولیا حیرت سے صالحہ کی طرف دیکھنے لگی۔

”یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ اس نے مجھے بھی یہی بتایا ہے“۔ صالحہ نے جولیا کی نظروں کا مفہوم سمجھتے ہوئے کہا۔

”تو کیا تمہارے باپ اور بھائی کے ساتھ ان سب لوگوں کا تعلق عسکریت پسند گروپ سے تھا جو دارالحکومت میں تباہی پھیلانے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ وہ ظالم، سفاک اور خونخوار درندے تھے اور ان درندوں کا تعلق پاکیشیا یا بہادرستان سے نہیں بلکہ کافرستان سے تھا جنہوں نے میرے باپ اور میرے بھائی کو ورغلا کر اپنے گروپ میں شامل کر لیا تھا اور میرا باپ اور بھائی دولت کے لالچ میں اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خون کی ہولی کھیل رہے تھے یہی نہیں ان کے ارادے اور بھی خطرناک تھے۔ وہ اس بار پاکیشیا کے پورے دارالحکومت میں تباہی اور بربادی پھیلانا چاہتے تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ وہ دارالحکومت میں پھیل کر ہر گلی، ہر بازار اور ہر علاقے میں خوفناک تباہی پھیلائیں اور عام انسانوں کے ساتھ بڑی بڑی عمارتوں اور اہم سرکاری تنصیبات کو بھی تباہ کر دیں اور پاکیشیائی حکومت کو ہلا کر رکھ دیں اور پاکیشیا کا سکون درہم برہم کر دیں۔ میں ان کے ایک ایک پروگرام سے واقف تھی اور یہ سب کچھ مجھے

برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ میں نے اپنے باپ اور بھائی کو سمجھانے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن وہ الٹا میرے ہی دشمن بن گئے تھے۔ انہوں نے مجھ پر تشدد کرنا شروع کر دیا اور مجھے ایک الگ کمرے میں بند کر دیا تھا''...... پلوشہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ صالحہ اگرچہ اس سے پہلے ہی ساری تفصیل سن چکی تھی لیکن جولیا کے ساتھ پلوشہ سے ایک بار پھر اس تفصیل کو سننے میں وہ مگن ہو گئی تھی۔

''پھر۔ تم نے کیا کیا''...... جولیا نے اس کے خاموش ہونے پر پوچھا۔

''میں اس قید سے بھاگ نکلی۔ وہ سب ایک ہال میں سوئے ہوئے تھے۔ اگلے دن انہوں نے اپنی سفاکی اور درندگی کا عملی مظاہرہ کرنے کے لئے نکلنا تھا۔ ان کی ساری تیاری مکمل تھی۔ وہ سب ایک ہال میں جمع تھے۔ میں نے ایک مشین گن اور ہینڈ گرنیڈز اٹھائے اور پھر میں نے ہال میں داخل ہوتے ہی نہ صرف ان پر ہینڈ گرنیڈز سے حملہ کر دیا بلکہ ان پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ میں انہیں ایک لمحے کے لئے بھی سنبھلنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی۔ اس وقت مجھ پر عجیب سا جنون اور دیوانگی سوار تھی میں مسلم امہ اور پاکیشیا کے دشمنوں کو ہر صورت میں ہلاک کر دینا چاہتی تھی اور میں نے یہی کیا۔ میں نے ان سب کو بھون کر رکھ دیا۔ ان میں سے جس نے بھی بھاگنے اور چھپنے کی کوشش کی میں

نے اسے بھی نہیں چھوڑا۔ جو زخمی تھے اور بچ گئے تھے اور مجھ سے اپنی جانوں کی بھیک مانگ رہے تھے میں نے ان کا بھی لحاظ نہ کیا اور دوسری مشین گن لے کر ان سب کو بھی ہلاک کر دیا۔ وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے جن میں میرا باپ اور میرا بھائی بھی شامل تھا۔ جب وہ سب ہلاک ہو گئے تب ہی مجھے سکون ہوا۔ ہال میں پچاس افراد کی لاشیں تھیں اور سارا ہال ان کے خون سے تالاب بنتا جا رہا تھا۔ جو درندے دارالحکومت آ کر عام انسانوں کے خون کا دریا بہانا چاہتے تھے اور انہیں ناحق ہلاک کرنا چاہتے تھے میرے سامنے اب ان کے خون کا تالاب تھا اور سب کے سب لاشیں بنے پڑے تھے''...... پلوشہ نے کہا۔ یہ کہتے ہوئے اس کا لہجہ ایک بار پھر رندھ گیا تھا اور اس کے چہرے پر زردی سی چھانے لگی تھی۔

''میں دیر تک وہاں رکی رہی۔ میں اپنے باپ اور بھائی کی موت پر آنسو بہانا چاہتی تھی۔ رونا اور چیخنا چلانا چاہتی تھی لیکن اس وقت میری آنکھیں پتھرا گئی تھیں۔ دل جیسے رک سا گیا تھا۔ میرے دل میں ان کے لئے کوئی تکلیف اور کوئی ہمدردی نہ تھی۔ ان سب کو ہلاک کر کے میں خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگی۔ میرا عزم جاگ گیا تھا۔ میں نے ملک دشمنوں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دیا تھا۔ اب وہ کبھی نہ اٹھ سکتے تھے اور نہ ہی دارالحکومت آ کر بے گناہ اور معصوم لوگوں کی جانوں سے موت کا کھیل کھیل سکتے تھے۔ جب کافی دیر ہو گئی تو میں وہاں سے نکل کھڑی ہوئی اور پھر چھپتے

چھپاتے ایک بس میں بیٹھ کر ایک علاقے سے دوسرے علاقے اور دوسرے علاقے سے دارالحکومت پہنچ گئی۔ میرے پاس کچھ رقم تھی۔ میں اسے خرچ کرتی رہی۔ مختلف ہوٹلوں میں مختلف ناموں سے رکتی رہی۔ لیکن مجھے کسی طور پر قرار نہ آ رہا تھا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے میرے باپ اور میرے بھائی کی روح کے ساتھ ان سب افراد جنہیں میں نے ہلاک کیا تھا کی روحیں میرا پیچھا کر رہی ہوں۔ وہ مجھے ہلاک کر دینا چاہتی ہوں اس لئے میں ان سے بھاگتی پھر رہی تھی لیکن میں جہاں بھی جاتی تھی وہاں مجھے اکیلا پن اور خوف محسوس ہوتا تھا۔ میں کون ہوں کیا ہوں۔ اس کے بارے میں کسی کو میں بتا بھی نہیں سکتی تھی اور اکیلی عورت ہونے کی وجہ سے کسی ہوٹل میں زیادہ وقت رک بھی نہیں سکتی تھی۔ اگر میں پولیس کے ہاتھ لگ جاتی تو وہ میری کسی بات کا یقین نہ کرتے۔ مجھے قاتلہ تصور کرتے اور پھر مجھے جیل میں ڈال دیتے۔ میں جیل نہیں جانا چاہتی تھی اس لئے میں کئی روز دربدر بھٹکتی رہی۔ عام سے لباس پہن کر خود کو چھپا کر اور پھر میں نے سوچا کہ میں کسی کے گھر نوکرانی بن کر رہ جاتی ہوں۔ گھر کی چار دیواری میں رہوں گی تو کوئی مجھ تک نہ پہنچ سکے گا۔ میں ایک کمرشل عمارت میں گئی اور پھر میں نے فلیٹس کے مالکان سے نوکری کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔ سب مجھے نوکری دینا چاہتے تھے اپنے پاس رکھنا بھی چاہتے تھے لیکن سب مجھ سے میری شناخت مانگ رہے تھے۔ میری گارنٹی مانگ رہے تھے

اور میرے پاس ایسا کچھ نہ تھا۔ پھر میں نے آخری فلیٹ کے دروازے کی کال بیل بجائی تو مس صالحہ باہر آ گئیں۔ انہوں نے میری حالت دیکھی اور پھر جب میں نے ان سے نوکری مانگی تو انہوں نے دوسروں کی طرح مجھ سے نہ تو میری شناخت پوچھی اور نہ ہی مجھ سے کاغذات طلب کئے کہ میں کون ہوں اور کہاں سے آئی ہوں۔ ان میں نجانے ایسی کیا بات تھی کہ میں نے انہیں اپنے بارے میں سب کچھ سچ بتا دیا۔ میں بھاگ بھاگ کر تھک چکی تھی۔ میں نے سوچ لیا تھا کہ میں کسی کو اپنا راز دار بناؤں گی اگر اس نے میرا ساتھ دیا اور مجھے اپنے پاس پناہ دے دی تو ٹھیک ہے ورنہ یہی ہوگا کہ میں کسی پولیس اسٹیشن پہنچ کر خود کو سرنڈر کر دوں گی اور اپنا جرم قبول کرلوں گی اور پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا“...... پلوشہ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم کب سے اس طرح سے بھاگتی پھر رہی ہو“...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”دس روز سے۔ ان دس روز میں کس طرح سے میں نے اپنی عزت بچائی ہے اور کس طرح ہوس کے درندوں سے بچ کر نکلتی رہی ہوں یہ سب میں اور میرا اللہ جانتا ہے لیکن اللہ کا لاکھ لاکھ کرم ہے کہ میں اب تک نہ پولیس کی نظروں میں آئی اور نہ ہی میں نے خود کو کسی کی ہوس کا نشانہ بننے دیا“...... پلوشہ نے کہا۔

”تو کیا ہوٹلوں میں تم کو آسانی سے جگہ مل جاتی تھی۔ وہاں تم

سے تمہاری شناخت اور کاغذات نہیں مانگے جاتے تھے“...... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ میں عام اور چھوٹے موٹے ہوٹلوں میں رکتی تھی۔ میں ہمیشہ اپنا چہرہ ڈھک کر رکھتی تھی اور شناخت سے بچنے کے لئے ہوٹل والوں کو ان کی توقع سے زیادہ رقم دیتی تھی۔ کسی بھی ہوٹل میں ایک دن یا ایک رات سے زیادہ نہیں رکتی تھی اور فوراً ہی وہاں سے نکل جاتی تھی“...... پلوشہ نے کہا۔

”اگر تم نے دس روز سے کسی کو کچھ نہیں بتایا تو پھر تم نے صالحہ پر اتنا بھروسہ کیسے کر لیا اور اسے سب کچھ کیوں بتا دیا“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ان کا اخلاق اور خلوص مجھے انہیں سچ اور سب کچھ بتانے پر مجبور کر رہا تھا۔ ان میں نجانے ایسی کیا بات تھی کہ میں نے خود کو لاکھ روکنے اور اصل حقیقت نہ بتانے کی کوشش کی لیکن سچ خود ہی ان کے سامنے میرے دل و دماغ سے پھسل کر زبان پر آ گیا اور میں نے انہیں ہر بات بتا دی“...... پلوشہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہارے اندر کا درد تھا جو تم کسی سے شیئر کرنا چاہتی تھی لیکن تمہیں کسی پر بھروسہ نہیں تھا اس لئے تم نے اس سچ کو اپنے اندر دبا کر رکھا تھا لیکن صالحہ کے سامنے تمہاری خاموشی نے دم توڑ دیا اور تمہارے دل و دماغ نے خود ہی فیصلہ کر لیا کہ تمہیں اس کے سامنے

سچائی بتانی چاہئے یہی تمہاری مددگار بھی ہو سکتی ہے اور تمہاری راز دار بھی“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ شاید ایسا ہی تھا۔ انہوں نے ساری باتیں سن کر مجھ پر کوئی کمنٹ نہیں کیا تھا اور نہ ہی مجھے مجرم گردانا تھا۔ انہوں نے مجھے تسلی دی اور میری مدد کرنے کا وعدہ کیا اور پھر یہ مجھے آپ کے پاس لے آئیں تاکہ میں آپ کو بھی یہ سب کچھ بتا دوں۔ ان سے زیادہ آپ میری مدد کر سکتی ہیں اور مجھے اس جرم کے احساس سے نجات دلا سکتی ہیں جو میں نے کیا ضرور ہے لیکن مجھے اس کی کوئی پشیمانی یا افسوس نہیں ہے“...... پلوشہ نے کہا۔

”یہ تمہارا جرم نہیں۔ تمہاری وطن پرستی اور ملک و قوم سے محبت کا گہرا ثبوت ہے پلوشہ۔ تم نے اپنے وطن اور وطن کے معصوم لوگوں کو ان درندہ صفت انسانوں سے بچایا ہے جو بے گناہ اور بے موت مارے جانے والے تھے۔ یہ تمہاری محب وطنی ہے اور انسانیت دوستی ہے جس کے لئے تم نے اپنے ضمیر کی آواز سنی اور ایسے لوگوں کو ان کے انجام تک پہنچایا جو انسانیت کے دشمن تھے۔ تم نے جرم نہیں کیا۔ یہ تمہارا ایک بڑا کارنامہ ہے جو تم نے ملک و قوم کی سلامتی کے لئے سر انجام دیا ہے اور تمہاری اس بہادری، محب وطنی اور انسانیت کے جذبے کو میں سلام کرتی ہوں کہ تم نے ملک و قوم کے لئے اپنے سگے بھائی اور باپ کو بھی زندہ نہیں چھوڑا ہے جو دشمنوں کے آلہ کار بنے ہوئے تھے“...... جولیا نے کہا اور پھر اس

نے اٹھ کر باقاعدہ فوجی انداز میں پلوشہ کو سیلوٹ کرتے ہوئے کہا تو صالحہ بھی اٹھ کر کھڑی ہوگئی اور اس نے بھی پلوشہ کو جولیا کے انداز میں سیلوٹ کیا۔ یہ دیکھ کر پلوشہ کے چہرے پر مسرت کے رنگ بکھرتے چلے گئے۔ اس کے چہرے پر جو کرب، تکلیف اور اذیت کے تاثرات تھے وہ زائل ہو گئے تھے اور اس کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک ابھر آئی تھی۔

''صالحہ کی بات درست ہے۔ تم جیسی عظیم خاتون کو ہم ملازمہ بنا کر نہیں بلکہ اپنی دوست بنا کر رکھ سکتی ہیں اور اگر تم صالحہ کے ساتھ نہ رہنا چاہو تو یہ میرا فلیٹ ہے۔ میں یہاں اکیلی رہتی ہوں۔ تم میرے ساتھ رہ سکتی ہو۔ میری بہن بن کر۔ تمہاری ہر ضرورت پوری کرنا میرا فرض ہے اور تمہیں مجھ سے جو بھی مدد چاہئے ہوگی میں کروں گی۔ اپنی چھوٹی بہن سمجھ کر''...... جولیا نے کہا تو پلوشہ کی آنکھوں سے مسرت اور خوشی کے آنسو پھوٹ پڑے۔

''نہیں پلوشہ۔ تم بہادر ہو بے حد بہادر۔ تمہیں اپنے کارنامے پر فخر ہونا چاہئے۔ تم جیسی بہادر اور عظیم لڑکی کو اس طرح کمزور بن کر آنسو نہیں بہانے چاہئیں''...... جولیا نے آگے بڑھ کر اس کے کاندھے پر محبت سے ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

''اس دنیا میں آپ جیسے بھی لوگ ہیں اور میں نے آپ پر اعتماد کر کے آپ کو سب کچھ بتا دیا اس کے باوجود آپ مجھے برا بھلا نہیں کہہ رہیں۔ مجھے قاتلہ اور مجرمہ نہیں سمجھ رہیں مجھے اس بات

سے خوشی ہو رہی ہے اور میری آنکھوں سے نکلنے والے آنسو خوشی کے ہیں کہ مجھے آپ جیسی دو دوست اور دو بہنیں مل گئی ہیں''۔ پلوشہ نے روتے ہوئے کہا تو جولیا نے آگے بڑھ کر بے اختیار اسے اپنے گلے سے لگا لیا۔ صالحہ بھی آگے بڑھی اور اس نے بھی پلوشہ کو ساتھ لگا لیا۔

''اب آرام سے بیٹھو اور اپنے دل سے اس جرم کا خیال ہمیشہ کے لئے نکال دو۔ تم نے کچھ نہیں کیا ہے۔ سب کچھ بھول جاؤ بس''...... جولیا نے اس کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کہا۔

''لل لل لیکن......'' پلوشہ نے کہنا چاہا۔

''کوئی لیکن ویکن نہیں۔ اب اگر تم نے مجھے دل سے اپنی بڑی بہن مانا ہے تو پھر تم اب ایسی کوئی بات سوچو گی بھی نہیں۔ یہ میرا حکم ہے۔ بڑی بہن کا حکم''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا تو پلوشہ روتے روتے ہنس پڑی اور ایک بار پھر جولیا کے گلے لگ گئی۔

''تمہارے باپ اور بھائی کا نام کیا تھا''...... جولیا نے پوچھا۔

''میرے باپ کا نام امیر سلطان تھا اور میرے بھائی کا نام شامیر سلطان''...... پلوشہ نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں کافی دیر تک اس سے باتیں کرتی رہیں۔ پلوشہ کا اب سارا ڈر اور خوف زائل ہو گیا تھا اور اب وہ پوری طرح سے ان کے ساتھ گھل مل گئی تھی۔ اچانک جولیا کی نظریں پلوشہ کی کلائی پر موجود ایک چھوٹے سے گدے ہوئے نشان پر پڑی تو اس نے

پلوشہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے غور سے دیکھنے لگی۔

اس کی کلائی پر سیاہ رنگ کا ایک خیمہ سا بنا ہوا تھا۔ جس کے نیچے ڈی سی تھرٹین لکھا ہوا تھا۔ خیمے پر ایک ہلکی سی کھوپڑی کا نشان بھی دکھائی دے رہا تھا جو غور سے دیکھنے پر ہی نظر آتا تھا اور اس کھوپڑی کی آنکھوں میں ہلکی سرخی بھی جھلک رہی تھی۔

''یہ کیسا نشان ہے۔ کیا مطلب ہے اس نشان کا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ موت کا نشان ہے۔ ڈی کیمپ کا خصوصی نشان''...... پلوشہ نے کہا۔

''ڈی کیمپ۔ کیا مطلب''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ڈی کیمپ جس کا مطلب ہے ڈارک کیمپ۔ یہ نشان میرے بابا نے میری کلائی پر زبردستی گدوایا تھا۔ وہ جس کافرستانی گروپ کے ساتھ کام کر رہے تھے ان سب کی کلائیوں پر ایسا ہی نشان گدا ہوا تھا تاکہ اس نشان سے یہ ایک دوسرے کی پہچان کر سکیں''...... پلوشہ نے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈارک کیمپ پاکیشیا کے خلاف کام کرنے والا ایک کافرستانی کیمپ ہے جو کافرستان میں ہی کہیں موجود ہے۔ اسی کیمپ کے

پچاس افراد پاکیشیا آئے تھے انہیں میرے باپ اور بھائی نے اپنے پاس پناہ دی تھی اور ان کے آلہ کار بن گئے تھے۔ اس ساری منصوبہ بندی میں مجھے بھی شامل کیا گیا تھا۔ ان کی منصوبہ بندی اور دارالحکومت کی تباہی کا سن کر اور معصوم لوگوں کی ہلاکتوں نے ہی میرا دل دہلایا تھا اور میں ان کے خلاف ہو گئی تھی۔ میں نے ان تمام لوگوں کو تو ختم کر دیا ہے لیکن ڈی کیمپ میں اب بھی ایسے درندے موجود ہیں جو پاکیشیا آنے کے لئے پر تول رہے ہیں اور پورے پاکیشیا کو تباہ و برباد کر دینا چاہتے ہیں۔ ان کے ارادے بہت زیادہ خطرناک ہیں''...... پلوشہ نے کہا تو جولیا اور صالحہ چونک پڑیں۔

''کیا تم جانتی ہو ان کے ارادے''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... پلوشہ نے کہا۔

''بتاؤ ہمیں۔ ساری تفصیل بتاؤ۔ کیا جانتی ہو تم ان لوگوں اور ڈی کیمپ کے بارے میں''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں سب کچھ بتا دیتی ہوں۔ یہ کافرستان کی ایک عسکریت پسند تنظیم ہے جو وادی مشکبار میں بے گناہ مسلمانوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بناتی تھی۔ ان کا نیٹ ورک تیزی سے پھیلتا جا رہا تھا اور یہ مسلمانوں کے خاتمے کے لئے سرگرم تھے۔ مسلمانوں کو ہلاک کرنے کے لئے یہ کھلے عام گنجان علاقوں

میں نہ صرف اندھا دھند فائرنگ کرنا شروع کر دیتے تھے بلکہ بم بلاسٹ کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ وادی مشکبار میں انہوں نے مسلمانوں اور خاص طور پر تحریک آزادی کی کئی تنظیموں کا خاتمہ کیا تھا۔ جیسے جیسے ان کا نیٹ ورک بڑھتا جا رہا تھا انہوں نے جدید سے جدید اسلحہ اور سائنسی سامان حاصل کرنا شروع کر دیا تھا اور یہ سارا سامان مسلمانوں کے قتل عام کے لئے تھا۔ انہوں نے کھلونا بم بنائے۔ چھوٹی چھوٹی کھلونا گاڑیوں کے ذریعے پبلک مقامات پر بم بلاسٹ کئے۔ ان کا ایک گروپ پاکیشیا میں بھی کام کر رہا تھا اور انہوں نے پاکیشیا میں بھی بے پناہ دہشت پھیلائی تھی۔ اسکولوں میں جا کر انہوں نے معصوم بچوں کو درندگی کا نشانہ بنایا اور ایسے مقامات پر بلاسٹنگ کی جہاں وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار سکیں اور پوری دنیا میں پاکیشیا کو مورد الزام ٹھہرا سکیں کہ پاکیشیا دنیا کا نمبر ایک دہشت گرد ملک ہے جہاں امن و امان نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ اس گروپ نے اپنی طاقت کو بڑھانے کے لئے پاکیشیائی نوجوانوں کو بھی اپنا آلہ کار بنانا شروع کر دیا اور پھر وہ چودہ سے پندرہ سال کی عمر کے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو اغوا کر کے لے جاتے ہیں اور پھر انہیں ڈرگز کا عادی بنا کر ان کی دماغ کو انتہائی کمزور کر دیتے ہیں اور جب رفتہ رفتہ وہ نوجوان لڑکا یا لڑکی سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت کھو دیتا ہے تو پھر ان کی باقاعدہ ٹریننگ کی جاتی ہے۔ ان کے بلینک ہونے والے دماغ

میں وہ قربان ہونے کا جذبہ بھرتے ہیں اور انہیں اپنے ہی ملک اور اپنے ہی ہم وطنوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ انہیں ایسے ایسے سبز باغ دکھائے جاتے ہیں کہ سوائے ان باتوں کے ان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں میں دوسری کوئی سوچ باقی ہی نہیں رہتی۔ ان کے ذہنوں میں یہ بات بٹھا دی جاتی ہے کہ انہیں خود کو ہلاک کرنا ہے اور اس دنیا سے اکیلے رخصت نہیں ہونا بلکہ اپنے ساتھ بے شمار لوگوں کو بھی لے جانا ہے چاہے وہ عورت ہو مرد ہو، بوڑھا ہو جوان ہو یا پھر بچہ۔ جب وہ اپنے ساتھ دوسرے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتاریں گے تو انہیں صرف اور صرف جنت ملے گی۔ ان افراد کے دل و دماغ میں ڈائریکٹ جنت میں داخل ہونے کا ذریعہ بتایا جاتا ہے اور موت کا خوف ان کے دل و دماغ سے نکال دیا جاتا ہے۔ انہیں صرف یہی یقین دلایا جاتا ہے کہ یہ لوگ اسی مقصد کے لئے اس دنیا میں بھیجے گئے ہیں تا کہ یہ اپنی جان دے کر دوسرے لوگوں کی نجات کا ذریعہ بن سکیں اور انہیں جنت میں لے جا سکیں۔ اور پھر وہ نوجوان لڑکا یا لڑکی یہی کرتے ہیں۔ یہی وہ افراد ہیں جو ہیومن بلاسٹرز بنتے ہیں اور بے گناہ لوگوں کی بھیڑ میں داخل ہو کر انہیں ہلاک کر دیتے ہیں۔ شروع شروع میں یہ تنظیم چھوٹے پیمانے پر یہ سب کر رہی تھی لیکن سائنسی ٹیکنالوجی ہاتھ آنے اور خاص طور پر جدید ترین اسلحہ مل جانے اور اپنے طور پر تباہ کن ہتھیار بنانے کی صلاحیت حاصل کرتے ہی ان کے عزائم اور خطرناک ہو گئے اور

انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اب چھوٹی موٹی کارروائیاں نہیں کریں گے بلکہ پاکیشیا کو مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹائیں گے اور پاکیشیا کے ساتھ ساتھ پوری دنیا کے مسلم ممالک میں ایسے حملے کریں گے کہ دنیا سے مسلمانوں کا نام و نشان تک مٹ جائے۔ پہلے وہ یہ سب صرف وادی مشکبار میں کرنا چاہتے تھے۔ ان کا ارادہ تھا کہ وہ وادی مشکبار کے ان تمام مسلمانوں کا خاتمہ کر دیں جو کافرستان کے خلاف اور پاکیشیا کے حامی ہیں لیکن پھر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اصل فساد کی جڑ پاکیشیا ہے۔ پاکیشیا والے ہی ان مشکباریوں کو سبز باغ دکھاتے ہیں اور وادی مشکبار کو پاکیشیا کا حصہ گردانتے ہیں اور جب سے پاکیشیا نے ایٹمی ٹیکنالوجی حاصل کی ہے اور جس تیزی سے ترقی کی منزلیں طے کر رہا ہے اس سے نہ صرف کافرستانی حکومت بلکہ پاکیشیا مخالف تنظیموں میں آگ سی بھڑکی ہوئی ہے۔ ان کا بس نہیں چلتا ورنہ وہ پاکیشیا کو ایک لمحے میں تباہ و برباد کر دیں۔ کئی بار پاکیشیا کے خلاف جارحانہ پالیسیاں بنائی گئیں۔ ایسا ماحول بنایا گیا کہ پاکیشیا کے ساتھ کافرستان کے تعلقات انتہائی حساس پوزیشن پر پہنچ گئے۔ کافرستان کی فوجیں سرحدوں پر تعینات کر دی گئیں۔ جنگ کا سا ماحول پیدا کر دیا گیا لیکن ہر بار کافرستانیوں کے ارادوں کو عالمی سطح پر سخت تنقید کا نشانہ بنایا گیا اور خاص طور پر اقوام متحدہ میں اس ایشو پر کافرستانی اقدامات کی سخت ترین سرزنش کی گئی۔ پوری دنیا کو جواب دینا کافرستان کے لئے

ناممکن تھا اس لئے وہ آج تک اپنے مذموم ارادوں میں ناکامیاب رہے لیکن اندر ہی اندر ان میں ایسا لاوا پک رہا ہے جو کسی دن پاکیشیا پر ابل پڑے گا اور پاکیشیا کو جلا کر خاکستر کر دے گا۔ میں کافرستان کی جس تنظیم کی بات کر رہی ہوں اس تنظیم کا خفیہ نام ڈی کیمپ کا ہے۔ ڈی کیمپ کے ڈائریکٹران غیر مسلم ہیں لیکن انہوں نے ایسا سیٹ اپ بنایا ہوا ہے اور وہ جن سائنسی ایجادات کا استعمال کر رہے ہیں ان ایجادات کے ذریعے وہ مسلمانوں کو ہی مسلمانوں کا دشمن بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو اغوا کر کے ان کے برین واش کر کے انہیں پاکیشیا کا دشمن بنانا شروع کر رکھا ہے۔ یہی وہ انسان ہیں جو خفیہ طریقوں سے پاکیشیا بھیجے جاتے ہیں اور پھر یہ انسان روبوٹ کی طرح کام کر کے پاکیشیا اور مسلم ممالک میں تباہی اور بربادی پھیلانے کا کام کر رہے ہیں۔ ڈی کیمپ ایک ایسا کیمپ ہے جہاں ایسی ایسی ایجادات کی جا رہی ہیں جنہیں صرف اور صرف پاکیشیا میں تباہی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ان ایجادات میں کیمیائی میزائل، زہریلی گیس والے بم، لیزر بم اور خاص طور پر جدید ترین ریموٹ کنٹرولڈ گاڑیاں بنائی جا رہی ہیں۔ ان گاڑیوں میں انتہائی طاقتور بلاسٹرز نصب کئے جا رہے ہیں تاکہ جب یہ تباہ ہوں تو کم از کم سو کلو میٹر کے دائرے میں آنے والی انسانی آبادی کو مکمل طور پر تباہ کیا جا سکے۔ ان گاڑیوں کے ہر پرزے میں بلاسٹرز لگے ہوتے ہیں جو میزائلوں سے زیادہ تباہی

پھیلاتے ہیں اور سو کلو میٹر کے دائرے میں آنے والی ہر چیز چاہے وہ کوئی عمارت ہو، بڑی سی بڑی مشینری ہو، انسان ہوں یا فولاد سے بنایا گیا بڑا کارخانہ یا فیکٹری۔ اس کار کے بلاسٹ ہوتے ہی سب کچھ لمحوں میں جل کر بھسم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ سو کلو میٹر کے دائرے میں آنے والی تباہی کے نتیجے میں زمین بھی کئی سو فٹ نیچے دھنس جاتی ہے۔ ان کاروں کے پارٹس پاکیشیا اسمگل کرنے کی پلاننگ کی جا رہی ہے جہاں انہیں خفیہ طور پر نئے سرے سے اسمبل کیا جائے گا اور پھر یہ بلاسٹر گاڑیاں پورے دارالحکومت میں پھیلا دی جائیں گی۔ ان گاڑیوں میں کسی ڈرائیور کی ضرورت نہ ہو گی۔ انہیں ریموٹ کے ذریعے کنٹرول کیا جائے گا۔ ان کے علاوہ ڈرون بھی تیار کئے جا رہے ہیں جو بچوں کے چھوٹے چھوٹے کھلونوں کی طرح ہر طرف ہوا میں اُڑتے نظر آئیں گے اور پھر ریموٹ کنٹرول کے ذریعے انہیں کہیں بھی گرایا جا سکتا ہے اور ان سے بھی بڑی بڑی تباہیاں پھیلائی جا سکتی ہیں۔ ان کھلونوں میں منی جیٹ جہاز اور فاسٹ منی ہیلی کاپٹرز شامل ہیں جو پرندوں کی ٹولیوں کی شکل میں پاکیشیا کے ہر حصے میں پھیل سکتے ہیں اور دور دراز کے علاقوں تک مار کر سکتے ہیں۔ یہ ساری پلاننگ ڈی کیمپ والے کر رہے ہیں۔ پاکیشیا میں اپنے باپ اور بھائی کے ساتھ جو پچاس افراد جن میں خود میں بھی شامل تھی کے ذمہ لگایا گیا تھا کہ ہم منی کاروں کے ساتھ پاکیشیا میں فرسٹ مشن کا آغاز کریں اور سب کے سب

دارالحکومت میں پھیل جائیں اور پھر ہمیں جو جو ٹارگٹ سونپے جائیں گے ان سب پر ہم نے اٹیک کرنا ہے اور دارالحکومت کو مکمل طور پر مفلوج کر دینا ہے۔ یہاں ہونے والی تباہی سے پاکیشیا ہل جائے گا۔ دارالحکومت کی تباہی ان کا فرسٹ مشن تھا۔ جس طرح سے دوسرے افراد کی مائنڈ اسکیننگ کی جاتی ہے اور انہیں ڈی کیمپ والے کنٹرول کرنے کے لئے روبوٹ بنا دیتے ہیں اسی طرح میرے باپ اور میرے بھائی کی بھی مائنڈ اسکیننگ کی گئی تھی اسی لئے وہ مکمل طور پر ڈی کیمپ کے آلہ کار بنے ہوئے تھے۔ میرے مائنڈ کے ساتھ بھی یہ سب کیا گیا تھا لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ مائنڈ بلینک کرنے کے لئے پہلے مخصوص ڈرگز کے ذریعے دماغ کو کنٹرول کیا جاتا ہے اس لئے پہلے ایک ماہ تک مجھے بھی ایم ڈی نامی مخصوص ڈرگ کا عادی بنانے کی کوشش کی گئی لیکن شاید وہ لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ میں بلڈ کینسر کی مریضہ رہ چکی ہوں جس کا میرے باپ نے ایکریمیا میں خصوصی علاج کرایا تھا۔ مجھے ایکریمیا میں جو میڈیسن دی جاتی تھیں ان میں ایم ڈی نامی ڈرگ بھی شامل تھی جس کا اثر دوسری ادویات کی وجہ سے دماغ پر نہ ہوتا تھا۔ مجھے وہ دوائیں مسلسل لینی ہوتی تھیں اس لئے جب مجھے ایم ڈی ڈرگ دی جاتی تو میں اپنے طور پر دوسری ادویات کا ابھی استعمال کرتی رہی جس سے میرے دماغ میں کوئی کمزوری واقع نہ ہوئی لیکن چونکہ ایم ڈی کی مقدار زیادہ ہو رہی تھی اس لئے میں جسمانی

طور پر کمزور ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اس لئے انہوں نے سمجھا کہ دوا مجھ پر اثر انداز ہو رہی ہے۔ ایک ماہ کے کورس کے بعد انہوں نے مائنڈ بلینک کرنے والی مشینوں کے ذریعے مجھ پر کام کرنا شروع کر دیا۔ میرے ذہن کو سلا دیا جاتا تھا اور سوئے ہوئے ذہن کی وجہ سے انہیں یہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ میرا مائنڈ بلینک کر چکے ہیں اور مشینوں کے ذریعے میرے دماغ میں جو فیڈنگ کی جا رہی ہے اس کے سوا میرے دماغ میں اور کچھ باقی نہیں ہے لیکن ایسا نہ تھا۔ مجھے چونکہ ان کے ساتھ رہتے ہوئے ان کی ہر بات کا علم ہو رہا تھا اس لئے میں نے بھی ان کے سامنے یہی ظاہر کیا تھا کہ میرے دماغ میں وہی کچھ ہے جو وہ مجھے بتا اور سکھا رہے ہیں لیکن اندر ہی اندر میں گھل رہی تھی کہ یہ لوگ میرے وطن اور میرے وطن کے بے گناہ اور معصوم انسانوں کی زندگیوں کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ پاکیشیا کو بھی مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹانے کا سوچ رہے ہیں۔ جب میرے باپ اور بھائی کے ساتھ مجھے پاکیشیا بھیجا گیا اور پھر پچاس افراد کا گروپ فرسٹ مشن کی انجام دہی کے لئے پاکیشیا آیا تو میں نے سوچ لیا کہ میں انہیں ان کے مقصد میں کامیاب نہ ہونے دوں گی اور میں نے یہی کیا۔ میں موقع کی تلاش میں تھی کہ وہ کب ایک ساتھ اکٹھے ہوں اور کب مجھے ان پر حملہ کرنے کا موقع ملے۔ میں نے ان پر حملہ کرنے کے لئے باقاعدہ پلاننگ کی اور پھر اس پر عمل کیا۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ میں نے کافرستان میں

ڈی کیمپ میں رہ کر باقاعدہ ٹریننگ حاصل کی ہے اور اس کیمپ اور کیمپ کے ڈائریکٹران کے بارے میں ہر بات جانتی ہوں۔ اس کیمپ کے بارے میں ہر طرح کی معلومات حاصل کرتے رہنے کے ساتھ ساتھ میں نے بڑی باریکی سے وہاں مکمل تحقیقات کی تھیں اور اپنی انہی کوششوں سے میں نے ان ڈائریکٹران اور ان کے پتے ٹھکانے بھی معلوم کئے تھے۔ چونکہ یہ معلومات بے حد وسیع تھی اس لئے میں نے ایک ڈائری بنائی اور اس ڈائری میں ایک ایک بات نوٹ کی۔ دیکھنے میں اور پڑھنے میں وہ ایک عام سی ڈائری ہے جس میں، میں نے بے خیالی میں آڑھی ترچھی لکیریں بنائی ہوں۔ کہیں کہیں میں نے ہلکی پھلکی ڈرائنگ بھی کی ہے جیسے کوئی ننھی سی بچی کرتی ہے اور پہاڑیوں کے ساتھ ساتھ ٹیڑھے میڑھے سے مکان، درخت اور جانوروں اور پرندوں کی تصویریں بنائی ہیں لیکن اصل میں وہ سب کوڈز ہیں۔ ان کوڈز کو پڑھنا مشکل نہیں مگر آسان بھی نہیں ہے۔ اس ڈی کیمپ کے کرتا دھرتا کون ہیں اور وہ پاکیشیا کو کس طرح سے تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں اور ان کا اصل مشن کیا ہے اس کے بارے میں اس کوڈ بک میں سب کچھ موجود ہے“۔ بلوشہ نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تو یہ ساری سازش کافرستان کی ہے“...... جولیا اور صالحہ نے جو خاموشی سے بلوشہ کی لمبی چوڑی تفصیل سن رہی تھی، ایک ساتھ کہا۔

"ہاں۔ بظاہر تو یہ ڈی کیمپ تنظیم عسکریت پسندوں کی ہے لیکن اسے خصوصی طور پر کافرستانی حکام کی حمایت حاصل ہے اسی لئے تو کافرستان سے اس تنظیم کے منظم گروپ آسانی سے کافرستان سے پاکیشیا اور پاکیشیا سے کافرستان پہنچ جاتے ہیں۔ اس کے لئے انہوں نے دونوں اطراف کا ایک مخصوص علاقہ منتخب کر رکھا ہے اور ایک طویل سرنگ بنائی ہوئی ہے جو کافرستان اور پاکیشیا میں کم از کم ایک سو کلو میٹر لمبی ہے اور یہ سرنگ اتنی چوڑی بنائی گئی ہے کہ ایک ساتھ دو ٹرک آسانی سے دوڑ سکتے ہیں"...... پلوشہ نے کہا۔

"کہاں ہے وہ سرنگ"...... جولیا نے پوچھا۔

"اس سرنگ کے بارے میں اور اس کے خفیہ راستوں کے بارے میں بھی ساری تفصیل میری کوڈ بک میں ہے"...... پلوشہ نے کہا۔

"اوہ۔ کہاں ہے وہ کوڈ بک"...... جولیا نے پوچھا۔

"وہ کوڈ بک میں نے ایک خاص جگہ چھپائی ہوئی ہے۔ میں اسے پاکیشیا کے کسی ایسے آدمی کے حوالے کرنا چاہتی ہوں جو ملک کا وفادار ہو اور جس کا تعلق پاکیشیا کے اعلیٰ حکام سے ہو تاکہ اسے ڈی کیمپ کی حقیقت کا علم ہو سکے اور وہ اس کی بیخ کنی کرنے کے اقدامات بھی کر سکے"...... پلوشہ نے کہا۔

"ہے کہاں وہ کوڈ بک"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اسے میں نے اپنے ایک عزیز کے پاس محفوظ رکھا ہوا ہے۔

جب مجھے کوئی پاکیشیا کا اعلیٰ عہدے دار مل جائے گا تو میں وہ نوٹ بک اس کے حوالے کر دوں گی پھر وہ جانے اور ڈی کیمپ جانے"...... پلوشہ نے کہا۔

"کون ہے وہ عزیز۔ بتاؤ ہمیں"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے تم دونوں کو اپنی فرینڈز سمجھ کر سب کچھ بتا دیا ہے لیکن کوڈ بک کے بارے میں تمہیں میں کچھ نہیں بتا سکتی۔ یہ قومی اور خاص طور پر پاکیشیا کی امانت ہے جو میں پاکیشیا کے بااعتماد اور بھروسہ مند انسان کو ہی دوں گی"...... پلوشہ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے تم کس پر بھروسہ کر سکتی ہو"...... صالحہ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈی کیمپ میں ہمیں زیادہ تک پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس اور خاص طور پر پاکیشیا کی سیکرٹ سروس سے محتاط رہنے اور ان سے دور رہنے کے احکامات دیئے جاتے تھے۔ اس سے لگتا تھا کہ ڈی کیمپ کے حکام اپنے لئے پاکیشیا میں سب سے زیادہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے خطرہ محسوس کرتے تھے۔ میں نے جب یہاں آ کر اپنے طور پر معلومات حاصل کیں تو مجھے بھی اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ پاکیشیا کو اگر کوئی محفوظ رکھ سکتا ہے اور ڈی کیمپ کے خلاف کام کر کے اس کی بیخ کنی کر سکتا ہے تو وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی ہو سکتی ہے۔ اس سروس کے لئے ایک مسخرے سے آدمی علی عمران کا نام

بھی لیا جاتا رہا ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بظاہر انتہائی احمق اور مسخرہ دکھائی دیتا ہے لیکن وہ دنیا کا تیز اور انتہائی ذہین ایجنٹ ہے جس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ مل کر نہ صرف کافرستان بلکہ ایکریمیا اور اسرائیل کی بہترین اور تربیت یافتہ ایجنسیوں اور طاقتور سے طاقتور ایجنٹوں سے بھی ٹکر لی ہے اور ان سب کو تباہ و برباد کر دیا ہے۔ دنیا میں علی عمران کا نام خوف اور دہشت کی علامت سمجھا جاتا ہے اور پاکیشیا کے خلاف کام کرنے والی تنظیموں اور ایجنسیوں کے لئے موت کے فرشتے سے کم نہیں ہے۔ میرے ذہین میں یہی ایک نام ہے جس پر میں اعتماد کر سکتی ہوں اور اسے کوڈ بک کے بارے میں بتا بھی سکتی ہوں اور وہ کوڈ بک اسے دے بھی سکتی ہوں“...... پلوشہ نے کہا۔

”کیا تم نے عمران کو دیکھا ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”نہیں۔ صرف اس کا نام سنا ہے اور یہ بھی پتہ چلا ہے کہ وہ دارالحکومت میں کہیں رہتا ہے۔ کنگ روڈ کی کسی مجاہد بلڈنگ کے فلیٹ نمبر دو سو میں۔ میں چاہتی تو یہاں آ کر سیدھی اس کے پاس بھی جا سکتی تھی اور میں وہاں گئی بھی تھی لیکن جب میں کنگ روڈ مجاہد بلڈنگ کے پاس پہنچی تو میں نے وہاں نیلے رنگ کی ایک کار دیکھی۔ اس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کو دیکھ کر میں چونک پڑی۔ جب میں ڈی کیمپ میں ٹریننگ لے رہی تھی تو وہ آدمی بھی وہاں موجود ہوتا تھا۔ اس کا اصل نام تو

مجھے معلوم نہیں ہے لیکن اس کا تعلق ڈی کیمپ کے بلیک گروپ سے ہے جس کا کام نگرانی اور اغوا کرنے کا ہے۔ اسی کے گروپ کے ذریعے لڑکوں اور لڑکیوں کو اغوا کیا جاتا ہے اور پھر انہیں خفیہ سرنگ کے راستے کافرستان پہنچا کر ڈی کیمپ میں پہنچا دیا جاتا ہے جہاں انہیں ملک دشمنی اور مسلم کشی کی خصوصی تربیت دی جاتی ہے۔ اس آدمی کو وہاں دیکھ کر میں ڈر گئی اور وہاں سے بھاگ نکلی۔ اسی لئے میں دوبارہ وہاں نہیں گئی۔ میرے پاس چونکہ رہنے کی جگہ نہیں تھی اور پیسے بھی ختم ہو گئے تھے اس لئے میں نے سوچا کہ مجھے کسی کے ہاں نوکری کر لینی چاہئے۔ اس طرح نہ صرف مجھے چھت مل جائے گی بلکہ مجھے کچھ دن غائب رہنے کا موقع بھی مل جائے گا اور پھر میں دوبارہ اس علی عمران کے پاس جاؤں گی اور اسے ڈی کیمپ کے بارے میں ساری تفصیل بتا دوں گی اور یہ اتفاق ہی ہے کہ جگہ جگہ ٹھوکریں کھانے کے بعد میں مس صالحہ تک پہنچ گئی اور یہ مجھے یہاں لے آئی ہیں اور آپ کے خلوص اور اخلاق نے مجھے آپ کے سامنے سچ بولنے پر مجبور کر دیا“...... پلوشہ نے کہا۔ جولیا اور صالحہ نے اس کے لہجے اور بولنے کے انداز سے محسوس کر لیا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے سچ کہہ رہی ہے۔ وہ اداکاری یا پھر کسی مخصوص مقصد کے لئے باتیں نہیں بنا رہی تھی۔ اس کے لہجے میں سچائی کی جھلک اور عزم تھا۔

”اس آدمی کا نام کیا ہے جسے تم نے عمران کے فلیٹ کے باہر

نیلی کار میں دیکھا تھا''...... جولیا نے پوچھا۔

''اس کا نام اصل نام تو راگھو ہے لیکن وہاں سب اسے کالا ناگ کہتے تھے اور وہ نام کا ہی نہیں حقیقت میں بھی کالا ناگ ہے جیسے ایک بار ڈس لے وہ پانی نہیں مانگتا''...... پلوشہ نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم نے واقعی ملک وقوم کو بچانے کے لئے بہت بڑا کام کیا ہے پلوشہ اور یہ تمہارا ہم پر بے حد اعتماد ہے کہ تم نے ہم پر بھروسہ کیا اور سب کچھ ہمیں صاف صاف بتا دیا۔ اب ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم تمہارے لئے کچھ کریں''...... جولیا نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تم میرے لئے کیا کر سکتی ہو۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہ مجھے کچھ روز اپنے پاس پناہ دے دو گی لیکن مجھے اس کوڈ بک کی فکر ہے۔ یہ مجھے ہر حال میں علی عمران تک پہنچانی ہے۔ اگر وہ کوڈ بک اور یہ ساری باتیں عمران تک نہ پہنچیں تو ڈی کیمپ کے اور رکن یہاں پہنچ جائیں گے اور میری وجہ سے ان کا جو فرسٹ مشن ختم ہوا ہے وہ پھر سے شروع کر دیں گے۔ ان کے پاس آدمیوں اور اسلحے کی کوئی کمی نہیں ہے اور ان کے پاس پاکیشیا آنے کا راستہ بھی ہے''...... پلوشہ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''کیا تم جانتی ہو کہ وہ خفیہ راستہ کہاں پر ہے''...... صالحہ نے پوچھا۔

''ہاں۔ جانتی ہوں اور میں بتا چکی ہوں۔ اس راستے کے

بارے میں ساری تفصیل کوڈ بک میں ہے۔ اگر عمران صاحب کسی طرح اس سرنگ کو بند کرا دیں تو پھر وہ کبھی بھی اتنی تعداد میں پاکیشیا نہیں پہنچ سکیں گے ور نہ ہی وہ تباہ کن مواد یہاں پہنچا سکیں گے۔ کاش۔ کاش کسی طرح میری ایک بار عمران صاحب سے ملاقات ہو جائے۔ کاش'''...... پلوشہ نے یاس بھرے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے کال بیل کی آواز بج اٹھی تو وہ یکلخت خاموش ہوگئی۔ جولیا اور صالحہ بھی چونک پڑیں۔

''یہ کون آ گیا''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں دیکھتی ہوں۔ تم ایسا کرو پلوشہ کو لے کر اندر کمرے میں چلی جاؤ''...... جولیا نے کہا۔

''کیوں۔ اپنا بھی تو کوئی ساتھی ہوسکتا ہے پھر ہمیں چھپنے کی کیا ضرورت ہے''...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

''بیل بجانے کا انداز نیا ہے۔ میں اپنے تمام ساتھیوں کے بیل بجانے کا انداز جانتی ہوں۔ یہ کوئی انجان ہے جس نے مختلف انداز میں کال بیل بجائی ہے''...... جولیا نے کہا تو صالحہ چونک پڑی۔

''اوہ اوہ۔ کہیں وہ لوگ مجھے ڈھونڈتے ہوئے یہاں تو نہیں پہنچ گئے''...... پلوشہ نے یکلخت گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کون لوگ''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''وہ۔ وہ۔ کالا ناگ''...... پلوشہ نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ

اچانک اس کا رنگ بدل گیا۔ دوسرے لمحے وہ لہرائی اور خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح گرتی چلی گئی۔ جولیا اور صالحہ اسے گرتے دیکھ کر چونک پڑیں۔ اسی لمحے جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک اس کے سر پر کسی نے گرز مار دیا ہو۔ اسے اپنے دماغ میں تیز جلن کا احساس ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے دماغ میں بھی اندھیرا بھرتا چلا گیا وہ لہرائی اور الٹ کر گرتی چلی گئی۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو دفتر کی بڑی سی میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھا ہوا بھاری بھرکم اور گینڈے جیسے جسم والا ایک ادھیڑ عمر آدمی چونک پڑا۔ اس آدمی کا رنگ سیاہ تھا اور اس کے سر گنجا تھا۔ اس کے ہونٹ موٹے اور چہرے سے زیادہ سیاہ دکھائی دے رہے تھے اور اس کی آنکھیں باہر کو ابلی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کے چہرے پر درندگی، سفاکی اور بے رحمی جیسے ثبت تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”نائیڈو بول رہا ہوں“...... اس آدمی نے غراہٹ بھرے اور کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”ماسٹر کال ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گینڈے جیسے جسم والا چونک پڑا۔ اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”اس وقت ماسٹر کال“...... گینڈے جیسے جسم والے نے کہا جس نے خود کو نائیڈو کہا تھا۔ اس نے فوراً ہاتھ بڑھا کر سائیڈ پر پڑے

انٹرکام کا بٹن پریس کیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میں کچھ ضروری کام میں مصروف ہوں۔ کسی کو میرے پاس نہ بھیجنا اور جب تک میں نہ کہوں کوئی کال مجھے ٹرانسفر نہ کرنا"۔ اس نے مخصوص لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر انٹرکام کا بٹن پریس کر کے آف کر دیا پھر وہ فوراً کرسی سے اٹھا اور میز کے پیچھے سے نکل کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

اس نے بیرونی دروازے کو لاکڈ کیا اور مڑ کر سائیڈ کی دیوار کی طرف آ گیا۔ اس نے دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز میں ہلکی سی ٹھوکر ماری تو اچانک سرر کی آواز کے ساتھ دیوار کے کنارے پر ایک خلاء سا بنتا چلا گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ آٹومیٹک انداز میں راستہ کھلتے ہی سیڑھیاں روشن ہو گئی تھیں۔ وہ دھم دھم کرتا ہوا سیڑھیاں اتر کر ایک تہہ خانے میں آ گیا۔ تہہ خانہ خاصا وسیع تھا جہاں کئی کمرے بنے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ فٹ بال کی طرح لڑھکنے والے انداز میں ایک کمرے کے دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔

"ڈی سی ہنڈرڈ"...... اس نے دروازے کے ایک کنارے کی طرف منہ کر کے مخصوص لہجے میں کہا۔ جیسے ہی اس نے یہ الفاظ ادا

کئے دروازہ یکلخت دو حصوں میں تقسیم ہوا اور سائیڈ کی دیواروں میں گھستا چلا گیا۔ سامنے ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس میں بے شمار مشینیں کام کر رہی تھیں اور ان مشینوں کے اوپر چھوٹی بڑی اسکرینیں بھی نصب تھیں۔ چند اسکرینیں آن تھیں اور چند آف دکھائی دے رہی تھیں۔ گینڈے جیسے جسم والا نائیڈو ایک چھوٹے سائز کی مشین کی طرف بڑھا جس کے اوپر ایک چھوٹی سی سیٹلائٹ ڈش لگی ہوئی تھی جو آہستہ آہستہ چاروں طرف گھوم رہی تھی۔

نائیڈو نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو اس مشین میں یکلخت زندگی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں اور اس پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے بلب جلنے بجھنے لگے۔ کئی ڈائلوں کے ساتھ بٹن بھی روشن ہو گئے۔ نائیڈو مشین کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے تیزی سے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے مشین کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک ہیڈ فون اتارا اور اسے کانوں پر چڑھا لیا۔ ہیڈ فون کے ساتھ مائیک بھی منسلک تھا۔ اس نے ایک بٹن پریس کیا تو ہیڈ فونز میں سمندر کی لہروں کے شور کی آوازیں سنائی دیں جیسے سمندری لہریں پوری قوت کے ساتھ ساحلی چٹانوں سے ٹکرا رہی ہوں۔ نائیڈو نے چند بٹن پریس کئے تو ہیڈ فونز میں سمندر کی لہروں کا شور ختم ہو گیا اور ہلکی سی بیپ کی آواز سنائی دی۔

"کوڈ"...... یکلخت دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی مشینی آواز سنائی دی۔

''ڈی سی ہنڈرڈ''...... نائیڈو نے جواب دیا۔

''ڈبل کوڈ بتاؤ''...... وہی آواز پھر سنائی دی۔

''ڈی سی ڈبل ہنڈرڈ''...... نائیڈو نے جواب دیا تو دوسری طرف سے سرسرسر کی آواز سنائی دینے لگی جیسے ٹیپ چل رہا ہو۔

''اپنا نام بتاؤ''...... دوسری طرف سے ایک بار پھر کہا گیا۔

''میور۔ پورا نام میور نائیڈو''...... نائیڈو نے جواب دیا تو ایک بار پھر سرسرسر کی آواز سنائی دینے لگی۔

''نام درست ہے۔ آواز میچ اور کوڈز بھی درست ہیں۔ ہولڈ آن کرو۔ ابھی گرانڈ چیف لنکڈ ہو جائے گا''...... دوسری طرف سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''گرانڈ چیف بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک کرخت اور انتہائی سرد آواز سنائی دی۔

''میور نائیڈو بول رہا ہو گرانڈ چیف''...... نائیڈو نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میور۔ فرسٹ مشن کے لئے تم نے ابھی تک رپورٹ کیوں نہیں دی ہے اور یہ مشن ابھی شروع کیوں نہیں ہوا ہے''...... دوسری طرف سے گرانڈ چیف نے سخت اور سرد لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''سوری گرانڈ چیف۔ ہمارا فرسٹ مشن شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گیا ہے''...... نائیڈو نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ مشن شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گیا ہے۔ یہ تم کیا بول رہے ہو۔ نانسنس''...... دوسری طرف سے گرانڈ چیف نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''جن افراد کو ہم نے فرسٹ مشن کے لئے تیار کیا تھا اور وہ مشن پر جانے کے لئے ریڈی تھے لیکن ان سب کو ایک ساتھ ہلاک کر دیا گیا ہے''...... نائیڈو نے ڈرتے ڈرتے کہا تو دوسری طرف ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی اور پھر ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے دوسری طرف وحشی سانڈ نتھنوں سے نہایت غصیلے انداز میں تیز تیز سانس لے رہا ہو۔

''کیسے ہوا یہ سب۔ کس نے سب کو ہلاک کیا ہے۔ کون ہے وہ''...... چند لمحوں بعد گرانڈ چیف نے اسی طرح دھاڑتے ہوئے کہا۔

''یہ سب کچھ کاسات میں امیر سلطان کے ڈیرے پر ہوا ہے گرانڈ ماسٹر۔ وہ سب فرسٹ مشن کی تیاری کر رہے تھے۔ میرا ان سے رابطہ تھا۔ امیر سلطان کا کہنا تھا کہ اس نے ساری تیاری مکمل کر لی ہے۔ اگلے روز وہ اپنے سب ساتھیوں کے ساتھ دارالحکومت پہنچنے والا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ دارالحکومت پہنچتے ہی وہ مجھ سے رابطہ کرے گا۔ میں سارا دن اس کا انتظار کرتا رہا لیکن اس نے مجھ سے رابطہ نہ کیا۔ ایک ٹی وی نیوز پر کاسات میں اچانک ہونے والے ایک خوفناک دھماکے اور وہاں کی تباہ کاری کا سن کر میں

چونک پڑا۔ ٹی وی میں کاسات کے ایک علاقے کے بارے میں بتایا جا رہا تھا جہاں رات کے وقت اچانک دھماکے ہونے شروع ہو گئے تھے اور وہ علاقہ بری طرح سے تباہ ہو گیا تھا جس میں دو سو سے زائد افراد ہلاک ہوئے تھے۔ میں نے جب اس علاقے کو دیکھا تو میں حیران رہ گیا۔ وہ کاسات کا وہی علاقہ تھا جہاں امیر سلطان اپنے ساتھیوں سمیت رہتا تھا۔ میں فوری طور پر سب کچھ چھوڑ کر کاسات روانہ ہو گیا اور پھر جب میں وہاں پہنچا تو وہاں ہر طرف تباہی مچی ہوئی تھی۔ بہت بڑا علاقہ تباہ ہوا تھا۔ ٹی وی نیوز والے صرف دو سو افراد کی ہلاکتوں کی خبر دے رہے تھے لیکن حقیقت اس سے مختلف تھی۔ تباہی بڑے پیمانے پر ہوئی تھی اور اس میں سینکڑوں افراد مارے گئے تھے۔ وہاں ہونے والے دھماکوں کا آغاز امیر سلطان کے خفیہ ٹھکانے سے ہی ہوا تھا۔ چونکہ سب کچھ جل کر راکھ ہو چکا تھا اس لئے کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیسے اور کیوں ہوا ہے۔ تحقیقاتی ادارے اپنا کام کر رہے تھے۔ ان سے مجھے اس قدر معلومات مل سکیں کہ اس علاقے میں کسی عسکریت پسند تنظیم کا بارود کا کارخانہ تھا۔ اس کارخانے میں اچانک آگ بھڑک اٹھی اور بارودی مواد بلاسٹ ہو گیا۔ یہ ساری تباہی ایک اتفاقیہ حادثہ تھا۔ کارخانہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا تھا اور اس کے ارد گرد چند دوسرے کارخانے اور بے شمار رہائشی عمارتیں بھی تباہ ہو گئی تھیں۔ میں نے ہر طرح سے تحقیقات کرا لی ہیں گرانڈ ماسٹر،

پاکیشیائی تحقیقاتی اداروں کی رپورٹ غلط نہیں ہے۔ امیر سلطان یا پھر اس کے کسی آدمی کی غلطی کی وجہ سے یہ سب ہوا ہے۔ ان کے پاس خطرناک حد تک تباہی پھیلانے والا مواد موجود تھا جو کسی حادثے کے سبب بلاسٹ ہوا تھا۔ جس کے ساتھ امیر سلطان، اس کا بیٹا شامیر سلطان اور بیٹی پلوشہ بھی ہلاک ہو گئے۔ اس طرح ہمارا مشن شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہو گیا''...... نائیڈو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کاسات کے علاقے میں ہونے والی تباہی کے بارے میں ٹی وی پر میں نے بھی سنا تھا لیکن یہ تباہی امیر سلطان کے ٹھکانے پر ہوئی ہے اور وہاں موجود ہمارے تمام آدمی مارے گئے ہیں اس کے بارے میں مجھے کوئی علم نہیں تھا۔ میں تو اس انتظار میں بیٹھا ہوا تھا کہ تم کب مجھے فرسٹ مشن کی رپورٹ دیتے ہو یا پھر میڈیا کب پاکیشیائی دارالحکومت میں ہونے والی تباہی کی خبریں نشر کرتا ہے لیکن ایسا کچھ نہیں ہوا تب مجھے مجبوراً تم سے رابطہ کرنا پڑا۔ اگر سب کچھ ختم ہو گیا تھا تو پھر تم نے مجھے یہ سب پہلے کیوں نہیں بتایا۔ نانسنس''...... دوسری طرف سے گرانڈ چیف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''چیف میرے پاس ہیومن لائیو سرچنگ مشین ہے۔ ڈی سی کے جتنے بھی افراد ہیں ان کے جسموں میں خصوصی ٹپ لنک پن انجکٹ کی جاتی ہے جن کا لنک ایچ ایل ایس مشین سے ہوتا ہے۔

اس مشین میں امیر سلطان، اس کے بیٹے اور بیٹی سمیت ان تمام افراد کے جسموں میں لگی ہوئی ٹپ لنک پنوں کا لنک موجود ہے۔ جب تک وہ زندہ ہوتے ہیں مشین سے انہیں نہ صرف چیک کیا جا سکتا ہے بلکہ اس بات کا بھی پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کہاں پر موجود ہیں اور کیا کر رہے ہیں۔ اگر وہ ہلاک ہو گئے ہوں تو مشین ان کا ڈارک کاشن دے دیتی ہے۔ جب یہ حادثہ ہوا تو میں نے سب سے پہلے اس مشین کو آن کیا اور تمام افراد کا ڈیٹا چیک کرنے کی کوشش کی لیکن مشین میں کوئی فالٹ آ گیا تھا۔ میں نے بہت کوشش کی کہ ان تمام افراد کے ٹپ لنک پن سے لنک کر سکوں لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ میں نے اس مشین کا فالٹ دور کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ اس مشین کا سرچنگ پوائنٹر خراب ہو چکا تھا جو ایک خاص پرزے کی شکل میں تھا۔ یہ پرزہ پاکیشیا میں دستیاب نہ تھا۔ مجھے یہ پرزہ خصوصی طور پر ایکریمیا سے منگوانا پڑا۔ پرزہ ایکریمیا سے سپیشل کوریئر کے ذریعے میرے پاس پہنچ چکا ہے اور میں نے اسے مشین میں فکسڈ بھی کر دیا ہے۔ اب مجھے اس مشین کو دوبارہ سے ری سیٹ کرنا ہے۔ تمام افراد کے ٹپ لنک پنوں کا کوڈ فیڈ کرنا ہے۔ ایسا کرتے ہی مشین آٹو سرچنگ شروع کر دے گی اور اس سے پتہ چل جائے گا کہ آیا اس حادثے میں تمام افراد ہلاک ہوئے ہیں یا کوئی ایک بچ گیا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ سب افراد کے بارے میں پتہ چل جائے اس کے

بعد آپ کو کال کر کے رپورٹ دوں''...... نائیڈو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ جب تم بتا رہے ہو کہ تم نے اپنی آنکھوں سے وہاں ہر طرف تباہی دیکھی ہے تو پھر کیسے ممکن ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ بچ گیا ہو''...... گرانڈ چیف نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک حادثے کے وقت کہیں گیا ہو اور بچ گیا ہو''...... نائیڈو نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو اب تم کب تک تمام افراد کی لنکنگ چیک کر لو گے''...... گرانڈ چیف نے کہا۔

''اس کے لئے زیادہ سے زیادہ مجھے چار گھنٹے درکار ہوں گے گرانڈ چیف۔ چار گھنٹوں میں تمام افراد کا پتہ چل جائے گا۔ اگر ان میں سے کوئی زندہ ہے تو میرے لئے اس کا پتہ کرانا ضروری ہے تاکہ میں اس سے رابطہ کر سکوں اور اسے اپنے پاس لا سکوں۔ آپ ہی کہتے ہیں کہ ڈی سی کا ایک ایک فرد ہمارے لئے انتہائی قیمتی ہے۔ ان میں سے کسی کا پاکیشیائی ایجنسی کے ہاتھ لگنا ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے''...... نائیڈو نے کہا۔

''ہاں۔ ہم نے جس طریقے سے ان افراد کی مائنڈ اسکیننگ کی ہے اگر وہ کسی ایجنسی کے ہاتھ لگ گیا تو اس کی بات چیت سے ایجنسی والوں کو شک ہو سکتا ہے اور اگر وہ دوبارہ اس شخص کی مائنڈ اسکیننگ کریں گے تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ اس شخص

کی مائنڈ اسکیننگ کی گئی ہے اور اسے کس مقصد کے لئے تیار کیا گیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ کسی کو ڈی سی کے بارے میں کوئی ایک چھوٹا سا کلیو بھی ملے۔ ایسا ہوا تو ڈی سی کے کاز کے لئے انتہائی نقصان دہ ہوگا اور ڈی سی کا راز بھی اوپن ہو جائے گا''...... گرانڈ چیف نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔ اس کے نرم لہجے میں بھی بھیڑیے کی سی کاٹ تھی۔

''یس گرانڈ ماسٹر۔ اسی نظریئے کے تحت میں تیزی سے کام کرنا چاہتا ہوں اور پھر آپ کو مفصل رپورٹ کرنا چاہتا ہوں۔ پرزہ خراب نہ ہو گیا ہوتا تو اب تک میں آپ کو رپورٹ کر چکا ہوتا''...... نائیڈو نے کہا۔

''اوکے۔ جلدی اپنا کام مکمل کرو اور مجھے رپورٹ کرو۔ فرسٹ مشن کے لئے ہمیں مزید آدمیوں کو وہاں بھیجنا ہوگا اور اس کے لئے ظاہر ہے ہمیں پھر سے نئی منصوبہ بندی کرنی پڑے گی۔ خیر کوئی بات نہیں۔ فی الحال ہمارے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ امیر سلطان کے ساتھ جتنے بھی افراد تھے ان میں سے کون کون ہلاک ہوئے ہیں اور کون کون بچ گئے ہیں۔ جو بچ گئے ہیں انہیں فوراً ٹریس کرو اور اپنے پاس لاؤ۔ وہ دوبارہ ہمارے کام آ سکتے ہیں''۔ گرانڈ چیف نے کہا۔

''یس گرانڈ چیف''...... نائیڈو نے کہا۔

''میں تمہیں کل خود کال کروں گا۔ تب تک تم اپنی رپورٹ تیار

رکھنا''...... گرانڈ چیف نے کہا۔

''اوکے گرانڈ چیف''...... نائیڈو نے کہا اور ساتھ ہی ہیڈ فون میں بیپ کی آواز سنائی دی جو اس بات کا کاشن تھا کہ دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا گیا ہے۔ نائیڈو نے ایک طویل سانس لیا اور اس نے کانوں سے ہیڈ فون اتار کر مشین پر رکھا اور اسے آپریٹ کرنا شروع ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں مشین آف ہو گئی۔ نائیڈو اپنے جگہ سے اٹھا اور پھر وہ ایک دوسری مشین کے پاس آ گیا۔ اس مشین پر ایک بڑی سی اسکرین نصب تھی۔ اس نے مشین کے سامنے بیٹھ کر مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور ساتھ ساتھ ڈائل گھمانے لگا۔ اسی لمحے مشین پر لگی ہوئی اسکرین پر روشنی کے جھماکے سے ہوئے اور پھر اسکرین آن ہو گئی۔ اسکرین پر ترپن باکس سے بن گئے۔ ان باکسز میں سرخ رنگ کے کراس بنے ہوئے تھے۔ نائیڈو نے مشین آپریٹ کرنا شروع کر دی۔ کچھ ہی دیر میں ان باکسز میں مختلف انسانوں کے چہروں کی تصویریں آنا شروع ہو گئیں۔ ان میں ایک ادھیڑ عمر آدمی کی تصویر تھی جو پہلے نمبر پر تھی۔ دوسری تصویر ایک نوجوان کی تھی جس کی شکل ادھیڑ عمر آدمی سے ملتی تھی۔ تیسری تصویر ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی کی تھی۔ اس کی شکل بھی ان دو افراد سے ملتی تھی۔ اس کے بعد باکسز میں ظاہر ہونے والی تصاویر پندرہ سے بیس سال کی عمروں کے نوجوانوں کی تھیں۔ کچھ ہی دیر میں تمام باکسز میں تصویریں نمودار ہو گئیں۔

نائیڈو انتہائی انہاک سے مشین کو آپریٹ کرنے لگا۔ تمام تصویروں کے نیچے وہ کوڈز فیڈ کر رہا تھا پھر اس نے ان کوڈز کو سرچنگ پوائنٹ سے ایڈجسٹ کیا اور آٹو سرچنگ کا بٹن پریس کر دیا۔ تمام باکسز میں موجود تصویروں پر ہلکے نیلے رنگ کی لکیریں سی اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر چلنا شروع ہو گئیں۔ تصویروں کے نیچے چھوٹے باکسز میں تیزی سے فگرز چل رہے تھے۔

’’اس کام میں تو خاصا وقت لگے گا۔ مشین ایک ایک کر کے انہیں سرچ کرے گی۔ تب تک میں دوسرے کام نپٹا لیتا ہوں‘‘۔ نائیڈو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اسکرین کا بٹن پریس کر کے اسکرین آف کی اور پھر وہ مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مشین بدستور چل رہی تھی۔ وہ تہہ خانے سے نکل کر واپس اپنے آفس میں آ گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔ مشین اب خود ہی ان تمام افراد کی سرچنگ کر لے گی اور دو تین گھنٹوں بعد اسے پتہ چل جائے گا کہ آیا تمام افراد حادثے میں ہلاک ہوئے ہیں یا ان میں سے کوئی زندہ ہے۔ چونکہ مکمل سرچنگ میں وقت لگنا تھا اس لئے وہ آفس میں اپنے دیگر کاموں میں مصروف ہو گیا۔

عمران نے کار سیکرٹریٹ کی پارکنگ میں روکی اور پھر کار سے نکل کر وہ تیز تیز چلتا ہوا لفٹوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایک لفٹ میں سوار ہو کر وہ تھرڈ فلور پر پہنچا جہاں سر سلطان کا آفس حال میں ہی شفٹ ہوا تھا۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا سر سلطان کے آفس کے پاس پہنچ گیا۔ آفس کے باہر ایک اردلی کھڑا تھا۔

’’سلام صاحب‘‘...... اردلی نے عمران کو دیکھ کر اسے سلام کرتے ہوئے کہا کیونکہ وہ اسے پہچانتا تھا۔

’’سلام صاحب نہیں۔ السلام علیکم ہوتا ہے اور وہ بھی بغیر صاحب کے‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’اوہ۔ السلام علیکم صاحب‘‘...... اردلی نے فوراً اپنی تصیح کرتے ہوئے کہا۔

’’پھر صاحب۔ بغیر صاحب کے کرو سلام‘‘...... عمران نے کہا۔

’’السلام علیکم جناب۔ اب ٹھیک ہے‘‘...... اردلی نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اب سلام سے صاحب نکل کر جناب آ گیا ہے اور یہاں مجھے دور دور تک نہ تو کوئی صاحب دکھائی دے رہا ہے اور نہ جناب قسم کا انسان۔ پوری راہداری میں صرف میں ہوں اور تم ہو۔ اس لئے بغیر صاحب اور جناب والا سلام کرو''..... عمران نے کہا تو اردلی ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''السلام علیکم''..... اردلی نے کہا۔

''یہ پورا سلام نہیں ہے۔ پورا سلام السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاۃٗ ہوتا ہے۔ کرو پورا سلام''..... عمران نے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سر سلطان کے اردلی کو آج خصوصی طور پر صرف پورا سلام سکھانے کے لئے آیا ہو۔

''السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاۃٗ''..... اردلی نے کہا۔

''یہ ہوئی نا بات۔ بہرحال تم نے چونکہ پورا سلام کیا ہے اس لئے میرا بھی فرض ہے کہ میں تمہارے سلام کا پورا جواب دوں اور پورا جواب ہے۔ وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاۃٗ۔ دودھوں نہاؤ پوتوں پھلو اور سناؤ کیسے ہو۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا اور بھابھی اور بچے کیسے ہیں''..... عمران نے مسکراتے ہوئے بڑی بوڑھیوں کے سے انداز میں کہا۔

''سب ٹھیک ہیں جناب''..... اردلی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''پھر غلط جواب''..... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اب کیا غلط کہہ دیا میں نے''..... اردلی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تمہیں جواب میں کہنا چاہئے تھا۔ الحمدُللہ ہم سب خیریت سے ہیں''..... عمران نے ناصحانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے صاحب۔ آئندہ ایسا ہی کہوں گا''..... اردلی نے جیسے جان چھڑانے والے انداز میں کہا۔

''آئندہ کیوں۔ ابھی کیوں نہیں۔ جو غلطی فوراً سدھار لی جائے وہی اچھا ہوتا ہے''..... عمران نے کہا۔

''الحمدُللہ۔ ہم سب بالکل خیریت سے ہیں اور آپ کی خیریت نیک مطلوب ہے''..... اردلی نے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اردلی نے اسے خط کا مضمون پڑھنے والے انداز میں جواب دیا تھا۔

''جیتے رہو۔ جیتے رہو۔ اللہ پاک تمہیں اور تمہاری فیملی کو سلامت رکھے اور انہیں تاحیات صحت اور طویل عمر مرحمت فرمائے۔ آمین''..... عمران نے کہا۔

''شکریہ''..... اردلی نے کہا۔

''اچھا یہ تمہارے چہرے پر زردی کیوں ہے اور آنکھیں بھی بجھی بجھی سی دکھائی دے رہی ہیں''..... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں چھوٹے صاحب۔ آج دیر سے جاگا تھا دفتر آنے کی جلدی تھی اس لئے بغیر ناشتہ کئے ہی آ گیا ہوں۔ اب صاحب سے اجازت لے کر کینٹین میں جاؤں گا اور ناشتہ کروں گا تو یہ ساری نقاہت اور چہرے کی زردی ختم ہو جائے گی"...... اردلی نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تیزی سے سر سلطان کے آفس کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ سامنے میز کے پیچھے سر سلطان بڑے مدبرانہ انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا اور میز پر ان کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی تھی جس کا وہ نہایت انہاک سے مطالعہ کر رہے تھے۔

"اگر دخل در نامعقولات نہ ہو تو میں جناب کی خدمت میں سلام پیش کرنے کی جسارت کر سکتا ہوں"...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو اس کی آواز سن کر سر سلطان چونک پڑے۔ انہوں نے سر اٹھا کر عمران کی طرف دیکھا۔

"اوہ تم۔ آؤ"...... سر سلطان نے کہا تو عمران آگے بڑھ آیا۔

"السلام علیکم و رحمتہ اللہ وبرکاۃ"...... عمران نے بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ انہیں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام"...... سر سلطان نے کہا۔

"یہ میرے سلام کا مکمل جواب نہیں ہے جناب۔ میں نے آپ کو پورا سلام کیا ہے۔ آپ بزرگ ہیں مجھ سے بڑے ہیں اس لئے

آپ کو میرے سلام کا مکمل جواب دینا چاہئے یہ آپ کا فرض بھی ہے"...... عمران نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا تو سر سلطان چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا بات ہے آج بڑے سنجیدہ دکھائی دے رہے ہو"...... سر سلطان نے اس کی چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے میرے سلام کا جواب دیں پھر دوسری بات ہو گی"۔ عمران نے اسی انداز میں کہا۔

"وعلیکم السلام و رحمتہ اللہ و برکاۃ۔ اب ٹھیک ہے"...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تو میرے سلام کا جواب ہے۔ آپ بزرگ ہیں اور سلام کے جواب کے بعد اگر دعا دی جائے تو وہ فرش سے سیدھی عرش پر جاتی ہے اور اللہ پاک اس دعا کو رد نہیں کرتا"...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اب میں اتنا بھی بوڑھا نہیں ہوا کہ بوڑھوں کی طرح تم سے کہوں کہ دودھوں نہاؤ پوتوں پھلو۔ خوش رہو آباد رہو۔ بہرحال بیٹھو"...... سر سلطان نے کہا تو عمران میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ فون ذرا مجھے دیں گے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"کیوں۔ کسے فون کرنا ہے"...... سر سلطان نے فون اس کی

طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''آنٹی کو''...... عمران نے اسی سنجیدگی سے کہا۔

''کس کی آنٹی''...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

''میری آنٹی جنہیں غالباً بیگم سلطان یا پھر مسز سلطان کہا جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو سر سلطان حیرت سے اس کا چہرہ تکنے لگے۔

''کیا مطلب۔ تم میری بیگم کو کیوں فون کرنا چاہتے ہو''...... سر سلطان نے کہا۔ وہ عمران کی طرف ایسی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے ہوں کہ عمران واقعی سنجیدہ ہے یا وہ مذاق میں کوئی نیا رنگ ڈال رہا ہے۔

''آپ نے ہی کہا کہ آپ ابھی اتنے بوڑھے نہیں ہوئے ہیں جو بوڑھوں کی طرح سے مجھ جیسے معصوم کو دعا دے سکیں جس کا مطلب ہے کہ آپ خود کو جوان سمجھ رہے ہیں اور بزرگوں کا قول ہے کہ جوان کو زیادہ دیر کنوارا نہیں رہنا چاہئے۔ آپ شادی شدہ کنوارے ہیں تو میں نے سوچا کہ میں آنٹی کو فون کر کے خوشخبری سنا دوں کہ جلد ہی کوئی نوجوان حسینہ آنے والی ہے اس لئے وہ ریٹائرڈ ہونے کے لئے تیار رہیں''...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا تو سر سلطان نے بے اختیار اٹھ کر اس کے ہاتھ سے رسیور چھین لیا اور کریڈل پر رکھ کر فون سیٹ سائیڈ پر کر دیا۔

''تو یہ ہے تمہارا مذاق''...... سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے

کہا۔

''مذاق۔ میں نے کب مذاق کیا ہے آپ سے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے معلوم تھا کہ تمہاری سنجیدگی بھی ضرور کوئی رنگ دکھائے گی''...... سر سلطان نے اسی انداز میں کہا۔

''کمال ہے آپ سے ہنسی مذاق کرتا ہوں تب آپ منہ بناتے ہیں اور آج میں بڑی شرافت کے ساتھ انتہائی مؤدبانہ انداز میں آپ کی خدمت میں پیش ہوا ہوں تب بھی آپ منہ بنا رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ان سب باتوں کو چھوڑو اور میری بات دھیان سے سنو''۔ سر سلطان نے سر جھٹک کر کہا۔

''آپ کی بات میں تب غور سے سنوں گا جب میرے کان کھلے ہوں گے۔ اس وقت تو کانوں کے ساتھ ساتھ میرا منہ، میری ناک بلکہ میرا سارا جسم جامد ہوا پڑا ہے۔ میرا جسم کانپ رہا ہے اور میری آنکھوں کے سامنے دھند سی چھائی ہوئی ہے۔ آپ یقین کریں کہ آپ کے سامنے جو بیس صفحات والی سرخ جلد والی فائل پڑی ہوئی ہے یہ بھی مجھے دکھائی نہیں دے رہی ہے اور تو اور آپ کے ہاتھ میں لائٹ بلیو کلر کا جو ڈائمنڈ ٹپ والا قلم ہے وہ تو سرے سے مجھے دکھائی ہی نہیں دے رہا ہے''...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

''ابھی یہ سب دکھائی نہیں دے رہا ہے تو یہ حال ہے کہ فائل کے صفحات اور قلم کی ٹپ کے بارے میں بھی بتا رہے ہو۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ یہ ساری کمزوریاں کس وجہ سے رونما ہو رہی ہیں''...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب آپ کو کیا بتاؤں۔ ایک تو سلیمان جیسا انوکھا باورچی میرے ساتھ جڑا ہوا ہے جو اپنا تو ہر طرح سے خیال رکھتا ہے۔ اچھا کھانا، اچھا پہننا اور اچھے سے اچھے انداز میں رہنا لیکن میرے بارے میں وہ کچھ سوچتا ہی نہیں ہے۔ وہ صبح اٹھ کر اپنے لئے بھرپور ناشتہ تیار کرتا ہے جسے وہ کچن میں بیٹھ کر اکیلا ہی کھا جاتا ہے۔ میری باری آتی ہے تو وہ مجھے سوکھا سڑا سا ناشتہ دیتا ہے جس میں دو سلائس، ایک ابلا ہوا انڈہ، چائے کا ایک کپ ہی ہوتا ہے۔ اس سے جام جیلی، مقوی حریرہ اور مربہ جات کی بات کرو تو وہ اپنی مفلسی کا رونا رونے لگتا ہے اور اس کی حالت دیکھ کر مجھے طوعاً کرہاً اس کا دیا ہوئے ناشتہ زہر مار کرنا ہی پڑتا ہے اور میں کر بھی کیا سکتا ہوں۔ آج تو اس نے حد ہی کر دی ہے۔ آج جب میں نے اس سے ناشتہ مانگا تو اس نے چائے کا آدھا کپ لا کر میرے سامنے رکھ دیا جس نیں نہ چائے کی پتی تھی، نہ چینی اور ہی نہ دودھ۔ اس نے کہا کہ آج مجھے اسی سے گزارا کرنا پڑے گا کیونکہ آج اسے نہ تو ادھار میں کسی نے انڈہ دیا ہے۔ نہ سلائس اور نہ ہی دودھ والے نے دودھ دیا ہے۔ اس نے خود بڑی مشکلوں سے لوگوں کی منتیں کر

کر کے اپنے لئے تھوڑا سا دیسی گھی، دودھ، ایک درجن انڈے، مربہ جات اور تھوڑے سے حریرہ جات حاصل کئے تھے جس سے اس نے ہلکا پھلکا ناشتہ کیا ہے۔ اب میرے حصے میں یہی گرم پانی آیا ہے سو میں اسی سے گزارا کروں اور جناب میں نے ابھی گرم پانی والا کپ اٹھایا ہی تھا کہ اسی سے گزارا کر لوں کہ آپ کا فون آ گیا اور آپ نے حکم شاہی صادر فرما دیا کہ میں فوراً آپ کے دفتر پہنچ جاؤں۔ آپ کا شاہی فرمان تھا کہ میں فوراً پہنچوں اس لئے مجبوراً مجھے گرم پانی کا کپ بھی وہیں چھوڑنا پڑا اور میں بھاگم بھاگ یہاں آ گیا۔ اب ظاہر ہے بھوکے پیٹ مجھ پر نقاہت ہی طاری ہونی ہے اور نقاہت میں ایسی ہی علامات ظاہر ہوتی ہیں جو میں آپ کو بتا چکا ہوں''...... عمران کی زبان ایک بار چلنے پر آئی تو نان سٹاپ چلتی ہی چلی گئی۔

''کہہ چکے سب یا ابھی کچھ اور کہنا باقی ہے''...... سر سلطان نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''اب بھوکے پیٹ میں اور کتنا بول سکتا ہوں۔ یہ تو میری ہمت ہے جو میں بول رہا ہوں اور شاید یہ زبان آپ کے ڈر سے ہی بول رہی ہے ورنہ حلق تک خشک ہو چکا ہے۔ زبان تالو سے چپک رہی ہے لیکن......'' عمران نے ایک بار پھر بولنا شروع کر دیا۔

''بس بس۔ بہت ہو گئی فضول باتیں''...... سر سلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں جناب۔ آپ جیسے امیر اور بڑے لوگ صبح سویرے بھرپور انداز میں ناشتہ کرتے ہیں جبکہ مجھ جیسے غریب، مفلس اور قلاش آدمیوں کے لئے ناشتے کی بات کرنا بھی فضول کہلاتا ہے۔ کیا زمانہ آ گیا ہے توبہ توبہ''...... عمران نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بڑے افسردہ لہجے میں کہا۔

''صاف کہو کہ تم ناشتہ کرنا چاہتے ہو''...... سر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''صاف نہیں۔ میں بالکل صاف صاف کہہ رہا ہوں جناب کہ میں واقعی ناشتہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اس بے ناشتہ کئے انسان کو ناشتہ کرا دیں گے تو اللہ پاک آپ کی جوانی کو سلامت رکھے گا آپ کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے۔ ایک نہیں آپ مزید چار چار شادیاں کریں گے اور آپ کو جو بھی ملے گی وہ ایک سے بڑھ کر ایک حسین ہو گی جسے دیکھ کر آپ جنت کی حوروں کو بھی بھول جائیں گے اور......'' اس سے پہلے کہ عمران کچھ اور کہتا سر سلطان نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے ان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''عمران میرے پاس پہنچ گیا ہے۔ اس کے لئے ناشتے کا انتظام کرو ابھی''...... سر سلطان نے کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر انہوں نے انٹرکام کا بٹن پریس کر کے اسے آف کر دیا۔

''اوہ۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں جناب۔ آپ کی آئندہ سات بلکہ چودہ نسلوں کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھ جیسے بے ناشتہ کئے انسان کے لئے ناشتے کا آرڈر کر دیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ سیکرٹریٹ میں ہلکا پھلکا نہیں بلکہ خوب صحت افزاء اور اعلیٰ قسم کا ناشتہ مہیا کیا جاتا ہے۔ آخر آپ چھوٹے موٹے آفیسر تو نہیں ہیں۔ آپ کی شان، آپ کے وقار اور آپ کے اعلیٰ عہدے کو مدِ نظر رکھتے ہوئے شایان شان ناشتہ لایا جائے گا۔ یہ آپ کی محبت کا ثبوت ہو گا جناب جو آج میں اس قدر بھرپور اور لذت سے بھرپور ناشتہ کروں گا جس میں یقیناً مقوی حریرہ جات، مربہ جات، سلائسز، انڈے، تازہ اور خوشبو دار دیسی گھی میں جھلملاتے ہوئے پراٹھے، خالص دودھ کی چائے اور نجانے کیا کیا ہو گا۔ یہ سب سوچ کر ہی میری بھوک بڑھ گئی ہے۔ امید ہے مجھے مزید ناشتے کی ضرورت ہو گی تو وہ بھی آپ مجھے مہیا کر دیں گے''...... عمران نے کہا تو سر سلطان اس کے انداز پر ہنس پڑے۔

''تم کب سدھرو گے عمران''...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

''آپ دو چار سال اسی طرح روزانہ مجھے اپنے پاس بلا کر بھرپور اور مقوی ناشتہ کرا دیا کریں۔ لنچ اور ڈنر کا اہتمام کسی فائیو سٹار ہوٹل کے ریسٹورنٹ میں نہیں تو کسی تھری سٹار ہوٹل کے ریسٹورنٹ میں کرا دیا کریں تو میں جلد ہی سدھر جاؤں گا

جناب‘‘...... عمران نے کہا تو سر سلطان ایک بار پھر ہنس پڑے۔

’’اچھا سوچوں گا۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تمہیں یہاں کیوں بلایا ہے‘‘...... سر سلطان نے کہا۔

’’ناشتہ کرانے کے لئے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’نہیں۔ میں نے تمہیں ایک اہم بات بتانے کے لئے بلایا ہے‘‘...... سر سلطان نے کہا۔

’’ناشتے کرانے کے سوا اور کون سی اہم بات ہو سکتی ہے جناب‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ایکریمیا سے مجھے خصوصی طور پر ایک فائل بھیجی گئی ہے۔ یہ فائل سپیشل کوریئر سے مجھ تک پہنچی ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ اس فائل کو بھیجنے والے کا کوئی نام پتہ نہیں ہے۔ صرف ایک فون نمبر ہے جو ایکریمیا کی ریاست مشی گن کا ہے۔ میں نے اس فون پر کال کیا تھا لیکن یہ فون نمبر جعلی ہے‘‘...... سر سلطان نے کہا۔

’’آپ کے کہنے کا مطلب ہے کہ جس نے آپ کو فائل بھیجی ہے اس نے آپ کو یہ نہیں بتایا کہ وہ کون ہے اور اس کا نام و پتہ کیا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ہاں‘‘...... سر سلطان نے کہا۔

’’فائل میں کیا ہے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’خود ہی دیکھ لو‘‘...... سر سلطان نے کہا اور پھر انہوں نے اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل اٹھائی اور عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران

نے ان سے فائل لے کر اپنے سامنے میز پر رکھی۔ فائل کی جلد پر جلی حروف میں ڈی کیمپ لکھا ہوا تھا۔

’’ڈی کیمپ۔ کیا مطلب ہوا اس کا‘‘...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ابھی تو تم فائل کا نام پڑھ کر حیران ہوئے ہو۔ فائل پڑھو گے تو تمہارے چودہ طبق روشن ہو جائیں گے‘‘...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’سلیمان کی ماش کی دال کھا کھا کر میرا معدہ چوپٹ ہو گیا ہے اور معدہ چوپٹ ہونے کی وجہ سے میرے چودہ طبق تو پہلے ہی روشن رہتے ہیں۔ اب آپ اور کتنے روشن کرنا چاہتے ہیں‘‘...... عمران نے کہا اور پھر اس نے فائل کھول لی۔ یہ دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا کہ فائل میں جو تحریر تھی وہ کمپیوٹر پرنٹڈ تھی مگر اسے بڑے فونٹ میں ٹائپ کیا گیا تھا۔ فونٹ بڑا ہونے کے ساتھ ساتھ ہر لائن میں کافی گیپ تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کسی بچے نے ٹائپ کیا ہو اور پھر فونٹ اور گیپ بڑھا کر کمپیوٹر کو پرنٹ کمانڈ دے دی ہو اور چھوٹی سی تحریر کو کمپیوٹر نے پھیلا کر دس صفحات میں پرنٹ کر دیا ہو حالانکہ یہ تحریر عام فونٹ میں اے فور سائز کے ایک پیپر پر آسانی سے سما سکتی تھی۔

’’یہ پرنٹ تو کسی بچے کی شرارت معلوم ہوتی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

''مجھے بھی ایسا ہی لگا تھا۔ کمپیوٹر پرنٹ دیکھ کر بظاہر ایسا لگتا ہے جیسے کسی بچے نے یا پھر کسی ایسے فرد نے جو کمپیوٹر پرنٹ اور فونٹ پوائنٹ سے نابلد ہے نے یہ پرنٹ نکالے ہوں لیکن جو تحریر ہے وہ کسی بچے کی نہیں ہے۔ تم پڑھو اسے''...... سر سلطان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ فائل پڑھنا شروع ہو گیا۔ فائل پڑھتے ہوئے اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔ اسی لمحے اردلی سر سلطان سے اجازت لے کر ایک ٹرے اٹھائے ہوئے اندر آ گیا۔ سر سلطان نے اشارے سے اسے لائی ہوئی ناشتے کی ٹرے سائیڈ پر پڑی ہوئی میز پر رکھنے کا کہا تو اس نے سر ہلا کر ٹرے صوفوں کے سامنے پڑی ہوئی میز پر رکھ دی اور خاموشی سے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

''تمہارا ناشتہ آ گیا ہے''...... سر سلطان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو انتہائی سنجیدگی اور انہماک سے فائل پڑھنے میں مصروف تھا۔

''اپنے اردلی رب نواز کو اندر بلائیں''...... عمران نے فائل سے سر اٹھائے بغیر کہا۔

''کیوں۔ اب کیا منگوانا ہے اس سے۔ وہ ناشتہ لے تو آیا ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''آپ اسے بلائیں تو سہی''...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے ایک طویل سانس لیا اور پھر انہوں نے میز کے سائیڈ پر لگا ہوا

بیل کا بٹن دبا دیا۔

''جی صاحب''...... اردلی رب نواز نے اندر آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''صوفے پر بیٹھ جاؤ اور اطمینان سے ناشتہ کرو''...... عمران نے کہا تو سر سلطان اور رب نواز چونک پڑے۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں صاحب''...... رب نواز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیوں تم بہرے ہو جو میری بات نہیں سن رہے۔ میں اور تمہارے بڑے صاحب اپنے اپنے گھروں سے بھرپور اور نہایت غذائیت بخش ناشتہ کر کے آئے ہیں۔ اب اتنی بھی گنجائش نہیں ہے کہ ایک چائے کا کپ بھی پی سکیں۔ اس لئے اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور یہ ناشتہ کرو''...... عمران نے رب نواز سے کہا۔

''لیکن صاحب......'' رب نواز نے کہنا چاہا۔

''کوئی صاحب واحب نہیں۔ جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو۔ سارا ناشتہ کرو۔ جب تک ٹرے سے سب کچھ ختم نہ ہو جائے تم نہیں اٹھو گے سمجھے تم''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو رب نواز بے چارگی کے عالم میں سر سلطان کی طرف دیکھنے لگا۔ سر سلطان نے اثبات میں سر ہلایا تو وہ ان کی جانب انتہائی تشکرانہ نظروں سے دیکھتا ہوا میز کی طرف بڑھ گیا جہاں اس نے ناشتے کی ٹرے رکھی تھی۔

"تو یہ ناشتہ تم نے اپنے لئے نہیں بلکہ رب نواز کے لئے منگوایا تھا"...... سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ صبح جلدی میں یہ ناشتہ کر کے نہیں آیا تھا۔ ناشتہ نہ کرنے کی وجہ سے اس پر نقاہت طاری تھی اور شاید اس کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ یہ یہاں آ کر کنٹین میں جا کر ناشتہ کر سکے۔ اسے دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ آپ پر بھی سوپر فیاض کا رنگ چڑھ گیا ہے جو اپنی کرسی پر بیٹھنے کے بعد ارد گرد نظر ڈالنا بھی گوارا نہیں کرتے کہ ان کے ساتھ کام کرنے والے کس پوزیشن میں ہیں اور وہ کس حال میں آپ کی خدمت پر مامور ہیں اور مجبوراً وقت پر ڈیوٹی دینے کے لئے بغیر ناشتہ کئے آ جاتے ہیں اور پھر بھی اگر لیٹ ہو جائیں تو ان کا ناشتہ آپ جیسے بڑے صاحبان کی جھاڑ ہی ہوتا ہے"...... عمران نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"لیکن میں ان سب کا خصوصی طور پر خیال رکھتا ہوں۔ ان کے دکھ درد میں برابر کا شریک ہوتا ہوں اور جہاں تک ممکن ہوتا ہے میں ان کی مالی اعانت بھی کرتا رہتا ہوں"...... سر سلطان نے آہستہ آواز میں کہا۔

"ضروری نہیں کہ آپ ان کی جو مالی اعانت کرتے ہیں وہ ان کی ضروریات کے لئے کافی ہو۔ مہنگائی کے اس دور میں بڑے بڑے تنخواہ دار متاثر ہو رہے ہیں۔ جن کے گھر نہیں ہیں۔ ان کے کرائے بڑھ چکے ہیں۔ بجلی کے بل، گیس کے بل، بچوں کے

اسکول کی فیسیں اور نجانے کیا کیا۔ ان سب میں ہی تنخواہیں پوری نہیں ہوتیں تو وہ گھر کیسے چلائیں۔ آپ ان کی کس حد تک مالی اعانت کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"بتا تو رہا ہوں جس حد تک ممکن ہوتا ہے کر دیتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"رب نواز"...... عمران نے سر سلطان کی بجائے اردلی رب نواز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی صاحب"...... رب نواز نے فوراً کھڑے ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بیٹھو اور مجھے بتاؤ کہ تمہاری تنخواہ کتنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"تنخواہ"...... رب نواز نے کہا۔

"ہاں۔ وہ تنخواہ جو تم سرکاری خزانے سے لیتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"سب کچھ ملا کر پندرہ ہزار بنتے ہیں صاحب"...... رب نواز نے کہا۔

"بڑے صاحب اپنی جیب سے ہر ماہ تمہیں کتنا دے دیتے ہیں"...... عمران نے کہا تو رب نواز کے چہرے پر بوکھلاہٹ ابھر آئی اور وہ سوالیہ نظروں سے سر سلطان کی جانب دیکھنے لگا۔ سر سلطان نے سر ہلا دیا۔

"جی یہ صاحب کی مہربانی ہے کہ یہ اپنی طرف سے کبھی پانچ

اور کبھی دس ہزار دے دیتے ہیں“...... رب نواز نے کہا۔

”تمہارا گھر اپنا ہے یا کرائے کا“...... عمران نے پوچھا۔

”کرائے کا ہے صاحب“...... رب نواز نے کہا۔

”کتنے بچے ہیں تمہارے“...... عمران نے اس سے کسی تھانیدار کی طرح مسلسل سوال کرتے ہوئے کہا۔

”چھ ہیں صاحب“...... رب نواز نے کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سب پڑھتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”جی صاحب“...... رب نواز نے کہا۔

”ان سب کی پڑھائی پر کتنا خرچ کرتے ہو“...... عمران نے پوچھا۔

”میں نے مہنگائی سے بچنے کے لئے انہیں سرکاری اسکولوں میں ڈال رکھا ہے صاحب لیکن سرکاری اسکولوں کا حال بھی پرائیویٹ اسکولوں سے کم نہیں ہے۔ اسکول کی فیسیں تو کم ہیں لیکن کتب اور کاپیوں کے اخراجات کے ساتھ ساتھ آئے دن ان اسکولوں میں مختلف فنکشنز ہوتے ہیں ان کے اخراجات، اسکول میں موجود ڈیسک اور بنچوں کی رپیئرنگ، یونیفارمز اور بہت سی دوسری ضروریات پوری کرنے کے لئے جو اخراجات آتے ہیں وہ سب پرائیویٹ اسکولوں میں ہونے والے اخراجات کے برابر ہی ہیں“...... رب نواز نے جواب دیا۔

”مطلب تمہاری آدھی سے زیادہ تنخواہ اسی میں لگ جاتی ہے“...... عمران نے کہا۔

”جی ہاں صاحب“...... رب نواز نے کہا۔

”مکان کا کرایہ کتنا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”چھوٹا سا مکان ہے لیکن کرایہ چھ ہزار ہے صاحب“...... رب نواز نے کہا۔

”اور بجلی، گیس کا بل ہر ماہ کتنا ہوتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”چھ سات ہزار تو آ ہی جاتا ہے۔ گرمیوں میں بجلی کا اور سردیوں میں گیس کا بل، پھر سیورج کا بل اور پٹرول کا خرچ یہ سب ملا کر آٹھ ہزار لگ جاتے ہیں“...... رب نواز نے کہا۔

”مطلب تمہاری تنخواہ اور صاحب جو کچھ اپنی جیب سے تمہیں دیتے ہیں وہ سب انہی بلوں، فیسوں اور مکان کے کرائے میں ہی پورا ہو جاتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”جی ہاں صاحب“...... رب نواز نے کہا۔

”تو پھر گھر کا گزارہ کیسے ہوتا ہے۔ مطلب کھانا پینا، لباس اور دوسری ضروریات“...... عمران نے پوچھا۔

”بس صاحب۔ یہاں سے جانے کے بعد کچھ نہ کچھ کر لیتا ہوں یا پھر گھر والی سلائی کا کام کر کے چھوٹی موٹی ضروریات پوری کر لیتی ہے“...... رب نواز نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم ناشتہ کرو“...... عمران نے کہا تو رب نواز نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

"اب فرمائیں"...... عمران نے سر سلطان کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"سب کا ہی یہی حال ہے۔ میری بھی ضروریات ہیں۔ جتنا ہو سکتا ہے مدد کرتا ہوں اس سے زیادہ میں کر بھی کیا سکتا ہوں"۔ سر سلطان نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

"جانتا ہوں لیکن پھر بھی آپ چاہیں تو بہت کچھ کر سکتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں۔ تم ہی بتا دو۔ کہو تو اپنی ساری تنخواہ دے دیا کروں اسے لیکن کب تک۔ آج نہیں تو کل میں نے ریٹائرڈ ہو جانا ہے پھر اس کی مدد کون کرے گا"...... سر سلطان نے کہا۔

"آپ صرف تنخواہ پر ہی گزارہ نہیں کرتے۔ آپ کی زمین جائیداد بھی ہے۔ گاؤں میں بہت سی زمینیں ہیں جہاں سے آپ کو اناج ملتا ہے۔ اس اناج سے ہی کچھ حصہ اسے دے دیا کریں یا پھر تنخواہ سے الگ آپ کی جو آمدن ہے جو زمینوں سے آپ کو حاصل ہوتی ہے اس میں سے کچھ نکال کر اسے ایک چھوٹی موٹی دکان ہی ڈال دیں تاکہ یہ یہاں سے جانے کے بعد وہاں بیٹھ کر روزی روٹی کما سکے۔ ابھی تو میں نے اس سے یہ نہیں پوچھا کہ اس کے بیٹے کتنے ہیں اور بیٹیاں کتنی۔ اگر اس کی ایک بھی بیٹی ہے تو اس کے لئے یہ کیا کرے گا۔ ان حالات میں یہ اس کے لئے تو کچھ بھی

نہیں بچا سکتا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سوچتا ہوں اس کے لئے کچھ"...... سر سلطان نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ضرور سوچیں اور سوچنے کے بعد اس کے لئے اتنا ضرور کر دیں کہ یہ آئندہ بغیر ناشتہ کئے یہاں نہ آئے ورنہ میں اسے یہاں روز بٹھا کر ناشتہ کرایا کروں گا اور وہ بھی آپ کی ذاتی جیب سے۔ اگر آپ نے غصہ کیا تو باہر سے تین چار گداگروں کو بھی ناشتہ کرانے کے لئے یہیں لے آیا کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"دھمکی دے رہے ہو"...... سر سلطان نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ آپ جیسے بڑے آفیسروں کو دھمکی دے کر کیا میں نے جیل میں جانا ہے"...... عمران نے بوکھلانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا تو سر سلطان بے اختیار مسکرا دیئے۔

"اب بتاؤ۔ اس فائل کے بارے میں کیا کہتے ہو"...... سر سلطان نے اس فائل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کہوں۔ اس فائل میں تو صرف یہی بتایا گیا ہے کہ کافرستان میں ایک تنظیم کام کر رہی ہے جس کا کوڈ نام ڈی کیمپ جسے ڈارک کیمپ بھی کہتے ہیں اور اس کا شارٹ نام ڈی سی ہے۔ اس کیمپ میں عسکریت پسندوں کو مخصوص تربیت دی جاتی ہے اور پھر یہ لوگ وادی مشکبار سمیت مسلم ممالک اور پاکیشیا بھیجے جاتے ہیں

تاکہ بے گناہ اور معصوم لوگوں کو اپنی درندگی کا نشانہ بنا کر ملک کا امن تباہ کر سکیں اور ملک میں شرپسندی اور فساد پھیلا کر دہشت طاری کر سکیں۔ اس فائل میں صرف ڈی کیمپ کا نام لکھا گیا ہے۔ یہ لوگ کون ہیں۔ ڈی کیمپ کہاں ہے اور ان کے اصل مقاصد کیا ہیں ان کے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا گیا ہے۔ اس فائل میں جس بات کا خصوصی طور پر ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ پاکیشیا میں ڈی کیمپ کے چند شرپسند عناصر داخل ہو چکے ہیں جو دارالحکومت کو نشانہ بنانا چاہتے ہیں اور دارالحکومت میں تباہی پھیلا کر خوف و دہشت کی فضاء پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ وہ لوگ کون ہیں اور کس طرح سے دارالحکومت میں دہشت پھیلانا چاہتے ہیں اور ان کا پتہ ٹھکانہ کیا ہے اس کے بارے میں کوئی قابل ذکر بات نہیں ہے''...... عمران نے فائل کا متن بتاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ سب میں نے پڑھ لیا ہے۔ اسی لئے تو میں حیران ہو رہا ہوں کہ آخر یہ سب ہے کیا اور یہ فائل خصوصی طور پر مجھے کیوں بھیجی گئی ہے۔ ڈی کیمپ کے حوالے سے کوئی ایسا کلیو نہیں دیا گیا جس سے پتہ چلتا ہو کہ یہ کافرستان میں کہاں ہے اور ان کے عزائم کیا ہیں اور یہ پاکیشیا کو ہی کیوں نشانہ بنانا چاہتے ہیں''۔ سر سلطان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ نے بتایا ہے کہ فائل کوریئر سے آپ کو ملی ہے۔ کوریئر بھیجنے والے نے اپنا نام و پتہ نہیں لکھا بلکہ صرف ایک فون نمبر لکھا

ہے اور وہ نمبر آپ کے کہنے کے مطابق بند ہے''...... عمران نے سر سلطان کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... سر سلطان نے کہا اور پھر انہوں نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک لفافہ نکالا جس پر مخصوص کوریئر سروس کی مہریں لگی ہوئی تھی۔

''لو۔ خود دیکھ لو''...... سر سلطان نے کہا تو عمران اس لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ لفافے پر سر سلطان کا نام ان کے آفس کا پورا ایڈریس لکھا ہوا تھا لیکن بھیجنے والے کا کوئی نام پتہ نہ تھا صرف ایک فون نمبر تھا۔

''یہ فائل آپ کو کوریئر سروس سے نہیں بھیجی گئی ہے اور نہ ہی یہ فائل ایکریمیا سے آئی ہے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو سر سلطان چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ یہ تم کیسے کہہ سکتے ہو۔ لفافے پر کوریئر سروس کی باقاعدہ مہریں لگی ہوئی ہیں۔ ایکریمیا کی جس کوریئر سروس نے یہ پیکٹ وصول کیا تھا اور پاکیشیا کے جس کوریئر سروس کے تحت فائل مجھے پہنچائی گئی تھی''...... سر سلطان نے کہا۔

''دونوں مہریں جعلی ہیں اور انہیں کمپیوٹر پرنٹ کیا گیا ہے۔ کلرڈ پرنٹر کے ساتھ اس کا کوڈ بھی پرنٹ ہوا ہے جیسے بلیڈ سے مٹایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ لوکل پیپر سے بنایا گیا لفافہ ہے۔ فائل بھی کمپیوٹر پرنٹڈ ہے اور اس کے لئے لوکل پیپر استعمال کئے گئے ہیں جو

کم از کم ایکریمیا میں نہیں پائے جاتے اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ ایکریمیا کی جس کوریئر سروس کا نام لکھا گیا ہے ایسی کوئی سروس ایکریمیا میں سرے سے ہی موجود نہیں ہے۔ ڈکاؤ کوریئر سروس۔ یہ کافرستانی کوریئر سروس ہو سکتی ہے لیکن اگر یہ کافرستانی کوریئر سروس ہے تو اس کا نام اڈگاؤ ہونا چاہئے۔ یہ کافرستانیوں کا مخصوص دیوتا ہے جس کا نام غلط یا الٹا سیدھا لکھنے کا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔ جس کسی نے کمپیوٹرائزڈ پرنٹ نکالا ہے اس سے غلطی ہوئی ہے اور وہ اس سروس کو اڈگاؤ کی جگہ ڈکاؤ لکھ گیا ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سر سلطان اس کی جانب تحسین بھری نظروں سے دیکھنے لگے۔

''تمہارا ذہن بے حد تیز ہے۔ اسی لئے تم نے یہ سب کچھ نوٹ کر لیا ہے۔ ان معاملات میں میرا ذہن تو بالکل کورا ہے۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ اسے خصوصی طور پر ایکریمیا سے بھیجا گیا ہے''۔ سر سلطان نے کہا۔

''تاکہ آپ کو یہ پتہ نہ چل سکے کہ یہ لوکل طور پر آپ کو بھیجا گیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن کسی کو یہ کرنے کی کیا ضرورت تھی اور یہ ڈی کیمپ کی حقیقت کیا ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''وہی جو اس فائل میں بتائی گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''سر میں جاؤں''...... اچانک رب نواز نے کہا تو عمران اور سر

سلطان یکلخت چونک پڑے۔ انہوں نے ایک ساتھ رب نواز کی طرف دیکھا جو ناشتہ ختم کر کے ٹرے لے کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور ان کی جانب استفہامیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ وہ دونوں آہستہ آواز میں باتیں کر رہے تھے اور رب نواز ان سے کافی فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے انہیں یقین تھا کہ انہوں نے جو بھی باتیں کی ہیں وہ رب نواز کے کانوں تک نہ پہنچی ہوں گی لیکن اس کے باوجود وہ باتوں میں اس قدر منہمک ہو گئے تھے کہ انہیں رب نواز کی موجودگی بھول ہی گئی تھی۔

''ٹھیک ہے جاؤ تم''...... سر سلطان نے کہا تو رب نواز نے ان کا اور عمران کا شکریہ ادا کیا اور ٹرے لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

''ہم دونوں باتوں میں زیادہ ہی مگن ہو گئے تھے کہ ہمیں رب نواز کا خیال ہی نہ رہا تھا''...... سر سلطان نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ وہ ہم سے کافی فاصلے پر تھا۔ اس نے کچھ نہ سنا ہوگا''...... عمران نے کہا تو سر سلطان نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

''پھر تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ فائل مجھے کیوں بھیجی گئی ہے''۔ سر سلطان نے پوچھا۔

''تاکہ آپ ڈی کیمپ کی حقیقت سے آگاہ ہو سکیں''۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"تو کیا واقعی کافرستان میں ایسا کوئی کیمپ موجود ہے جو پاکیشیا بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے خلاف کام کر رہا ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"اس فائل سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر کوئی ڈی کیمپ کے بارے میں جانتا ہے تو پھر اس نے ہمیں پوری معلومات کیوں نہیں دیں۔ صرف یہ بتانے کے لئے فائل کیوں بھیجی کہ کافرستان میں ڈی کیمپ موجود ہے جہاں مسلم ممالک خاص طور پر پاکیشیا کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"ہو سکتا ہے اسے ڈی کیمپ کے بارے میں اتنا ہی پتہ ہو جو اس نے لکھ بھیجا ہے۔ یہ جو کوئی بھی ہے اس نے فائل آپ کے ذریعے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھیجی ہے۔ اسے یقین ہے کہ اگر چیف کو ڈی کیمپ کے بارے میں بتا دیا جائے تو پھر ڈی کیمپ کہاں ہے اور اس کے اصل عزائم کیا ہیں اور اس کے کرتا دھرتا کون ہے ان سب کے بارے میں چیف اپنے ذرائع سے ضرور معلوم کرا لے گا اور اگر واقعی مسلم کش ڈی کیمپ کا وجود ہوا تو چیف یقیناً اس کی تباہی کے لئے اقدامات کرے گا"...... عمران نے کہا۔

"میں سمجھ گیا۔ پھر اب تمہارا کیا پروگرام ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"کس بارے میں"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈی کیمپ کے بارے میں۔ کیا تم اس کا پتہ لگاؤ گے"۔ سر سلطان نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ اس فائل میں کافرستان کا نام موجود ہے اور ڈی کیمپ کے حوالے سے جو کچھ بتایا گیا ہے اس معاملے میں آنکھیں نہیں موندی جا سکتیں۔ پاکیشیا سمیت پوری دنیا اس وقت ایسے بھیانک دور سے گزر رہی ہے جہاں کوئی ایک فرد بھی خود کو محفوظ نہیں سمجھتا ہے اور ہر طرف موت اور دہشت کے سائے لہراتے دکھائی دیتے ہیں۔ دنیا میں ہونے والی تباہی اور بربادی کے پیچھے پاکیشیا اور صرف اسلامی ممالک کو ہی ملوث قرار دیا جاتا ہے۔ اگر ایسا کوئی ڈی کیمپ موجود ہے اور کافرستان میں ہے تو ایسے ڈی کیمپ کی نہ صرف بیخ کنی کرنی چاہئے بلکہ پوری دنیا کے سامنے ایسے کیمپ کو بے نقاب کرنا چاہئے تاکہ دنیا کو پتہ چل سکے کہ پاکیشیا اور دوسرے اسلامی ممالک کو صرف بدنام کیا جاتا ہے اور جان بوجھ کر دوسرے ملکوں میں ہونے والی تباہی کا سلسلہ پاکیشیا اور دوسرے اسلامی ممالک کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے جیسے صرف مسلمان ہی عسکریت پسند ہوں اور صرف وہی یہ سب کچھ کر رہے ہوں جبکہ اصل فسادیوں اور شرپسند ممالک جو خاص طور پر مسلم امہ کے دشمن ہیں سیاہ پردے کے پیچھے چھپ کر یہ سب کراتے ہیں اور مظلوموں کی فہرست میں اپنا نام شامل کر لیتے ہیں اور ایسے انجان بن جاتے ہیں جیسے ان سے بڑا ہمدرد اور امن پسند ملک اور کوئی دوسرا ہو ہی

نہیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو سر سلطان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تو اس کا مطلب ہے کہ تم اس کیمپ کی کھوج کے لئے کچھ نہ کچھ کرو گے''...... سر سلطان نے کہا۔

''دیکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں کیا ہو سکتا ہے۔ یہ فائل کسی شرارت کے نتیجے میں بھی تو بھیجی جا سکتی ہے''...... عمران نے کہا تو سر سلطان چونک پڑے۔

''شرارت۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہوسکتا ہے کسی ایجنسی یا تنظیم کا پاکیشیا میں کوئی خاص مشن ہو۔ ان کی اور ان کے مشن کی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھنک نہ مل جائے اور ان کے عزائم خاک میں نہ مل جائیں اس مقصد کے لئے انہوں نے شرارت کے طور پر یہ فائل بنا کر بھیج دی ہو تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس ڈی کیمپ کی تلاش میں لگ جائے اور انہیں یہاں اپنا مشن پورا کرنے کا موقع مل جائے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ واقعی اس بات کا قوی امکان موجود ہے۔ ہوسکتا ہے کسی نے سیکرٹ سروس کو مصروف کرنے کے لئے جان بوجھ کر مجھے یہ فائل بھیجی ہو''...... سر سلطان نے کہا۔

''میں بھی یہی کہہ رہا ہوں''...... عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا تو سر سلطان سمجھ گئے کہ عمران کے پاس خود بھی اس سوال کا

جواب نہیں ہے اس لئے وہ انہیں ٹالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا ہوا۔ جا رہے ہو''...... سر سلطان نے کہا۔

''تو کیا کروں۔ آپ اتنے کنجوس ہوں گے سوچا نہ تھا۔ میرے لئے ناشتہ ہی نہیں منگوا رہے۔ اب جا کر سوپر فیاض کے کان پکڑنے پڑیں گے''...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم کہو تو تمہارے لئے سو ناشتے منگوا لیتا ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ تمہارے لئے جتنے بھی ناشتے منگوائے تم نے سیکرٹریٹ میں موجود دوسرے افسران کے چپڑاسیوں کو بلا لینا ہے اور سب کچھ ان میں بانٹ دینا ہے''...... سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔

''میرے مطلب کا ناشتہ تو سلیمان بناتا ہے۔ اب یہاں کسی ریسٹورنٹ یا کنٹین میں سلیمان تو ہے نہیں جو مجھے ناشتہ بنا کر بھیج دے۔ لہٰذا یہاں کا ناشتہ یہاں کے افراد کے لئے ہی زود ہضم ہو سکتا ہے میرے لئے نہیں''...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اگر آپ اجازت دیں تو یہ فائل میں اپنے ساتھ لے جا سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ تمہارے کہنے کے مطابق یہ فائل مجھے نہیں بلکہ

تمہیں بھیجی گئی ہے تو پھر میں بھلا اسے تمہیں لے جانے سے کیسے روک سکتا ہوں''...... سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے لئے نہیں۔ چیف کے لئے''...... عمران نے کہا تو سر سلطان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''ایک ہی بات ہے''...... انہوں نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران مسکراتا ہوا مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا ان کے آفس سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ ڈی کیمپ اور اس کی مسلم دشمنی نے اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

نائیڈو اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر سامنے پڑے ہوئے فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''نائیڈو بول رہا ہوں''...... نائیڈو نے کرخت لہجے میں کہا۔

''ناتھ بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس کیا رپورٹ ہے''...... نائیڈو نے اسی انداز میں کہا۔

''کامیابی باس۔ ہم نے اس لڑکی کو حاصل کر لیا ہے اب وہ ڈی پوائنٹ پر موجود ہے''...... دوسری طرف سے ناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ اسے لانے میں کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا''...... نائیڈو نے پوچھا۔

''نو باس۔ ہم آپ کے بتائے ہوئے ایڈریس پر پہنچے تو ہم

نے ایس ایس مشین سے فلیٹ کے اندر سرچنگ ریز پھیلا دی۔ اس ریز کی وجہ سے ہمیں معلوم ہو گیا کہ وہ تینوں اندر ہی موجود ہیں۔ پھر میں نے کی ہول کے ساتھ زیرو ایکس گن لگائی اور اندر سی ٹی گیس فائر کر دی۔ یہ گیس انتہائی سریع الاثر تھی۔ اس گیس سے وہ تینوں ایک لمحے میں بے ہوش ہو گئی تھیں۔ میں نے کچھ دیر توقف کیا اور پھر میں ماسٹر کی سے فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ سٹنگ روم میں تین عورتیں بے ہوش پڑی تھیں۔ آپ کے حکم سے میں نے ماسٹر چیکر سے اس لڑکی کو چیک کیا جس کے جسم میں ہیومن سرچ چپ لگی ہوئی تھی۔ ہم نے اس لڑکی کو اٹھایا اور اسے لے کر ڈی پوائنٹ پہنچ گئے۔ اب وہ لڑکی ڈی پوائنٹ کے بلیک روم میں راڈز والی کرسی پر جکڑی ہوئی ہے۔ میں نے اسے طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا ہے اب جب تک اسے انٹی انجکشن نہ لگایا جائے گا اس وقت تک اسے ہوش نہیں آئے گا''...... ناتھ نے جواب دیا۔

''اپنے ساتھ کتنے افراد کو لے گئے تھے''...... نائیڈو نے پوچھا۔

''میرے ساتھ موہن اور ہری تھے باس''...... ناتھ نے جواب دیا۔

''اوکے۔ ان دو لڑکیوں کا کیا ہوا جو اس کے ساتھ موجود تھیں''۔ نائیڈو نے پوچھا۔

''میں نے انہیں گولیاں مار دی تھیں باس''...... ناتھ نے جواب دیا۔

''جس لڑکی کو لائے ہو اس سے کوڈ بک ملی''...... نائیڈو نے پوچھا۔

''نو چیف۔ اس کے پاس صرف ہینڈ بیگ تھا۔ ہینڈ بیگ میں کوئی کوڈ بک نہیں ہے۔ ڈی پوائنٹ پر رانی نے اس کی تلاشی لی تھی لیکن کوڈ بک اس کے پاس نہیں ہے''...... ناتھ نے جواب دیا۔

''تو نانسنس۔ اس لڑکی کے فلیٹ کی تلاشی لینی تھی۔ ہو سکتا ہے اس نے کوڈ بک وہاں چھپا دی ہو۔ میں نے ان کی باتیں سنی تھیں۔ اس نے کوڈ بک کے بارے میں ان لڑکیوں کو بتایا ضرور تھا لیکن نوٹ بک انہیں دی نہیں تھی''...... نائیڈو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ لڑکی کو میں نے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ڈی پوائنٹ پر بھیج دیا تھا میں خود رانی کے ساتھ وہیں رک گیا تھا اور میں نے اس فلیٹ کی نہایت باریک بینی سے تلاشی لی تھی لیکن وہاں بھی کوڈ بک نہیں تھی''...... ناتھ نے کہا۔

''تو پھر یقیناً اس لڑکی نے کوڈ بک اس دوسری لڑکی کے گھر چھپا دی ہو گی جہاں وہ پہلے پہنچی تھی۔ کیا نام تھا اس کا۔ ہاں صالحہ۔ کیا تمہیں اس لڑکی کا فلیٹ معلوم ہے''...... نائیڈو نے پوچھا۔

''نو باس۔ اگر آپ کہیں تو میں اس لڑکی کو ہوش میں لا کر اس فلیٹ کے بارے میں پوچھوں''...... ناتھ نے کہا۔

''کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں اس سے خود پوچھ لوں گا۔ تم

اسے ہوش میں لانے کی تیاری کرو۔ میں تھوڑی دیر تک ڈی پوائنٹ پہنچ رہا ہوں''...... نائیڈو نے کہا۔

''یس باس''...... ناتھ نے جواب دیا تو نائیڈو نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر الجھن اور پریشانی کے تاثرات تھے۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے اپنے آفس میں آ کر بیٹھا تھا۔ اس نے نیچے تہہ خانے میں جا کر مشین پر چیکنگ کی تو یہ دیکھ کر وہ بری طرح سے چونک پڑا تھا کہ جن افراد کی سرچنگ کے لئے اس نے مشین آن کی تھی۔ مشین نے ان سب کی ہلاکت کی تصدیق کر دی تھی لیکن اس مشین کے مطابق امیر سلطان کی بیٹی جس کا نام پلوشہ تھا اور وہ بھی فرسٹ مشن میں شامل تھی زندہ تھی۔

مشین نے پلوشہ کی سرچنگ مکمل کر لی تھی اور مشین سے نائیڈو کو یہ بھی پتہ چل گیا تھا کہ لڑکی دارالحکومت میں موجود ہے۔ نائیڈو نے فوری طور پر اسے سرچ کر کے ٹریس کیا تو پلوشہ اسے دو نامعلوم لڑکیوں کے ساتھ ایک فلیٹ میں بیٹھی ہوئی دکھائی دی۔ ان میں ایک مقامی لڑکی تھی جبکہ دوسری سوئس نژاد لڑکی تھی۔ ان دو لڑکیوں کے ساتھ پلوشہ کو دیکھ کر نائیڈو حیران رہ گیا تھا۔ اس نے فوراً انہیں مانیٹر کیا اور پھر وہ خاموشی سے ان کی باتیں سننے لگا۔ پلوشہ جو کچھ ان لڑکیوں کو بتا رہی تھی اسے سن کر نائیڈو کی آنکھیں پھیلتی جا رہی تھی۔ یہ سن کر اسے شدید ذہنی جھٹکا لگا کہ اس عام نظر آنے والی لڑکی نے ڈی کیمپ کے تمام تربیت یافتہ افراد کے ساتھ ساتھ اپنے

باپ امیر سلطان اور شامیر سلطان کو بھی ہلاک کر دیا تھا اور اس نے کاسات میں ان تمام افراد سمیت ان کا اسلحہ بھی تباہ کر دیا تھا۔ پہلے تو نائیڈو کو اس بات پر یقین ہی نہ آیا کہ یہ عام سی نظر آنے والی لڑکی یہ سب کچھ کر سکتی ہے لیکن پھر وہ جوں جوں اس کی باتیں سنتا گیا اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا اور اس پر ساری حقیقت عیاں ہو گئی کہ کاسات سنٹر کیسے اور کیوں تباہ ہوا تھا۔ اس نے فوری طور پر اپنے ایک گروپ جس کا لیڈر ناتھ تھا سے رابطہ کیا اور اسے جولیا کے فلیٹ کا پتہ بتا کر حکم دیا کہ وہاں موجود پلوشہ کو فوراً اغوا کر کے لے آئے اور اس کے ساتھ وہاں جو دو لڑکیاں ہیں انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دے۔ اب ناتھ نے اسے یہی رپورٹ دی تھی۔

''آخر وہ دونوں لڑکیاں تھیں کون''...... نائیڈو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اچانک اسے ایک خیال آیا۔ اس نے فوراً فون اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''کالا ناگ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک سرد اور کرخت آواز سنائی دی۔

''نائیڈو بول رہا ہوں''...... نائیڈو نے اس سے بھی سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ حکم''...... اس کی آواز سن کر دوسری طرف سے کالا ناگ نے بے حد مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم اب بھی عمران کے فلیٹ کی نگرانی پر مامور ہو"۔ نائیڈو نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں اور میرے ساتھی مسلسل اس کے فلیٹ کی نگرانی کر رہے ہیں۔ کسی روز میں خود آ جاتا ہوں ورنہ عموماً میرے ساتھی ہی باری باری اس کے فلیٹ کی نگرانی کرتے ہیں"...... دوسری طرف سے کالا ناگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم عمران کے فلیٹ کی نگرانی ختم کر دو اور فوری طور پر انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ"...... نائیڈو نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"انڈر گراؤنڈ۔ لیکن باس......" کالا ناگ نے حیران ہو کر کہنا چاہا۔

"جیسا کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو۔ نانسنس۔ میں نے تمہیں اس لئے عمران کی نگرانی کا حکم دیا تھا تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ کاسات میں ہونے والی تباہی کے بارے میں کچھ معلوم کرنے کے لئے کاسات جاتا ہے یا نہیں لیکن میری اطلاع کے مطابق اس نے اب تک کاسات کا رخ نہیں کیا ہے۔ اس لئے اب اس کی نگرانی کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے اور ایک لڑکی نے بھی تمہیں عمران کے فلیٹ کی نگرانی کرتے دیکھ لیا تھا اس لئے اب تمہارا اور تمہارے آدمیوں کا وہاں رہنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اس لئے تم فوری طور پر انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ۔ جب تک میں نہ کہوں تم منظر عام پر نہیں آؤ گے سمجھے تم۔ اٹ از مائی آرڈر"...... نائیڈو نے تیز لہجے

میں کہا اور ساتھ ہی اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر وہ سوچتا رہا پھر وہ اٹھا اور میز کے پیچھے سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ کار میں سوار نہایت تیز رفتاری سے ڈی پوائنٹ کی طرف اُڑا جا رہا تھا جہاں اس کے ساتھی کے کہنے کے مطابق پلوشہ کو بلیک روم میں راڈز والی کرسی پر جکڑا گیا تھا۔

تقریباً نصف گھنٹے کے سفر کے بعد اس کی کار ایک نئی اور جدید کالونی میں داخل ہوئی اور پھر مختلف راستوں سے گزرتی ہوئی وہ ایک فرنشڈ کوٹھی کے گیٹ کے پاس آ کر رک گئی۔ نائیڈو نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک سیاہ فام نوجوان نے سر نکال کر باہر دیکھا اور پھر نائیڈو کی کار اور اسے دیکھ کر اس نے فوراً کھڑکی بند کر دی۔ تھوڑی ہی دیر میں گیٹ کھلتا چلا گیا۔ جیسے ہی گیٹ کھلا نائیڈو تیزی سے کار اندر لے گیا اور اس نے کار لے جا کر پورچ میں روک دی جہاں دو نئی کاریں اور ایک فورڈ جیپ کھڑی تھی۔ سامنے دو مسلح افراد موجود تھے۔ نائیڈو کار سے اترا تو وہ دونوں تیزی سے اس کے قریب آئے اور انہوں نے مخصوص اور مؤدبانہ انداز میں نائیڈو کو سلام کیا۔

"ناتھ اور رانی کہاں ہیں"...... نائیڈو نے پوچھا۔

"وہ دونوں بلیک روم میں ہیں جناب"...... ایک آدمی نے جواب دیا تو نائیڈو نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے سامنے

برآمدے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ برآمدے سے گزر کر وہ ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا اور مختلف راستوں سے گزرتا ہوا ایک کمرے کے دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ یہ چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں سامان نام کی کوئی چیز دکھائی نہ دے رہی تھی۔ نائیڈو نے سائیڈ دیوار پر مخصوص انداز میں ہاتھ مارا تو کمرے کا دروازہ یکلخت بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی فرش کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور فرش کسی لفٹ کی طرح نیچے جانے لگا۔

تھوڑی دیر بعد لفٹ رکی اور دروازہ کھل گیا۔ سامنے ایک بڑا تہہ خانہ تھا۔ نائیڈو باہر آیا اور تیز تیز چلتا ہوا ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ تہہ خانے میں کئی کمرے تھے۔ ان کمروں کے دروازے بند تھے اور ان پر باقاعدہ نمبر لگے ہوئے تھے۔ نائیڈو کمرہ نمبر سات کے پاس آ کر رک گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جس میں سامان نام کی کوئی چیز دکھائی نہ دے رہی تھی البتہ دیواروں پر اذیت پہنچانے والے نئے اور پرانے دور کے بے شمار آلات لٹکے ہوئے تھے۔ سامنے فرش پر چار راڈز والی جدید کرسیاں موجود تھیں جن میں سے سائیڈ والی کرسی پر ایک نوجوان لڑکی راڈز میں جکڑی ہوئی تھی۔ لڑکی ہوش میں تھی اور بری طرح سے چیخ رہی تھی۔ اس کے سامنے دو کرسیاں تھیں جن پر ایک نوجوان مرد اور ایک نوجوان لڑکی بیٹھی تھی۔ راڈز میں بندھی ہوئی لڑکی کے عقب میں دو لمبے تڑنگے بدمعاش ٹائپ آدمی کھڑے تھے

جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ دونوں چوکس کھڑے تھے۔ کمرے کا دروازہ کھلنے کی آواز سن کر وہ سب چونک کر مڑے اور پھر بندھی ہوئی لڑکی کے سامنے بیٹھے ہوئے مرد اور عورت اسے دیکھتے ہی فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''آپ آ گئے باس''...... نوجوان نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ لڑکی بھی اس کے ساتھ آ کر کھڑی ہو گئی تھی۔

''ہاں''...... نائیڈو نے کہا اور پھر وہ ان دونوں کے ساتھ چلتا ہوا راڈز والی کرسی پر جکڑی ہوئی لڑکی کی طرف بڑھنے لگا۔ لڑکی بھی اس کی طرف تیز نظروں سے گھور رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اس کے لئے ناشناسائی تھی۔ نائیڈو اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میرے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ جاؤ رانی''...... نائیڈو نے لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''شکریہ باس''...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ نوجوان نائیڈو کی کرسی کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔

''تمہارا نام پلوشہ ہے اور تم کاسات میں رہنے والے امیر سلطان کی بیٹی ہو''...... نائیڈو نے کہا۔

''نہیں۔ میرا نام عاطفہ ہے اور میں یہیں رہتی ہوں۔ دارالحکومت میں۔ میرے باپ کا نام امیر سلطان نہیں۔ عبداللہ ہے''...... لڑکی نے بڑے ٹھہرے ہوئے اور پراعتماد لہجے میں جواب

دیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر خوف اور تردد نام کا کوئی تاثر دکھائی نہ دے رہا تھا۔ اس کا جواب سن کر نائیڈو پہلے چونک پڑا پھر اس کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

''تو تم جھوٹ بولنا بھی جانتی ہو''...... نائیڈو نے مسکرا کر کہا۔

''میں جھوٹ نہیں بول رہی۔ تم بتاؤ تم کون ہو اور یہ کون سی جگہ ہے اور وہ لڑکیاں کہاں ہیں''......لڑکی نے کہا۔

''اگر تم سوئس نژاد لڑکی جولیا اور مقامی لڑکی صالحہ کی بات کر رہی ہو تو سن لو۔ میرے ساتھیوں نے انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ ان کی لاشیں وہیں اس فلیٹ میں سڑ رہی ہوں گی جہاں تم ان کے ساتھ موجود تھی''...... نائیڈو نے کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر اب غصہ اور پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''اوہ۔ تو تم نے انہیں ہلاک کر دیا۔ کیوں۔ ان سے تمہاری کیا دشمنی تھی وہ دونوں تو بے گناہ اور معصوم لڑکیاں تھیں''...... اس بار لڑکی نے بے حد افسردہ اور غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم نے انہیں ڈی سی کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا اور تم جانتی ہو کہ ڈی سی کے بارے میں جاننے والا زندہ نہیں رہ سکتا''...... نائیڈو نے کہا تو لڑکی اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

''ڈی سی۔ یہ ڈی سی کیا ہے''......لڑکی نے انجان بنتے ہوئے کہا تو نائیڈو بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم ایسے نہیں مانو گی۔ سنو۔ تم نے ان دونوں لڑکیوں کو اپنے بارے میں اور ڈی کیمپ کے فرسٹ مشن کے بارے میں جو کچھ بھی بتایا تھا وہ ساری باتیں میں نے سن بھی لی تھیں اور اپنے پاس ریکارڈ بھی کر لی تھیں۔ اگر کہو تو وہ سب باتیں میں تمہیں سنوا بھی سکتا ہوں''...... نائیڈو نے کہا تو لڑکی کے چہرے پر اس بار پریشانی کے تاثرات گہرے ہو گئے۔

''اوہ۔ مگر تم نے یہ سب کچھ کیسے سن اور ریکارڈ کر لیا''۔ لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے مس پلوشہ کہ ڈی سی سے منسلک ہونے والے تمام افراد چاہے وہ مرد ہو یا عورت ان پر نظر رکھنے کے لئے اور ان کی ایکٹیوٹیز چیک کرنے کے لئے خصوصی طور پر ان کے جسموں کے اندر ایک ڈیوائس چپ لگائی جاتی ہے۔ تمہارے جسم میں بھی ایسی ہی ایک ڈیوائس لگی ہوئی ہے جس کا تمہیں علم نہیں تھا۔ اس ڈیوائس کی وجہ سے نہ صرف تمہیں ٹریس کیا جا سکتا ہے بلکہ تمہاری ایکٹیوٹیز بھی چیک کی جا سکتی ہیں۔ یہ اتفاق تھا کہ جس مشین سے سرچنگ اور مانیٹرنگ کی جا سکتی تھی وہ خراب تھی۔ اسے ٹھیک کرنے میں مجھے وقت لگ گیا اس لئے تم اتنے دن آزاد گھومتی رہی اور ہمیں تمہاری ایکٹیوٹیز کا پتہ نہیں چل سکا اور ہم یہی سمجھتے رہے کہ کاسات میں ہونے والے حادثے میں تم بھی ہلاک ہو گئی ہو لیکن پھر جب آج مشین ٹھیک ہوئی اور میں نے

فرسٹ مشن پر کام کرنے والے افراد کو ٹریس کیا تو پتہ چلا کہ سب ہلاک ہو چکے ہیں سوائے تمہارے۔ میں نے فوری طور پر تمہیں مانیٹر کرنے کے لئے سرچ کیا تو پتہ چلا کہ تم دارالحکومت میں موجود ہو۔

تم ایک لڑکی کے فلیٹ میں موجود تھی اور مظلوم بن کر اسے اپنی داستان سنا رہی تھی۔ وہ داستان جو ہر صورت تمہیں راز رکھنی چاہئے تھی لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ کاسات میں کوئی حادثہ نہیں ہوا تھا بلکہ فرسٹ مشن کے فرسٹ گروپ کو تم نے ہلاک کیا تھا اور تمہارے ارادے کیا تھے یہ سن کر مجھے شدید دھچکا لگا۔ مجھے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ ایک معصوم اور بے ضرر نظر آنے والی لڑکی اس قدر بے رحم اور سنگدل ہو سکتی ہے کہ پچاس دوسرے افراد کے ساتھ ساتھ اپنے باپ اور بھائی کو بھی بے رحمی سے ہلاک کر دے۔ بہر حال میں نے تمہاری وہ ساری باتیں سنی تھیں جو تم نے ان دونوں لڑکیوں سے کی تھیں۔ تم نے انہیں بتایا تھا کہ تم نے ڈی کیمپ میں ٹریننگ حاصل کی تھی اور تم شروع سے ہی ہماری ٹرانس میں نہیں تھی۔ تمہارا مائنڈ کلیئر تھا اور تم ہمارے کاز میں ہمارا ساتھ دینے کی بجائے ہمارے خلاف معلومات حاصل کر رہی تھی اور ایک کوڈ بک بنا کر وہ ساری معلومات اس میں جمع کر رہی تھی۔ تم وہ کوڈ بک پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے علی عمران کو دینا چاہتی تھی تاکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو وہ کوڈ بک دے اور

پھر کوڈ بک دیکھ کر چیف ایکسٹو فوری طور پر کافرستان میں موجود ڈی کیمپ کے خلاف ایکشن لے سکے اور اس کیمپ کا خاتمہ کر سکے۔ بولو۔ یہی چاہتی تھی نا تم‘‘...... نائیڈو نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔ پلوشہ خاموشی سے ساری باتیں سن رہی تھی۔ یہ سب سننے کے باوجود اس کے چہرے پر تردد کا کوئی تاثر نہ ابھرا تھا۔

’’ہاں۔ ڈی کیمپ کا مقصد پاکیشیا سمیت پوری دنیا کی مسلم امہ میں بدامنی پھیلانا ہے اور بے گناہ مسلمانوں کو ہلاک کر کے پوری دنیا کو یہ باور کرانا ہے کہ اصل میں مسلمان ہی انسان دشمن ہیں جو پوری دنیا میں بے گناہ لوگوں کو، جن میں مرد، عورتیں، بچے اور بوڑھے شامل ہیں اپنے مزموم مقاصد کے لئے ہلاک کر رہے ہیں۔ ڈی کیمپ کا مقصد صرف اور صرف پاکیشیا کو پوری دنیا کے سامنے ایسا ملک ثابت کرنا ہے جو عسکریت پسند انسانوں اور بے رحم درندہ صفت انسانوں کی نہ صرف پشت پناہی کرتا ہے بلکہ ان کی مالی اعانت کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی ٹریننگ بھی کرتا ہے۔ پوری دنیا میں دہشت گردی سے ہونے والی تباہی کی ساری ذمہ داری تم پاکیشیا پر ڈال کر پاکیشیا کو بدنام کر کے ایسے ملکوں کی فہرست میں شامل کرنا چاہتے ہو جو دہشت گرد ملکوں میں شمار ہوتے ہیں۔ تم سب یہ ثابت کرنا چاہتے ہو کہ پاکیشیا ہی ایک ایسا ملک ہے جو یہ سارے ظلم کرتا ہے اور دوسرے ملکوں کے امن و امان کو تباہ کرنے

کے لئے ہیومن بلاسٹرز بھی تیار کرتا ہے۔ یہی نہیں تمہارا مشن اس ملک کی مکمل تباہی اور بربادی ہے۔ تم فرسٹ مشن مکمل کر کے ایسے مزید مشن مکمل کرنا چاہتے ہو تاکہ پاکیشیا کی عسکری قیادت کو نشانہ بنا سکو اور پاکیشیائی فورسز کو ختم کر سکو“...... پلوشہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہی ہمارا مقصد ہے۔ ہمارا مقصد صرف اور صرف پاکیشیا کو نیست و نابود کرنا ہے اور بس“...... نائیڈو نے غرا کر کہا۔

”اور میں تمہیں اس مقصد میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔ ایک مسلمان اور خاص طور پر ایک پاکیشیائی ہونے کی حیثیت سے میں تمہیں ایسا نہیں کرنے دوں گی۔ مجھے فخر ہے کہ میں مسلم بھی ہوں اور پاکیشیائی بھی اور ان دونوں حیثیتوں سے میرا فرض ہے کہ میں تم جیسے بے رحم اور انسانیت کے دشمنوں سے اپنے ملک اور اپنی قوم کو محفوظ رکھوں چاہے اس کے لئے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اسی لئے کاسات میں سب کو میں نے ایک ساتھ ختم کر دیا تھا۔ اس وقت اگر میری بھی جان چلی جاتی تو مجھے کوئی پرواہ نہ تھی البتہ میں ڈی کیمپ کے بارے میں پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کو بتانا چاہتی تھی تاکہ وہ کافرستان میں موجود ڈی کیمپ کو سبوتاژ کر سکیں اور اب میرا یہی مشن ہے“...... پلوشہ نے ٹھوس لہجے میں کہا تو نائیڈو بے اختیار ہنس پڑا اس کی ہنسی میں طنز شامل تھا۔

”اسی لئے تم نے خصوصی طور پر کوڈ بک بنائی تھی تاکہ تم

پاکیشیائیوں کو ڈی کیمپ کے سارے ثبوت دے سکو“...... نائیڈو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اور مجھے یقین ہے کہ پاکیشیائی ایجنسیوں یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جیسے ہی اس کیمپ کا پتہ چلے گا وہ اسے تباہ کرنے کے لئے یقینی طور پر کافرستان جائیں گے اور ڈی کیمپ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے“...... پلوشہ نے اسی انداز میں کہا۔

”یہ کسی اندھے کا خواب ہو سکتا ہے کہ ڈی کیمپ کی اینٹ سے اینٹ بجائی جا سکے۔ ڈی کیمپ تمہاری سوچ اور تمہارے خیالوں سے بھی زیادہ ناقابل تسخیر اور محفوظ ہے مس پلوشہ۔ اسے تباہ کرنا تو درکنار اس کیمپ تک پہنچنا بھی ناممکن ہے۔ ڈی کیمپ کے عہدے داران کو مکمل طور پر حکومتی سپورٹ حاصل ہے۔ اگر پاکیشیائی ایجنٹوں نے کافرستان جانے کی کوشش کی تو کافرستانی ایجنسیاں موت بن کر ان کے پیچھے لگ جائیں گی اور ڈی کیمپ کی ڈارک فورس بھی کسی سے کم نہیں ہے جسے ڈی فورس کہا جاتا ہے۔ انہیں دشمنوں سے نپٹنے اور خاص طور پر اپنے کیمپ کی حفاظت کرنی آتی ہے۔ یہ کیمپ اس قدر فعال اور ہر سہولت سے مالا مال ہے جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتی۔ اس لئے تم اس خیال کو دل سے نکال دو کہ پاکیشیائی ایجنٹ کافرستان جائیں گے اور ڈی کیمپ کے خلاف کام کر سکیں گے“...... نائیڈو نے کہا۔

”یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا کہ ڈی کیمپ کا وجود کب تک

برقرار رہتا ہے لیکن میں تمہیں ابھی بتا دیتی ہوں کہ ڈی کیمپ کا مستقبل تاریک ہے۔ جلد ہی اس کیمپ کی تباہی کے ساتھ ہی اس کا مستقبل ہمیشہ کے لئے ڈارک ہو جائے گا۔ ڈی کیمپ کی حفاظت کرنے والی ڈی فورس اور اسے سپورٹ کرنے والی کافرستانی ایجنسیاں بھی اس کیمپ کو نہیں بچا سکیں گی یہ میرا دعویٰ اور یقین ہے''...... پلوشہ نے سخت لہجے میں کہا تو نائیڈو بری طرح سے چونک پڑا۔

''یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو''...... نائیڈو نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر تھا۔

''کیونکہ تم مجھ سے جس کوڈ بک کا پوچھ رہے ہو وہ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھیج دی ہے۔ اب تک کوڈ بک پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف تک پہنچ چکی ہو گی اور وہ کوڈ بک کو ڈی کوڈ کر چکا ہو گا اسے ساری حقیقت کا علم ہو چکا ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ کافرستان بھیجنے کے لئے کوئی گروپ تیار کر رہا ہو جسے کافرستان بھیج کر ڈی کیمپ سبوتاژ کرا سکے''...... پلوشہ نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ نائیڈو چند لمحے اس کی طرف غور سے دیکھتا رہا پھر وہ بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم مجھے احمق بنانے کی کوشش کر رہی ہو مس پلوشہ۔ تم شاید بھول رہی ہو۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں نے تمہاری اور ان دونوں لڑکیوں کی باتیں سنی تھیں۔ تم ان لڑکیوں کو بتا رہی تھی کہ

تمہارے پاس کوڈ بک ضرور ہے اور تم اسے علی عمران تک پہنچانا چاہتی ہو۔ اس کے لئے تم نے عمران کے فلیٹ میں بھی جانے کی کوشش کی تھی لیکن تم نے وہاں کالا ناگ کو دیکھ لیا تھا جو علی عمران کی نگرانی پر مامور کیا گیا تھا۔ اسے دیکھتے ہی تم واپس آ گئی تھی اور تم نے ان لڑکیوں سے یہ بھی کہا تھا کہ تم وہ کوڈ بک اس علی عمران کے ہی حوالے کرو گی۔ جس کا مطلب واضح ہے کہ وہ کوڈ بک بدستور تمہارے پاس ہے۔ بتاؤ کہاں ہے وہ کوڈ بک''...... نائیڈو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''مجھے نہیں معلوم''...... پلوشہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''دیکھو۔ تم ایک معصوم اور نازک سی لڑکی ہو۔ مجھے اس کے لئے مجبور نہ کرو کہ میں تم سے زبردستی کروں۔ اس کمرے میں تشدد کرنے والے ایسے آلات ہیں جنہیں اگر میں نے تم پر استعمال کیا تو تمہیں شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑے گا اس لئے بہتر ہے کہ مجھے بتا دو کہ وہ کوڈ بک کہاں ہے''...... نائیڈو نے اس بار قدرے کرخت لہجے میں کہا۔

''میں نے کہا ہے نا مجھے نہیں معلوم۔ تم جتنی بار بھی پوچھو گے میرا یہی جواب ہو گا''...... پلوشہ نے اسی انداز میں کہا۔

''سوچ لو۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔ اگر تم مجھے کوڈ بک کا بتا دو گی تو تمہاری زندگی محفوظ رہے گی ورنہ تمہاری موت انتہائی بھیانک ہو گی''...... نائیڈو نے کہا۔

''جب مرنا ہی ہے تو پھر آسان موت کیا اور بھیانک موت کیا۔ تم سے جو ہو سکتا ہے کر لو مگر میں کوڈ بک کے بارے میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گی۔ یہ میرا حتمی فیصلہ ہے''...... پلوشہ نے اسی طرح انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا۔

''رانی''...... نائیڈو نے اس بار ساتھ بیٹھی ہوئی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... رانی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم سن رہی ہو یہ کیا کہہ رہی ہے''...... نائیڈو نے کہا۔

''یس باس۔ آپ مجھے دس منٹ دے دیں۔ دس منٹ بعد اس کی ہر نہ، ہاں میں بدل جائے گی''...... رانی نے بڑے سفاک لہجے میں کہا۔

''دس منٹ نہیں۔ میں تمہیں آدھا گھنٹہ دیتا ہوں۔ آدھے گھنٹے تک اس کی زبان کھل جانی چاہئے اور اسے ہر حال میں بتا دینا چاہئے کہ اس نے کوڈ بک کہاں چھپائی ہوئی ہے۔ اس کا منہ کھلوانے کے لئے کچھ بھی کرو۔ کوڈ بک کے بارے میں بتائے بغیر اسے مرنا نہیں چاہئے اور یہ بھی سن لو۔ آدھے گھنٹے بعد بھی میں نے اس کے منہ سے نہ سنا تو پھر میں تمہیں گولی مار دوں گا''۔ نائیڈو نے سخت لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی رانی بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ نائیڈو مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''سنو۔ میری بات سن کر جاؤ''...... پلوشہ نے اسے جاتے دیکھ کر چیختے ہوئے کہا لیکن نائیڈو نے جیسے اس کی بات ہی نہ سنی تھی وہ بڑے بڑے ڈگ بھرتا ہوا دروازے کی طرف گیا اور پھر باہر نکلتا چلا گیا۔

''اسے واپس بلاؤ۔ میں اس سے بات کرنا چاہتی ہوں''۔ پلوشہ نے رانی اور اس کے ساتھی ناتھ کی طرف دیکھ کر تیز لہجے میں کہا۔

''باس۔ اب آدھے گھنٹے بعد آئے گا۔ اس سے پہلے اب تمہیں ہمارا سامنا کرنا پڑے گا''...... رانی نے غراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا تم میری بوٹیاں نوچ کر مجھ سے کوڈ بک کے بارے میں اگلواؤ گی''...... پلوشہ نے منہ بنا کر کہا۔

''معمولی تشدد تو ہر کوئی کرتا ہے۔ میں تم پر نیا اور انتہائی دردناک تشدد کروں گی۔ ایسا تشدد کہ تمہاری روح تک لرز کر رہ جائے گی''...... رانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر انتہائی بے رحمی اور سفاکیت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کرو گی تم''...... پلوشہ نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''وہ جو آج تک کسی نے نہیں کیا ہو گا''...... رانی نے کہا۔

''اس سے باتیں کرنا بند کرو رانی۔ جو کرنا ہے جلدی کرو۔ آدھے گھنٹے بعد باس نے آنا ہے۔ اگر اس نے کوڈ بک کے

بارے میں نہ بتایا تو باس تمہیں گولی مار دے گا“...... ناتھ نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”تم کیوں پریشان ہو رہے ہو ناتھ۔ میں رانی ہوں۔ میں نے باس سے دس منٹ کا ٹائم مانگا تھا۔ میں دس منٹ سے زیادہ نہیں لوں گی۔ دس منٹ کے اندر اندر اس کی روح مجھے بتائے گی کہ کوڈ بک کہاں ہے“...... رانی نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا پھر وہ تیزی سے کمرے کی سائیڈ کی دیوار کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اس نے دیوار کے ایک حصے کی جڑ میں ٹھوکر ماری تو سرر کی آواز کے ساتھ دیوار میں ایک راستہ سا بن گیا۔ دوسرے لمحے اس خلاء سے ایک فولادی الماری نکل کر باہر آ گئی۔ رانی نے الماری کھولی اور اس کا خفیہ خانہ کھول کر ایک باکس نکال لیا۔ وہ باکس لے کر مڑی اور تیز تیز قدم بڑھاتی ہوئی واپس آ گئی۔ اس نے باکس اس کرسی پر رکھا جس پر وہ بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے باکس کھول لیا۔ باکس میں سفید رنگ کی دو بڑی بڑی شیشیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک شیشی میں زرد رنگ کا محلول تھا جبکہ دوسری شیشی میں سبز رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ سائیڈ میں ایک خانہ بنا ہوا تھا جس میں سٹیل کی دو سرنجیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے زرد رنگ کے محلول والی شیشی اٹھائی اور ساتھ ہی ایک سرنج اٹھا لیا۔

”ناتھ۔ دوسرے سرنج میں انٹی بھر دو“...... رانی نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا تو ناتھ سر ہلا کر آگے بڑھا اور اس نے سبز

محلول والی شیشی اور دوسرا سرنج اٹھا لیا۔ اتنی دیر میں رانی زرد محلول سرنج میں بھر چکی تھی۔ سٹیل کی سرنج کے درمیانی حصے میں شیشہ لگا ہوا تھا جس میں زرد محلول صاف دکھائی دے رہا تھا۔ رانی سرنج لے کر پلوشہ کی طرف بڑھ آئی۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے۔ تم مجھے کون سا انجکشن لگانا چاہتی ہو“۔ پلوشہ نے جو یہ سب کچھ حیرت اور خاموشی سے دیکھ رہی تھی رانی کے قریب آنے پر حیرت اور خوف سے ہکلا کر کہا۔

”مجھے اس انجکشن کا نام معلوم نہیں ہے لیکن میں اس کی کارکردگی جانتی ہوں۔ رکو پہلے میں تمہیں یہ انجکشن لگا دوں پھر تمہیں بتاتی ہوں کہ اس انجکشن کے لگنے کے بعد کیا ہو گا“...... رانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر پلوشہ لاکھ چیختی چلاتی رہی لیکن رانی نے اس کے سر کے بال پکڑ کر اس کی گردن موڑی اور پھر اس نے پلوشہ کی گردن کے دائیں حصے میں سرنج کی سوئی چبھو دی اور گردن کی ایک رگ میں اندر تک سوئی اتارتی چلی گئی۔ پلوشہ کے منہ سے بے اختیار سسکاری سی نکلی۔ رانی زرد محلول اس کی گردن میں انجکٹ کرتی چلی گئی جب ساری سرنج خالی ہو گئی تو اس نے سوئی ایک جھٹکے سے اس کی گردن سے نکال لی۔

”بس ہو گیا کام“...... رانی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ مڑی اور تیز تیز چلتی ہوئی اس کرسی کے پاس آ گئی اور اس نے سرنج کو اسی خانے میں رکھ دیا جس میں سے اس نے اسے اٹھایا

تھا۔ باکس میں دونوں شیشیاں رکھی ہوئی تھیں لیکن سبز محلول سے بھری سرنج اس کے ساتھی ناتھ کے ہاتھ میں تھی۔

"بیٹھ جاؤ ناتھ۔ ابھی چند ہی منٹ میں تماشہ شروع ہونے والا ہے۔ میرے ساتھ بیٹھ کر انجوائے کرو"...... رانی نے باکس اٹھایا اور کرسی پر بیٹھ گئی اور پھر اس نے باکس اپنی گود میں رکھ لیا۔ ناتھ آگے بڑھا اور اس کرسی پر بیٹھ گیا جس پر پہلے باس ٹائیڈو بیٹھا ہوا تھا۔ پلوشہ ان دونوں کو بدستور تیز نظروں سے گھور رہی تھی۔

"کیا ہے یہ سب۔ کون سا انجکشن لگایا ہے تم نے مجھے اور اس سے کیا ہونے والا ہے"...... پلوشہ نے رانی کی طرف دیکھ کر بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"کاسٹریا میں گولڈن پرل نام کا ایک جزیرہ ہے جہاں ایک بڑا اور انتہائی گھنا جنگل ہے۔ اس جنگل کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہے جہاں درخت، گھاس پھونس یا جھاڑیاں نہ ہوں۔ اس جنگل میں دنیا کوئی جانور نہیں پایا جاتا۔ نہ ہی اس جنگل میں کوئی پرندہ جاتا ہے۔ اس جنگل میں کیڑے مکوڑے بھی نہیں ہیں البتہ اس جنگل میں ایک خاص قسم کا سانپ پایا جاتا ہے جو دھاگے کی طرح پتلا اور ایک فٹ لمبا ہوتا ہے۔

سارا جنگل ان سانپوں سے بھرا ہوا ہے۔ وہاں موجود شاید ہی کوئی ایسی جگہ یا جھاڑی ہو جس پر یہ سانپ نہ لپٹا ہوا ہو۔ اسے گولڈن سنیک کہتے ہیں اور آج تک جتنے بھی سانپوں اور ناگوں کی

نسلیں دریافت ہوئی ہیں۔ گولڈن سنیک ان سب سے زیادہ زہریلا اور خوفناک سانپ ہے۔ اس سانپ کے زہر کا اثر انتہائی سریع الاثر ہے۔ اگر یہ سانپ کسی ہاتھی یا گینڈے کو بھی ڈس لے تو بس ایک سیکنڈ۔ صرف ایک سیکنڈ میں اس کی موت ہو جاتی ہے اور اگلے چند سیکنڈ میں اس کا جسم ہڈیوں سمیت پانی بن کر بہہ جاتا ہے۔ یہی نہیں۔ وہ پانی بھی اگلے چند سیکنڈوں میں بھاپ بن کر غائب ہو جاتا ہے۔ یہ سمجھ لو کہ آدھے منٹ میں ہاتھی اور گینڈے جیسے گرانڈیل جانوروں کے جسم بھی مکمل طور پر غائب ہو جاتے ہیں تو پھر سوچو کہ اگر وہ ناگ کسی انسان کو کاٹ لیں تو اسے پانی بننے اور پانی سے بھاپ بن کر غائب ہونے میں کتنے سیکنڈ لگیں گے"...... رانی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت۔ تو کیا تم نے مجھے گولڈن سنیک کا انجکشن لگایا ہے"...... رانی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ اگر یہ اس ناگ کا زہر ہوتا تو اب تک تمہارا جسم گل سڑ کر پانی بن چکا ہوتا اور وہ پانی بھی بھاپ بن کر اُڑ گیا ہوتا۔ یہ اسی ٹائپ کا زہر ہے۔ مجھے اس زہر کا نام معلوم نہیں ہے لیکن اپنے طور پر میں اسے بلیک پوائزن کہتی ہوں۔ اس کا اثر گولڈن سنیک کے زہر جیسا ہے۔ گولڈن سنیک کا زہر سیکنڈوں میں اپنا کام کرتا ہے جبکہ بلیک پوائزن اس سے تھوڑا مختلف ہے یہ ایک زہریلے مینڈک کا زہر ہے جو ایرازونا کے جنگلات کی دلدلوں میں

پایا جاتا ہے۔ اس زہر کو جسم میں سرایت کرنے میں دس منٹ لگتے ہیں۔ ان دس منٹوں میں اس بات کا پتہ بھی نہیں چلتا کہ زہر جسم میں داخل ہوا ہے۔

یہ زہر جب تک پورے جسم کی رگوں میں موجود سارے خون میں شامل نہیں ہو جاتا اس وقت تک اس کا احساس تک نہیں ہوتا۔ دس منٹ میں زہر سارے خون میں شامل ہو جاتا ہے اور پھر سب سے پہلے سارے جسم کی جلد سرخ ہوتی ہے۔ بال سفید ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد سرخ جلد سیاہی میں تبدیل ہوتی ہے اور پھر گلنا سڑنا اور کٹنا پھٹنا شروع ہو جاتی ہے۔ ایسے جیسے جسم پر تیزاب ڈال دیا گیا ہو۔ تھوڑی ہی دیر میں جسم کا سارا گوشت گل سڑ جاتا ہے اور بھاپ بن کر اُڑ جاتا ہے آخر میں صرف انسانی ڈھانچہ ہی باقی بچتا ہے یا سر سے جھڑے ہوئے سفید بال۔ یہ سارا عمل دس منٹ بعد شروع ہوتا ہے اور اگلے پانچ منٹ میں سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔ میں نے تمہیں ایسا ہی زہریلا انجکشن لگایا ہے۔ دس منٹ پورے ہوتے ہی زہر کا اثر شروع ہو جائے گا اور تم اذیت میں مبتلا ہو جاؤ گی۔ یہ اذیت ہر لمحے بڑھتی چلی جائے گی اور اس کا اختتام پانچ منٹ بعد موت کی شکل میں ہو گا۔ اگر دس منٹ ہونے سے تیس سیکنڈ پہلے انٹی لگا دیا جائے تو زہر کا اثر فوری طور پر ختم ہو سکتا ہے۔ اب تم پر منحصر ہے۔ تم دس منٹ کی زندگی چاہتی ہو یا پھر...... رانی نے آخری الفاظ جان بوجھ کر ادھورے

چھوڑ دیئے۔

''نہیں۔ یہ ظلم ہے۔ تم میرے ساتھ ایسا بھیانک ظلم نہیں کر سکتی''...... پلوشہ نے زہر کی تفصیل سن کر بری طرح سے لرزتے ہوئے کہا۔

''مجبوری ہے۔ ایسا کرنے پر تم نے ہی مجھے مجبور کیا ہے۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ ابھی صرف انجکشن انجکٹ ہوئے دو منٹ گزرے ہیں۔ آٹھ منٹ مزید باقی ہیں۔ کوڈ بک کے بارے میں بتا دو تو میں ابھی انٹی انجکشن لگوا دوں گی جو ناتھ کے ہاتھ میں تیار ہے''۔ رانی نے بڑے سکون بھرے لہجے میں کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ میں نہیں بتاؤں گی''...... پلوشہ نے اس بار لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو پھر عذاب بھری اور دردناک موت کے لئے تیار رہو۔ ایک منٹ اور گزر گیا۔ اب سات منٹ باقی ہیں''...... رانی نے کہا۔ اس کے لہجے میں ایک بار پھر سفاکیت عود کر آئی تھی۔

''مجھے انٹی انجکشن لگاؤ۔ میں دردناک موت نہیں مرنا چاہتی۔ میرے ساتھ ایسا ظلم مت کرو۔ تم بھی عورت ہو کر دوسری عورت پر ایسا ظلم کیسے کر سکتی ہو''...... پلوشہ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''تم شاید بھول رہی ہو۔ میرا تعلق بھی ڈی سی سے ہے اور ڈی سی میں شامل افراد مرد اور عورت میں کوئی فرق نہیں سمجھا جاتا۔

ہمیں بے رحمی اور سفاکی سے دوسروں کی جان لینا سکھایا جاتا ہے چاہے اس کے لئے ہمیں اپنی بھی جان کیوں نہ دینی پڑے''۔ رانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دیکھو۔ تمہارے باس نے کہا تھا کہ جب تک میں کوڈ بک کے بارے میں نہ بتاؤں مجھے مرنا نہیں چاہئے''...... پلوشہ نے کہا۔

''باس نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم نے کوڈ بک کے بارے میں نہ بتایا تو وہ مجھے گولی مار دے گا۔ اگر مجھے باس کے ہاتھوں مرنا ہی ہے تو پھر میں کم از کم تمہیں تو اپنے ساتھ لے کر مروں گی''۔ رانی نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم کچھ بھی کر لو۔ مجھے اذیت ناک موت مار دو لیکن میں کوڈ بک کے بارے میں نہیں بتاؤں گی۔ ڈی کیمپ شیطانوں کا کیمپ ہے جو صرف مسلمانوں کے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے دشمن ہیں اور میں انسانیت کے دشمنوں کو ختم کرنے کے لئے اپنی جان بھی دے سکتی ہوں''...... پلوشہ نے اپنے لہجے میں اعتماد پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ پانچ منٹ گزر گئے ہیں۔ پانچ منٹ اور بول لو اس کے بعد اس کمرے میں تمہاری بھیانک اور دردناک چیخیں ہی گونجیں گی''...... رانی نے لاپرواہی سے کہا۔

''تم انتہائی سفاک، بے رحم اور ظالم ہو''...... پلوشہ نے غراتے ہوئے کہا۔

''اس میں کوئی شک نہیں۔ ڈی سی کا ہر رکن ایسا ہی ہے''۔ رانی نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔ پلوشہ نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے جیسے اب اس نے کچھ نہ بولنے کی قسم کھا لی ہو۔

''تین منٹ باقی ہیں۔ تین منٹ پورے ہونے سے پہلے انٹی لگ جانا چاہئے ورنہ......'' رانی نے کلائی پر بندھی ہوئی ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔ پلوشہ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''رانی۔ وقت گزرتا جا رہا ہے۔ یہ تو ضرورت سے زیادہ ڈھیٹ ثابت ہوئی ہے۔ اگر یہ واقعی کوڈ بک کے بارے میں بتائے بغیر مر گئی تو باس تمہیں بھی گولی مار دے گا۔ کچھ کرو''...... ناتھ نے پہلی بار بولتے ہوئے کہا اس کے لہجے سے پریشانی ٹپک رہی تھی۔ اس کی بات سن کر رانی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے باکس کرسی پر رکھا اور پھر مڑ کر تیز تیز چلتی ہوئی پلوشہ کی طرف بڑھی اور پلوشہ کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

''دو منٹ باقی ہیں۔ اب بھی وقت ہے بتا دو''...... رانی نے پلوشہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

''مجھے تمہاری دی ہوئی یہ موت قبول ہے''...... پلوشہ نے ٹھوس لہجے میں کہا تو رانی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ناتھ بھی انٹی انجکشن لئے آگے بڑھ آیا تھا۔

"یہ موت بے حد اذیتناک ہے پلوشہ۔ ہماری بات مان لو کوڈ بک کے بارے میں بتا کر یہ انٹی لگوا لو ورنہ تم یہ اذیت برداشت نہیں کر سکو گی۔ یہ مت سمجھو کہ تم فوری طور پر موت کا شکار بن جاؤ گی۔ جب تک تمہارے جسم کا ایک ایک حصہ گل سڑ کر ختم نہیں ہو جائے گا اس وقت تک تمہاری جان اٹکی رہے گی اور تم شدید ترین اذیت میں مبتلا رہو گی"...... ناتھ نے پلوشہ سے کہا۔

"اذیت جس قدر مرضی شدید ہو لیکن موت کے ساتھ ہی ختم ہو جائے گی اور جب میں نے مرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پھر جتنی چاہے شدید اذیت ملے مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے"...... پلوشہ نے اسی لہجے میں کہا۔ وہ بدستور اپنے فیصلے پر ڈٹی ہوئی تھی۔

"انجکشن مجھے دو"...... رانی نے ناتھ سے مخاطب ہو کر کہا تو ناتھ نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سرنج اسے دے دی۔

"اس سرنج میں تمہاری زندگی ہے پلوشہ۔ آخری ایک منٹ بچا ہے۔ ایک بار پھر سوچ لو"...... رانی نے سرنج اس کی آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔

"تم بھی سوچ لو۔ میری زندگی میں ہی تمہاری زندگی ہے۔ تمہارے باس کے لہجے میں انتہائی سرد مہری تھی۔ مجھے یقین ہے کہ اس نے جو کہا ہے اس پر عمل بھی کرے گا"...... پلوشہ نے بھی اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"مجھے اپنی موت کی کوئی پرواہ نہیں ہے"...... رانی نے کہا۔

"جب تمہیں نہیں ہے تو پھر مجھے کیسے ہو سکتی ہے"...... پلوشہ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو رانی کے چہرے پر تناؤ سا آ گیا۔ تیس سیکنڈ باقی ہیں صرف۔ اس کے بعد انٹی لگانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہو گا"...... رانی نے غصیلے لہجے میں کہا۔ پلوشہ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اب اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی تھی۔ وہ رانی کی طرف غور سے دیکھ رہی تھی۔ رانی کی آنکھوں میں اب واقعی خوف کے سائے لہرانا شروع ہو گئے تھے۔ وہ انتہائی بے چین دکھائی دے رہی تھی۔

"مجھ سے زیادہ تو تمہیں اپنی موت کا خوف ہے جو تمہارے چہرے پر ظاہر ہو رہا ہے"...... پلوشہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو رانی غرا کر رہ گئی۔

"پندرہ سیکنڈ"...... رانی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ریسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"پندرہ سیکنڈ کہتے ہوئے تمہارا رنگ زرد ہو رہا ہے اور تمہارے لہجے میں لرزش آ گئی ہے"...... پلوشہ نے اسی طرح سے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر اب تک تردد کے تاثرات ظاہر نہ ہوئے تھے جیسے وہ واقعی موت قبول کرنے کے لئے تیار ہو اور اسے موت کا کوئی خوف نہ ہو۔

"دس۔ آٹھ۔ سات۔ چھ"...... رانی نے اس بار لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پانچ۔ چار۔ تین"...... رانی نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کا دوسرا ہاتھ پوری قوت سے حرکت میں آیا اور کمرہ یکلخت پلوشہ کی تیز اور دردناک چیخ سے گونج اٹھا۔ رانی نے زوردار مکا اس کی کنپٹی پر مار دیا تھا۔ پلوشہ کی آنکھوں کے سامنے سورج سا روشن ہوا لیکن یہ سورج صرف ایک لمحے کے لئے روشن ہوا تھا دوسرے لمحے اس کے دماغ میں گہری تاریکی سی بھرتی چلی گئی۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... سلام و دعا کے بعد عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا بات ہے۔ کافی سنجیدہ دکھائی دے رہے ہو۔ کہیں دانش منزل میں بیٹھے دانش مندی سے یہ تو نہیں سوچ رہے کہ میری طرح تم بھی اب تک کنوارے کیوں ہو"...... عمران نے بلیک زیرو کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا جس کے چہرے پر سنجیدگی اور تشویش کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

"پہلے آپ بتائیں۔ آپ کہاں تھے۔ میں کب سے آپ کے سیل فون پر کال کر رہا تھا اور آپ کے واچ ٹرانسمیٹر پر بھی کوئی رسپانس نہیں مل رہا تھا"...... بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

"واچ ٹرانسمیٹر تو فلیٹ میں ہے اور مجھے سر سلطان نے اپنے

آفس بلایا تھا اس لئے میں نے سیکرٹریٹ جاتے ہوئے احتیاطاً سیل فون آف کر دیا تھا۔ بعد میں مجھے آن کرنا یاد نہ رہا تھا۔ کیوں کوئی خاص بات ہوئی ہے کیا''...... عمران نے کہا اور اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسے آن کرنے کے لئے بٹن پریس کر دیا۔

''مس جولیا اور صالحہ کو گولیاں لگی ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

''اوہ۔ کب۔ کیسے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''صالحہ، مس جولیا کی فلیٹ میں تھی۔ چند غیر متعلق افراد نے مس جولیا کے فلیٹ میں پہلے سی ٹی گیس فائر کی جو انتہائی زود اثر گیس ہے۔ اس سے وہ دونوں بے ہوش ہو گئیں اور پھر ان لوگوں نے مس جولیا کے فلیٹ کا لاک ماسٹر کی سے کھولا اور اندر داخل ہو گئے اور اندر جاتے ہی انہوں نے مس جولیا اور صالحہ کو بے ہوشی کی ہی حالت میں گولیاں مار دیں۔ مس جولیا کو دو اور صالحہ کو تین گولیاں لگی ہیں۔ دونوں کی حالت انتہائی تشویش ناک ہے''۔ بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تمہیں یہ سب کیسے پتہ چلا''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''صفدر کی کال آئی تھی۔ وہ اکثر مس جولیا سے ملنے ان کے فلیٹ جاتا رہتا ہے۔ آج بھی وہ مس جولیا سے ملنے گیا تو مس جولیا کے فلیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا نہ صرف کھلا ہوا تھا بلکہ ان کے فلیٹ

کے دروازے کے لاک میں ماسٹر کی بھی لگی ہوئی تھی۔ مس جولیا اس معاملے میں انتہائی محتاط رہنے کی عادی ہیں۔ وہ کبھی اس طرح سے دروازہ کھلا نہیں چھوڑتیں۔ صفدر کو خطرے کا احساس ہوا تو وہ مشین پسٹل نکال کر فوراً فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ اندر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ صفدر جب سٹنگ روم میں پہنچا تو اسے صوفوں کے پاس مس جولیا اور صالحہ گری ہوئی دکھائی دیں۔ دونوں کے گرد خون تھا۔ صفدر نے فوراً مجھے کال کیا اور ساری صورتحال بتائی۔ اس کے کہنے کے مطابق فلیٹ میں ہلکی گیس کے اثرات موجود تھے۔ گیس کی بو سے اس نے اندازہ لگایا کہ وہاں سی ٹی گیس فائر کی گئی تھی۔ میں نے اسے ان دونوں کو فوری طور پر سپیشل ہسپتال لے جانے کا کہا تو وہ فوراً انہیں اٹھا کر ہسپتال لے گیا۔ ڈاکٹر صدیقی سے میری بات ہو گئی ہے۔ وہ مس جولیا اور صالحہ کا آپریشن کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ ان کی جان بچ جائے گی''...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''صفدر کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ ہسپتال میں ہی ہے۔ اس نے کال کر کے تمام ممبران کو بتا دیا ہے۔ سب ہی وہاں پہنچے ہوئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔ عمران نے فوراً ہاتھ میں پکڑے ہوئے سیل فون پر صفدر کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''صفدر بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی صفدر کی آواز سنائی

دی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ کہاں ہو تم''...... عمران نے پوچھا۔

''سپیشل ہسپتال میں ہوں عمران صاحب۔ میرے ساتھ سبھی ممبران موجود ہیں۔ سب آپ کو کافی دیر سے کال کر رہے تھے لیکن آپ کا نمبر سوئچڈ آف مل رہا تھا''...... صفدر کی آواز سنائی دی۔

''جولیا اور صالحہ کا کیا حال ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے کیا کہا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ان دونوں کی حالت تشویش ناک ہے۔ ڈاکٹر صدیقی آپریشن تھیٹر میں موجود ہیں اور آدھے گھنٹے سے ان کے آپریشن کر رہے ہیں۔ وہ ابھی تک آپریشن تھیٹر سے باہر نہیں آئے ہیں''...... صفدر نے جواب دیا۔

''اللہ رحم کرے گا۔ تم کس لئے جولیا کے فلیٹ پر گئے تھے''۔ عمران نے پوچھا۔

''ویسے ہی چلا گیا تھا۔ کافی روز ہوئے تھے مس جولیا سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔ کچھ بے چینی سی بھی ہو رہی تھی تو ناشتہ کرتے ہی وہاں چلا گیا۔ وہاں پہنچا تو مس جولیا کے فلیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور لاک میں ایک ماسٹر کی لگی ہوئی تھی''۔ صفدر نے کہا اور پھر اس نے وہی تفصیل عمران کو بتا دی جو بلیک زیرو پہلے ہی بتا چکا تھا۔

''تو جولیا اور صالحہ کو گولیاں مارنے سے پہلے فلیٹ میں سی ٹی

گیس استعمال کی گئی تھی''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ گیس کی بے حد ہلکی بو بدستور موجود تھی جسے محسوس کرتے ہی میں نے پہچان لیا تھا کہ یہاں سی ٹی گیس پھیلائی گئی ہے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''جولیا اور صالحہ کی حالت دیکھ کر تم نے فلیٹ کی چیکنگ تو نہیں کی ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''وہاں کوئی موجود ہو سکتا ہے اس لئے میں نے وہاں چیکنگ کی تھی لیکن وہاں کوئی نہ تھا۔ مس جولیا اور صالحہ کی حالت خاصی خراب تھی اس لئے میں نے چیف سے بات کی اور پھر اکیلے ہی ان دونوں کو اٹھا کر دوڑ پڑا اور پھر انہیں اپنی کار میں ڈال کر سپیشل ہسپتال لے آیا''...... صفدر نے جواب دیا۔

''کیا تم نے یہ بھی نہیں چیک کیا کہ وہاں کتنے افراد آئے تھے اور ان کا مقصد کیا ہو سکتا ہے جولیا کے فلیٹ میں آنے کا''...... عمران نے پوچھا۔

''مس جولیا کے فلیٹ کی ماہرانہ انداز میں تلاشی لی گئی ہے۔ وہاں صوفے اور گدے تک ادھڑے ہوئے ہیں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے فلیٹ میں داخل ہونے والے افراد کو کسی خاص چیز کی تلاش تھی جس کے لئے انہوں نے بھرپور تلاشی لی تھی۔ قالین پر تین افراد کے قدموں کے نشان تھے اس کے علاوہ مس جولیا اور صالحہ کے قدموں کے نشان کے ساتھ ایک اور لڑکی کے قدموں کے نشانات

بھی موجود تھے۔ وہ لڑکی شاید پہلے سے ہی مس جولیا اور صالحہ کے ساتھ وہاں موجود تھی۔ کیونکہ اس کے قدموں کے نشان صرف سٹنگ روم کے قالین تک محدود ہیں۔ دوسرے کمروں میں صرف مس جولیا کے قدموں کے نشان تھے یا پھر ان تین افراد کے جو ہر جگہ تلاشی لے رہے تھے''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا جولیا اور صالحہ کے ساتھ وہاں وہ لڑکی نہیں تھی''۔ عمران نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ قالین پر صوفے کے پاس اس کے گرنے کے نشانات ضرور موجود ہیں اور ایک آدمی کے قدموں کے نشان قدرے بھاری اور قالین پر دبے ہوئے ہیں جسے دیکھ کر لگتا ہے جیسے اس آدمی نے اس بے ہوش لڑکی کو اٹھایا ہو۔ شاید وہ اس لڑکی کو وہاں سے اٹھا کر لے گئے ہیں''...... صفدر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ جولیا اور صالحہ کو کچھ نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان پر کرم کرے گا اور ڈاکٹر صدیقی جلد ہی تمہیں ان کے زندہ بچ جانے کی خوشخبری سنائیں گے۔ میں خود بھی تھوڑی دیر تک وہاں پہنچ رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کال ڈسکنکٹ کر دی۔

''تیسری لڑکی کے بارے میں صفدر نے مجھے بھی بتایا تھا لیکن وہ لڑکی کون ہو سکتی ہے۔ کیا وہ لوگ اس لڑکی کے پیچھے جولیا کے فلیٹ میں آئے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''صالحہ اگر جولیا کے فلیٹ میں موجود تھی تو اس کا مطلب ہے کہ اس لڑکی کو وہی جولیا کے فلیٹ میں لائی ہوگی۔ ضرور اس لڑکی کی کوئی اہمیت ہوگی و۔نہ صالحہ اس لڑکی کو جولیا کے پاس کبھی نہ لاتی''...... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''اگر وہ اس لڑکی کے پیچھے گئے تھے تو پھر انہیں جولیا کے فلیٹ کی تلاشی لینے کی کیا ضرورت تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے وہاں آنے والے افراد اس لڑکی سے کچھ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ انہوں نے لڑکی کو بے ہوش دیکھ کر اس کے ہینڈ بیگ اور اس کی تلاشی لی ہوگی۔ وہ چیز جس کی وہ تلاش میں تھے نہ ملنے کی صورت میں ان کے ذہن میں یہی آیا ہو کہ اس لڑکی نے وہ چیز جولیا کے فلیٹ میں چھپا دی ہوگی اس لئے وہ اسے ہی تلاش کرتے رہے ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن صفدر کے کہنے کے مطابق لڑکی کے قدموں کے نشان سٹنگ روم تک ہی محدود تھے۔ لڑکی کے پاس اگر کچھ تھا تو ایسی صورت میں وہ چیز وہاں کیسے چھپا سکتی ہے وہ بھی صالحہ اور جولیا کی موجودگی میں''...... بلیک زیرو نے حیران ہو کر کہا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ اس نے وہ چیز صالحہ یا پھر جولیا کو دی ہو اور اہمیت کے پیش نظر جولیا نے اسے خود ہی کہیں چھپا دیا ہو''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن ایسی چیز ہو کیا سکتی ہے جس کے لئے ان افراد نے پورے فلیٹ کی بھرپور تلاشی لی اور پھر ان دونوں کو گولیاں مار کر اور اس لڑکی کو لے کر نکل گئے ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ لڑکی کون تھی اس کے پاس ایسی کون سی خاص چیز تھی اس کے بارے میں یا تو وہ لڑکی بتا سکتی ہے یا پھر جولیا اور صالحہ۔ لڑکی کا تو پتہ نہیں، جولیا اور صالحہ موت و زیست کی حالت میں مبتلا ہیں۔ وہ ٹھیک ہوں گی تو وہی بتا سکتی ہیں کہ وہاں ہوا کیا تھا اور وہ لڑکی کون تھی''...... عمران نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے سامنے پڑے ہوئے فون کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کہاں ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''اپنے فلیٹ میں ہی ہوں باس۔ حکم''...... ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا۔

''جولیا کا فلیٹ کہاں ہے جانتے ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''نو باس۔ انہوں نے حال میں ہی اپنا فلیٹ بدلا تھا۔ نئے فلیٹ کا مجھے علم نہیں ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''سنو۔ جولیا کے فلیٹ میں صالحہ موجود تھی۔ ان کے ساتھ ایک اور نامعلوم لڑکی بھی موجود تھی جو جولیا اور صالحہ کے ساتھ سٹنگ روم میں بیٹھی ہوئی تھی۔ جولیا کے فلیٹ میں سی ٹی گیس فائر کر کے ان تینوں کو بے ہوش کیا گیا اور پھر وہاں تین افراد اندر داخل ہو گئے۔ انہوں نے دروازے کا لاک ماسٹر کی سے کھولا تھا۔ اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے جولیا اور صالحہ کو گولیاں ماریں اور اس لڑکی کو اٹھا کر اپنے ساتھ لے گئے۔ فلیٹ سے جانے سے پہلے انہوں نے جولیا کے فلیٹ کی بھرپور تلاشی لی تھی۔ صفدر اتفاق سے وہاں پہنچ گیا تھا۔ اس نے جولیا اور صالحہ کو زخمی حالت میں اٹھایا اور انہیں ہسپتال لے گیا۔ ان دونوں کا سپیشل ہسپتال میں ڈاکٹر صدیقی آپریشن کر رہے ہیں۔ چونکہ صفدر کو انہیں لے جانے کی جلدی تھی اس لئے وہ فلیٹ کو اچھی طرح سے سرچ نہیں کر سکا ہے۔ میں تمہیں جولیا کے فلیٹ کا پتہ بتاتا ہوں وہاں جاؤ اور جا کر فلیٹ کی چیکنگ کرو۔ ہو سکتا ہے کہ تمہیں جولیا اور صالحہ کے ساتھ موجود لڑکی کا یا پھر ان افراد کا کوئی کلیو مل جائے جنہوں نے وہاں واردات کی تھی۔ کلیو ملتے ہی پتہ لگاؤ کہ وہ لوگ کون تھے اور کہاں سے آئے تھے''...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران نے اسے جولیا کے نئے فلیٹ کا پتہ بتا دیا۔

''میرا سیل فون آن ہے۔ کوئی ٹپ ملے تو مجھے فوراً مطلع

کرنا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ مس جولیا اور مس صالحہ کی حالت کے بارے مجھے تشویش ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر خصوصی کرم فرمائے اور وہ جلد سے جلد روبصحت ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''آمین''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا اب آپ ہسپتال جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ میرا وہاں جانا ضروری ہے۔ میں وہاں سے ہو کر آتا ہوں۔ تب تک تم ان کاغذات کو دیکھو''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی جیب سے وہ فائل نکال کر بلیک زیرو کی طرف بڑھا دی جو وہ سر سلطان سے لایا تھا۔

''یہ کیسی فائل ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے سر سلطان سے ملنے اور فائل میں موجود تفصیل کے بارے میں مختصر طور پر بتا دیا۔

''تمہیں ان پیپرز کو غور سے دیکھنا ہے۔ بظاہر تو ان کاغذات میں مجھے کچھ دکھائی نہیں دیا ہے ایسا لگتا ہے جیسے بس کسی نے ہمیں ڈی کیمپ کے بارے میں بتانے کی فارمیلٹی پوری کی ہو لیکن کوئی کلیو اور کوئی ایسی بات نہیں بتائی جس سے یہ پتہ چل سکے کہ آیا واقعی کافرستان میں ایسا کوئی خاص کیمپ موجود ہے جو پاکیشیا کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کی تباہی اور بربادی کا منصوبہ بنا رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو جس نے یہ فائل سر سلطان کو بھیجی تھی اسے اس کیمپ کے

بارے میں کوئی کلیو کوئی ٹپ تو دینی ہی چاہئے تھی لیکن ان پیپرز میں ایسا کچھ نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر آپ کو ان پیپرز سے کچھ پتہ نہیں چلا ہے تو پھر مجھے کیسے پتہ چلے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ان پیپرز کو غور سے دیکھو۔ مختصری تفصیل ہے لیکن کمپیوٹر پرنٹڈ کے لئے دس فل اسکیپ پیپرز کا استعمال کیا گیا ہے اور تفصیل بڑے کمپیوٹر فونٹ میں تحریر کی گئی ہے جبکہ یہ ساری تفصیل چھوٹے فونٹ میں محض ایک پیج پر ٹائپ کی جا سکتی تھی۔ پھر اس قدر بڑے فونٹ لگانے اور انہیں دس پیپرز پر پرنٹ کرنے کی کسی کو کیا ضرورت تھی۔ اس کے علاوہ اس پیپرز میں ہر لائن میں کافی بڑا گیپ ہے۔ اگر عام نظروں سے دیکھا جائے تو ایسا لگتا ہے جیسے کسی بچے نے جلدی بازی میں ٹائپ کیا ہو اور فونٹ بڑھا کر ایک ساتھ پرنٹ کی کمانڈ دے دی ہو جس سے پرنٹ پھیل کر دس صفحات تک پھیل گیا ہو لیکن میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔ یہ جان بوجھ کر کیا گیا ہے اور ایسا کیوں کیا گیا ہے یہ تم معلوم کرو تب تک میں جولیا اور صالحہ کی خیریت دریافت کر کے آتا ہوں''۔

عمران نے سنجیدگی سے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور فائل کھول کر دیکھنے لگا۔ عمران اٹھا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

پلوشہ کو ہوش آیا تو اس نے خود کو اسی کمرے میں اور اسی راڈز والی کرسی پر جکڑے پایا جس پر وہ پہلے سے جکڑی بیٹھی تھی۔ اس کے سامنے رانی کھڑی تھی جو اسے غور سے دیکھ رہے تھے۔ رانی کے ہاتھ میں وہ سرنج تھی جو اس نے ناتھ سے لی تھی اور اس کے کہنے کے مطابق اس سرنج میں انٹی بھرا ہوا تھا۔ ناتھ وہاں موجود نہ تھا۔

''ارے۔ یہ کیا۔ میں تو ابھی تک زندہ ہوں۔ تم تو کہہ رہی تھی کہ دس منٹ پورے ہوتے ہی زہر میرے سارے جسم میں پھیل جائے گا اور میں شدید اذیت میں مبتلا ہو جاؤں گی۔ میرا جسم گل سڑ جائے گا لیکن ایسا تو کچھ نہیں ہوا ہے''...... ذہنی طور پر سنبھلتے ہی پلوشہ نے رانی کی طرف دیکھ کر بڑے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں نے وقت پر تمہیں انٹی لگا دیا تھا اس لئے تم بچ گئی ہو۔ اگر ایک سیکنڈ کی بھی دیر ہو جاتی تو تمہارا وہی حشر ہوتا جو میں نے بتایا تھا''...... رانی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو پلوشہ بے اختیار ہنس

پڑی۔

''اس کا مطلب ہے تم اپنی موت سے ڈر گئی تھی۔ میں نے تمہیں کوڈ بک کے بارے میں نہیں بتایا تھا۔ میرے مرتے ہی تمہارا باس تمہیں گولی مار کر ہلاک کر دیتا اس لئے تم نے فوری طور پر مجھے انٹی لگا دیا تا کہ میں زندہ رہوں اور تمہاری زندگی بھی محفوظ رہ سکے''...... پلوشہ نے ہنستے ہوئے کہا تو رانی اسے گھور کر رہ گئی۔

''مجھے تم سے ہر صورت میں کوڈ بک کا پتہ معلوم کرنا ہے پلوشہ۔ تمہیں اس طرح ہلاک کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ تمہاری ہلاکت کے لئے میں نے ایک اور طریقہ سوچا ہے اور مجھے یقین ہے کہ جب میں یہ طریقہ استعمال کروں گی تو تم مجھے کوڈ بک کا بتا دو گی۔ اس بار تم انکار نہیں کر سکو گی''...... رانی نے سرد لہجے میں کہا۔

''اگر میں بھیانک موت قبول کر سکتی ہوں تو پھر تم نے یہ کیسے سوچ لیا کہ میں تمہارے کسی اور طریقے سے ڈر جاؤں گی اور تمہیں کوڈ بک کا بتا دوں گی۔ ویسے بھی اب تمہارا باس آنے ہی والا ہو گا۔ مجھ سے انکار سنے گا تو وہ یقیناً تمہیں گولی مار دے گا''۔ پلوشہ نے کہا۔

''ابھی باس کے آنے میں پندرہ منٹ باقی ہیں اور ان پندرہ منٹ میں تمہارا منہ میں آسانی سے کھلوا لوں گی''...... رانی نے اسی انداز میں کہا۔ اسی لمحے کمرے میں ناتھ داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر

پلوشہ بے اختیار چونک پڑی۔ ناتھ کے ہاتھ میں ایک بڑا سا پنجرہ تھا جس میں سیاہ رنگ کے چھوٹے چھوٹے چوہے اچھلتے کودتے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ چوہے عجیب سے تھے۔ ان کے منہ چھچھوندر کی طرح لمبے تھے اور ان کے جسموں پر بال کی بجائے سیاہ رنگ کے کانٹے سے دکھائی دے رہے تھے۔ پنجرے میں دس چوہے دکھائی دے رہے تھے جن کے اگلے دانت منہ سے نکلے ہوئے تھے اور کافی لمبے اور نوکیلے دکھائی دے رہے تھے۔ ناتھ کے دوسرے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی لمبے منہ والی ایک بوتل بھی تھی۔ وہ چوہوں والا پنجرہ اور بوتل لے کر رانی کے قریب آ گیا۔ جیسے ہی ناتھ پنجرہ قریب لایا رانی نے بے اختیار اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیا۔ پلوشہ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سامنے کسی بدبودار گٹر کا ڈھکن کھل گیا ہو۔ اسے بے اختیار ابکائیاں سی آنے لگیں۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہے۔ یہ چوہے۔ ہٹاؤ۔ ہٹاؤ انہیں یہاں سے یہ انتہائی بدبودار ہیں“...... پلوشہ نے بری طرح سے ابکائیاں لیتے ہوئے اور خوف بھرے لہجے میں کہا۔ عجیب اور بھیانک چوہوں کو دیکھ کر اس کے چہرے پر پہلی بار خوف کے تاثرات نمودار ہوئے تھے۔ اس کے چہرے پر خوف دیکھ کر رانی کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ آ گئی۔

”گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے میرا یہ نسخہ تم پر یقیناً کارگر رہے گا“...... رانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نسخہ۔ کیا۔ کیا مطلب“...... پلوشہ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ وینزویلا کے جنگلوں کے گوشت خور چوہے ہیں۔ یہ مرے ہوئے جانوروں کے ساتھ ساتھ مردہ انسانی گوشت بھی بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ انتہائی غلیظ چوہوں کی یہ نسل انتہائی بدبودار ہوتی ہے اور یہ گلنے سڑنے والی لاشوں کا ہی گوشت کھانا پسند کرتے ہیں“...... رانی نے کہا۔

”ہونہہ۔ تو تم انہیں یہاں کیوں لائی ہو“...... پلوشہ نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

”یہ بھوکے ہیں اور میں نے یہی سوچ کر ہی تمہیں انٹی لگایا تھا کہ تمہارا جسم گل سڑ کر ضائع ہی ہو جانا ہے تو کیوں نہ میں اپنے ان چوہوں کی بھوک ہی مٹا دوں۔ ناتھ کے ہاتھ میں جو تم لمبے منہ والی بوتل دیکھ رہی ہو اس بوتل میں انتہائی بدبودار جڑی بوٹیوں کا تیل ہے۔ یہ تیل جب میں تم پر ڈالوں گی تو تمہارے جسم سے ایسی بو پھوٹے گی جیسے تم گلی سڑی لاش ہو۔ اس کے بعد میں ان چوہوں کا پنجرہ کھول دوں گی۔ پنجرہ کھلتے ہی چوہے تمہیں بدبودار لاش سمجھ کر تم پر چڑھ دوڑیں گے اور پھر یہ تمہیں نوچنا شروع کر دیں گے۔ یہ تمہارے جسم کا سارا گوشت چٹ کر جائیں گے اور تمہاری یہ موت اس موت سے زیادہ دردناک اور بھیانک ہو گی جو میں تمہیں پہلے دینا چاہتی تھی“...... رانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ تت۔ تت۔ تم اتنی بے رحم اور سفاک ہو۔ میری بوٹیاں ان چوہوں سے اُڑانا چاہتی ہو''...... پلوشہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہ کہتے ہیں نا کہ جب گھی سیدھی انگلیوں سے نہ نکلتا ہو تو انگلیاں ٹیڑھی کرنی پڑتی ہیں۔ تمہارے لئے یہی عذاب ٹھیک ہے۔ اب یا تو تم اس عذاب کو سہنا یا پھر مجھے کوڈ بک کا بتا دینا۔ ناتھ ہمارے پاس وقت کم ہے۔ باس کے آنے سے پہلے اس لڑکی کی زبان کھل جانی چاہئے۔ اس پر کروموکا جڑی بوٹیوں کا تیل ڈال کر چوہے اس پر چھوڑ دو۔ مجھے باس کے ہاتھوں مرنا ہی ہے تو مرنے سے پہلے میں اس لڑکی کو دردناک انداز میں مرتی ہوئی دیکھنا چاہتی ہوں''...... رانی نے پہلے پلوشہ سے اور پھر سر گھما کر ناتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ناتھ نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے چوہوں والا پنجرہ ایک طرف رکھ دیا اور پھر وہ لمبے منہ والی بوتل لے کر پلوشہ کے قریب آ گیا۔ اس نے بوتل پر لگا ہوا کارک ہٹایا تو پلوشہ کا دماغ پھٹ گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اسے اٹھا کر بدبودار گٹر میں پھینک دیا گیا ہو۔

''بند کرو۔ بند کرو اس بوتل کو۔ مجھے انتہائی گھن آ رہی ہے اس بو سے۔ بند کرو بوتل''...... پلوشہ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''کوڈ بک کے بارے میں بتاؤ''...... رانی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''بب بب۔ بتاتی ہوں۔ بتاتی ہوں۔ اس بوتل کو بند کرو اور ان چوہوں کو یہاں سے ہٹاؤ۔ میں تمہیں کوڈ بک کے بارے میں بتا دیتی ہوں۔ خدا کی پناہ میں یہ بھیانک عذاب نہیں سہہ سکتی۔ اس سے تو اچھا ہے کہ تم مجھے گولی مار دو''...... پلوشہ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''سوچ لو۔ اگر تم نے بوتل کا ڈھکن بند ہونے اور چوہوں کے یہاں سے ہٹنے کے بعد بھی کوڈ بک کے بارے میں بتانے سے انکار کر دیا تو اس کے بعد میں تمہاری کوئی بات نہیں سنوں گی اور ساری بوتل تم پر الٹ کر ان چوہوں کو ہر صورت میں تم پر چھوڑ دوں گی۔ اس کے بعد باس مجھے گولی مارے یا تلوار سے میرا سر قلم کر دے مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے''...... رانی نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''تم انتہائی حرافہ، بے حس اور ظالم لڑکی ہو۔ میری زبان کھلوانے کے لئے تم اس حد تک چلی جاؤ گی اس کے بارے میں نہیں سوچا تھا میں نے۔ دور کرو انہیں۔ میں تمہیں کوڈ بک کے بارے میں بتا دیتی ہوں۔ اب مسلمانوں اور پاکیشیا کی قسمت۔ میں نے تو اپنے طور پر بہت کوشش کی تھی کہ پاکیشیا کو ڈی کیمپ اور ان کے منصوبوں کا علم ہو جائے اور کوئی تو ایسا ہو جو اس ڈی کیمپ کو سبوتاژ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہو لیکن لگتا ہے میری ساری محنت، ساری کوشش اور سارے کے سارے خواب دھرے رہ جائیں

گے“...... پلوشہ نے انتہائی تاسف اور درد بھرے لہجے میں کہا تو رانی کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

”بوتل بند کرو اور چوہوں کو یہاں سے لے جاؤ ناتھ“...... رانی نے ناتھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ناتھ نے بوتل کے منہ پر کارک لگایا اور دوسرے ہاتھ سے سیاہ چوہوں والا پنجرہ اٹھایا اور اسے لے کر مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ کمرے میں بدستور انتہائی بو موجود تھی جس سے پلوشہ کا چہرہ بری طرح سے بگڑا ہوا تھا۔

”اب بتاؤ“...... رانی نے ریسٹ واچ دیکھ کر پلوشہ سے مخاطب ہو کر اسی طرح انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”میں تمہیں بتا دیتی ہوں لیکن تمہیں بھی میری ایک بات ماننی پڑے گی پھر“...... پلوشہ نے کہا۔

”کون سی بات“...... رانی نے پوچھا۔

”میں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گی۔ میں نے جہاں کوڈ بک چھپائی ہے میں تمہیں اس جگہ کے بارے میں سچ بتاؤں گی اور وہ کوڈ بک تمہیں وہاں سے مل بھی جائے گی لیکن......“ پلوشہ نے کہا اور پھر کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔

”لیکن۔ لیکن کیا“...... رانی نے پوچھا۔

”جیسے ہی میں تمہیں کوڈ بک کے بارے میں بتاؤں تم مجھے اسی وقت گولی مار کر ہلاک کر دینا۔ میں اپنی کوشش میں ناکام ہو گئی

ہوں اور اتنا کچھ کرنے کے باوجود کچھ نہیں کر سکی اس افسوس اور تاسف کے ساتھ میں زندہ نہیں رہنا چاہتی“...... پلوشہ نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہیں زندہ رکھنا ہے یا پھر ہلاک کرنا ہے اس کا فیصلہ باس کریں گے“...... رانی نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے ابھی اور اسی وقت مرنا ہے۔ تم وعدہ کرو کہ کوڈ بک کا پتہ چلتے ہی تم مجھے گولی مار کر ہلاک کرو گی ابھی اور اسی وقت“...... پلوشہ نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ مجھے کیسے یقین ہو گا کہ تم جو جگہ بتاؤ گی وہاں یقینی طور پر کوڈ بک مل جائے گی۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ میں وہ کوڈ بک حاصل کر لوں اس کے بعد میں تمہاری یہ خواہش پوری کر دوں گی“...... رانی نے کہا۔

”بے فکر رہو۔ میں نے کہا ہے نا میں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گی۔ میں نہیں چاہتی کہ تم باس کے ہاتھوں ہلاک ہو جاؤ اس لئے میں تمہیں کوڈ بک کے بارے میں سچ ہی بتاؤں گی“...... پلوشہ نے کہا۔

”تم وقت برباد کر رہی ہو پلوشہ۔ باس کے آنے میں چند منٹ باقی ہیں۔ مجھے بتا دو کوڈ بک کہاں ہے“...... رانی نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”تو تم میری بات نہیں مانو گی“...... پلوشہ نے کہا تو رانی اسے

تیز نظروں سے گھورنا شروع ہو گئی۔

”ٹھیک ہے۔ تم کوڈ بک کا پتہ بتاؤ۔ باس آئیں گے تو میں ان سے بات کروں گی اور پھر ان کا حکم ملتے ہی میں تمہیں گولی مار دوں گی۔ اب ٹھیک ہے“...... رانی نے کہا۔

”نہیں۔ تم مجھے باس کے آنے سے پہلے گولی مار کر ہلاک کرو گی۔ مجھے اس کا وعدہ چاہئے“...... پلوشہ نے ضد کرنے والے انداز میں کہا۔

”لگتا ہے۔ تم مجھے باس کے ہاتھوں ہلاک کرانے پر تلی ہوئی ہو اور جان بوجھ کر مجھے کوڈ بک کے بارے میں نہیں بتا رہی۔ ٹھیک ہے۔ اب جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ بتاؤ کہاں ہے کوڈ بک۔ میں تمہیں ابھی گولی مار کر ہلاک کر دیتی ہوں“...... رانی نے کہا اور پھر اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور مشین پسٹل نکال لیا اور اسے دونوں ہاتھوں میں پکڑ کر اس کا رخ پلوشہ کی طرف کر دیا۔ یہ دیکھ کر پلوشہ کے چہرے پر عجیب سی خوشی عود کر آئی۔

”مجھے معاف کرنا امت مسلمہ اور پاکیشیا۔ میں کسی کے لئے کچھ بھی نہیں کر سکی۔ مجھے معاف کر دینا۔ معاف کر دینا“...... پلوشہ نے انتہائی درد بھرے لہجے میں کہا۔

”جلدی بتاؤ۔ کہاں ہے کوڈ بک“...... رانی نے غرا کر کہا۔

”بتاتی ہوں۔ بے فکر رہو۔ کوڈ بک جب تک تمہارے ہاتھ میں نہ آ جائے تم بے شک گولی نہ چلانا لیکن کوڈ بک ملتے ہی تم مجھے ہر

صورت میں گولی مار دو گی۔ اس کا تم وعدہ کر چکی ہو“...... پلوشہ نے افسردہ سے لہجے میں کہا تو رانی چونک پڑی۔

”کیا کوڈ بک تمہارے پاس ہے“...... رانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں“...... پلوشہ نے کہا۔

”تم جھوٹ بول رہی ہو۔ میں نے تمہاری تلاشی لی تھی۔ تمہارے پاس کوئی کوڈ بک نہیں ہے“...... رانی نے غرا کر کہا۔

”میرے سینڈل کی تلوا موٹا اور دوہرا ہے۔ اسے توڑ کر کھولو تمہیں کوڈ بک مل جائے گی“...... پلوشہ نے کہا تو رانی زور سے چونکی اور اس کے سینڈلوں کی طرف دیکھنے لگی۔ اس کی سینڈلوں کا تلوا واقعی کافی موٹا تھا۔

”کیا تم سچ کہہ رہی ہو۔ کوڈ بک تمہاری سینڈل میں ہے“۔ رانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں مرنے والی ہوں اور مرنے والے کبھی جھوٹ نہیں بولتے“...... پلوشہ نے اسی انداز میں کہا۔

”کس سینڈل میں ہے۔ رائٹ یا لیفٹ والے میں“...... رانی نے پوچھا۔

”رائٹ والے سینڈل میں“...... پلوشہ نے کہا تو رانی نے مشین پسٹل فوراً جیب میں ڈالا اور اس کے پیروں کی طرف جھپٹی۔ اس نے فوراً پلوشہ کے دائیں پاؤں کا سینڈل نکالا اور اسے الٹ پلٹ کر

دیکھنے لگی۔ اس کا تلوا واقعی اتنا موٹا تھا کہ اس کے اندر آسانی سے پاکٹ سائز کی ڈائری چھپائی جا سکتی تھی۔ رانی نے فوراً جیکٹ کی دوسری جیب سے ایک پتلی دھار والا خنجر نکالا اور اس خنجر کی نوک سے سینڈل کا نچلا حصہ کاٹنے اور توڑنے لگی۔ کچھ ہی دیر میں سینڈل کا تلوا الگ ہو گیا۔ یہ دیکھ کر رانی کی آنکھیں چمک اٹھیں کہ سینڈل میں واقعی کافی بڑا خلاء تھا اور اس خلاء میں پلاسٹک کا ایک والٹ پھنسا ہوا تھا۔ رانی نے فوراً پلاسٹک کا بیگ نکال کر کھولا تو اسے اس والٹ میں ایک پاکٹ سائز ڈائری دکھائی دی۔ اس نے ڈائری کھول لی۔ ڈائری ایک ہاتھ کی لکھائی سے بھری ہوئی تھی لیکن یہ عجیب سی زبان میں تھی جو رانی کی سمجھ سے بالاتر تھی۔ کچھ صفحات پر آڑی ترچھی لکیریں لگی ہوئی تھیں اور کچھ صفحات پر عجیب سے نقشے سے بنے ہوئے تھے۔

''کیا مطلب۔ یہ کون سی زبان ہے۔ کیا لکھا ہے تم نے''۔ رانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے مجھ سے کوڈ بک مانگی تھی۔ وہ میں نے تمہیں دے دی ہے۔ اب تم اپنا وعدہ پورا کرو اور مجھے گولی مار کر ہلاک کرو۔ ابھی اور اسی وقت''...... پلوشہ نے سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ پہلے مجھے بتاؤ یہ کون سا کوڈ ہے اور میں اس بات پر کیسے یقین کر لوں کہ یہ وہی کوڈ بک ہے جو باس تم سے حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ہو سکتا ہے تم نے مجھے ڈاج دینے کے لئے جان بوجھ کر

یہ نقلی کوڈ بک دی ہو''...... رانی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہیں کوئی ڈاج نہیں دیا نانسنس۔ میرے پاس یہی کوڈ بک تھی۔ یہی کوڈ بک میں پاکیشیا سیکرٹ سروس تک پہنچانا چاہتی تھی سمجھی تم''...... پلوشہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اسے ڈی کوڈ کرنے کا طریقہ بتاؤ پھر میں اپنا وعدہ پورا کروں گی''...... رانی نے کہا۔

''نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنا پڑے گا۔ ہر صورت میں۔ گن نکالو اور فائرنگ کرو مجھ پر''...... پلوشہ نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''تمہارا یہ انداز ہی یہ بتانے کے لئے کافی ہے کہ تم مجھے ڈاج دے رہی ہو۔ سوری۔ تم نے نقلی ہی سہی۔ یہ کوڈ بک مجھے دے کر باس کے ہاتھوں مجھے مرنے سے بچا لیا ہے۔ اس کے لئے تمہارا شکریہ۔ اب تمہیں زندہ رکھنا ہے یا ہلاک کرنا ہے اس کا فیصلہ باس کرے گا''...... رانی نے یکلخت مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ دھوکہ ہے۔ تم اپنے وعدے سے منحرف ہو رہی ہو''۔ پلوشہ نے چیخ کر کہا۔

''میں ایسی ہی ہوں''...... رانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو پلوشہ بری طرح سے چیخنے چلانے لگی۔ اسی لمحے ناتھ دوبارہ اندر آ گیا۔ وہ اس بار خالی ہاتھ تھا۔

''کیا ہوا۔ کیا کوڈ بک مل گئی''...... ناتھ نے رانی کے سامنے

ٹوٹی ہوئی سینڈل اور اس کے ہاتھ میں پاکٹ سائز ڈائری دیکھ کر حیرت اور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں“...... رانی نے مسکرا کر کہا۔

”تو یہ اب کیوں چیخ رہی ہے“...... ناتھ نے پلوشہ کو چیختے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس نے مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ یہ مجھے کوڈ بک دے گی تو میں کوڈ بک حاصل کرتے ہی اسے گولی مار دوں گی“...... رانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو کر دو اپنا وعدہ پورا۔ کوڈ بک ہمیں مل گئی ہے۔ باس کو اس کوڈ بک سے مطلب ہے اس لڑکی سے نہیں“...... ناتھ نے منہ بنا کر کہا۔

”احمقوں جیسی باتیں نہ کرو۔ اس ڈائری کو دیکھو اور مجھے بتاؤ کیا یہ وہی کوڈ بک ہے جس میں اس نے ڈی کیمپ کے بارے میں تفصیلات لکھی ہیں“...... رانی نے منہ بنا کر کہا اور ڈائری ناتھ کو دے دی۔ ناتھ ڈائری لے کر اس کے صفحات پلٹنے لگا۔

”یہ کون سی زبان کی تحریر ہے۔ میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہی ہے“...... ناتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اسی لئے میں نے اسے اب تک گولی نہیں ماری ہے۔ ہو سکتا ہے اس نے جان بوجھ کر ہمیں ڈاج دینے کے لئے یہ ڈائری دی ہو۔ ہم یا باس اسے دردناک موت سے نہ ہمکنار کرے اس سے

بچنے کے لئے یہ میرے ہاتھوں آسان موت مرنا چاہتی ہو۔ جب تک باس اس بات کو کنفرم نہیں کر لیتا کہ یہ ڈائری اصل ہے یا نہیں اس وقت تک میں اسے آسان موت کیسے دے سکتی ہوں“۔ رانی نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ یہ ہمیں نقلی کوڈ بک دے کر واقعی آسان موت مرنے کا سوچ رہی ہے“...... ناتھ نے کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے تیز قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ سب چونک پڑے۔ اسی لمحے دروازے سے نائیڈو اندر داخل ہوا۔ نائیڈو کو دیکھ کر وہ سب چوکس ہو گئے۔

”اس نے زبان کھولی ہے یا نہیں“...... نائیڈو نے اندر داخل ہوتے ہی رانی کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ اس کی سینڈل کے تلوے میں سے یہ کوڈ بک ملی ہے“...... رانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ نائیڈو آگے بڑھا تو رانی نے اسے کوڈ بک دے دی۔ نائیڈو اسے کھول کر غور سے دیکھنے لگا۔

”تاناگا کوڈ۔ یہ تو تاناگا کوڈ ہے جو فرسٹ ورلڈ وار میں فوجی ایک دوسرے تک اپنا پیغام پہنچانے کے لئے کیلے اور درختوں کے دوسرے پتوں پر تحریر کر کے مخصوص جگہوں پر دفن کر دیتے تھے تاکہ جنہیں وہ پیغام پہنچانا چاہتے ہوں۔ ان جگہوں کو کھود کر پتے نکال کر پیغام پڑھ سکیں۔ اتنی قدیم زبان یہ کیسے جانتی ہے“...... نائیڈو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ زبان میرے دادا نے مجھے سکھائی تھی جو جارجن کی طرف سے فرسٹ ورلڈ وار میں جارجن فوج کی ایک بٹالین کے کمانڈر تھے"۔ پلوشہ نے کہا۔

"گڈ شو۔ بڑا حیرت انگیز اور انوکھا کوڈ ہے یہ جسے اس دور میں شاید ہی کوئی جانتا ہو"...... نائیڈو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو اس کوڈ کو"...... پلوشہ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ جس طرح تمہارے دادا جارجن کی طرف سے ورلڈ وار میں جارجن فوج کی ایک کمانڈ کا حصہ تھے اسی طرح میرے دادا بھی جارجن فوج میں ایک کمانڈر تھے۔ مجھے بھی انہوں نے یہ کوڈ خصوصی طور پر سکھایا تھا"...... نائیڈو نے مسکراتے ہوئے کہا تو پلوشہ کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"باس۔ یہ کہہ رہی تھی کہ اس نے اس کوڈ بک کو پاکیشیا سیکرٹ سروس یا کسی پاکیشیائی ایجنسی تک پہنچانے کی بے حد کوشش کی تھی لیکن اس کی ساری کوششیں رائیگاں چلی گئیں۔ یہ اس کے لئے شرمناک اور انتہائی دردناک بات ہے اور یہ چاہتی ہے کہ اس نے ہمیں کوڈ بک دے دی ہے اس لئے اب اسے گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے"...... رانی نے نائیڈو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایک منٹ۔ میں ایک نظر اسے دیکھ لوں"...... نائیڈو نے کہا۔

وہ شروعات کے صفحات پلٹ رہا تھا اور انہیں غور سے دیکھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ یہ درست کوڈ بک ہے۔ اس نے واقعی اس ڈائری میں ڈی کیمپ کے بارے میں ہی لکھا ہے۔ اس نے چونکہ ڈائری ہمیں دے دی ہے اس لئے تم اس کی خواہش پوری کر سکتی ہو۔ مار دو اسے گولی"...... نائیڈو نے کوڈ بک جیب میں ڈالتے ہوئے کہا تو اس کی بات سن کر پلوشہ کے چہرے پر یکلخت سکون سا آ گیا۔ رانی بھی نائیڈو کی بات سن کر کھل اٹھی تھی۔ نائیڈو مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا جبکہ رانی مڑ کر ایک بار پھر پلوشہ کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے جیکٹ سے مشین پسٹل نکالا اور اس کا رخ پلوشہ کی طرف کر دیا۔

"تو تیار ہو مرنے کے لئے"...... رانی نے پلوشہ کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالکل"...... پلوشہ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی اسی لمحے رانی نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ یکلخت تڑتڑاہٹ ہوئی اور مشین پسٹل سے شعلے نکل کر راڈز والی کرسی پر جکڑی ہوئی پلوشہ کے سر میں پیوست ہوتے چلے گئے۔ پلوشہ کے حلق سے چیخ تک نہ نکل سکی اور اس کے سر کے ٹکڑے ہو کر بکھر گئے تھے۔ رانی نے فائرنگ کر کے انتہائی سفاکی سے گولیاں مار کر اس کے سر کے ہی ٹکڑے اُڑا کر رکھ دیئے تھے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران کے چہرے پر اطمینان اور سکون دیکھ کر اس کے چہرے پر بھی اطمینان اور سکون کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"لگتا ہے جولیا اور صالحہ کا آپریشن کامیاب رہا ہے اور وہ دونوں بچ گئی ہیں"...... بلیک زیرو نے عمران کے چہرے پر سکون اور اطمینان کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے چار گھنٹے مسلسل ان دونوں کا آپریشن کیا ہے۔ ان کی محنت اور جدوجہد رنگ لائی اور آخر کار وہ ان دونوں کو موت کے منہ سے واپس لانے میں کامیاب ہو گئے اور یہ سب اللہ کے خصوصی کرم کی وجہ سے ہوا ہے ورنہ ڈاکٹر صدیقی کا کہنا تھا کہ ان دونوں کی حالت انتہائی نازک تھی۔ دونوں کو پیٹ اور سینے میں گولیاں ماری گئی تھیں۔ اگر صفدر

انہیں بروقت ہسپتال نہ لے آتا اور وہ فوری طور پر ان کا آپریشن نہ کرتے تو ان کا بچنا ناممکن تھا"...... عمران نے سکون بھرے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر اور زیادہ سکون آ گیا۔

"شکر ہے اللہ پاک کا۔ میں یہاں بیٹھا ان دونوں کی زندگیوں کے لئے دعا کر رہا تھا۔ اب وہ دونوں کیسی ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ان کی حالت اب خطرے سے باہر ہے البتہ وہ بے ہوش ہیں اور ڈاکٹر صدیقی کا کہنا ہے کہ وہ انہیں خصوصی نگرانی میں رکھنا چاہتے ہیں۔ دو روز بعد وہ مکمل طو پر ہوش میں آ جائیں گی۔ بہرحال یہ طے ہے کہ اب ان کی زندگیوں کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ انشاء اللہ دونوں بچ جائیں گی"...... عمران نے کہا۔

"تب تو واقعی اللہ کا ان دونوں پر خصوصی کرم ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر صدیقی واقعی ان کے لئے مسیحا ثابت ہوئے ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو نجانے کیا ہو جاتا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"وہی ہوتا جو منظور خدا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور صفدر کو جنازہ جائز کرنے کا ایک اور موقع دے دیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ دونوں کے جنازے تب ہی جائز ہوں گے جب آپ دونوں ان سے شادیاں کر لیں گے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔ جولیا اور صالحہ کی حالت سنبھلنے کا سن کر وہ انتہائی حد تک

مطمئن ہو گیا تھا۔

''شادیاں۔ ارے باپ رے۔ ایک شادی ہونے کا نام نہیں لے رہی اور تم شادیاں کہہ رہے ہو۔ جانتے ہو نا شادیاں جمع کے صیغے میں آتی ہیں''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''میں نے جمع کا صیغہ آپ دونوں کے لئے استعمال کیا ہے۔ آپ اکیلے کے لئے نہیں''۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو تم میری شادی اور صفدر کی شادی کو جوڑ کر شادیاں بنا کہہ رہے تھے۔ شکر ہے۔ ورنہ میں تو کچھ اور ہی سمجھ بیٹھا تھا''...... عمران نے سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''آپ کیا سمجھ بیٹھے تھے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران کا شوخ پن بھی لوٹ آیا تھا اس لئے وہ اس کی باتوں میں جان بوجھ کر دلچسپی لینے لگا تھا۔

''یہی کہ اگر میں واقعی شادیاں کروں تو کتنی شادیاں کروں کیونکہ اسلام میں تو چار جائز ہیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کی ہنسی تیز ہو گئی۔

''اسلام میں زندہ بیویوں کی موجودگی میں ان کی اجازت سے چار شادیاں جائز ہیں لیکن اگر کسی کی بیوی یا بیویاں مر جائیں تو وہ سات شادیاں تو کر ہی سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اچھا مولانا ایکسٹو صاحب۔ اس معاملے میں لگتا ہے آپ کو خاصی معلومات حاصل ہیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''مسلمان ہوں۔ اسلام کے بارے میں بھی الحمدللہ بہت کچھ جانتا ہوں''...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ ویسے چار کی بجائے میں سات شادیوں پر تم سے متفق ہوں۔ چار شادیاں کرو تو ان کے ناز نخرے سہنا اور ان کے اخراجات برداشت کرنا کم از کم آج کے دور میں کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ بندہ ایک شادی کرے جب دل بھر جائے تو اسے زہر دے کر مار دے پھر دوسری شادی کر لے اور جب دوسری سے دل اچاٹ ہو جائے تو اس کا گلا گھونٹ دے۔ اسی طرح تیسری سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے لیڈی سیریل کلر بن کر نئے نئے انداز میں ان کا قتل کرتا جائے اور قتل کا کوئی سراغ نہ چھوڑے پھر سات تو کیا وہ دس بارہ بھی شادیاں کر سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر ہنسنا شروع ہو گیا۔

''تو کیا آپ ایسا ہی کریں گے''...... بلیک زیرو نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''جولیا سے شادی کر کے بات کروں گا کہ وہ مجھے دوسری پھر تیسری اور اس کے بعد چوتھی شادی کرنے کی اجازت دے۔ مان

گئی تو ٹھیک ہے ورنہ سیریل کلر بن جاؤں گا پھر بھلا مجھے کون روکنے والا ہوگا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کی ہنسی تیز ہوگئی۔

''اچھا ان کاغذات کا کیا ہوا۔ کچھ پتہ چلا''...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''مجھے تو ان کاغذات میں کچھ نہیں ملا۔ میں نے اسے ہر ممکن طریقے سے چیک کیا ہے۔ نہ تو کاغذات ڈبل کوٹڈ ہیں نہ ان پر ایسی لکھائی موجود ہے جو دکھائی نہ دینے والے محلول سے لکھی گئی ہو۔ میں نے ہر طرح سے کیمیکل اور کمپیوٹرائزڈ چیکنگ بھی کر کے دیکھ لی ہے۔ یہ تحریر جلدی جلدی میں لکھ کر کسی اناڑی نے کمپیوٹر کمانڈ دے کر بڑے فونٹ میں پرنٹ کئے ہیں اور کچھ نہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''وہ لفافہ چیک کرنا تھا جس میں فائل بھیجی گئی تھی''...... عمران نے کہا۔

''اس کی بھی چیکنگ کی ہے۔ کچھ نہیں ہے لفافے میں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ ان پیپرز سے کچھ تو ملنا چاہئے تھا''۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ کے خیال میں کیا ان پیپرز پر کسی خفیہ کیمیکل سے کچھ لکھا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جس قسم کے پیپر ہیں اور جس طرح سے انہیں کمپیوٹر پرنٹ کیا

گیا ہے اس سے تو مجھے ایسا ہی لگ رہا تھا کہ ان کاغذات پر کوئی خفیہ تحریر موجود ہونی چاہئے لیکن تم کہہ رہے ہو کہ تم نے ان کا مکمل تجزیہ کر لیا ہے اور ان پیپرز پر کچھ نہیں ہے تو پھر مجھے بھی تمہاری اس بات پر اتفاق کرنا پڑے گا کہ واقعی جس نے فائل تیار کی ہے وہ کمپیوٹر کے بارے میں زیادہ نہیں جانتا ہے اور اس نے جلد بازی میں جیسا لکھا ویسا ہی پرنٹ کر دیا ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''میں فائل لاتا ہوں۔ ایک نظر آپ بھی دیکھ لیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو اٹھا اور ملحقہ روم کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں وہی فائل تھی جو عمران نے اسے لا کر دی تھی۔ بلیک زیرو نے فائل عمران کو دے دی۔

''آپ دیکھیں۔ تب تک میں آپ کے لئے چائے بنا کر لے آتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''صرف میرے لئے نہیں اپنے لئے بھی بنا لانا ورنہ سلیمان کی طرح تم بھی کہنا شروع کر دو گے کہ میں ہر وقت دودھ پتی اور چینی کا دشمن بنا رہتا ہوں اور خواہ مخواہ خرچے بڑھاتا رہتا ہوں''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنستا ہوا کچن کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے فائل کھولی اور اسے دیکھنے لگا لیکن اسے فائل میں کوئی ایسی بات دکھائی نہ دے رہی تھی جو اس کے کام کی ہو۔ تھوڑی ہی دیر میں بلیک زیرو چائے کے دو کپ لے آیا۔ اس نے ایک کپ عمران

کے سامنے میز پر رکھا اور دوسرا کپ لے کر اپنی مخصوص کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔

''بظاہر تو واقعی اس فائل میں کوئی کام کی چیز نہیں ہے لیکن نجانے میرا دل کیوں کہہ رہا ہے کہ اس میں کچھ تو ایسا ہے جو ہمیں دکھائی نہیں دے رہا ہے''...... عمران نے چائے کا کپ اٹھا کر چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

''میں نے ان پیپرز کا مکمل ایگزامن کیا ہے۔ مجھے تو ان میں کچھ نہیں ملا ہے۔ اگر کچھ ہوتا تو اس کا پتہ چل جاتا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کے باوجود مجھے یقین ہے کہ ان پیپرز میں کچھ نہ کچھ ضرور ہے''...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ بلیک زیرو کچھ کہتا اسی لمحے عمران کی جیب میں موجود اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔ اس نے اسکرین دیکھی جس پر ٹائیگر کا مخصوص نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ عمران نے ایک بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگانے کی بجائے اس کا لاؤڈر آن کیا اور اسے میز پر رکھ دیا۔ اسے یقین تھا کہ ٹائیگر نے اسے ضرور کوئی اہم رپورٹ دینے کے لئے کال کیا ہے۔ بلیک زیرو ان کی باتیں سن سکے اسی لئے اس نے لاؤڈر آن کیا تھا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''صرف بولنے سے کام نہیں چلتا۔ دوسروں پر کبھی کبھی رعب جھاڑنے کے لئے دھاڑ بھی لیا کرو ورنہ لوگ سمجھیں گے کہ تم سچ مچ چڑیا گھر یا پھر کسی سرکس کے ہی ٹائیگر بن کر رہ گئے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''لوگ کچھ بھی سمجھیں میرا باس تو جانتا ہے کہ میں جنگل کا شیر ہوں جو دھاڑنا بھی جانتا ہے اور چیرنا پھاڑنا بھی''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو اس کے خوبصورت جواب پر عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''یہ بات بتا کر مجھ پر ہی نہ دھاڑنا شروع کر دینا''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہنٹر والے باس کے سامنے سرکس اور چڑیا گھر کے شیر تو کیا جنگل کے شیر بھی دھاڑنا بھول جاتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''پھر تو مجھے ہر وقت ہنٹر ہاتھ میں رکھنا پڑے گا تاکہ میرے سامنے آ کر تم غرا بھی نہ سکو''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے سامنے یہ ٹائیگر ویسے ہی بھیگی بلی بن جاتا ہے باس''...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کی ہنسی تیز ہوگئی۔

''خاصے حاضر جواب ہو گئے ہو۔ کہیں تم نے بھی تو سلیمان کی

طرح حریرہ جات اور مربہ جات تو کھانا شروع نہیں کر دیئے"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"نو باس۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نارمل انداز میں کھاتا ہوں اور وہی کھاتا ہوں جو مجھے آسانی سے ہضم ہو سکے"..... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"پھر تو واقعی مجھے تم سے نہیں ڈرنا چاہئے کیونکہ میرا گوشت تمہیں آسانی سے ہضم نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔ بلیک زیرو کے چہرے پر بھی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔

"اس کام کا کیا ہوا جس کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا"۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اسی کی رپورٹ دینے کے لئے کال کیا ہے باس"...... ٹائیگر نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ کیا ہے رپورٹ"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے فلیٹ کی مکمل چیکنگ کی ہے باس۔ یہاں تین افراد آئے تھے انہوں نے دروازے کے کی ہول کے ساتھ زیرو ایکس گن لگائی اور اسی ہول سے سی ٹی گیس فائر کی تھی۔ گن سے گیس چونکہ پریشر سے نکلتی ہے اس لئے ہول کے پاس گن کی نال کا سرکل بنا ہوا ہے۔ سٹنگ روم میں قالین پر تین مردوں اور تین عورتوں کے قدموں کے نشانات ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ مس

جولیا اور مس صالحہ کے ساتھ جولڑکی آئی تھی۔ وہ ان کے ساتھ پہلے سے موجود تھی۔ ان تینوں کے لئے ہی فلیٹ میں گیس فائر کی گئی تھی۔ میں نے اردگرد کے لوگوں سے پوچھ گچھ کی ہے۔ لڑکی، مس صالحہ کے ساتھ آئی تھی اور بعد میں ایک آدمی نے تین بھاری بھرکم اور غنڈے ٹائپ افراد کو فلیٹ کے دروازے کے پاس کھڑے دیکھا تھا۔ اس کے بعد وہی غنڈے ایک لڑکی کو اٹھا کر لے جاتے بھی نظر آئے تھے۔ فلیٹ کی انتہائی باریک بینی سے تلاشی لی گئی ہے۔ جس طریقے سے فلیٹ کی ایک ایک چیز کو توڑا گیا ہے اور بیڈ اور صوفوں کو ادھیڑا گیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں کو کسی اہم چیز کی تلاش تھی۔ شاید وہ چیز انہیں نہیں مل سکی تھی۔ وہ جلدی میں تھے اور جلدی میں ہونے کی وجہ سے وہ دروازے کے لاک میں سے ماسٹر کی بھی نکال کر لے جانا بھول گئے تھے"...... ٹائیگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ان ساری باتوں کا صفدر نے بھی تجزیہ کر لیا تھا۔ ساری پرانی باتیں ہیں کوئی نئی بات بتاؤ"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"نئی بات یہ ہے باس کہ جو تین افراد آئے تھے ان کا تعلق روگو کلب سے ہے۔ کلب کا مالک اور جنرل مینجر نائیڈو ہے اور وہ تینوں نائیڈو کے لئے ہی کام کرتے ہیں۔ جن لوگوں نے انہیں دیکھا تھا۔ ان سے آنے والے افراد کے جو حلیے معلوم ہوئے ہیں ان حلیوں سے میں نے انہیں پہچان لیا ہے۔ وہ ناتھ، ہری اور

موہن تھے۔ یہ تینوں نائیڈو کے خاص آدمی ہیں جو نائیڈو کے لئے اس کے دوسرے دھندوں سے ہٹ کر مخصوص کام کرتے ہیں ورنہ زیادہ تر انڈر گراؤنڈ ہی رہتے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ جولیا اور صالحہ کو ان تینوں نے ہی گولیاں ماری ہیں اور لڑکی کو وہی اٹھا کر لے گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کون ہیں وہ۔ ان کے بارے میں تفصیل جانتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں نائیڈو کے لئے چھوٹے موٹے کام کرتا رہتا ہوں۔ وہ مجھ پر کافی بھروسہ کرتا ہے۔ ایک دن میں اس کے پاس کام لینے کے لئے گیا تھا تب وہ تینوں اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ چونکہ مجھے ڈائریکٹ نائیڈو کے آفس میں جانے کی اجازت ہے اس لئے مجھے کسی نے نہیں روکا تھا۔ میرے اچانک اندر آ جانے پر نائیڈو مجھ پر برہم تو ہوا تھا لیکن پھر نجانے کیوں اس نے خود ہی مجھے ان تینوں کے بارے میں بتا دیا کہ وہ کون ہیں۔ ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی جس کا اصل نام تو کچھ اور ہے لیکن وہ اسے رانی کہتے ہیں۔ نائیڈو نے بتایا تھا یہ چار افراد اس کے لئے مخصوص حد تک کام کرتے ہیں اور کوئی انتہائی اہم اور ایمرجنسی معاملہ ہو تو حرکت میں آتے ہیں ورنہ انہیں انڈر گراؤنڈ ہی رکھا

جاتا ہے۔ میں کچھ دیر نائیڈو کے پاس رہا اور پھر وہاں سے نکل گیا۔ مجھے ان چاروں افراد پر شک تھا کہ وہ ضرور نائیڈو کے لئے خطرناک غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث رہتے ہیں اسی لئے نائیڈو انہیں خاص خاص موقعوں پر حرکت میں لاتا ہے۔ ان کے نام بھی کافرستانی تھے اس لئے میں نے ان کے بارے میں چھان بین کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں میک اپ بدل کر کار میں کلب کے عقبی حصے میں پہنچ کر ان کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا۔ نائیڈو کے آفس میں جانے کے دو راستے تھے۔ ایک کلب سے اور ایک کلب کے عقب سے۔ مجھے یقین تھا کہ نائیڈو انہیں عام راستے سے باہر نہیں بھیجے گا۔ وہ یقیناً عقبی راستے سے ہی باہر آئیں گے اور ایسا ہی ہوا تھا۔ وہ نہ صرف عقبی راستے سے باہر آئے بلکہ ان کے چہرے بھی بدلے ہوئے تھے۔ نائیڈو کے آفس سے نکلتے وقت انہوں نے میک اپ کر لیا تھا جس سے میرا شک ان پر اور بڑھ گیا۔ وہ ایک کار میں سوار ہوئے اور ایک طرف روانہ ہو گیا۔ میں نے ان کا تعاقب کیا لیکن ابھی میں ان کا تعاقب کر ہی رہا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ آپ اس وقت کسی اہم کیس پر کام کر رہے تھے۔ آپ نے مجھے فوراً واپس بلا لیا تھا اور پھر میں آپ کے ساتھ ایک مشن پر ایکریمیا روانہ ہو گیا۔ مشن طویل تھا اس لئے واپسی پر مجھے ان کا خیال نہ رہا اور پھر دوسری مصروفیات کے باعث میں انہیں بھول ہی گیا تھا''...... ٹائیگر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تب پھر ہمیں نائیڈو سے ہی بات کرنی ہو گی۔ لڑکی کون ہے اور اسے کس مقصد کے لئے اغوا کیا گیا ہے اور جولیا کے فلیٹ کی تلاشی کیوں لی گئی ہے اس کے بارے میں سب کچھ نائیڈو ہی بتا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... ٹائیگر نے پوچھا۔

"کہاں ملے گا نائیڈو"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ کلب میں کبھی کبھار آ تا ہے۔ زیادہ تر وہ اپنی رہائش گاہ میں ہی رہتا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس کی رہائش گاہ کا علم ہے تمہیں"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ وہ وارث کالونی، بی بلاک کی کوٹھی نمبر سات میں رہتا ہے"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"او کے۔ تم وہاں پہنچو۔ میں خود بھی وہاں آ رہا ہوں"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے کال ڈسکنکٹ کر دی۔

"آپ کے خیال میں لڑکی اس نائیڈو کی رہائش گاہ میں ہو سکتی ہے"...... بلیک زیرو جو خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا، نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ اگر نائیڈو نے ان چاروں کافرستانیوں کا الگ گروپ بنا رکھا ہے جو اس کے لئے مخصوص کام کرتے ہیں تو پھر یقیناً ان کا ٹھکانہ بھی الگ اور سیکرٹ ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لڑکی کو وہیں لے گئے ہوں۔ وہ ٹھکانہ کہاں ہیں۔ وہ چاروں کافرستانی کون ہیں اور

نائیڈو کے لئے کون سے مخصوص کام کرتے ہیں ان سب باتوں کا جواب نائیڈو سے ہی مل سکتا ہے اور اب وہی یہ سب کچھ بتائے گا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران ٹائیگر کی باتوں کے دوران چائے کا کپ خالی کر چکا تھا وہ اٹھا اور پھر وہ بلیک زیرو کو اللہ حافظ کہہ کر باہر نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی کار میں سوار وارث کالونی کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔ اسے وارث کالونی پہنچتے پہنچتے تقریباً نصف گھنٹہ لگ گیا۔ بی بلاک کی کوٹھی نمبر سات کالونی کے آغاز میں ہی تھی۔ عمران نے کار سائیڈ پر روکی اور پھر وہ جیسے ہی کار سے نیچے آیا ایک طرف سے ٹائیگر تیز تیز چلتا ہوا اس کی طرف بڑھ آیا۔

"باس۔ میں نے کوٹھی کی چیکنگ کر لی ہے۔ نائیڈو اندر موجود نہیں ہے البتہ میں نے آپ کو جن چار افراد کے نام بتائے تھے ان میں سے ہری اور موہن نامی آدمی اندر موجود ہیں۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے آئے ہیں۔ اندر تیسرا کوئی آدمی نہیں ہے"...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے کیسے چیکنگ کر لی۔ کیا تم اندر گئے تھے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"نو باس۔ میں اپنے ساتھ وی ایکس ٹیلی ویو ڈکٹا فون لایا تھا۔ میں نے سوچا آپ کو آنے میں وقت لگے گا اس لئے میں نے وقت ضائع نہ کیا اور ڈکٹا فون سے ساری چیکنگ مکمل کر لی۔ وہ

دونوں ایکریمین میک اپ میں ہیں"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران مسکرا دیا۔

"اوکے۔ آؤ پھر ان دونوں سے ہی ملاقات کر لیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں نائیڈو کو اس لڑکی کے بارے میں کوئی رپورٹ دینے آئے ہوں یا نائیڈو نے انہیں کسی خاص مقصد کے لئے بلایا ہو"...... عمران نے کہا اور سڑک کراس کر کے وہ کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ گیٹ پر پہنچ کر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سائیڈ پھاٹک کھلا اور ایک ایکریمین نوجوان باہر آ گیا۔

"یس"...... اس آدمی نے ان کی طرف دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں معذرت چاہتا ہوں جناب۔ میرا تعلق بلڈنگ ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے ہے اور میں سپیشل سروے آفیسر ہوں۔ میرا نام وقاص علی ہے اور یہ میرا اسسٹنٹ عبدالحئی ہے"...... عمران نے ایکریمی سے اپنا اور ٹائیگر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"فرمائیں۔ میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں"...... ایکریمین نے قدرے تلخ اور ناگوار سے لہجے میں کہا۔

"پہلے اپنا تعارف کرا دیں"...... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"میرا نام گیری ہے"...... اس نے اسی انداز میں کہا۔

"اوکے۔ تو مسٹر گیری ہم اس نو تعمیر شدہ کالونی کا سپیشل سروے کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ہم نے صرف اس رہائش گاہ کو گھوم پھر کر دیکھنا ہے اور بس"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ ضروری ہے"...... گیری نے منہ بنا کر کہا۔

"سرکاری کام ہے اسی لئے تو ہم اپنی ڈیوٹی کر رہے ہیں جناب"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ"...... گیری نے پیچھے ہٹ کر کہا۔

"شکریہ جناب۔ ہم ایک بار پھر آپ سے معذرت خواہ ہیں کہ آپ کو ڈسٹرب کرنا پڑا"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سامنے برآمدے میں ایک اور غیر ملکی نوجوان دکھائی دیا۔

"کون ہے یہ لوگ گیری"...... اس نوجوان نے گیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں اپنا تعارف خود کراتا ہوں جناب"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کو اشارہ کر کے تیزی سے برآمدے کی سیڑھیاں چڑھتا ہوا دوسرے غیر ملکی کے پاس آ گیا۔

"مگر......" اس غیر ملکی نے انتہائی سخت اور تلخ لہجے میں کچھ کہنا چاہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتا عمران کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے غیر ملکی کنپٹی پر زور دار مکے کی ضرب کھا کر چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ اسی لمحے گیری کی بھی چیخنے کی آواز سنائی

دی۔ عمران کا اشارہ سمجھتے ہی ٹائیگر چوکس ہو گیا تھا اور پھر جیسے ہی عمران نے دوسرے غیر ملکی پر ہاتھ چھوڑا وہ بھی حرکت میں آ گیا اور اس نے گیری پر اچانک حملہ کر دیا۔ ان دونوں کو بے ہوش کرنے کے لئے عمران اور ٹائیگر کے ہاتھوں کی ایک ایک ضرب ہی کافی رہی تھی۔

''تم ان دونوں کو اندر لے جا کر کسی کمرے میں کرسیوں پر جکڑ دو۔ تب تک میں کوٹھی چیک کر لیتا ہوں''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر وہ آگے بڑھ گیا اور کوٹھی کی چیکنگ کرنے لگا۔ ٹائیگر اسے پہلے ہی بتا چکا تھا کہ اندر بس دو ہی افراد ہیں لیکن عمران اس خیال کے تحت چیکنگ کر رہا تھا کہ وہاں کوئی خفیہ تہہ خانہ ہو سکتا ہے اور ظاہر ہے مخصوص ڈکٹا فون سے کسی تہہ خانے میں موجود افراد کی موجودگی کا پتہ نہیں لگایا جا سکتا تھا اس لئے عمران پوری تسلی کر لینا چاہتا تھا۔ لیکن یہ ایک عام سی رہائش گاہ تھی اور اس رہائش گاہ کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے نائیڈو یہاں خاص خاص موقعوں پر ہی آتا تھا۔ اس نے پوری کوٹھی کی چیکنگ کی اور پھر مطمئن ہو گیا۔ کوٹھی میں کوئی تہہ خانہ موجود نہ تھا۔ عمران جب رہائشی حصے کے ایک کمرے میں آیا تو ٹائیگر گیری اور اس کے ساتھی کو کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے باندھ چکا تھا۔

''رسی ایک سٹور میں مل گئی تھی اس لئے میں نے انہیں یہاں لا کر باندھ دیا ہے''...... عمران کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر

ٹائیگر نے کہا۔

''ان کی تلاشی لی''...... عمران نے پوچھا۔

''یس باس۔ عام سا سامان ہے ان کے پاس''...... ٹائیگر نے سامنے چھوٹی میز پر رکھے ہوئے والٹ اور چند کاغذات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا۔ عمران نے والٹ اور کاغذات چیک کئے لیکن وہ عام سے کاغذ تھے اور والٹس میں مقامی کرنسی کے سوا کچھ نہیں تھا۔

''دونوں میک اپ میں ہیں۔ دیکھو کہیں سے میک اپ واشر مل جائے''...... عمران نے ان دونوں کے چہروں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''انہوں نے عام ماسک میک اپ کر رکھے ہیں باس۔ میں ان کے ماسک اتار دیتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر پہلے گیری کی طرف بڑھا۔ اس نے گیری کی گردن کے نیچے چٹکی سی بھری۔ دوسرے لمحے گیری کے چہرے سے پتلی سی جھلی سی اترتی چلی گئی۔ کچھ ہی دیر میں عمران کے سامنے ایک کافرستانی نوجوان موجود تھا جس کے چہرے پر چیچک کے پرانے داغ تھے اور وہ شکل وصورت سے بدمعاش ٹائپ کا دکھائی دے رہا تھا۔ ٹائیگر نے دوسرے آدمی کے چہرے پر سے بھی جھلی نما ماسک اتارا تو دوسرا نوجوان بھی کافرستانی ثابت ہوا۔

''یہ موہن اور یہ ہری ہے''...... ٹائیگر نے پہلے گیری اور پھر

دوسرے نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اپنا باقی تعارف اب یہ خود کرائیں گے۔ تم اب انہیں ہوش میں لے آؤ تاکہ ان سے بات کی جا سکے"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے پہلے گیری کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے اور جب گیری جو ٹائیگر کے کہنے کے مطابق موہن تھا کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو وہ اسے چھوڑ کر دوسرے نوجوان ہری کی جانب بڑھ گیا اور اس کا ناک اور منہ بھی دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا اور جب وہ بھی ہوش میں آنے لگا تو اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران ان دونوں کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم بھی بیٹھ جاؤ"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹائیگر اس کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ان دونوں افراد نے ہوش میں آتے ہی آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی انہوں نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ کرسیوں پر رسیوں سے جکڑے ہوئے ہیں۔

"اوہ اوہ۔ یہ کیا۔ یہ تم نے ہمیں کیوں باندھا ہے۔ کون ہو تم۔ یہ کیا حرکت ہے۔ کیا تم ڈاکو ہو اور ہمیں لوٹنا چاہتے ہو"۔ ان دونوں نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ان کے چہروں پر ایسے تاثرات ابھر آئے تھے جیسے انہیں اس ساری کارروائی کا کوئی سر پیر ہی سمجھ نہ آ رہا ہو۔

"تمہارا نام موہن ہے اور یہ ہری ہے"...... عمران نے کہا تو وہ

دونوں بری طرح سے چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہری، کون موہن۔ میں گیری ہوں اور یہ ٹیری ہے۔ سمجھے تم"...... موہن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم دونوں کے میک اپ واش ہو چکے ہیں۔ وہ دیکھو۔ وہ میز پر تمہارے ماسک پڑے ہیں"...... عمران نے کہا تو دونوں کی نظریں بیک وقت میز پر گئیں اور پھر جھلی نما ماسک دیکھ کر ان کی آنکھیں پھیل گئیں۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ کون ہو تم"۔ موہن نے ہکلا کر کہا۔ ہری خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"نائیڈو کے حکم سے تم نے ریڈ ٹاور کے ففتھ فلور کے فلیٹ نمبر ڈبل فائیو سے جس لڑکی کو اغوا کیا تھا۔ وہ کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"لڑکی۔ کون لڑکی اور تم کس نائیڈو کی بات کر رہے ہو۔ ہم کسی نائیڈو کو نہیں جانتے"...... موہن نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اس کے بولنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

"تم کافرستانی ہو اور تم نائیڈو کی رہائش گاہ میں موجود ہو۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم سے جو پوچھا جا رہا ہے اس کا سچ سچ جواب دے دو۔ ورنہ......" عمران نے نہایت سرد لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔ پہلے تم بتاؤ کہ آخر تم ہو کون۔ تم یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہو"...... موہن نے الجھے ہوئے اور پریشان لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق سپیشل فورس سے ہے۔ ہمارے پاس مکمل معلومات ہیں۔ تم دونوں ناتھ کے ساتھ اس لڑکی کو اغوا کرنے کے لئے گئے تھے۔ مطلوبہ فلیٹ میں تم نے زیرو گن سے سی ٹی گیس فائر کی گئی تھی۔ پھر تم ماسٹر کی سے فلیٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے۔ تم نے وہاں موجود دو لڑکیوں کو گولیاں ماریں اور پھر فلیٹ کی تلاشی لینے لگ گئے۔ تمہیں کسی مخصوص چیز کی تلاش تھی۔ تمہیں مطلوبہ چیز ملی تھی یا نہیں اس کے بارے میں، میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن یہ طے ہے کہ تم نے تیسری لڑکی کو اٹھایا اور اسے لے گئے۔ اب تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ جو کچھ ہے سچ سچ بتا دو"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"یہ سب غلط ہے۔ ہم نے کچھ نہیں کیا ہے۔ ہم اپنے چند دشمنوں سے بچنے کے لئے یہاں میک اپ کر کے چھپے ہوئے ہیں اور بس۔ اور سنو ہم یہاں غیر قانونی طور پر نہیں آئے ہیں۔ ہمارا سفارت خانہ ہمارا تحفظ کرے گا۔ ہمیں اپنے سفارت خانے میں فون کرنے دو۔ اگر تمہارا تعلق پولیس سے ہے تو پھر بھی تم ہمیں اس طرح غیر قانونی طور پر باندھ نہیں سکتے"...... اس بار ہری نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم پولیس سے نہیں ہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ ہمارا تعلق سپیشل فورس سے ہے اور پاکیشیا میں سپیشل فورس کو خصوصی اختیارات حاصل ہیں کہ ہم کسی سے بھی اور کسی بھی انداز میں پوچھ گچھ کر سکیں۔ اس لڑکی کے بارے میں سب کچھ بتا دو ورنہ ہمیں انگلیاں ٹیڑھی کرنا بھی آتا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"انگلیاں ٹیڑھی کرنا۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا"...... موہن نے منہ بنا کر کہا۔

"ایک محاورہ ہے کہ گھی اگر سیدھی انگلیوں سے نہ نکلے تو انگلیاں ٹیڑھی کر کے نکالا جاتا ہے۔ اگر تم سچ نہیں بولو گے تو مجبوراً ہمیں بھی تمہارے لئے انگلیاں ٹیڑھی کر کے ہی تم سے سچ اگلوانا پڑے گا اور اگر ہم نے انگلیاں ٹیڑھی کیں تو تم دونوں کی صحت کے لئے اچھا نہیں ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ تم کچھ بھی کر لو لیکن ہم نے جو کہا ہے وہی سچ ہے اور بس"...... ہری نے سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب سچ کیسے بولا جاتا ہے یہ تم خود ہی سمجھ جاؤ گے۔ ٹائیگر"...... عمران نے پہلے ان دونوں سے مخاطب ہو کر اور پھر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ٹائیگر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"میں باہر جا کر دھیان رکھتا ہوں کہ اس طرف کوئی نہ آئے۔ جب تک ان سے سچ نہ اگلوا لو اس وقت تک انہیں شدید عذاب

دیتے رہنا''...... عمران نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''رک جاؤ۔ ہماری بات سنو مسٹر۔ رک جاؤ''...... ہری نے چیختے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے جیب سے ایک پتلا مگر تیز دھار والا خنجر نکال لیا اور ان کی طرف بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر ہری اور موہن کا رنگ زرد ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ عمران کمرے سے باہر جاتا اور ٹائیگر خنجر لے کر ان دونوں کے قریب پہنچتا یکلخت ایک ساتھ دو دھماکے ہوئے اور ان دونوں کے جسم بموں کی طرح سے پھٹ کر بکھرتے چلے گئے۔ دھماکے اس قدر زوردار تھے کہ ٹائیگر اچھل کر کئی فٹ دور صوفے پر جا گرا جبکہ دروازے کی طرف بڑھتا ہوا عمران بھی لڑکھڑا گیا۔ اس نے فوراً خود کو سنبھالا اور پھر تیزی سے مڑا اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں ہری اور موہن کے بکھرے ہوئے گوشت کے لوتھڑوں پر پڑی اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔ وہ تیزی سے اس طرف مڑا جہاں ٹائیگر گرا تھا۔ ٹائیگر صوفے پر گر کر اٹھ رہا تھا۔

''تم ٹھیک ہو''...... عمران نے تیزی اسے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ لیکن یہ سب......'' ٹائیگر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ان دونوں کے جسموں میں شاید بلاسٹنگ ڈیوائسز لگی ہوئی

تھیں اور کوئی انہیں مانیٹر کر رہا تھا۔ ہم ان سے کچھ اگلوا نہ سکیں اس لئے انہیں اس طرح بلاسٹ کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ شکر کرو کہ تم ان کے زیادہ قریب نہیں پہنچے تھے ورنہ اس کے جسموں میں ہونے والے دھماکوں کی زد میں آ کر تم بھی شدید زخمی ہو سکتے تھے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تو کیا نائیڈو انہیں مانیٹر کر رہا تھا اور اسی نے انہیں ہلاک کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہو سکتا ہے۔ ان دونوں کی ہلاکت انتہائی غیر معمولی ہے۔ معاملہ ہماری سوچ سے زیادہ گہرا اور پراسرار ہے اس لئے اب ہمیں جلد سے جلد نائیڈو تک پہنچنا ہو گا۔ اگر اسے بھی ہلاک کر دیا گیا تو پھر ہم اس لڑکی تک کبھی نہیں پہنچ سکیں گے اور نہ ہی اس بات کا پتہ چل سکے گا کہ وہ معصوم اور بے چاری لڑکی کون تھی اور اس کے ساتھ کیا ہوا تھا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے اس کی اسی رہائش گاہ کا علم تھا باس لیکن آپ فکر نہ کریں۔ میں ایک آدمی کو جانتا ہوں۔ وہ نائیڈو کی دوسری رہائش گاہوں کے بارے میں بھی جانتا ہے۔ میں جلد ہی اسے تلاش کر لوں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اگر یہ کام نائیڈو کا ہے تو پھر اب اس کا ملنا مشکل ہے۔ وہ کلب نہیں آئے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ اب انڈر گراؤنڈ ہو جائے کیونکہ اسے معلوم ہو چکا ہے کہ اس معاملے میں اب میں کود چکا

ہوں اس لئے اسے چھپنے کی کوئی پناہ نہیں مل سکے گی اور اگر یہ کام اس کے بڑوں نے کیا ہے تو پھر نائیڈو کا بھی خاتمہ سمجھو“...... عمران نے کہا۔

”اس کے بڑے۔ کیا مطلب باس۔ میں سمجھا نہیں“...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

”تم نے نائیڈو کے بارے میں مجھے جو کچھ بتایا ہے اس سے مجھے نہیں لگتا کہ وہ اتنا بڑا کھیل کھیل سکتا ہے کہ اپنے آدمیوں کے جسموں میں بلاسٹنگ ڈیوائس لگا سکے اور انہیں بلاسٹ کر سکے۔ یہ کوئی اور ہی چکر معلوم ہو رہا ہے اور نائیڈو کے اوپر کوئی اور بھی ہے۔ وہ کون ہے اس کے بارے میں نائیڈو ہی بتا سکتا ہے لیکن اب وہ ہمارے ہاتھ آتا ہے یا نہیں اس کے بارے میں کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہو گا“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

میور نائیڈو اپنے آفس کے سیکرٹ روم میں اسی مشین کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جس پر وہ ڈی سی کے چیف سے بات کر سکتا تھا۔ اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو اس مشین میں یکلخت زندگی کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں اور اس پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے بلب جلنے بجھنے لگے۔ کئی ڈائلوں کے ساتھ بٹن بھی روشن ہو گئے۔ نائیڈو نے تیزی سے مشین آپریٹ کرنا شروع کر دی۔ پھر اس نے مشین کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک ہیڈ فون اتارا اور سے کانوں پر چڑھا لیا جس کے ساتھ مائیک بھی منسلک تھا۔ اس نے ایک بٹن پریس کیا تو ہیڈ فونز میں سمندر کی لہروں کے شور کی آوازیں سنائی دیں جیسے سمندری لہریں پوری قوت کے ساتھ ساحلی چٹانوں سے ٹکرا رہی ہوں۔ اس آدمی نے چند بٹن پریس کئے تو ہیڈ فونز میں سمندر کی لہروں کا شور ختم ہو گیا اور ہلکی سی بیپ کی آواز سنائی دی۔

''کوڈ'' ...... یکلخت دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی مشینی آواز سنائی دی۔

''ڈی سی ہنڈرڈ'' ...... نائیڈو نے جواب دیا۔

''ڈبل کوڈ بتاؤ'' ...... وہی آواز پھر سنائی دی۔

''ڈی سی ڈبل ہنڈرڈ'' ...... نائیڈو نے جواب دیا تو دوسری طرف سے سرسر کی آواز سنائی دینے لگی جیسے ٹیپ چل رہا ہو۔

''اپنا نام بتاؤ'' ...... دوسری طرف سے ایک بار پھر کہا گیا۔

''نائیڈو۔ پورا نام میور نائیڈو'' ...... نائیڈو نے جواب دیا تو ایک بار پھر سرسر کی آواز سنائی دینے لگی۔

''نام درست ہے۔ آواز میچنگ اور کوڈز بھی درست ہیں۔ ہولڈ آن کرو۔ ابھی گرانڈ چیف لنکڈ ہو جائے گا'' ...... دوسری طرف سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''گرانڈ چیف بول رہا ہوں'' ...... چند لمحوں بعد ایک کرخت اور انتہائی سرد آواز سنائی دی۔

''میور نائیڈو بول رہا ہو گرانڈ چیف'' ...... نائیڈو نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس میور۔ کیا رپورٹ ہے'' ...... دوسری طرف سے گرانڈ چیف کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''میں نے چیکنگ مکمل کر لی ہے گرانڈ چیف۔ کاسات میں فرسٹ مشن کے لئے تیار کئے جانے والے جو افراد ہلاک ہوئے

تھے وہ حادثاتی طور پر ہلاک نہیں ہوئے تھے بلکہ انہیں باقاعدہ منصوبہ بندی سے ہلاک کیا گیا تھا'' ...... نائیڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ کس نے ہلاک کیا تھا انہیں'' ...... گرانڈ چیف کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی تو نائیڈو نے اسے مشین سے چیک ہونے والی پلوشہ اور اس کے بارے میں پوری تفصیل بھی بتا دی۔ ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتا دیا کہ اس نے سرچ کر کے پلوشہ کو ٹریس کر لیا تھا اور پھر اس کے ساتھیوں نے پلوشہ سے اپنے طریقے سے زبان کھلوا کر اس سے کوڈ بک حاصل کر لی تھی جس میں اس نے ڈی کیمپ کے بارے میں تفصیلات لکھی ہوئی تھیں اور نقشے بنائے ہوئے تھے۔

''اوہ۔ وہ لڑکی اتنی خطرناک تھی کہ اس نے ڈی سی کیمپ میں کسی کو اس بات کا پتہ ہی نہیں چلنے دیا کہ وہ ہمارے ٹرانس میں نہیں تھی بلکہ اپنی مرضی سے وہاں رہ کر ہمارے خلاف پلاننگ کر رہی تھی اور ہمارے خلاف ثبوت اکٹھے کر رہی تھی'' ...... گرانڈ چیف کی متوحش آواز سنائی دی۔

''یس گرانڈ چیف۔ اس نے ڈی کیمپ کی ساری تفصیلات حاصل کر لی تھیں سوائے اس کے کہ ڈی کیمپ کی حفاظت کے کیا انتظامات ہیں اور ڈی کیمپ میں ٹوٹل کتنے افراد ہیں'' ...... نائیڈو نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے لیکن اسے یہ تو پتہ چل گیا تھا کہ ڈی کیمپ کے ڈائریکٹران کون ہیں۔ اگر یہ سب کچھ وہ پاکیشیا میں کسی کو بتا دیتی یا اس نے جو کوڈ بک بنائی تھی وہ کوڈ بک پاکیشیا سیکرٹ سروس یا کسی پاکیشیائی ایجنسی کے ہاتھ لگ جاتی تو وہ لوگ بھوت بن کر ڈی سی کے پیچھے لگ جاتے اور ڈی سی کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیتے"...... گرانڈ چیف نے اسی انداز میں کہا۔

"یس گرانڈ چیف۔ میں نے اس کی ساری باتیں سنی تھیں۔ وہ دو انجان لڑکیوں کو یہ سب کچھ بتا رہی تھی۔ لیکن اس نے انہیں کوڈ بک نہ دی تھی۔ اس سے پہلے کہ وہ انہیں کوڈ بک کے بارے میں بتاتی میرے ساتھی اس فلیٹ میں پہنچ گئے جہاں پلوشہ ان دو انجان لڑکیوں کے ساتھ موجود تھی۔ میرے ساتھیوں نے ان دونوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ اب انہیں تفصیل معلوم ہو گی بھی تو وہ اس تفصیل کے ساتھ اب تک قبروں میں اتر چکی ہوں گی۔ میں نے بھی وہ کوڈ بک جلا کر خاکستر کر دی ہے۔ اب ڈی سی کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا ہے اور نہ کبھی جان سکے گا"۔ نائیڈو نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ان دو لڑکیوں کے بارے میں معلوم کیا تھا۔ کون تھیں۔ وہ اور پلوشہ ان سے ہی کیوں ملی تھی"...... گرانڈ چیف نے پوچھا۔

"نو گرانڈ چیف۔ جب دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے تو پھر ان کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایک

مقامی لڑکی تھی اور دوسری سوئس نژاد لیکن وہ بھی شاید پاکیشیا کی ہی رہنے والی تھی کیونکہ میں نے اس کی آواز سنی تھی وہ پلوشہ کے ساتھ مقامی زبان میں ہی بات کر رہی تھی"...... نائیڈو نے کہا۔

"سوئس نژاد لڑکی اور پلوشہ سے مقامی زبان میں بات کر رہی تھی۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... گرانڈ چیف کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس باس۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ اس کی زبان کافی صاف تھی جس کا مطلب ہے کہ وہ کافی عرصہ سے ہی یہاں مقیم ہے"۔ نائیڈو نے جواب دیا۔

"مجھے اس سوئس نژاد لڑکی کا حلیہ بتاؤ جلدی"...... گرانڈ چیف نے بے چین سے لہجے میں کہا تو نائیڈو نے اس لڑکی کا حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

"جولیانا۔ یہ۔ یہ۔ یہ تو جولیانا فٹز واٹر کا حلیہ ہے"...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"جولیانا فٹز واٹر۔ یہ کیسا نام ہے"...... نائیڈو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم کچھ نہیں جانتے نانسنس۔ یہ سوئس نژاد لڑکی جولیانا تھی جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتی ہے اور میری اطلاع کے مطابق یہ لڑکی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے"...... دوسری طرف سے گرانڈ چیف نے چیختے ہوئے کہا تو نائیڈو بری طرح سے

چونک پڑا۔

''اوہ اوہ۔ یس باس۔ یہ بات تو میرے علم میں ہے کہ ایک سوئس نژاد لڑکی جس کا نام جولیا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتی ہے۔ آپ نے ہمیں ان کے بارے میں مکمل بریف کیا تھا لیکن میں نے چونکہ اس کی تصویر نہیں دیکھی تھی اور اس کے پورے نام سے واقف نہیں تھا اس لئے مجھے اس بات کا قطعی علم نہیں تھا کہ وہ لڑکی جولیانا فٹز واٹر ہے۔ وہی جولیا جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے۔ اوہ اس کا مطلب ہے کہ پلوشہ کو جو لڑکی اپنے ساتھ لائی تھی وہ بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتی ہو گی''...... نائیڈو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا نام سنا تھا تم نے اس لڑکی کا''...... گرانڈ چیف نے پوچھا۔

''صالحہ۔ جولیا نامی لڑکی اسے صالحہ کے نام سے پکار رہی تھی''۔ نائیڈو نے جواب دیا۔

''اوہ گاڈ۔ یہ بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے منسلک ہے نانسنس۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تمہیں ان سب کے بارے میں ساری تفصیلات مہیا کی گئی تھیں اور تمہیں ہدایات دی گئی تھیں کہ ان ناموں کو ازبر کر لو اور تمہیں ہر صورت ان سب سے اور خاص طور پر علی عمران سے ہاتھ پیر بچا کر پاکیشیا میں کام کرنا ہے اور تم نے سب کچھ ہی الٹا کر رکھ دیا ہے۔ تم نے جولیا اور صالحہ کو ہی گولیاں

مروا دی ہیں۔ اب عمران اور اس کے ساتھیوں کو جب ان کی لاشیں ملیں گی تو وہ یقیناً ان کے قاتلوں کو ٹریس کریں گے اور پھر جلد ہی وہ اس بات کی تہہ تک پہنچ جائیں گے کہ ان دونوں کو تمہارے کہنے پر گولیاں ماری گئی ہیں نانسنس''...... گرانڈ چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نو گرانڈ چیف۔ میں نے وہاں عام ساتھیوں کی بجائے سپیشل گروپ کے افراد کو بھیجا تھا۔ ناتھ اور اس کے ساتھی جو زیادہ تر انڈر گراؤنڈ رہتے ہیں اور میں انہیں مخصوص کاموں کے لئے ہی باہر لاتا ہوں۔ ان کے بارے میں میرے سوا کوئی نہیں جانتا ہے اور وہ ہمیشہ مختلف میک اپ کر کے میرے پاس آتے ہیں اور میک بدل کر ہی یہاں سے واپس جاتے ہیں اور آپ ان کی کارکردگی کے بارے میں جانتے ہی ہیں کہ وہ اپنے پیچھے کوئی نشان نہیں چھوڑتے''...... نائیڈو نے کہا۔

''تم اس عمران سے واقف نہیں ہو نائیڈو۔ وہ نشان نہ چھوڑنے والوں کے نشان بھی ڈھونڈ لینے میں ماہر ہے۔ اسے فلیٹ میں ہونے والی واردات کا معمولی سا بھی کلیو مل گیا تو وہ ناتھ اور اس کے ساتھیوں تک پہنچ جائے گا اور پھر وہ ایسا انسان ہے جس کے سامنے پتھر بھی بول پڑتے ہیں۔ ناتھ اور اس کے ساتھی عمران کے سامنے مٹی کے مادھو ثابت ہوں گے۔ وہ ڈی سی کے بارے میں بہت زیادہ تو نہیں جانتے لیکن ان کے ذریعے عمران کو تمہارا ضرور

پتہ چل جائے گا اور اگر عمران تم تک پہنچ گیا تو پھر اس پر ڈی سی کی ساری حقیقت کھل جائے گی''...... گرانڈ چیف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ پھر میرے لئے کیا حکم ہے گرانڈ چیف''...... نائیڈو نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ناتھ اور اس کے ساتھیوں کے جسم میں بھی لنک پنیں موجود ہیں۔ ان پنوں کو فوراً چارج کر کے انہیں بلاسٹ کر دو۔ وہ سب جہاں بھی ہوں گے فوراً ہلاک ہو جائیں گے۔ اب ان کا ہلاک ہونا بے حد ضروری ہے''...... گرانڈ چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

''لل لل۔ لیکن گرانڈ چیف''...... نائیڈو نے خوف کے عالم میں کچھ کہنا چاہا۔

''عمران تم تک نہ پہنچ سکے۔ اس سے بچنا چاہتے ہو تو جیسا کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو نانسنس ورنہ مجھے مجبوراً یہاں سے تمہارے جسم میں موجود لنک پن چارج کرنی پڑے گی''...... گرانڈ چیف نے غرا کر کہا تو نائیڈو خوف سے تھرا کر رہ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کے جسم میں بھی لنک پن موجود ہے اگر گرانڈ چیف نے اسے ایکٹیو کر دیا تو اس پن میں موجود بلاسٹر کی وجہ سے وہ کسی بم کی طرح پھٹ جائے گا اور اس کے ٹکڑے بکھر جائیں گے۔

''لیس گرانڈ چیف۔ میں ابھی ان کی لنک پنوں کو چارج کر کے بلاسٹنگ پاور سے بلاسٹر دیتا ہوں''...... نائیڈو نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جلدی کرو۔ جب تک وہ زندہ رہیں گے تب تک تمہارے سر پر خطرہ منڈلاتا رہے گا۔ انہیں آف کر کے فوراً مجھے رپورٹ کرو''...... گرانڈ چیف نے کہا۔

''لیس گرانڈ چیف۔ ان کے ساتھ رانی بھی ہے کیا اسے بھی آف کرنا ہے''.... گرانڈ چیف نے پوچھا۔

''جولیا کے فلیٹ پر جو ریڈ کیا گیا تھا کیا اس میں وہ بھی شامل تھی''...... گرانڈ چیف نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے پوچھا۔

''نو گرانڈ چیف۔ وہ ڈی پوائنٹ پر ہی موجود تھی البتہ اسی نے مخصوص حربے سے پلوشہ کی زبان کھلوائی تھی اور اس کی سینڈل میں چھپی ہوئی کوڈ بک حاصل کی تھی''...... نائیڈو نے کہا۔

''اس کا تعلق چونکہ ناتھ اور اس کے ساتھیوں سے ہے اس لئے وہ بھی تمہارے لئے خطرہ بن سکتی ہے۔ ان تینوں کے ساتھ اسے بھی آف کر دو۔ انہیں آف کرتے ہی مجھے کال کر کے مطلع کرو۔ میں تمہاری کال کا انتظار کر رہا ہوں۔ گڈ بائی''...... گرانڈ چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی گرانڈ چیف نے رابطہ منقطع کر دیا اور مشین خود بخود آف ہوتی چلی گئی۔

''اوہ۔ وہ دونوں لڑکیاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والی جولیا اور صالحہ تھیں اس کے بارے میں، میں نے

خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ مجھے گرانڈ چیف کو جولیا کا اصل حلیہ نہیں بتانا چاہئے تھا۔ گرانڈ چیف، عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ضرورت سے زیادہ ہی ڈرتا ہے۔ ابھی کچھ ہوا ہی نہیں اس کے باوجود گرانڈ چیف اتنے بہترین ایجنٹوں کو میرے ہاتھوں سے ضائع کرا رہا ہے۔ اب میں کیا کروں۔ وہ چاروں میرے بے حد کام کے آدمی ہیں۔ اگر میں نے انہیں ہلاک کر دیا تو پھر یہاں میرے کام کون کرے گا''...... نائیڈو نے کانوں سے ہیڈ فون اتارتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے بسی اور غصے کا عنصر تھا۔

''ہونہہ۔ جو بھی ہے مجھے گرانڈ چیف کی ہدایات پر عمل کرنا ہی پڑے گا اگر میں نے ان چاروں کو آف نہ کیا تو گرانڈ چیف کو ڈی سی میں موجود ماسٹر کمپیوٹر سے پتہ چل جائے گا کہ وہ زندہ ہیں۔ ایسا ہوا تو گرانڈ چیف مجھے ہلاک کر دے گا''...... نائیڈو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ وہ اٹھا اور پھر سائیڈ میں موجود دوسری مشین کی طرف بڑھ گیا۔ یہ مشین بھی آف تھی۔ اس نے مشین آن کی اور پھر اسے تیزی سے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ مشین پر لگی ہوئی ایک چھوٹی سی اسکرین آن ہوئی اور اس پر چار بڑے بڑے خانے بنتے چلے گئے۔ نائیڈو کچھ دیر مشین آپریٹ کرتا رہا پھر اچانک اسکرین پر بنے چاروں خانوں میں ناتھ، ہری، موہن اور رانی کی تصویریں ظاہر ہو گئیں۔

''آئی ایم سوری دوستو۔ گرانڈ چیف کے کہنے پر میں تم چاروں

کو ایک ساتھ آف کر رہا ہوں۔ تم میرے لئے اہمیت کے حامل تھے لیکن گرانڈ چیف کے حکم کے آگے میں مجبور ہوں اس لئے ایک بار پھر سوری''...... نائیڈو نے ان تصویروں کی طرف دیکھ کر تاسف بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے مشین کے سائیڈ پر لگا ہوا سرخ رنگ کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی سرخ رنگ کا بٹن پریس ہوا اسی لمحے اسکرین پر دکھائی دینے والی تصویروں کے باکس میں سرخ رنگ سا چھا گیا پھر ان باکسز میں جھماکے سے ہوئے اور دوسرے لمحے چاروں تصویریں ایک بار پھر ظاہر ہوئیں لیکن اس بار ان تصویروں پر سرخ رنگ کے بڑے بڑے کراس لگے ہوئے تھے۔

''ختم ہو گئے چاروں''...... نائیڈو نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر افسردگی چھائی ہوئی تھی۔ ان چاروں کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنے پر اسے شدید دکھ ہو رہا تھا کیونکہ وہ چاروں اس کے بہترین ساتھی تھے جو مشکل معاملات میں اس کی مدد کرتے تھے اور اس نے انہیں جو بھی کام کرنے کا کہا تھا وہ کام انہوں نے پوری ہنرمندی اور جانفشانی سے سرانجام دیا تھا۔ نائیڈو کچھ دیر اپنے ساتھیوں کی موت کے افسوس میں اسی طرح بیٹھا رہا پھر وہ دوبارہ ماسٹر مشین کے پاس آ گیا۔ اس نے مشین آن کی اور پھر وہ اسے آپریٹ کرنے لگا اور پھر اس نے کانوں پر ہیڈ فون چڑھا لیا۔ دوسری طرف کوڈ ورڈز کے تبادلے کے بعد اس کا گرانڈ چیف سے رابطہ قائم ہو گیا۔

”یس میور۔ کیا ہوا“...... گرانڈ چیف کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میں نے ان چاروں کو آف کر دیا ہے گرانڈ چیف“...... نائیڈو نے قدرے دھیمے لہجے میں کہا۔ وہ حتی الوسع کوشش کر رہا تھا کہ گرانڈ چیف کو اس کی تکلیف بھری آواز نہ محسوس ہو سکے۔

”رکو۔ میں چیک کرتا ہوں“...... گرانڈ چیف نے کہا۔

”یس۔ گرانڈ چیف“...... نائیڈو نے کہا اور دوسری طرف کچھ دیر کے لئے خاموشی چھا گئی۔

”میں نے چیک کر لیا ہے۔ تم نے واقعی ان چاروں کو آف کر دیا ہے۔ ویری گڈ۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ تم اس وقت کہاں پر موجود ہو“...... دوسری طرف سے گرانڈ چیف نے کہا۔

”میں اس وقت جنگل والے کھنڈر میں موجود ہوں گرانڈ چیف جہاں میرا مین آفس ہے“...... نائیڈو نے کہا۔

”یہاں تمہارے ساتھ اور کون کون ہوتا ہے“...... گرانڈ چیف نے پوچھا۔

”میں یہاں اکیلا ہی ہوتا ہوں چیف۔ کلب کے کام نپٹا کر میں یہاں آ جاتا ہوں۔ اوپر والے حصے میں وہی چاروں رہتے ہیں لیکن میرے یہاں آتے ہی وہ یہاں سے شفٹ ہو کر ڈی پوائنٹ پر چلے جاتے ہیں اور جب میں یہاں سے جاتا ہوں تو وہ دوبارہ یہاں آ جاتے ہیں تا کہ اس اڈے کی حفاظت کا کام کر سکیں“۔

نائیڈو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ حیران ہو رہا تھا کہ گرانڈ چیف اس سے یہ ساری تفصیل کیوں پوچھ رہا ہے۔

”او کے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم یہاں اکیلے ہو“...... گرانڈ چیف نے کہا۔

”یس گرانڈ چیف“...... نائیڈو نے کہا۔

”سنو نائیڈو۔ میں نے ڈی سی کے ڈائریکٹران سے ڈسکس کی ہے اور ہم سب نے ایک متفقہ فیصلہ کیا ہے“...... گرانڈ چیف نے کہا۔

”کیسا فیصلہ گرانڈ چیف“...... نائیڈو نے چونک کر کہا۔

”جس طرح تمہارے لئے ناتھ، ہری، موہن اور رانی خطرے کا باعث بن سکتے ہیں اسی طرح ڈی سی کے لئے تم بھی خطرہ بن سکتے ہو۔ تمہیں شاید اس بات کا علم نہیں ہے کہ عمران اور اس کا شاگرد جس کا نام ٹائیگر ہے وہ پورے دارالحکومت میں تمہیں تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔ جس کا مطلب واضح ہے کہ انہیں تمہارے بارے میں علم ہو چکا ہے کہ تمہارا ڈی سی سے کوئی تعلق ہے یا تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی دو لیڈیز ایجنٹ پر حملہ کرایا تھا۔ عمران اور اس کا ساتھی انتہائی تیزی سے کام کرتے ہیں۔ تمہارا نام ان کے سامنے آ گیا ہے اس لئے ہم ڈائریکٹران کا حتمی فیصلہ ہے کہ تمہیں بھی آف کر دیا جائے“...... دوسری طرف سے گرانڈ چیف نے انتہائی سرد اور کرخت لہجے میں کہا تو نائیڈو بری طرح سے اچھل

پڑا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں گرانڈ چیف۔ میں آپ کا خادم ہوں میں نے ڈی سی کے لئے گرانقدر خدمات انجام دی ہیں اور اپنی زندگی ڈی سی کاز کے لئے وقف کر رکھی ہے اور آپ......" نائیڈو نے بڑے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے اپنی زندگی ڈی سی کے کاز کے لئے وقف کر رکھی ہے اس کاز کے لئے ہی تمہیں آف کیا جا رہا ہے۔ ڈی سی کے لئے تمہاری گرانقدر خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا"..... گرانڈ چیف نے بے حد سرد لہجے میں کہا۔

"رر۔ رر۔ رحم۔ مجھ پر رحم کریں گرانڈ چیف۔ آپ مجھے حکم دیں تو میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ پوری طاقت کے ساتھ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کچل دیتا ہوں۔ پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ختم کر دیتا ہوں، یا اگر آپ کہیں تو میں مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ ہو جاتا ہوں اور پھر موقع ملتے ہی واپس کافرستان آ جاتا ہوں یا کسی اور ملک میں شفٹ ہو جاتا ہوں۔ مجھے موت کی سزا نہ دیں گرانڈ چیف۔ میں ابھی مرنا نہیں چاہتا۔ فار گاڈ سیک گرانڈ چیف"۔ نائیڈو نے بری طرح سے چیختے اور لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈی سی کے ڈائریکٹران ایک بار جس بات کا حتمی فیصلہ لے لیں پھر وہ اس فیصلے پر نظر ثانی نہیں کرتے۔ اس لئے سوری نائیڈو۔ تمہارے ساتھ ساتھ اس ساری مشینری کو بھی ختم کیا جا رہا

ہے تاکہ ڈی سی کے خلاف پاکیشیا میں کوئی ثبوت باقی نہ رہے اور عمران اور اس کے ساتھی اندھیرے میں ہی ٹکریں مارتے رہ جائیں۔ انہیں تمہاری موت کا بھی کبھی علم نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے گڈ بائی"۔ دوسری طرف سے گرانڈ چیف نے اسی انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ رابطہ ختم ہوتے ہی نائیڈو جیسے ساکت سا ہو کر رہ گیا۔ اس کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں۔ چہرے پر موت کی سی زردی چھائی ہوئی تھی اور اس کے جسم سے پسینہ یوں پھوٹ نکلا تھا جیسے وہ کسی دہکتے ہوئے تنور کے پاس کھڑا ہو۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو گیا۔ گرانڈ چیف مجھے موت کی سزا کیوں دے رہے ہیں۔ آخر کیوں"...... اچانک نائیڈو نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس نے کانوں سے ہیڈ فون اتار کر مشین پر پھینکا اور پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ وہ مڑا اور بجلی کی سی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بھاگا لیکن ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی ہو گا کہ اچانک ایک زور دار دھماکا ہوا اور نائیڈو کو اپنے جسم کے پرخچے اڑتے ہوئے محسوس ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی اس کے تمام احساسات فنا ہوتے چلے گئے۔ ہمیشہ کے لئے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو فوراً اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''خیریت۔ آپ بے حد سنجیدہ اور پریشان دکھائی دے رہے ہیں''...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران کو سنجیدہ اور اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں جولیا اور صالحہ سے مل کر آیا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ انہیں ہوش آ گیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اللہ نے ان پر واقعی اپنا خصوصی کرم کیا ہے۔ وہ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ اب تیزی سے روبصحت ہو رہی ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''آپ نے بات کی ان سے۔ ہوا کیا تھا انہیں''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''انہوں نے جو تفصیل بتائی ہے وہ سن کر تمہارے بھی ہوش اڑ جائیں گے بلیک زیرو''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے وہ ساری باتیں بلیک زیرو کو بتانی شروع کر دیں جو جولیا اور صالحہ کو پلوشہ نے بتائی تھیں۔ ساری باتیں سن کر واقعی بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت اور پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''اوہ تو کافرستان کا پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے کسی اور طرح سے زور نہیں چلا تو انہوں نے پاکیشیا میں تباہی اور بربادی پھیلانے کے لئے ڈی کیمپ قائم کر دیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اور اس کیمپ میں بڑے پیمانے پر پاکیشیا میں تباہ کاری پھیلانے کی تیاری کی جا رہی ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تب تو اس کیمپ کو ہر صورت میں تباہ ہونا چاہئے۔ وہاں ٹریننگ لینے والے کسی ایک آدمی کو بھی زندہ نہیں بچنا چاہئے۔ اگر ان میں سے کوئی بچ گیا تو وہ کافرستان کی ایماء پر یہاں آ کر نجانے کتنی تباہی پھیلائے گا اور کتنے معصوم لوگوں کی جانیں لے گا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے بھی اس کیمپ کو تباہ کرنے کا پروگرام بنا لیا ہے۔ اس نائیڈو کا تو کچھ پتہ نہیں چل سکا ہے کہ وہ کہاں ہے لیکن جولیا اور

صالحہ کو جو معلومات اس لڑکی پلوشہ نے دی تھیں وہ اہم ہیں۔ ہم اس پر کام کریں گے اور اس ڈی کیمپ تک پہنچ جائیں گے اور پھر جیسے بھی بن پڑے گا اس کیمپ کو تباہ کر کے ہی دم لیں گے''۔ عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''اور وہ کوڈ بک جس کے بارے میں پلوشہ نے جولیا اور صالحہ کو بتایا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کے بارے میں اس نے ان دونوں کو کچھ نہیں بتایا تھا۔ وہ ان کے ذریعے مجھ سے ملنا چاہتی تھی اور وہ کوڈ بک میرے حوالے کرنا چاہتی تھی''...... عمران نے کہا۔

''اس لڑکی کو وہ لوگ اٹھا کر لے گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ اس پر تشدد کر کے اس سے کوڈ بک حاصل کر لیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے کہ وہ ان کا تشدد برداشت نہ کر سکے گی اور کوڈ بک انہیں دینے پر مجبور ہو جائے گی اور جیسے ہی وہ کوڈ بک انہیں دے گی وہ اسے کسی بھی صورت میں زندہ نہیں چھوڑیں گے''...... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''پھر اس ڈی کیمپ کا کیسے پتہ چلے گا کہ وہ کافرستان میں کہاں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں ناٹران سے بات کرتا ہوں۔ شاید اسے کچھ معلوم ہو''۔ عمران نے کہا۔

''میں بی فائیو ٹرانسمیٹر لاتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بلیک زیرو اٹھا اور ملحقہ کمرے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر عمران کو دیا اور عمران اسے آن کر کے کافرستان میں موجود ناٹران کو کال دینے لگا۔ کچھ ہی دیر میں ناٹران نے اس کی کال رسیور کر لی۔

''ناٹران بول رہا ہوں۔ اوور''...... ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''اس نام سے تو اچھا تھا کہ تم اپنا نام نیوٹران رکھ لیتے اور کچھ نہیں یہ تو سمجھ میں آ جاتا کہ تم سائنس کی ابجد سے ہی واقف ہو جاتے یا چھوٹے موٹے سائنس دان ہی بن جاتے۔ اوور''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔ بلیک زیرو کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''میں جیسا ہوں ویسا ہی ٹھیک ہوں عمران صاحب۔ سائنس دان بن کر کیا کرنا ہے۔ اوور''...... ناٹران نے کہا۔

''ایک نہ ایک دن تو تمہیں بہرحال سائنس دان بننا ہی پڑے گا چاہے تم سائنس پڑھو یا نہ پڑھو۔ اوور''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ بغیر سائنس پڑھے میں بھلا سائنس دان کیسے بن سکتا ہوں۔ اوور''...... ناٹران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کچھ نہ کچھ ایجاد کرنے والا ہی سائنس دان کہلاتا ہے نا۔

اوور''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''جی ہاں۔ اوور''...... ناٹران نے کہا۔

''تو پھر سمجھ لو کہ ساری دنیا میں جتنے بھی شوہر ہیں وہ سائنس دان ہی ہیں اور تم بھی جب شوہر بنو گے تو اپنی بیوی کے ساتھ مل کر سائنس دان بن جاؤ گے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھا نہیں۔ شوہر بیوی کے ساتھ مل کر سائنس دان کیسے بن سکتا ہے۔ اوور''...... ناٹران نے اور زیادہ حیران ہو کر کہا۔ اسے عمران کی بات کی سمجھ نہ آ رہی تھی۔

''کہا تو ہے کہ کچھ نہ کچھ ایجاد کرنے والا سائنس دان کہلاتا ہے اور شوہر اپنی بیوی کے ساتھ مل کر بچے ایجاد کرتے ہیں یہ بھی تو قدرتی سائنس کا ہی ایک کرشمہ ہے نا۔ تو دوسرے سائنس دانوں کے ساتھ ساتھ بیویاں اور شوہر سائنس دان کیوں نہیں بن سکتے جبکہ دوسرے سائنس دانوں سے کم وقت میں وہ اولاد پیدا کر کے کبھی بیٹا ایجاد کرتے ہیں اور کبھی بیٹی۔ اوور''...... عمران نے کہا تو اس کی عجیب منطق سن کر ناٹران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''آپ بھی خوب ہیں عمران صاحب کہاں کی بات کہاں جا کر ملا دیتے ہیں۔ اوور''...... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''صرف خوب ہی ہوں۔ سائنس دان بننے کے اعزاز سے ابھی تک محروم ہوں۔ اوور''...... عمران نے کہا اور اس کی بات سمجھ کر ناٹران ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ بلیک زیرو کی بھی مسکراہٹ

گہری ہو گئی تھی۔ جب وہ آیا تھا تو بے حد سنجیدہ تھا لیکن ناٹران سے بات کرتے ہوئے اس کے لہجے میں نہ صرف شگفتگی عود کر آئی تھی بلکہ وہ نارمل بھی دکھائی دے رہا تھا۔

''اچھا سنو۔ میں نے ایک اہم کام کے سلسلے میں تمہیں کال کیا ہے۔ اوور''...... عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''جی فرمائیں۔ اوور''...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اسے ڈی کیمپ کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی۔

''اوہ۔ کافرستان میں ایسا کوئی ڈی کیمپ موجود ہے اس کے بارے میں آپ سے آج پہلی بار سن رہا ہوں۔ اوور''...... ناٹران نے کہا۔

''چلو سن تو لیا ہے نا۔ اب تمہارا کام اس ڈی کیمپ کو تلاش کرنے کا۔ تمہیں یہ کام تیزی سے کرنا ہو گا۔ اس لڑکی کی رپورٹ کے مطابق ڈی کیمپ کے افراد کبھی بھی پاکیشیا وارد ہو سکتے ہیں اور پاکیشیا میں تباہی لا سکتے ہیں۔ اوور''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ اوور''...... ناٹران نے کہا۔

''کوشش نہیں۔ تمہیں یہ کام ہر صورت میں کرنا ہے۔ جیسے ہی اس بارے میں کوئی پیش رفت ہو چیف کو کال کر لینا۔ میں تمہیں چیف کی ہدایات پر ہی کال کر رہا ہوں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آج سے بلکہ ابھی سے کام کرنا شروع کر دیتا ہوں اور جیسے ہی کوئی معلومات ملتی ہیں میں چیف کو فوراً انفارم کر

دوں گا۔ اوور"...... ناٹران نے کہا۔ عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اوور اینڈ آل کہہ کر اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

"کیا اس پلوشہ نے جولیا اور صالحہ کو اس خفیہ سرنگ کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ کس سرحدی علاقے میں ہے۔ ہمیں سب سے پہلے اس سرنگ کو بند کرا دینا چاہئے تاکہ ڈی کیمپ کے کلرز اس راستے سے پاکیشیا داخل نہ ہو سکیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اس نے سرنگ کے بارے میں بھی انہیں کچھ نہیں بتایا۔ اس نے کہا تھا کہ سرنگ کے بارے میں ساری تفصیل اسی کوڈ بک میں ہے جو وہ مجھے دینا چاہتی تھی"...... عمران نے کہا۔

"تب بھی ہمیں سرحدی علاقوں کے رینجرز کو اطلاع دے دینا چاہئے کہ وہ اس سرنگ کو تلاش کریں اور اسے ہر صورت میں سیلڈ کر دیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے سر سلطان سے کہہ دیا ہے وہ اس سلسلے میں ڈی جی رینجرز سے بات کریں گے اور ڈی جی رینجرز یہ پیغام سرحدی رینجرز تک پہنچا دیں گے اور وہ یقینی طور پر جلد سے جلد اس سرنگ کو ٹریس کر کے اسے تباہ کر دیں گے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"وہ پیپرز کہاں ہیں"...... عمران نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"میرے پاس ہی ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا اور سائیڈ کی ٹیبل

کی دراز کھول کر اس میں سے پیپرز نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیئے۔ عمران ایک بار پھر ان پیپرز کو دیکھنے لگا۔

"اب مجھے نجانے کیوں ایسا لگ رہا ہے کہ یہ پیپرز بھی سر سلطان کو اسی پلوشہ نے بھیجے ہوں گے اور ان پیپرز میں ضرور کچھ نہ کچھ چھپا ہوا ہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ پیپرز پلوشہ نے سر سلطان کو بھیجیں ہوں گے اور ان میں کوئی پیغام چھپا ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا دل کہہ رہا ہے۔ میں دوبارہ لیبارٹری میں تھوڑا سا کام کر لوں پھر آتا ہوں۔ تم میرے لئے کافی بناؤ"...... عمران نے کہا اور پھر لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔ ایک گھنٹے تک وہ لیبارٹری میں کام کرتا رہا اور پھر وہ لیبارٹری سے واپس آپریشن روم میں آ گیا۔ ابھی وہ کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ بلیک زیرو بھی کافی کے کپ اٹھائے پہنچ گیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا کپ لے کر وہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کچھ پتہ چلا"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"کچھ نہیں بہت کچھ پتہ چل گیا ہے پیارے۔ یہ پیپرز واقعی پلوشہ نے ہی سر سلطان کو ارسال کئے تھے۔ میں نے نیچے لیبارٹری میں جا کر ان کاغذات کو تقریباً تمام کیمیکل سے چیک کیا اور پھر اچانک میں نے پیپرز کو ایک خیال آنے پر برائٹ لائٹ کے نیچے

رکھا تو کاغذ کے خالی حصوں پر خود بخود حروف نمودار ہونا شروع ہو گئے تو میں چونک پڑا۔ میں نے برائٹ لائٹ تیز کی تو پیپرز پر پرنٹڈ حروف غائب ہو گئے اور ان کی جگہ ہاتھ سے لکھی ہوئی ایک تحریر ابھرتی چلی گئی''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جیب سے وہ پیپرز نکال کر بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیئے جنہیں وہ لے کر لیبارٹری میں گیا تھا۔ بلیک زیرو نے اس سے پیپرز لئے اور انہیں حیرانی سے دیکھنے لگا۔ پیپرز پر پہلے جہاں کمپیوٹر پرنٹڈ الفاظ تھے وہ غائب ہو چکے تھے اور ان کی جگہ اب سارے کاغذات پر ہاتھ سے لکھے ہوئے الفاظ دکھائی دے رہے تھے جو براؤن رنگ کے تھے۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو گیا''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پلوشہ نے یہاں کافی ذہانت سے کام لیا تھا۔ اس نے یہ پیپرز تیار کئے اور سیکرٹری خارجہ کو روانہ کر دیئے۔ ان پیپرز پر اس نے وہ سب کچھ تحریر کر دیا ہے جو اس نے اپنی کوڈ بک میں تحریر کیا ہے۔ اس نے سوچا ہو گا کہ اگر وہ پکڑی گئی تو اس سے کوڈ بک حاصل کر لی جائے گی اس لئے اس نے احتیاطاً یہ پیپر تیار کئے اور پھر انہیں سیکرٹری خارجہ کے پتے پر پوسٹ کر دیئے۔ اس نے وائٹل ایکس روشنائی کا استعمال کیا تھا جو لہسن، ادرک اور لیموں کے رس سے تیار کی جاتی ہے۔ اس سے تحریر ظاہری طور پر لکھی جاتی ہے اور پھر جب یہ سیاہی خشک ہوتی ہے تو یہ پیپرز سے غائب ہو جاتی ہے۔

پیپرز پر تحریر کا معمولی سا بھی نشان باقی نہیں رہتا اور نہ ہی اسے کسی کیمیکل سے ابھارا جا سکتا ہے۔ اس سیاہی کو دوبارہ ظاہر کرنے کے لئے تیز روشنی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی لئے اب تک ہم اس روشنائی کو چیک نہیں کر سکے تھے۔ یہ تو اتفاق ہی ہو گیا کہ میں نے پیپرز کو گہرائی سے چیک کرنے کے لئے برائٹ لائٹ روشن کی تھی۔ پیپرز پر جس مواد سے لکھا گیا تھا اس مواد کا دوسرا اثر یہ ہوتا تھا کہ یہ پیپرز کو روشنی ملتے ہی دوسری ہر قسم کی روشنائی کو ختم کر دیتا ہے اور یہی ہوا۔ پرنٹر کی سیاہی روشنی ملتے ہی صاف ہو گئی اور یہ تحریر براؤن شکل میں سامنے آ گئی''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لکھا کیا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پڑھنا نہیں آتا تو میں پڑھ کر سنا دوں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ میں پڑھتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر پڑھنے لگا۔ جوں جوں وہ پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر حیرت، الجھن اور انتہائی تشویش کے تاثرات نمایاں ہوتے جا رہے تھے۔

''اوہ۔ اس میں تو ڈی کیمپ کی ساری تفصیل لکھی ہوئی ہے کہ وہاں کیا کیا ہوتا ہے۔ کون کون لوگ ہیں اور کیسے اغوا کئے ہوئے لوگوں کی برین اسکیننگ کر کے ان کی ٹریننگ کی جاتی ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اس کے ساتھ پلوشہ نے یہ بھی بتایا ہے کہ یہ کیمپ کافرستان کے شمالی پہاڑی علاقے اگنی پہاڑیوں میں موجود ہے۔ اسے پوری لوکیشن کا تو علم نہیں ہوا ہے لیکن اس نے یہ بات وثوق سے لکھی ہے کہ کیمپ اگنی پہاڑیوں میں ہی موجود ہے اور ایک بڑے بیس کیمپ کی شکل میں ہے تاکہ اسے چیک کیا جائے تو یہی معلوم ہو کہ وہاں کافرستانی بیس کیمپ بنایا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ اس کے علاوہ پلوشہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کیمپ میں کیسا کیسا خطرناک اور تباہ کن اسلحہ موجود ہے بلکہ اسلحے کا پورا ڈپو موجود ہیں جہاں تباہ کن میزائل اور میگا بلاسٹر بموں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''پلوشہ کی معلومات کے مطابق اس ڈی کیمپ کے تین ڈائریکٹران ہیں اور تینوں کا تعلق کافرستان کی سابقہ ایجنسیوں سے ہے جن میں ایک نام کرنل اشوکا ہے۔ دوسرا نام کرنل راگھون کا اور تیسرا نام کرنل شکلا ہے۔ اس نے ان تینوں کے پتے ٹھکانوں کے بارے میں بھی لکھا ہے لیکن اس کا لکھنا ہے کہ یہ تینوں ان پتے ٹھکانوں پر نہیں ملتے بلکہ ایک ساتھ ڈی کیمپ میں ہی کسی خفیہ مقام پر رہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ ڈی کیمپ کے بارے میں تمام معلومات بڑی باریک بینی سے لکھی گئی ہیں۔ لیکن اس نے یہ نہیں لکھا کہ اس کیمپ کی

حفاظت کے کیا انتظامات ہیں اور وہاں کتنی تعداد میں افراد موجود ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس نے جتنی بھی معلومات دی ہیں یہ اس کی بہت بڑی کامیابی ہے بلیک زیرو۔ اس نے اس کیمپ میں رہ کر انتہائی خفیہ طور پر نہ صرف یہ ساری معلومات حاصل کی ہیں بلکہ اسے تحریر کر کے اپنے پاس محفوظ بھی رکھا ہے۔ چونکہ اسے کیمپ سے باہر کے علاقے میں نہیں لے جایا جاتا تھا اس لئے وہ یہ نہیں دیکھ سکی تھی کہ کیمپ کی اصل لوکیشن کیا ہے۔ اس نے ایک پہاڑی دیکھی تھی جو آگ کے شعلے جیسی بنی ہوئی تھی اور وہ جانتی تھی کہ اس پہاڑی کو اگنی پہاڑی کہتے ہیں اور یہ سارا پہاڑی علاقہ اسی پہاڑی کے نام سے منسوب ہے جو طویل ترین پہاڑی سلسلے پر مشتمل ہے۔ کیمپ کا سارا سیٹ اپ پہاڑی کے اندر ہے جس میں جانے کے لئے ایک غار کا راستہ ہے۔ پلوشہ کے کہنے کے مطابق ڈی کیمپ کے تمام افراد اس پہاڑی کے اندر رہتے ہیں۔ یہ سمجھ لو کہ پہاڑی کو کھود کر انہوں نے وہاں پورا شہر بسایا ہوا ہے۔ وہ سب لوگ اس پہاڑی کے اندر ہی رہتے ہیں۔ ٹریننگ کے لئے وہ پہاڑی سے نکل کر باہر آتے ہیں اور پھر ٹریننگ مکمل کرتے ہی دوبارہ غار کے راستے پہاڑی کے اندر چلے جاتے ہیں۔ ہمیں بس اگنی پہاڑی کے اندر جانے والے غار کو تلاش کرنا ہے اور اسے تباہ کر کے پہاڑی کو اڑانا ہے''...... عمران نے کہا۔

جی ہاں۔ اب اس سلسلے میں اگر ناٹران کو بریف کیا جائے تو وہ آسانی سے اس کیمپ کو ٹریس کر سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ناٹران کے لئے اس علاقے میں جانا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ اب جب ساری حقیقت کا پتہ چل گیا ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ یہ کیمپ ہے کہاں تو پھر اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں جلد سے جلد اس کیمپ میں جا کر کام کرنا ہو گا اور اس کیمپ کو ہر حال میں تباہ کرنا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''پلوشہ نے اس سرحدی علاقے کی بھی نشاندہی کی ہے جہاں وہ خفیہ سرنگ موجود ہے جہاں سے بلاسٹرز پاکیشیا میں داخل ہوتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اس سلسلے میں تم سر سلطان کو ساری صورتحال سے آگاہ کر دو۔ وہ ڈی جی رینجرز سے خود ہی بات کر لیں گے اور ڈی جی رینجرز جلد سے جلد اس سرنگ کو اُڑا دیں گے لیکن یہ کام تم نے ابھی نہیں کرنا۔ اس سرنگ کا ہم بھی فائدہ اٹھائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''فائدہ۔ کیسا فائدہ''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''ہمیں کافرستان جانا ہے۔ کافرستان جانے کے لئے ہم کسی اور متبادل راستے کی بجائے اسی سرنگ سے جائیں گے۔ اس سرنگ سے ہم آسانی سے نہ صرف کافرستان داخل ہو سکتے ہیں بلکہ وہاں

کی تمام ایجنسیوں خاص طور پر کافرستانی سیکرٹ سروس کی نظروں میں آنے سے بچ جائیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ ہم ڈی کیمپ تباہ کرنے جائیں تو ہمارے آڑے کوئی اور ایجنسی آئے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم ممبران کو بریف کر دو ہم آج رات ہی کافرستان جائیں گے اور جتنی جلد ممکن ہو سکے اس کیمپ کو تباہ کر دیں گے۔ میں ناٹران کو بھی بریف کر دیتا ہوں تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ ہمارے کام آ سکے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈی کیمپ کے تین ڈائریکٹران تھے ان کا چیف کرنل اشوکا تھا جو گرانڈ چیف کہلاتا تھا۔ اس کے بعد کرنل راگھون کا نمبر آتا تھا۔ وہ چیف ٹو کہلاتا تھا اور تیسرے نمبر پر کرنل شکلا چیف تھا۔ یہ تینوں سنیارٹی کے لحاظ سے ان عہدوں پر فائز تھے۔ تینوں نے ڈی کیمپ میں الگ الگ آفس بنائے ہوئے تھے جہاں وہ اپنے کام کرتے تھے۔ پلوشہ کے پاس جو کوڈ بک ملی تھی اس میں ڈی کیمپ کی ساری تفصیلات موجود تھیں جن کے بارے میں ان تینوں ڈائریکٹران کو علم ہو گیا تھا۔ انہیں یہ بھی پتہ چلا تھا کہ پلوشہ نے کوڈ بک میں ان کے نام اور ان کی رہائش گاہوں کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر کے لکھ رکھی تھی۔ اس نے کافی وقت اس کیمپ میں گزارا تھا اور ہر چھوٹی سے چھوٹی بات نوٹ کر کے اسے تحریر کیا تھا اور کسی کو اس بات کا شک تک نہ ہونے دیا تھا کہ وہ ٹرانس میں نہیں تھی بلکہ پوری طرح نارمل رہ کر یہ سب کچھ کر رہی تھی۔

پلوشہ پکڑی گئی تھی اس سے وہ کوڈ بک بھی حاصل کر لی گئی تھی لیکن اس کے باوجود تینوں ڈائریکٹران اس بات سے مطمئن نہ تھے کہ پلوشہ نے یہ ساری معلومات کسی کو نہ بتائی ہوں۔ انہیں پلوشہ کا پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جولیا اور اس کی ساتھی صالحہ سے ملنے اور ان سے ہونے والی تمام باتوں کا پتہ تھا اور انہیں یہی بتایا گیا تھا کہ جولیا اور صالحہ کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تینوں ڈائریکٹران نے فوری طور پر پاکیشیا کا سارا سیٹ اپ ختم کر دیا تھا اور کچھ وقت کے لئے ڈی کیمپ کی ساری سرگرمیاں محدود کر دی تھیں۔ لیکن ان کے خاص مخبر بدستور ان کی ہدایات پر پاکیشیا سیکرٹ سروس پر نظر رکھے ہوئے تھے تاکہ اگر انہیں ڈی کیمپ کے بارے میں پتہ چلے اور وہ کافرستان آنے کی کوشش کریں تو انہیں ہر حال میں روکا جا سکے۔ اور پھر انہیں جب اس بات کی اطلاع ملی کہ نائیڈو نے جولیا اور صالحہ کو ہلاک کرنے کا جو دعویٰ کیا تھا وہ غلط ثابت ہوا تھا۔ ان دونوں کو ہلاک ہونے سے پہلے ہسپتال پہنچا دیا گیا تھا جہاں ان کا علاج ہوا تھا اور وہ دونوں نہ صرف زندہ بچ گئی تھیں بلکہ تیزی سے روبصحت ہو رہی تھیں۔ یہ بات ان تینوں ڈائریکٹران کو ہلا دینے والی تھی کہ پلوشہ بہت دیر تک ان دونوں کے ہمراہ رہی تھی اور اس نے انہیں ڈی کیمپ کے بارے میں ساری تفصیلات بتا دی تھیں۔ نائیڈو نے جو باتیں ریکارڈ کی تھیں انہیں سن کر اس بات کا تو پتہ نہیں چلتا تھا کہ پلوشہ نے انہیں کیمپ

کی لوکیشن اور اس کے بارے میں زیادہ تفصیلات بتائی ہیں یا پھر ان ڈائریکٹران کے بارے میں کچھ بتایا ہے لیکن جو باتیں انہیں معلوم تھیں اگر وہ اپنے چیف کو بتا دیتیں تو چیف لازمی طور پر عمران کی سرکردگی میں ٹیم بھیج سکتا تھا تاکہ اس کیمپ کو تباہ کرایا جا سکے اس لئے تینوں ڈائریکٹران نے فوری طور پر اپنی رہائشیں چھوڑ دی تھیں اور ان تمام مقامات پر آنا جانا چھوڑ دیا تھا جن کے بارے میں پلوشہ نے کوڈ بک میں تحریر کیا تھا اور وہ مستقل طور پر ڈی کیمپ میں منتقل ہو گئے تھے۔ انہیں یقین تھا کہ جلد یا بدیر عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ ڈی کیمپ کی تباہی کے لئے پہنچ سکتا ہے اس لئے انہوں نے فوری طور پر ڈی کیمپ کی اندرونی اور بیرونی حفاظت کے نئے اور جدید انتظامات کرانے شروع کر دیئے تھے۔

انہوں نے خصوصی طور پر ڈی فورس کے انچارج کو یہ ساری باتیں بتا کر ہدایات جاری کی تھیں کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی پاکیشیا سے کافرستان آئیں اور ڈی کیمپ کے خلاف کام کرنے کی کوشش کریں تو ڈی فورس انہیں روکنے اور ہلاک کرنے کے لئے پوری قوت لگا دے گی۔ ڈی فورس کا انچارج میجر کی رینک کا تھا اور اس کا نام پربھانت تھا۔ جسے سب میجر پربھانت کہہ کر پکارتے تھے۔ میجر پربھانت کا آفس کیمپ سے ہٹ کر تھا۔ ان کے پاس تیز رفتار گاڑیوں کے ساتھ تیز رفتار ہیلی کاپٹر اور جدید سے جدید اسلحہ موجود تھا۔ یہ اسلحہ کسی بھی بڑی دشمن طاقت کو آسانی سے کچلنے کے

لئے کافی تھا۔

میجر پربھانت اس وقت اپنے ہیڈ کوارٹر کے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے سیٹلائٹ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ ڈی کیمپ کے تمام افراد سیٹلائٹ فون کا ہی استعمال کرتے تھے جن کی نہ تو کال سنی جا سکتی تھی اور نہ ہی کسی طریقے سے ٹریس کی جا سکتی تھی۔ فون کی گھنٹی کی آواز سن کر میجر پربھانت نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

"میجر پربھانت بول رہا ہوں"...... میجر پربھانت نے کرخت لہجے میں کہا۔

"گرانڈ چیف بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے گرانڈ چیف کی کرخت اور انتہائی سرد آواز سنائی دی تو میجر پربھانت چونک پڑا۔

"اوہ۔ یس سر حکم"...... میجر پربھانت نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا میں اس خفیہ سرنگ کو ٹریس کر کے تباہ کر دیا گیا ہے جہاں سے ہم پاکیشیا میں انٹر ہوئے تھے"۔ دوسری طرف سے گرانڈ چیف نے کہا تو میجر پربھانت بری طرح سے اچھل پڑا۔

"اوہ۔ یہ کب ہوا۔ کیسے پتہ چلا انہیں اس سرنگ کے بارے میں"...... میجر پربھانت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں بتایا گیا تھا کہ پلوشہ نامی مسلم لڑکی نے ایک کوڈ بک تحریر کی تھی جس میں اس نے اس کیمپ کے بارے میں ہمارے بارے میں اور اس خفیہ سرنگ کے بارے میں تمام باتیں تحریر کر رکھی تھیں۔ اس لڑکی کو پکڑ لیا گیا تھا اس سے کوڈ بک بھی حاصل کر کے ضائع کر دی گئی تھی لیکن اب جس آسانی سے رینجرز نے اس سرنگ کو ٹریس کیا ہے اور اسے تباہ کیا ہے اس سے ہمیں شک ہے کہ اس لڑکی نے ایک کوڈ بک نہیں بنائی تھی بلکہ ساری تفصیل پاکیشیا سیکرٹ سروس کی لیڈیز ایجنٹ کو فراہم کر دی تھی۔ ان لیڈیز ایجنٹوں کو بھی ہمارے ساتھیوں نے گولیاں ماری تھیں لیکن اطلاع کے مطابق دونوں لڑکیاں زندہ بچ گئی ہیں اور انہوں نے ساری تفصیلات اپنے چیف کو دے دی ہیں اور ان کی نشاندہی پر ہی چیف نے ڈی جی رینجرز کو کال کر کے اس سرنگ کے بارے میں بتایا اور پھر ڈی جی رینجرز کے حکم پر رینجرز نے اس سرنگ میں پہنچ کر اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا ہے"...... گرانڈ چیف نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو بہت برا ہوا ہے۔ وہ راستہ ہمارے لئے بے حد اہمیت رکھتا تھا"...... میجر پربھانت نے کہا۔

"راستے سے زیادہ ہمیں کیمپ کی حفاظت کی فکر ہے میجر پربھانت۔ اس لڑکی پلوشہ کی وجہ سے کیمپ کا سارا راز کھل چکا ہے اور ہمارا خیال ہے کہ اس کیمپ کو تباہ کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس ضرور یہاں آئے گی اس لئے تم پوری طرح الرٹ رہو۔ یہ

احکامات تمہیں پہلے بھی دیئے جا چکے ہیں کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ڈی فورس ہی روکے گی اور اسے کسی بھی صورت میں ڈی کیمپ تک نہ پہنچنے دے گی"...... گرانڈ چیف نے کہا۔

"سر کیمپ حفاظتی انتظامات ایسے ہیں کہ وہاں تک کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا۔ آپ بے فکر رہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے البتہ آپ نے مجھے بتا کر اچھا کیا ہے۔ اب میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کافرستان پہنچتے ہی ختم کرا دوں گا تاکہ یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے"...... میجر پربھانت نے کہا۔

"ہاں۔ ڈی کیمپ کے ڈائریکٹران بھی یہی چاہتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھی صورت میں اس کیمپ تک نہ پہنچ سکے اس کے لئے آپ کو جو بھی کرنا پڑے اس سے دریغ نہ کریں ورنہ دوسری صورت آپ کے لئے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتی ہے"...... گرانڈ ماسٹر نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو میجر پربھانت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر انٹر کام کا رسیور اٹھا کر اس کے دو بٹن پریس کئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"رگھو ناتھ جہاں کہیں بھی ہو میری بات کراؤ اس سے"۔ میجر پربھانت نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے سامنے رکھی

ہوئی فائل بند کر کے اسے دراز میں رکھ دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میجر پربھانت نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... میجر پربھانت نے تیز لہجے میں کہا۔

"رگھو ناتھ لائن پر ہے باس"...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... میجر پربھانت نے کہا۔

"رگھو ناتھ بول رہا ہوں باس"...... چند لمحوں بعد رگھو ناتھ کی آواز سنائی دی۔

"رگھو ناتھ فوراً میرے آفس پہنچو۔ فوراً"...... میجر پربھانت نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو میجر پربھانت نے میز کی سائیڈ میں موجود سوئچ پینل پر سے ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور رگھو ناتھ اندر داخل ہوا۔

"یس باس"...... رگھو ناتھ نے مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"بیٹھو"...... میجر پربھانت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سوئچ پینل پر یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔ اسے ایسا کرتے دیکھ کر رگھو ناتھ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان بٹنوں کو پریس کرنے کا مطلب ہے

کہ باس انتہائی اہم بات کرنا چاہتا ہے اور اسے لیک آؤٹ ہونے سے بچانے کے لئے اس نے حفاظتی اقدامات کئے ہیں۔

"رگھو ناتھ میں نے اس مسلم لڑکی پلوشہ کا کیس فائل کر دیا تھا"...... میجر پربھانت نے رگھو ناتھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... رگھو ناتھ نے کہا۔

"لیکن یہ کیس کلوز نہیں ہوا بلکہ ہمارے ساتھ گیم کھیلی گئی ہے"...... میجر پربھانت نے کہا تو رگھو ناتھ بے اختیار اچھل پڑا۔

"گیم کھیلی گئی ہے۔ کیا مطلب چیف۔ کوڈ بک ہم نے حاصل کر لی اور وہ اوریجنل تھی"...... رگھو ناتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو میجر پربھانت نے گرانڈ چیف کی کال آنے اور ان سے ہونے والی تمام بات چیف کی تفصیل دوہرا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے باس کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے اس کیمپ کا ہر راز اوپن ہو گیا ہے"...... رگھو ناتھ نے کہا۔

"ہاں۔ ابھی گرانڈ چیف نے یہ بھی بتایا ہے کہ پاکیشیا کی طرف سے اس خفیہ سرنگ کو بھی تباہ کر دیا گیا ہے جہاں سے ہم بلاسٹرز پاکیشیا بھیجتے تھے"...... میجر پربھانت نے کہا تو رگھو ناتھ بری طرح سے اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ تب تو یہ یقینی بات ہے کہ واقعی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کیمپ کی ساری حقیقت کا علم ہو گیا ہے اور ان کی ہی ایماء پر اس سرنگ کو تباہ کیا گیا ہے"...... رگھو ناتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں اس عمران اور اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتا ہوں۔ ڈائریکٹران اور میرا یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی یقیناً اس کیمپ کی تباہی کے لئے کافرستان آئیں گے۔ تم ڈی فورس کے نمبر ٹو ہو اس لئے ساری فورس کو الرٹ کر دو۔ ہمیں ہر حال میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو کافرستان آنے سے روکنا ہے۔ ہر صورت میں۔ یقینی طور پر ہر صورت میں“...... میجر پربھانت نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”اگر وہ ایسا کرنے کی کوشش کریں گے باس تو پھر وہ ہر صورت ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ وہ اس لئے اب تک زندہ ہیں کہ ان کا مقابلہ کبھی ڈی فورس سے نہیں ہوا“...... رگھو ناتھ نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ میں نے بھی اب فیصلہ کر لیا ہے کہ اس کانٹے کو ہمیشہ کے لئے نکال دیا جائے۔ میں پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خصوصی طور پر اس عمران کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں“...... میجر پربھانت نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس۔ میں آج سے ہی کام شروع کر دیتا ہوں۔ وہ جب بھی یہاں آنے کے لئے وہاں سے روانہ ہوئے ہمیں اطلاع مل جائے گی اور پھر وہ دوسرا سانس نہ لے سکیں گے“...... رگھو ناتھ نے کہا۔

”کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم وہیں جا کر ان کا خاتمہ کر

دیں“...... میجر پربھانت نے کہا۔

”ایسا بھی ہو سکتا ہے باس لیکن اس طرح ہم الجھ بھی سکتے ہیں۔ سیکرٹ سروس کا ایک گروپ وہاں ہمارے مقابلے پر آ جائے گا جبکہ دوسرا گروپ خاموشی سے یہاں پہنچ جائے گا اس لئے یہ زیادہ بہتر ہے کہ جو گروپ یہاں آئے اس کا خاتمہ کر دیا جائے اور پھر جو گروپ باقی رہ جائے اس کا خاتمہ وہاں پاکیشیا میں کر دیا جائے“...... رگھو ناتھ نے کہا۔

”لیکن تم نے ان کے متعلق یہ تو سن رکھا ہو گا کہ یہ لوگ انتہائی تیزی سے کام کرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کیمپ تباہ کر دیں۔ اگر ایسا ہوا تو پھر نہ میں رہوں گا اور نہ تم۔ گرانڈ چیف نے واضح الفاظ میں دھمکی دی ہے“...... میجر پربھانت نے کہا۔

”چیف آپ قطعی بے فکر ہیں۔ ہم وہ جہاز ہی فضا میں کریش کرا دیں گے جس پر یہ لوگ آئیں گے۔ ان کا مقابلہ ہر قدم پر کیا جائے گا“...... رگھو ناتھ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ انہیں کسی صورت میں ڈی کیمپ تک نہیں پہنچنا چاہئے کسی بھی قیمت پر۔ پوری ڈی فورس کو ان کے مقابلے پر لے آؤ اور پھر جو کچھ بھی کرنا پڑے دریغ مت کرو۔ اٹ از مائی آرڈرز“...... میجر پربھانت نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا باس“...... رگھو ناتھ نے کہا۔

”او کے تم جا کر تمام انتظامات کرو۔ اب جب تک یہ مشن مکمل

نہ ہو اس وقت تک ڈی کیمپ کے باقی تمام مشنز معطل رہیں گے'' ...... میجر پربھانت نے کہا تو رگھو ناتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے سلام کیا تو میجر پربھانت نے سوئچ بورڈ پر بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر دروازہ کھلتے ہی رگھو ناتھ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر چلا گیا اور میجر پربھانت نے دروازہ بند کرنے والا بٹن پریس کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ اس کے چہرے پر اب اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ڈی بہرحال اس قدر تیز فعال اور باوسائل ہے کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا پہلے قدم پر ہی خاتمہ کر دینے میں کامیاب ہو جائے گی۔

عمران دانش منزل میں ہی موجود تھا۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا تھا۔ ابھی وہ بلیک زیرو سے سلام و دعا کر کے کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''ایکسٹو'' ...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ناٹران بول رہا ہوں چیف'' ...... دوسری طرف سے ناٹران کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس'' ...... عمران نے کہا۔

''جناب۔ ڈی کیمپ کی ڈی فورس کا انچارج میجر پربھانت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف انتظامات میں مصروف ہے۔ پاکیشیا میں اس نے اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دیا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس پر نظر رکھیں۔ خاص طور پر عمران صاحب پر اور اگر سیکرٹ سروس کافرستان روانہ ہو تو اسے فوری اطلاع دی جائے اور میجر

پر بھانت نے ڈی فورس کے ایک سیکشن کو احکامات دیئے ہیں کہ جس طیارے سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کافرستان آ رہی ہو اسے فضا میں ہی کریش کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ یہاں دارالحکومت میں بھی ڈی کیمپ کے فاسٹ ایکشن سیکشن کو الرٹ کیا گیا ہے تاکہ یہاں بھی ان پر فوری اور پے در پے حملے کئے جا سکیں“...... ناٹران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ معلومات تم نے کیسے حاصل کی ہیں“...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

”میں نے ایک آدمی کو ٹریس کیا تھا چیف جو ڈی کیمپ میں شراب کی سپلائی کرتا ہے۔ یہ شراب خصوصی طور پر ان تین ڈائریکٹران کے لئے سپلائی کی جاتی ہے جنہوں نے اب اپنا مستقل ٹھکانہ ڈی کیمپ میں بنا لیا ہے۔ یہ آدمی ڈی گروپ کے سیکشن انچارج رگھو ناتھ کا گہرا دوست ہے اور وہ اس سے ملتا بھی ہے۔ میں نے اسے بھاری رقم دے کر خرید لیا ہے۔ کرشن عادی جواری ہے اور اسے ہر وقت بھاری رقم کی ضرورت رہتی ہے۔ اس نے رگھو ناتھ کے احکامات کی ٹپس مجھے دی ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایک بار پھر میری نگرانی شروع کر دی ہے۔ ان کا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس دارالحکومت آنے سے پہلے مجھ سے رابطہ کرے گی۔ شاید انہیں مجھ پر بھی شک ہے اور وہ میرے بارے میں جانتے ہیں“...... ناٹران نے کہا۔

”ظاہر ہے جانتے ہی ہوں گے کیونکہ ان تینوں کرنلوں کا تعلق سابقہ ایجنسیوں سے رہ چکا ہے۔ بہرحال کیا تم یہ معلوم کر سکتے ہو کہ اگنی پہاڑیوں میں وہ کیمپ کہاں ہے“...... عمران نے مخصوص لہجے میں پوچھا۔

”یس چیف۔ میں نے یہ پہلے ہی معلوم کر لیا ہے کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آئی تو اس کیمپ کے خلاف ہی کام ہوگا“...... ناٹران نے جواب دیا۔

”ویل ڈن۔ تفصیل بتاؤ“...... عمران نے حقیقتاً تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

”شکریہ چیف“...... ناٹران نے کہا اور پھر وہ اسے ڈی کیمپ کی لوکیشن کی تفصیل بتانے لگا۔

”اوکے۔ ان تم نے اس سارے معاملے سے لاتعلق رہنا ہے“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اب آپ کا کیا پروگرام ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”بہرحال یہ ڈی کیمپ تو اب ختم ہو کر ہی رہے گا۔ پاکیشیا کی سلامتی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”جولیا بول رہی ہوں“...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس چیف"...... جولیا کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل کو کافرستان میں ایک اہم مشن کے لئے تیار رہنے کی ہدایت کر دو۔ یہ گروپ تمہاری سربراہی میں مشن مکمل کرے گا جبکہ عمران ٹائیگر، چوہان اور صدیقی کے ساتھ دوسرے گروپ کی صورت میں دارالحکومت جائے گا اور خاور اور نعمانی کو بھی ہدایت کر دو کہ وہ دونوں یہاں الرٹ رہیں۔ یہاں کافرستانی ایجنٹوں کے خلاف انہیں فوری کارروائی کرنی پڑ سکتی ہے"...... عمران نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ کیا عمران کا ہمارے گروپ سے رابطہ رہے گا یا نہیں"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہ عمران کی اپنی صوابدید پر منحصر ہے کہ وہ حالات کے مطابق تم سے رابطہ کرتا ہے یا نہیں۔ بہرحال وہ اس مشن کا انچارج رہے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"یس سر"...... جولیا نے جواب دیا۔

"عمران تمہیں مشن کے بارے میں مزید بریف کر دے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ آپ نے دو گروپ کیوں بنا دیئے ہیں"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"میں اپنے گروپ کے ساتھ ڈی فورس کو سنبھالوں گا جبکہ جولیا اپنے گروپ کے ساتھ مشن مکمل کرے گی یعنی اس کیمپ کی تباہی کا

مشن"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر ٹھیک ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ڈی کیمپ کی ساری تفصیل سامنے آنے کے بعد اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہر حال میں اس مشن کو مکمل کرے گا اور ڈی کیمپ کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر دے گا اس کے لئے اسے کافرستان جا کر تیز ترین ایکشن بلکہ فاسٹ ایکشن کرنا تھا۔

رگھو ناتھ اپنے آفس میں بیٹھا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو رگھو ناتھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... رگھو ناتھ نے کہا۔

"شری داس بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس"...... رگھو ناتھ نے کہا۔

"پاکیشیا کا عمران اپنے تین ساتھیوں سمیت دارالحکومت کے ہوٹل سن رائز میں موجود ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رگھو ناتھ اس طرح اچھلا جیسے کرسی میں الیکٹرک کرنٹ آ گیا ہو۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ یہاں دارالحکومت میں۔ لیکن پاکیشیا سے ہری ناتھ نے تو ان کی روانگی کی کوئی اطلاع نہیں دی"...... رگھو ناتھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران اپنے ساتھیوں سمیت براہ راست کافرستان نہیں آیا

بلکہ وہ گریٹ لینڈ سے یہاں پہنچا ہے"...... شری داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ اپنی اصل شکل میں ہے"...... رگھو ناتھ نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"یس باس اور اصل نام کے ساتھ آیا ہے۔ میں آج ایک فرینڈ سے ملنے سن رائز گیا تو میں نے اسے ہال میں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اس کے ساتھ تین ایشیائی بھی تھے۔ میں نے کاؤنٹر سے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ وہ دو گھنٹے پہلے گریٹ لینڈ سے آنے والی فلائٹ سے یہاں پہنچے ہیں اور ہوٹل میں ہی رہائش پذیر ہیں۔ دوسری منزل پر چار کمرے بک ہیں۔ نمبر بارہ سے پندرہ نمبر تک"...... شری داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ان کی نگرانی کرو۔ میں دیپک کمار کو بھیجتا ہوں وہ تم سے مل لے گا"...... رگھو ناتھ نے کہا۔

"کیا انہیں آپ اغوا کرانا چاہتے ہیں حالانکہ پہلے تو آپ نے حکم دیا تھا کہ انہیں فوراً ہلاک کرنا ہے"...... شری داس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران کا اپنے ساتھیوں سمیت اس طرح اصل شکل اور اصل نام کے ساتھ آنے کا مطلب ہے کہ وہ ہمیں ڈاج دینے آیا ہے۔ سیکرٹ سروس کا کوئی دوسرا گروپ بھی لامحالہ اس کے ساتھ آیا ہو گا۔ یقیناً انہیں ہمارے متعلق اطلاعات مل چکی ہوں گی اس لئے

اس نے سوچا ہوگا کہ وہ ہمیں الجھا لے گا اس طرح سیکرٹ سروس کا دوسرا گروپ اپنا کام کرتا رہے گا ورنہ وہ کبھی اصل شکل اور اصل نام کے ساتھ نہ آتا اس لئے اس سے دوسرے گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنا ضروری ہے''...... رگھو ناتھ نے تفصیل سے وجہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ واقعی ایسا ہی ہوگا ورنہ عمران اگر خود مشن کے لئے آتا تو کبھی بھی اس انداز میں نہ آتا''...... شری داس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ناٹران کے بارے میں کیا رپورٹ ہے۔ اس نے ناٹران سے رابطہ کیا ہے یا نہیں''...... رگھو ناتھ نے پوچھا۔

''ناٹران کافرستان سے باہر گیا ہوا ہے وہ یہاں موجود ہی نہیں ہے''...... شری داس نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے پھر تو جو کچھ میں نے سوچا ہے وہ سو فیصد درست ہے۔ بہرحال اسے نظروں سے اوجھل نہ ہونے دینا''۔ رگھو ناتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''دیپک کمار بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''رگھو ناتھ بول رہا ہوں دیپک کمار''...... رگھو ناتھ نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے عمران کو جانتے ہو''...... رگھو ناتھ نے کہا۔

''یس باس وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا انتہائی خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے''...... دیپک کمار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ عمران اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ اس وقت ہوٹل سن رائز میں موجود ہے۔ انہوں نے ہوٹل کے کمرہ نمبر بارہ تا پندرہ دوسری منزل ریزرو کرائے ہوئے ہیں۔ عمران اپنی اصل شکل اور اصل نام کے ساتھ آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو تم اغوا کر کے کالارا پوائنٹ پر پہنچا دو''...... رگھو ناتھ نے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہوگی''...... دیپک کمار نے کہا۔

''کس انداز میں کرو گے یہ کام''...... رگھو ناتھ نے کہا۔

''باس ہوٹل سن رائز میں سپیشل لائننگ موجود ہے۔ اس سپیشل لائننگ کے ذریعے آسانی سے یہ کام کیا جا سکتا ہے''...... دیپک کمار نے جواب دیا۔

''اوکے فوری حرکت میں آ جاؤ اور کام کو بے داغ انداز میں کرو۔ کسی قسم کے ہنگامے کی ضرورت نہیں ہے اور اس کے ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھنا کہ اس کے ساتھی علیحدہ گروپ کی صورت میں ان کی نگرانی نہ کر رہے ہوں''...... رگھو ناتھ نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ ہمارا تو کام ہی یہی ہے۔ سب کچھ آپ کی مرضی اور منشاء کے مطابق ہو جائے گا''...... دیپک کمار نے جواب دیا۔

''تم نے انہیں کالارا پوائنٹ کے انچارج سارتھا کے حوالے کر کے واپس چلے جانا ہے البتہ سارتھا کو یہ بتا دینا کہ انہیں کس گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے''...... رگھو ناتھ نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو رگھو ناتھ نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ہاتھ ہٹا کر ٹون آنے پر دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سارتھا بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا سخت تھا۔

''رگھو ناتھ بول رہا ہوں''...... رگھو ناتھ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... سارتھا کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

''دیپک کمار چار ایشیائی ایجنٹوں کو اغوا کر کے کالارا پوائنٹ پر پہنچائے گا۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں اس لئے تم انہیں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دینا اور جب تک میں نہ آؤں انہیں ہوش میں نہ لایا جائے اور جیسے ہی یہ لوگ تمہارے پاس پہنچیں تم نے مجھے فوری اطلاع دینی ہے''...... رگھو ناتھ نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رگھو ناتھ نے

رسیور رکھا اور ایک بار پھر فائل پر جھک گیا۔ تقریباً تین گھنٹوں تک مسلسل کام کرنے کے بعد اس نے فائلیں بند کر کے دراز میں ڈالیں اور کرسی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ رگھو ناتھ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رگھو ناتھ نے کہا۔

''سارتھا بول رہا ہوں باس۔ کالارا پوائنٹ سے''...... دوسری طرف سے سارتھا کی آواز سنائی دی تو رگھو ناتھ چونک پڑا۔

''یس''...... رگھو ناتھ نے کہا۔

''دیپک کمار چار بے ہوش ایشیائیوں کو پہنچا گیا ہے۔ میں نے آپ کے حکم کے مطابق انہیں سپیشل روم کی راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دیا ہے''...... سارتھا نے کہا۔

''اوکے میں آ رہا ہوں۔ ان کا خیال رکھنا''...... رگھو ناتھ نے کہا اور رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور رگھو ناتھ نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... رگھو ناتھ نے کہا۔

''دیپک کمار بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے دیپک کمار کی آواز سنائی دی۔

''ہاں مجھے ابھی سارتھا نے کال کی ہے۔ تم بتاؤ کوئی پرابلم کوئی نگرانی تو نہیں ہوئی''...... رگھو ناتھ نے تیز لہجے میں کہا۔

''نو باس۔ ہم نے ہر طرح سے خیال رکھا ہے''...... دیپک کمار

نے جواب دیا۔

"ان کے کمروں میں ان کا سامان بھی موجود ہوگا وہ ساتھ لے لیا ہے یا نہیں"...... رگھو ناتھ نے پوچھا۔

"یس باس۔ چار بیگ تھے وہ میں نے ان کے ساتھ ہی سارتھا کے حوالے کر دیئے ہیں"...... دیپک کمار نے کہا۔

"او کے۔ گڈ شو"...... رگھو ناتھ نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ ایک لحاظ سے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں پر قبضہ کر چکا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ ان سے پوچھ گچھ کے بعد انہیں وہیں گولی مار کر ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دی جائیں گی تاکہ کسی کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکے کہ یہ لوگ اچانک ہوٹل سے کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ ان چاروں کا اس طرح قابو آ جانا اس کی بہت بڑی جیت تھی۔

سیاہ رنگ کی ایک کار دارالحکومت کی ستیارام کالونی میں داخل ہوئی اور تیزی سے آگے بڑھتی ہوئی بی بلاک کی طرف بڑھی چلی گئی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ وہ آج صبح ہی دارالحکومت پہنچے تھے اور یہاں آنے کے لئے وہ پاکیشیا سے پہلے نیدر لینڈ اور پھر نیدر لینڈ سے گریٹ لینڈ پہنچے اور پھر گریٹ لینڈ سے وہ یہاں دارالحکومت پہنچے تھے۔ جولیا سمیت وہ سب ایکریمی میک اپ میں تھے۔

دارالحکومت پہنچ کر صفدر نے ایک اسٹیٹ ایجنٹ کے ذریعے رہائش گاہ اور کار کا بندوبست کیا اور پھر خصوصی مارکیٹ میں جا کر انہوں نے اپنے لئے خصوصی اسلحہ خرید لیا تھا۔ اسلحہ خریدنے کیلئے صفدر اور تنویر گئے تھے اور انہوں نے جولیا کی خصوصی ہدایت کے مطابق ہر قسم کی نگرانی کا خاص طور پر خیال رکھا تھا کیونکہ پاکیشیا

سے روانگی سے پہلے عمران نے انہیں سیکرٹ سروس کے کافرستانی فارن ایجنٹ ناٹران کی دی ہوئی اطلاعات کی تفصیل بتا دی تھی۔ عمران، ٹائیگر، چوہان اور صدیقی کے ساتھ علیحدہ کافرستان روانہ ہوا تھا۔ اس نے اپنے ذمہ ڈی فورس کو الجھانے کا ٹاسک لیا تھا جبکہ جولیا اور اس کے گروپ نے ڈی کیمپ اُڑانا تھا۔

جولیا اپنے ساتھیوں سمیت پہاڑی علاقے میں پہنچ گئی تھی اور پہاڑی علاقے کے ایک قصبے اگلیالا میں موجود تھی۔ یہ قصبہ جدید شہر کے انداز میں بنا ہوا تھا جہاں پختہ اور کئی منزلہ اونچی عمارتیں تھیں۔ عمران نے جولیا کو ناٹران کی دی ہوئی ایک ٹپ دی تھی کہ اس علاقے میں ایک شخص ردراس رہتا ہے۔ ردراس کا تعلق ڈی کیمپ کے اہم آدمیوں سے ہے اور اگلیالا میں ایک ایسی بلڈنگ ہے جو بظاہر تو ایک شاپنگ پلازہ تھا لیکن یہاں تہہ خانے بھی موجود تھے جہاں سے وہ ایک خفیہ سرنگ کے ذریعے ڈائریکٹ ڈی کیمپ تک پہنچ سکتے تھے۔ وہ بلڈنگ مکمل طور پر ڈی کیمپ کے آدمیوں کے قبضے میں تھی اور ردراس ہی وہ آدمی تھا جو اس خفیہ سرنگ کے بارے میں جانتا تھا۔

چنانچہ جولیا نے اگلیالا پہنچ کر فیصلہ کیا تھا کہ ردراس کی رہائش گاہ کا پتہ کیا جائے اور پھر رات ہوتے ہی ردراس کی رہائش گاہ میں داخل ہو کر اس سے راستے کے بارے میں پوچھ گچھ کی جائے اور کوشش کی جائے کہ رات کو ہی ڈی کیمپ جانے والی خفیہ سرنگ

میں داخل ہو جائیں اور وہاں پہنچ کر پورے کیمپ کو ہی تباہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اپنے پلان کے مطابق وہ اس وقت ایک کالونی میں موجود تھے۔ کالونی میں پارکنگ کے لئے مخصوص جگہیں بنی ہوئی تھیں اور ان مخصوص جگہوں کے علاوہ کار کہیں اور پارک نہ کی جا سکتی تھی۔ چنانچہ تنویر نے ایم بلاک میں داخل ہوتے ہی پہلے پارکنگ تلاش کی اور پھر اس نے کار کو پارکنگ میں روک دیا۔ جولیا کی حالت اب کافی بہتر تھی۔ ڈاکٹر صدیقی نے اس کا مکمل چیک اپ کرنے کے بعد اسے جانے کی اجازت دے دی تھی۔ جولیا کے زخم مخصوص دواؤں سے جلد ہی بھر گئے تھے اس لئے وہ اب سفر بھی کر سکتی تھی اور ایکشن بھی کر سکتی تھی۔

"ہم نے ڈائریکٹ ایکشن کرنا ہے اس لئے زیادہ سوچ بچار کی ضرورت نہیں ہے"...... جولیا نے کار کا دروازہ کھولتے ہوئے مڑ کر عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر اور کیپٹن شکیل سے کہا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیئے جبکہ جولیا کی بات سن کر تنویر کا چہرہ ویسے ہی کھل اٹھا تھا اور آنکھوں میں یکلخت تیز چمک ابھر آئی تھی۔ بالکل ویسی ہی چمک جیسی شیر کی آنکھوں میں شکار پر جھپٹنے سے پہلے پیدا ہوتی ہے۔

وہ کار سے نیچے اترے تو تنویر نے قانون کے مطابق کار کو لاک کیا اور پھر وہ اس انداز میں آگے بڑھتے چلے گئے جیسے وہ یہاں کسی سے ملاقات کے لئے آئے ہوں۔ انہیں اے بلاک کی کوٹھی

نمبر ایک سو ایک کی تلاش تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ درمیانی درجے کی کوٹھی تھی اور اس پر کسی قسم کے حفاظتی انتظامات بھی نظر نہ آ رہے تھے۔ انہوں نے اطمینان بھرے انداز میں سڑک کراس کی اور پھر سیدھے کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جولیا آگے تھی۔ گیٹ پر پہنچ کر جولیا نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ گیٹ پر رُدراس کی نیم پلیٹ موجود تھی۔ رُدراس کا تعلق ایک کلب سے تھا جو ہر قسم کی منشیات اور اسلحہ کی سپلائی کرتا تھا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک مقامی نوجوان باہر آ گیا۔

"رُدراس سے کہو ہم نے اس سے انتہائی خاص سامان کا سودا کرنا ہے۔ میرا نام مادام کیٹی ہے اور ہم گریٹ لینڈ سے آئے ہیں"...... جولیا نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری مادام۔ آپ کلب پر صبح آئیں۔ صاحب رات کو نہ کسی سے ملتے ہیں اور نہ کوئی سودا کرتے ہیں"...... نوجوان نے جواب دیا اور واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ تنویر نے یکلخت بازو بڑھایا اور دوسرے لمحے وہ نوجوان کو گردن سے پکڑے بجلی کی سی تیزی سے دھکیلتا ہوا اندر لے گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا مطلب"...... نوجوان بوکھلائے ہوئے انداز میں بھنچے بھنچے لہجے میں کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ دوسرے لمحے وہ یکلخت ہوا میں اچھلتا ہوا ایک دھماکے سے سر کے بل نیچے سائیڈ میں

جا گرا۔ اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی تھی لیکن فرش پر ٹکرا کر وہ ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ تنویر نے اسے اس انداز میں اٹھا کر پٹخا تھا کہ نیچے گرتے ہوئے اس کی گردن میں بل آ گیا تھا اور تنویر جانتا تھا کہ اس کا سانس رک جائے گا اور چند لمحوں بعد وہ خود ہی سانس رک جانے کی وجہ سے ہلاک ہو جائے گا۔ تنویر کے پیچھے جولیا اور دوسرے ساتھی بھی اندر آ گئے۔ کوٹھی کے پورچ میں تیز روشنی ہو رہی تھی اور پورچ میں سفید رنگ کی ایک نئے ماڈل کی کار موجود تھی۔ اندر ایک کمرے سے تیز موسیقی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ صفدر نے پھاٹک اندر سے بند کیا اور پھر وہ چاروں تیز تیز قدم اٹھاتے پورچ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ابھی وہ پورچ میں پہنچے ہی تھے کہ سامنے ایک دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی باہر آ گیا۔

"کیا مطلب۔ کون ہو تم۔ راہول کہاں ہے"...... اس نے حیرت سے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام رُدراس ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رُدراس نہیں۔ میرا نام ہری داس ہے۔ میں جناب رُدراس کا ہوم سیکرٹری ہوں۔ مگر تم کون ہو"...... اس آدمی نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ کیپٹن شکیل کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا جبکہ جولیا اور تنویر تیزی سے دوڑتے ہوئے اس دروازے سے اندر چلے گئے تھے جبکہ صفدر سائیڈ پر مڑ گیا

کیونکہ وہاں ایک دروازے کے پیچھے روشنی موجود تھی۔

ہری داس جیسے ہی ضرب کھا کر چیختا ہوا نیچے گرا کیپٹن شکیل نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی کنپٹی پر ٹھوکر ماری اور نیچے گر کر اٹھتا ہوا ہری داس ایک بار پھر ہلکی سی چیخ مار کر نیچے گرا۔ اسی لمحے اس کی کنپٹی پر دوسری لات پڑی اور ہری داس ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے صفدر دروازے سے باہر آ گیا۔

”یہ کمرہ تو خالی ہے“...... صفدر نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے اس دروازے میں داخل ہوئے جس میں تنویر اور جولیا داخل ہوئے تھے۔ اس کمرے سے وہ دوسرے کمرے میں پہنچے تو تنویر انہیں سامنے ایک کمرے کے دروازے سے باہر آتا دکھائی دیا۔

”رودراس اور اس کی بیوی کو بے ہوش کر دیا ہے۔ تم پوری کوٹھی چیک کرو“...... تنویر نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل سر ہلاتے ہوئے واپس مڑ گئے جبکہ تنویر واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں واپس اس کمرے میں پہنچے جہاں سے تنویر باہر آیا تھا تو انہوں نے صوفے پر ایک ادھیڑ عمر مرد اور ایک نوجوان عورت کو بے ہوشی کے عالم میں پڑے ہوئے دیکھا۔ تنویر اور جولیا وہاں موجود تھے۔

”ان دو آدمیوں کے علاوہ اور یہاں کوئی نہیں ہے“...... صفدر نے کہا۔

”ان میں سے جو بے ہوش ہے اس کی گردن توڑ دو اور تنویر تم

رسی تلاش کر کے اس رودراس اور اس کی بیوی دونوں کے ہاتھ عقب میں باندھ دو“...... جولیا نے کہا تو وہ تینوں تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے جبکہ جولیا نے آگے بڑھ کر دیوار میں لگی ہوئی ایک الماری کھولی لیکن الماری میں موجود شراب کی بوتلیں دیکھ کر اس نے منہ بنا لیا اور الماری کے پٹ بند کر دیئے۔

تھوڑی دیر بعد تنویر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کے دو بنڈل موجود تھے اور پھر جولیا نے تنویر سے مل کر رودراس اور اس کی بیوی کو علیحدہ علیحدہ رسیوں سے باندھ دیا۔ جس وقت جولیا اور تنویر اس کمرے میں داخل ہوئے تھے تو رودراس اور اس کی بیوی دونوں کونے میں موجود ٹی وی پر کوئی پروگرام دیکھنے میں مصروف تھے اور موسیقی کی تیز آواز بھی ٹی وی سے ہی نکل رہی تھی۔ وہ تنویر اور جولیا کو دیکھ کر حیرت سے اچھل پڑے اور پھر جولیا کے پوچھنے پر اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں حامی بھر لی کہ وہ رودراس ہے اور یہ اس کی بیوی کملا دیوی اور اس کے بعد ان دونوں کے سروں پر پسٹل کے دستے مار کر انہیں بے ہوش کر دیا گیا تھا اور ٹی وی آف کر دیا گیا تھا تاکہ باہر موجو صفدر اور کیپٹن شکیل اپنا کام مکمل کر لیں۔ پھر وہ جیسے ہی انہیں باندھ کر فارغ ہوئے صفدر اندر داخل ہوا۔

”کیپٹن شکیل باہر رہ گیا ہے۔ دونوں آدمیوں کو ختم کر دیا گیا ہے“...... صفدر نے جولیا سے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تنویر اسے ہوش میں لے آؤ''...... جولیا نے روراس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور تنویر نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں سے روراس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد روراس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو تنویر نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''مشین پسٹل کی بجائے خنجر نکال لو''...... جولیا نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور خنجر نکال لیا۔

''صفدر تم کیپٹن شکیل کے ساتھ مل کر پوری کوٹھی کی تلاشی لو۔ اس نے لامحالہ کہیں نہ کہیں ڈی کیمپ یا اس کے راستے کے بارے میں فائل رکھی ہوئی ہو گی''...... جولیا نے صفدر سے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ اسی لمحے روراس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دی۔

''تمہارا نام روراس ہے اور تم روراس کلب کے جنرل مینجر ہو''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ مم۔ مگر تم کون ہو اور یہ کیا ہے۔ کیا تم ڈاکو ہو۔ مگر میں تو یہاں کچھ نہیں رکھتا۔ ویسے بھی میں تو ملازم ہوں کلب کا مالک نہیں ہوں''...... روراس نے پوری طرح سنبھلتے ہوئے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

''ہمیں معلوم ہے کہ تم ڈی کیمپ کے لئے کام کرتے ہو اور ڈی

کیمپ کے اہم آدمی ہو''...... جولیا نے جواب دیا تو روراس بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ستے ہوئے چہرے پر یکلخت انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تت۔ تت۔ تم۔ تم کون ہو''...... روراس نے اس بار پہلے سے بھی زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سنو روراس ہمیں معلوم ہے کہ ڈی کیمپ اگنی پہاڑیوں کے قریب موجود ہے اور اس کا خفیہ راستہ اس کمرشل پلازہ میں ہے جس میں تمہارا کلب ہے اور تمہیں اس راستے کا علم ہے۔ اب اگر تم اپنی اور اپنی بیوی کی جانیں بچانا چاہتے ہو تو اس ڈی کیمپ کی اندرونی تفصیل، اس کے حفاظتی انتظامات اور اس خفیہ راستے کے بارے میں پوری تفصیل بتا دو ورنہ دوسری صورت میں تمہارے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دیا جائے گا''...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

''ڈی کیمپ، راستہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیسا ڈی کیمپ اور کیسا راستہ۔ میں تو کلب کا مینجر ہوں اور بس۔ میرا کسی ڈی کیمپ یا راستے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے اور یہ ڈی کیمپ ہے کیا''...... روراس نے حیرت سے کہا۔

''اس کی زبان کھلواؤ ماتھم''...... جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ابھی لو مادام کیٹی۔ ابھی یہ طوطے کی طرح بولنا شروع کر دے

گا''......تنویر نے دانت نکالتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا وہ بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما جس میں اس نے خنجر پکڑا ہوا تھا اور کمرہ رودراس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ خنجر نے اس کی ناک کا آدھا حصہ کاٹ دیا تھا۔

''بولو۔ سب کچھ بتا دو۔ بولو''......تنویر نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو ایک بار پھر گھوما اور اس بار رودراس کا کان کٹ کر دور جا گرا۔ رودراس کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔ وہ بندھا ہونے کے باوجود بری طرح اچھل رہا تھا۔

''بولو سب کچھ بتا دو''......تنویر نے اور زیادہ وحشت بھرے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر اس کا بازو گھوما اور اس بار رودراس کا دوسرا کان آدھے سے زیادہ کٹ کر دور جا گرا لیکن اس بار رودراس کی گردن ڈھلک گئی تھی۔ اس کی ناک اور دونوں کانوں سے خون بہہ رہا تھا۔

''پانی لا کر اس کے زخموں پر ڈالو ویسے میرا خیال ہے کہ یہ تربیت یافتہ آدمی ہے۔ یہ ڈی کیمپ میں موت کا کھیل کھیلنے والا انسان ہے جو اپنی زندگی کے ساتھ بے گناہ انسانوں کی زندگیوں کو بھی ختم کر دیتے ہیں۔ اس لئے یہ اس قسم کے تشدد سے زبان نہ کھولے گا''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر''......تنویر نے چونک کر پوچھا۔

''تم پانی لا کر ڈالو۔ اسے ہوش میں آنے دو پھر میں سوچتی

ہوں''...... جولیا نے کہا تو تنویر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا خون آلودہ خنجر میز پر رکھا اور تیزی سے ملحقہ واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جگ موجود تھا جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ جگ واش روم کے استعمال کا تھا۔ اس نے جگ میں سے پانی اس کے زخموں پر ڈالا اور پھر باقی پانی اس نے اس کے سر پر انڈیل دیا اور رودراس بے اختیار ایک جھرجھری لے کر ہوش میں آ گیا۔

''یہ۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ یہ تو ظلم ہے۔ یہ ظلم ہے۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے کچھ نہیں معلوم''...... رودراس نے ہوش میں آتے ہی ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''اس کی بیوی کو ہوش میں لے آؤ''...... جولیا نے تنویر سے کہا تو تنویر نے آگے بڑھ کر جگ میں موجود پانی اس عورت کے سر پر انڈیل دیا۔ اس نے اس کا ناک اور منہ بند کرنے کی بجائے اسے ہوش میں لے آنے کے لئے یہ ترکیب استعمال کی تھی اور جولیا اس کے اس انداز پر بے اختیار مسکرا دی۔ ظاہر ہے تنویر کسی عورت کے چہرے پر ہاتھ رکھنے سے کترا رہا تھا اس لئے اس نے ایسا کیا تھا اور پانی پڑتے ہی وہ عورت بے اختیار جھرجھری لے کر ہوش میں آئی اور پھر اس نے ہوش میں آتے ہی بے اختیار چیخنا شروع کر دیا۔

''کملا دیوی معصوم ہے۔ اسے کچھ مت کہو''...... رودراس نے تیز

لہجے میں کہا۔

"اب اگر تمہارے منہ سے چیخ نکلی تو گردن کاٹ دوں گی"...... جولیا نے آگے بڑھ کر میز پر پڑا ہوا خون آلودہ خنجر اٹھا کر اس عورت جسے کملا دیوی کہہ کر پکارا گیا تھا کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے غرا کر کہا تو کملا دیوی کی چیخ جیسے حلق میں گھٹ گئی۔ اس کا چہرہ خوف کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ یہ تم نے۔ تم نے رودراس کے ساتھ کیا کیا ہے"...... کملا دیوی نے بری طرح خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم رودراس کی بیوی ہو"...... جولیا نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سرد لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ ہاں۔ مم۔ مم۔ میں اس کی بیوی ہوں۔ بیوی"...... کملا دیوی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"رودراس سے ہم نے ڈی کیمپ کے راستے کے بارے میں پوچھا ہے لیکن یہ بتا نہیں رہا۔ اگر تمہیں معلوم ہے تو تم بتا دو ورنہ ہم پہلے تمہیں ذبح کریں گے پھر رودراس سے بات کریں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"ڈی کیمپ۔ مم۔ مگر رودراس تو کلب کا منیجر ہے۔ رودراس کلب کا"...... کملا دیوی نے ایسے حیرت بھرے لہجے میں کہا کہ جولیا اور تنویر دونوں اس کے لہجے سے ہی سمجھ گئے کہ کملا دیوی واقعی اس معاملے سے بے خبر ہے اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے تھا۔ رودراس

ظاہر ہے ڈی کیمپ کا ہم آدمی تھا۔ ایسا آدمی ایسے راز ہمیشہ مخفی رکھتا ہے۔

"ماتھم خنجر لو اور کملا دیوی کو ذبح کر دو"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا تو کملا دیوی نے بے اختیار چیخنا شروع کر دیا جبکہ تنویر نے جولیا کے ہاتھ سے خنجر لیا اور اس انداز میں آگے بڑھا جیسے واقعی کملا دیوی کی گردن کاٹ دے گا کہ کملا دیوی کی گردن بے اختیار ڈھلک گئی۔ رودراس ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سختی تھی۔

"کاٹ دو اس کی گردن"...... جولیا نے سرد اور سفاک لہجے میں کہا تو تنویر نے صوفے پر بے ہوش بیٹھی ہوئی اور بندھی ہوئی کملا دیوی کو بازو سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے نیچے قالین پر لٹایا اور پھر وہ اس انداز میں اس پر جھک گیا جیسے واقعی وہ اسے باقاعدہ ذبح کرنے والا ہو۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ ایسا مت کرو۔ رک جاؤ"...... یکلخت رودراس نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ شاید معاملہ اب اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا اور تنویر سیدھا ہو گیا۔

"دیکھو رودراس مجھے معلوم ہے کہ تم تربیت یافتہ آدمی ہو اور ڈی کیمپ نے اگر تمہیں اس راز کا اہل سمجھا ہے تو یقیناً تم اس کے اہم آدمی ہی ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ انسان کی قوت برداشت کی ایک حد ہوتی ہے اس کے بعد قوت برداشت جواب دے جاتی ہے۔

ابھی تو تمہاری بیوی کملا دیوی نے ذبح ہونا ہے اس کے بعد تمہاری باری آئے گی اور تمہارے جسم میں زخم ڈال کر اس میں سرخ مرچیں بھر دی جائیں گی پھر تکلیف کی ایک ایسی حد آئے گی کہ تم نہ بھی بتانا چاہو تب بھی تمہارا لاشعور خودبخود سب کچھ بتا دے گا لیکن اس کے بعد تمہارا کیا حشر ہو گا اس بارے میں تم خود سوچ سکتے ہو۔ لیکن اگر تم ہمیں صرف راستہ اور اندورنی تفصیلات بتا دو تو ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے پھر تم جانو اور تمہارا ڈی کیمپ''...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

''تمہارا تعلق کہیں پاکیشیا سے تو نہیں ہے''...... رودراس نے کہا۔

''نہیں۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے اور تمہیں اس سے زیادہ نہیں بتایا جا سکتا ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجھے یقین ہے تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو اور اس کیمپ کی تباہی کے لئے آئے ہو''...... رودراس نے چونک کر کہا۔

''اس بارے میں تمہیں کوئی جواب نہیں دیا جائے گا اب بولو۔ جلدی''...... جولیا نے سرد لہجے میں جواب دیا۔

''سنو۔ میرا تعلق ڈی کیمپ کو سامان کی سپلائی سے ہے لیکن میں کبھی ڈی کیمپ کے اندر نہیں گیا اور نہ وہاں کسی غیر متعلقہ آدمی کو جانے دیا جاتا ہے۔ جہاں تک راستے کا تعلق ہے تو میں بتا دیتا ہوں لیکن یہ راستہ اندر سے کھلتا ہے باہر سے کسی صورت اسے نہیں

کھولا جا سکتا''...... رودراس نے کہا۔

''تم راستہ بتاؤ باقی سائل میں ذہن مت الجھاؤ''...... جولیا نے کہا۔

''اس پلازہ کا نام پرتھوی پلازہ ہے۔ جہاں میرا کلب ہے اس کے عقب میں ایک اور کلب ہے۔ موہن کلب۔ کلب کا جنرل منیجر اور مالک سیتا رام ہے۔ سرنگ کا راستہ اس کلب کے عقب میں بڑے سے ہال نما کمرے میں نکلتا ہے۔ اس ہال نما کمرے کو شراب اور منشیات کا سٹور ظاہر کیا جاتا ہے''...... رودراس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس راستے سے ڈی کیمپ کے افراد نکل کر کس طرح باہر کی دنیا میں جاتے ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''وہ اس ہال سے نکل کر ایک بند گیلری سے گزر کر کلب کے عقب میں واقع ایک چھوٹی سی کوٹھی میں جاتے ہیں جہاں سیکورٹی کے افراد اور کاریں موجود ہوتی ہیں اور پھر وہاں سے وہ آگے چلے جاتے ہیں''...... رودراس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ سیکورٹی کے لوگ ڈی کیمپ میں آتے جاتے رہتے ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ ان کا تعلق صرف کیمپ واپس جانے والوں کو خصوصی کارڈ دینا ہوتا ہے۔ اس کارڈ کو وہ ہال میں جا کر دیوار کے ایک خانے میں ڈالتے ہیں تو اندر ڈی کیمپ میں اطلاع ہو جاتی ہے اور

پھر یہاں سے جانے والے کو نہ صرف اسکرین پر چیک کیا جاتا ہے بلکہ اس کی مکمل اسکریننگ کی جاتی ہے پھر اندر سے راستہ کھولا جا سکتا ہے اور پھر وہ آدمی اندر جاتا ہے۔ سپلائی جو بھیجنی ہوتی ہے وہ ہمیں فون پر بتا دی جاتی ہے۔ میں یہ سپلائی اس ہال میں پہنچا دیتا ہوں پھر اندر سے وصول کر لی جاتی ہے“...... زدراس نے خود ہی تمام تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی صفدر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل موجود تھی۔

”یہ۔ یہ فائل تمہیں کہاں سے ملی ہے“...... رودراس نے فائل صفدر کے ہاتھ میں دیکھتے ہی ہذیانی انداز میں کہا۔ اس کے لہجے میں خوف اور حیرت دونوں عناصر بیک وقت موجود تھے۔

”تم نے اسے انتہائی خفیہ سیف میں رکھا ہوا تھا لیکن میں نے اسے تلاش کر لیا ہے“...... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اس میں کیا ہے کرسٹ“...... جولیا نے صفدر سے پوچھا۔

”اس میں نہ صرف ڈی کیمپ کا اندرونی نقشہ ہے بلکہ اس میں راستے کی نشاندہی بھی کی گئی ہے اور اس میں یہ بھی درج ہے کہ رودراس ڈی کیمپ کا چیف سیکورٹی آفیسر ہے“...... صفدر نے کہا اور فائل جولیا کی طرف بڑھا دی لیکن اس سے پہلے کہ جولیا، صفدر کے ہاتھ سے فائل لیتی اچانک رودراس بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ جولیا کے ہاتھ سے فائل جھپٹ کر تقریباً اڑتا ہوا سامنے کھلے دروازے سے باہر جا گرا۔ چونکہ تنویر، جولیا اور صفدر

مطمئن انداز میں کھڑے تھے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق رودراس بندھا ہوا تھا اس لئے وہ فوری طور پر نہ اسے روک سکے اور نہ اس پر فائر کر سکے لیکن اس کے دروازے سے باہر پہنچتے ہی تنویر نے بھی اس کے پیچھے چھلانگ لگا دی اور پھر صفدر بھی دوڑ پڑا۔

جولیا ہونٹ بھینچے چند لمحے تو وہیں کھڑی رہ گئی پھر وہ بھی تیزی سے باہر دوڑ پڑی لیکن تھوڑی دیر بعد وہ سب باہر برآمدے میں اکٹھے ہوئے تو ان سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے۔ کیپٹن شکیل عقبی طرف تھا وہ بھی بھاگ دوڑ کی آوازیں سن کر دوڑتا ہوا وہاں آ گیا تھا لیکن رودراس اس طرح غائب ہو چکا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ غائب ہوتے ہیں۔

”یہاں یقیناً کوئی خفیہ تہہ خانہ ہے۔ اس کی بیوی کو معلوم ہو گا“...... جولیا نے کہا اور تیزی سے واپس اس کمرے کی طرف دوڑ پڑی جہاں کملا دیوی موجود تھی۔ باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے لیکن اس کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ سب محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑے کیونکہ کملا دیوی بھی غائب ہو چکی تھی۔ کمرہ خالی تھا البتہ جس صوفے پر رودراس تھا وہاں کھلی ہوئی رسی پڑی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ رودراس نے ان سب سے باتیں کرتے ہوئے عقب میں بندھے ہوئے ہاتھوں پر موجود رسی کھول لی تھی۔

”اوہ۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا چاہئے۔ جلدی آؤ“...... جولیا

نے کہا اور وہ چاروں تیزی سے واپس مڑے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی کے گیٹ سے نکل کر تقریباً دوڑتے ہوئے پارکنگ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار کالونی سے نکل کر تیزی سے واپس اندرونی شہر کی طرف جانے والی سڑک پر بڑھتی چلی جا رہی تھی لیکن پھر ایک موڑ مڑتے ہی انہیں کار روکنا پڑی کیونکہ آگے سڑک بند تھی اور ٹریفک پولیس صرف دوسری طرف سے آنے والی ٹریفک کو پاس کر رہی تھی جبکہ ادھر سے جانے والی ٹریفک کو روک کر ان کے کاغذات چیک کئے جا رہے تھے۔

ان کی کار کے آگے پولیس تک تقریباً دس کاریں موجود تھیں جبکہ ان کے رکتے ہی ان کے پیچھے بھی کاروں کی قطار لگ گئی۔ کاریں آہستہ آہستہ آگے کی طرف کھسکتی چلی جا رہی تھیں اور پھر ان کی کار کے آگے موجود کار کلیئر ہو کر آگے بڑھی تو ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تنویر نے کار آگے بڑھا دی۔ پولیس آفیسر دوسری طرف موجود تھے۔

''کاغذات پلیز''...... ایک پولیس آفیسر نے اندر جھانکتے ہوئے کہا اور جولیا نے جیکٹ کی جیب سے ایک لفافہ نکال کر پولیس آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔ پولیس آفیسر نے لفافے میں سے کاغذات نکالے انہیں سرسری نظروں سے دیکھا اور پھر کاغذات اور لفافہ واپس جولیا کی طرف بڑھا کر اس نے ان کی کلیئرنس کا اعلان کر دیا اور تنویر نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی اور پھر مختلف

سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔

''صفدر تم نے یقیناً اس فائل کو سرسری طور پر پڑھا ہو گا۔ تم تفصیل سے بتاؤ کہ اس میں کیا درج تھا''...... ایک کمرے میں پہنچتے ہی جولیا نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے کیونکہ رڈراس کے ذریعے ڈی کیمپ تک ہمارے حلیئے اور لباسوں کی تفصیل پہنچ گئی ہو گی اس لئے ہمیں پہلے میک اپ اور لباس تبدیل کر لینے چاہئیں اس کے بعد ہم اسلحہ لے کر پرتھوی پلازہ پہنچیں اور پھر وہاں جا کر کارروائی کا آغاز کر دیں''...... تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک سائیڈ میں موجود کھلی کھڑکی سے کوئی چیز اندر کمرے میں گری اور اس کے ساتھ ہی جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کرسی کی بجائے کسی گھومتے ہوئے لٹو پر بیٹھی ہوئی ہو۔ یہ احساس بھی صرف چند لمحوں کے لئے ہوا۔ اس کے بعد اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے اور وہ بے ہوش ہوتی چلی گئی۔

اچانک عمران کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی زہریلے کیڑے نے اسے کاٹ لیا ہو۔ اس کی آنکھیں کھلیں تو چند لمحوں تک تو اس کے ذہن پر دھند سی چھائی رہی لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر بے اختیار اپنے جسم کو سمیٹ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر وہ واقعی حیرت زدہ رہ گیا کہ وہ ایک ہال نما کمرے کی ایک راڈ والی کرسی پر جکڑا ہوا ہے۔

اس کے ساتھ ہی اس نے ادھر ادھر سر گھمایا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے ہیں۔ جن میں ٹائیگر، چوہان اور صدیقی شامل تھے لیکن ان کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں اور عمران سمجھ گیا کہ اسے ہوش اس کی ذہنی ورزشوں کی وجہ سے خود بخود آ گیا ہے۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ہوٹل کے

کمرے میں بیٹھا آئندہ کے لائحہ عمل کے بارے میں بات کر رہا تھا کہ اچانک کمرے کی چھت سے چٹک کی آواز سنائی دی اور ابھی وہ سر اٹھا کر اوپر دیکھ ہی رہا تھا کہ ان کے ذہنوں پر سیاہ پردہ سا پھیلتا چلا گیا اور اس کے بعد یہاں اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔

''اس کا مطلب ہے کہ ہم ڈی کیمپ کے مہمان بن چکے ہیں۔ ویری گڈ''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک بار پھر اپنے جسم کے گرد موجود راڈز کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ وہ اسے کھولنے اور بند کرنے کا سسٹم سمجھنا چاہتا تھا لیکن جب اسے سامنے کی رخ پر کچھ نظر نہ آیا تو اس نے گھومنا چاہا لیکن اس کے دونوں بازو چونکہ کرسی کے بازوؤں کے ساتھ منسلک راڈز میں جکڑے ہوئے تھے اس لئے ظاہر ہے کہ اس کا جسم کسی صورت بھی نہ گھوم سکتا تھا البتہ اس کی گردن کافی حد تک گھوم گئی تھی لیکن ظاہر ہے اس انداز میں وہ عقبی طرف کا جائزہ نہ لے سکتا تھا اس لئے اس نے دوبارہ گردن سیدھی کر لی۔

''علی عمران تم ضرورت سے زیادہ ہی لاپرواہ ہو گئے ہو جو اس آسانی سے ڈی کیمپ کے قبضے میں چلے آئے ہو وہ بھی اپنے ساتھیوں سمیت''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کیں اور جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ مراقبہ کرنے کی کوشش کر رہا ہو کہ اچانک اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور اس نے آنکھیں کھول

دیں۔ دروازے سے دو آدمی اندر داخل ہو رہے تھے۔ ان میں سے آگے والا ایک لمبے قد اور درمیانے جسم کا نوجوان تھا جس کا چہرہ اور بال فلمی ہیرو کے سے انداز کے تھے البتہ اس کی آنکھوں میں ذہانت کی تیز چمک موجود تھی۔ اس کے پیچھے ایک دوہرے جسم کا آدمی تھا جو اپنے انداز سے ہی کوئی لڑاکا نظر آ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر مندمل شدہ زخموں کے نشانات بھی موجود تھے۔

''ارے یہ تو ہوش میں ہے۔ کیا مطلب۔ سارتھا کیا تم نے اسے انجکشن لگایا تھا''...... آنے والے نوجوان نے عمران کو آنکھیں کھولتے دیکھ کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں مڑ کر پیچھے آنے والے آدمی سے کہا جسے اس نے سارتھا کے نام سے پکارا تھا۔

''نہیں باس میں تو انہیں راڈز میں جکڑ کر واپس اندر نہیں آیا''...... سارتھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ علی عمران ہو سکتا ہے''...... اسی نوجوان جسے باس کہا گیا تھا نے دوبارہ گردن موڑتے ہوئے کہا۔

عمران کے چہرے پر دوستانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

''تم اگر سارتھا کے باس ہو تو پھر یقیناً تمہارے حکم پر سارتھا نے ہمیں ان راڈز میں مضبوطی سے جکڑ کر بٹھایا ہو گا اور اس کے لئے میں تمہارا تہہ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں''...... عمران نے بڑے دوستانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... باس نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں میں معصوم سا آدمی ہوں اور بے بسی سے جکڑا ہوا ہوں اس حالت میں بھلا میں کسی سے کیا کہہ سکتا ہوں اور وہ بھی تم جیسے خطرناک آدمیوں کے سامنے جن کے ہاتھوں میں نہ سہی جیبوں میں مشین پسٹل ہوں جن کے دستے جیبوں سے باہر جھانک رہے ہوں تو خوف سے جان ہی نکل جاتی ہے''...... عمران کی زبان جب رواں ہوئی تو پھر ظاہر ہے اتنی آسانی سے کہاں رکنے والی تھی۔

''کیا تم اپنے آپ کو پاگل ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہو۔ کیا نام ہے تمہارا''...... باس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''پاگل پن اور عقلمندی کی سرحدیں آپس میں ملتی ہیں۔ چلو میں پاگل سہی اور تم عقلمند اور ظاہر ہے عقلمند کو تو اپنا تعارف کرانا چاہئے پاگل کا تعارف تو پاگل ہی ہو سکتا ہے اس کے علاوہ اور کچھ نہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم اپنا نام بتاؤ ورنہ میں تمہیں گولی مارنے کا حکم بھی دے سکتا ہوں''...... باس نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک باس کی جیب سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو اس نے چونک کر جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اس کا بٹن پریس کیا اور اسے کان سے لگا لیا۔

"یس رگھو ناتھ بول رہا ہوں"...... باس نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ رودراس کی رہائش گاہ پر حملہ۔ چار گریٹ لینڈ کے افراد۔ اوہ ویری بیڈ۔ پھر"...... رگھو ناتھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ چونکہ دوسری طرف سے آنے والی آواز عمران تک نہ پہنچ رہی تھی اس لئے عمران رگھو ناتھ کی باتوں سے ہی اس بات چیت کا اندازہ لگانے میں مصروف تھا۔ رودراس کی رہائش گاہ پر حملہ اور چار گریٹ لینڈ کے افراد کے الفاظ سن کر وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ حملہ یقیناً جولیا اور اس کے ساتھیوں نے کیا ہو گا اس لئے اس نے اپنی پوری توجہ اس گفتگو پر لگا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ہمارے مطلوبہ آدمی ہی ہو سکتے ہیں۔ میں خود آ رہا ہوں۔ تم انہیں نظر میں رکھنا"...... رگھو ناتھ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیل فون آف کر کے اسے جیب میں رکھا۔

"ابھی انہیں یہیں رہنے دو میں آ رہا ہوں"...... رگھو ناتھ نے ایک نظر عمران پر ڈالتے ہوئے اپنے ساتھی سارتھا سے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے پیچھے سارتھا بھی اس ہال سے باہر چلا گیا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ رودراس کے حوالے کے بعد رگھو ناتھ کا یہ کہنا کہ یہ ہمارے مطلوبہ آدمی ہوں گے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کال جولیا اور اس کے

گروپ کے بارے میں ہو گی۔ شاید جولیا اور اس کے گروپ نے رودراس کو کور کیا ہو گا اور رودراس کی یقیناً نگرانی کی جا رہی ہو گی جس کی وجہ سے وہ لوگ بھی ڈی کیمپ کی ڈی فورس کی نظروں میں آ گئے ہوں گے لیکن اسے اس بارے میں کسی قسم کی کوئی فکر لاحق نہ تھی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جولیا اور اس کے ساتھی سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں اس لئے وہ خود ہی سچویشن کو ڈیل کرنا جانتے ہیں۔

البتہ اب اسے موقع مل گیا تھا کہ وہ اس راڈز والی کرسی سے رہائی کے بارے میں کچھ سوچ سکے کیونکہ ایک لحاظ سے وہ اس وقت قطعی طور پر بے بس سا ہو چکا تھا۔ اور باوجود کوشش کے ان راڈز سے نجات حاصل کرنے کی کوئی تجویز اس کے ذہن میں نہ آ رہی تھی کہ اسی لمحے اسے ٹائیگر کی آواز سنائی دی اور عمران نے چونک کر ادھر دیکھا۔

"اوہ۔ یہ ہم کہاں ہیں۔ کیا مطلب"...... ٹائیگر نے ہوش میں آ کر انتہائی حیرت بھرے انداز میں بڑبڑا رہا تھا۔

"ہم بے گور و کفن ڈی فورس کی قید میں ہیں اور ہمیں قبروں میں لٹانے کی بجائے راڈز والی کرسیوں پر جکڑا گیا ہے تاکہ ہماری لاشیں اٹھ کر ان قبروں سے نکل کر بھاگ نہ جائیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹائیگر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ ہمیں ڈی فورس نے اغوا کیا ہے۔ لیکن"...... ٹائیگر نے حیران ہو کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس

پڑا۔

''ہاں۔ ان کے موت کے فرشتے یہاں آ چکے ہیں۔ بے فکر رہو ابھی پھر آ جائیں گے پھر تم ان سے تفصیلی ملاقات کر لینا''۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے چوہان اور صدیقی بھی ہوش میں آتے محسوس ہونے لگے۔ شاید اس گیس کا اثر ختم ہو رہا تھا جس سے انہیں بے ہوش کیا گیا تھا۔

''یہ کیا ہے عمران صاحب۔ یہ ہم یہاں کیسے پہنچ گئے''...... ان دونوں نے بھی ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم ڈی فورس کی قید میں ہیں۔ ابھی ڈی فورس کا باس رگھو ناتھ یہاں سے واپس گیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تو آپ پہلے سے ہوش میں تھے''...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہوش میں نہیں تھا۔ میں ہوش میں آ گیا تھا''...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس نے رگھو ناتھ اور سارتھا کی آمد سے لے کر اس کی کال اور پھر ان کی واپسی تک کی تفصیل بتا دی۔

''آپ کا مطلب ہے کہ جولیا اور اس کے ساتھی ان کی نگرانی میں ہیں لیکن اس طرح تو دونوں گروپ قابو میں آ جائیں گے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا''...... چوہان نے کہا۔

''دیکھو اندازہ ہی ہے۔ ویسے شاید جولیا اور اس کے ساتھی اتنی آسانی سے ان کے قابو میں نہ آ سکیں جتنی آسانی سے ہم آ گئے

ہیں کیونکہ ان میں تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل جیسے جسمانی اور ذہنی ڈائریکٹ ایکشن کے مالک موجود ہیں''...... عمران نے کہا۔

''باس یہ راڈز کھل سکتے ہیں''...... اچانک ٹائیگر نے کہا تو عمران اور دوسرے ساتھی بے اختیار چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

''کیسے۔ کیا کھل جا سم سم کہنے سے''...... عمران نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''باس کرسی کے عقب میں جوڑ بھی موجود ہے اور ایک بٹن بھی ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران کے چہرے پر بے اختیار حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہیں آگے دیکھتے ہوئے پیچھے کی چیزیں بھی نظر آ جاتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''باس سامنے دیوار کے آخری حصے پر چھت کے قریب میری اس کرسی کے عقبی حصے کا عکس صاف نظر آ رہا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب اسے یہ بات سمجھ آ گئی تھی کہ ٹائیگر نے کس طرح عقبی حصے کا عکس دیکھ لیا تھا کیونکہ چھت سے روشنی جہاں نکل رہی تھی وہ جگہ ٹائیگر کے سر کے تقریباً اوپر تھی اور اس کے ساتھ ہی عقبی دیوار سے بھی روشنی ٹائیگر کے عین پیچھے سے نکل رہی تھی اور ان دونوں روشنیوں کی وجہ سے ٹائیگر کے سامنے دیوار کے اوپر والے حصے میں چھت کے قریب عکس پڑ رہا تھا جو صرف ٹائیگر ہی دیکھ سکتا تھا۔

"لیکن یہ کھلے گا کیسے۔ کیا صرف دیکھنے سے کھل جائے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"مجھے جو بٹن نظر آ رہا ہے یقیناً یہی بٹن ہی اسے کھولنے اور بند کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہو گا ورنہ اس بٹن کی یہاں موجودگی کا اور کوئی جواز نہیں ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"مسئلہ تو یہی ہے کہ اس بٹن کو پریس کیسے کیا جائے جبکہ ہمارے ہاتھ آگے کی طرف بندھے ہوئے ہیں"...... عمران نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے اس لئے کہ یہ بٹن میرے سر کے عقبی طرف تھوڑا سا نیچے موجود ہے اور کافی ابھرا ہوا ہے اور یہ کرسی میرے جسم سے کافی چوڑی ہے اس لئے میں اپنے جسم کو کافی حد تک آگے لے جا کر اپنے سر کو عقبی طرف جھکاؤں تو مجھے یقین ہے کہ میں اپنے سر کے عقبی حصے کی مدد سے اس بٹن کر پریس کر سکتا ہوں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا تو پھر کوشش کرو"...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اپنے جسم کو آگے کی طرف کر کے اپنے سر کو پیچھے جھکا دیا۔ عمران اور دوسرے ساتھی اسے دیکھ رہے تھے۔ پھر ٹائیگر نے اپنے جسم کو اور آگے کی طرف کیا اور سر کو انتہائی ممکن حد تک پیچھے کیا ہی تھا کہ کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کی کرسی کے راڈز کھل گئے جبکہ ٹائیگر اب اپنے سر کو اس طرح جھٹک رہا تھا جیسے اس کی گردن میں

بل آ گیا ہو۔

"ویل ڈن ٹائیگر۔ ویل ڈن۔ تم نے مسئلہ حل کر دیا۔ رئیلی ویل ڈن"...... عمران نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"شکریہ باس"...... ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے بازوؤں اور ٹانگوں کو حرکت دے کر وارم اپ کرنے لگا پھر وہ تیزی سے عمران کے عقب میں آیا اور دوسرے لمحے کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی عمران کے جسم کے گرد موجود راڈز کھل گئے۔ ٹائیگر نے چوہان اور صدیقی کو بھی ان راڈز والی کرسیوں سے رہائی دلائی۔

"تم نے کمال کر دیا ہے ٹائیگر ورنہ ہم تو سوچ رہے تھے کہ اس بار ہم برے پھنسے ہیں"...... صدیقی نے تحسین آمیز لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شکریہ۔ بس اچانک مجھے عکس نظر آ گیا اس طرح بات بن گئی"...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رگھو ناتھ جلد ہی واپس آئے گا اس سے پہلے ہم نے اس جگہ پر قبضہ کرنا ہے۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ساتھیوں نے ظاہر ہے اس کی پیروی کرنی تھی۔

عمران نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ ظاہر ہے ان کے تصور میں بھی نہ ہو گا کہ راڈز میں قید لوگ باہر آ سکتے ہیں اس لئے انہوں نے دروازہ لاک کرنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی

تھی۔ عمران نے سر دروازے سے باہر نکال کر جھانکا۔ یہ ایک راہداری تھی جو آگے جا کر ایک اور راہداری میں مل جاتی تھی۔

"آؤ"...... عمران نے مڑ کر آہستہ سے کہا اور پھر وہ اس راہداری میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ دوسری راہداری کے پاس پہنچ کر وہ رک گئے۔ عمران چونکہ سب سے آگے تھا اس لئے اس نے ایک بار پھر سر باہر نکال کر دیکھا اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی کیونکہ آگے برآمدہ تھا جس کے سامنے صحن تھا اور سائیڈ میں پورچ اور سامنے پھاٹک نظر آ رہا تھا جبکہ پورچ میں ایک کار موجود تھی اور برآمدے کے ایک کمرے میں روشنی نظر آ رہی تھی۔

ابھی عمران جائزہ لے ہی رہا تھا کہ پھاٹک کے باہر سے کار کے ہارن کی آواز سنائی دی تو عمران نے تیزی سے سر ذرا سا پیچھے کر لیا۔ چند لمحوں بعد اسے سارتھا تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے سے اتر کر پھاٹک کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔ چونکہ اس کے تصور میں بھی تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی راڈز کی قید سے آزاد ہو سکتے ہیں اس لئے وہ بڑے مطمئن انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔

"پورچ اور برآمدے کے ستونوں کے پیچھے اس انداز میں چھپ جاؤ کہ آنے والوں کو کور کیا جا سکے"...... عمران نے آہستہ سے سر موڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور دوسرے لمحے وہ پنجوں کے بل دوڑتا ہوا راہداری سے نکل کر ایک چوڑے ستون کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر، چوہان اور صدیقی بھی اسی طرح مختلف

اوٹوں میں ہو گئے۔

اس دوران سارتھا نے پھاٹک کھول دیا تھا اور پھر سرخ رنگ کی ایک ویگن اندر داخل ہوئی اور پورچ میں کھڑی کار کے پیچھے آ کر رک گئی۔ ویگن کے رکتے ہی اس کی ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھلا اور رگھو ناتھ تیزی سے نیچے اتر آیا۔ سارتھا اس دوران پھاٹک بند کر کے واپس پورچ کی طرف آ رہا تھا۔

"ویگن میں ایک عورت اور تین مرد موجود ہیں۔ یہ بھی بے ہوش ہیں انہیں بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرح راڈز میں جکڑ دو۔ میرا خیال ہے کہ یہ بھی ان کے ساتھی ہی ہیں۔ میں میجر پربھات کو کال کر کے صورتحال بتا دوں ہو سکتا ہے کہ وہ خود یہاں آ کر ان سے پوچھ گچھ کرنے کا فیصلہ کریں"...... رگھو ناتھ نے سارتھا سے کہا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ برآمدے میں چڑھ کر اس کمرے کے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا جس میں سے سارتھا باہر آیا تھا جبکہ سارتھا نے ویگن کا عقبی دروازہ کھولا اور پھر اس نے اندر موجود ایک بے ہوش لڑکی کو گھسیٹ کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔

عمران اس لڑکی کو دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ جولیا ہے۔ اس کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا۔ سارتھا، جولیا کو اٹھائے جیسے ہی اس ستون کی سائیڈ سے گزر کر آگے بڑھا جس کے پیچھے عمران چھپا ہوا تھا کہ اس کا رخ اس راہداری کی طرف تھا جس میں راڈز والی

کرسیوں والا کمرہ تھا جبکہ رگھو ناتھ اس کمرے میں جا چکا تھا جس سے سارتھا باہر آیا تھا۔ عمران نے ستون کی اوٹ سے نکل کر اپنے ساتھیوں کو ہاتھ ہلا کر مخصوص اشارہ کیا اور پھر تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جس میں رگھو ناتھ گیا تھا جبکہ چوہان اور صدیقی دونوں تیزی سے اپنی اپنی اوٹوں سے نکلے اور دبے پاؤں اس راہداری کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران نے دروازے کی سائیڈ پر جا کر دیوار سے پشت لگا لی۔ اندر رگھو ناتھ کی آواز سنائی دے رہی تھی وہ شاید فون پر بات کر رہا تھا۔

''کالارا پوائنٹ سے بول رہا ہوں باس۔ مجھے یقین ہے کہ عمران سمیت پوری سیکرٹ سروس اس وقت ہمارے قبضے میں آ چکی ہے''...... رگھو ناتھ کی آواز سنائی دی۔

''باس۔ عمران اور اس کے ساتھی اصل شکلوں میں یہاں آئے ہیں۔ مجھے جب رپورٹ ملی تو میں نے دیپک کمار کو حکم دیا کہ وہ انہیں ہوٹل سے اغوا کر کے کالارا پوائنٹ پر پہنچا دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ میں نے کالارا پوائنٹ کے انچارج سارتھا کو کہہ دیا کہ وہ انہیں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دے تاکہ یہ کسی صورت بھی آزاد نہ ہو سکیں۔ ویسے بھی وہ بے ہوش تھے۔ پھر دیپک کمار کی رپورٹ مجھے ملی کہ حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی سارتھا نے بھی رپورٹ دی کہ ان چاروں کو بے ہوشی کے عالم میں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دیا گیا ہے تو میں وہاں گیا تاکہ اس عمران سے

پوچھ گچھ کر سکوں''...... رگھو ناتھ نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے اصل شکلوں اور اصل ناموں سے آنے پر میں سمجھ گیا کہ انہوں نے ڈی فورس کو الجھانے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی ہے۔ یقیناً وہ دو گروپوں کی صورت میں یہاں آئے ہوں گے۔ عمران اور اس کے ساتھی ڈی فورس کو الجھائیں گے جبکہ دوسرا گروپ ڈی کیمپ جا کر اسے تباہ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو فوری طور پر ہلاک کرنے کی بجائے انہیں بے ہوش کرا کر کالارا پوائنٹ پر راڈز والی کرسیوں پر جکڑوا دیا۔ پھر میں وہاں گیا اور میں ابھی ان سے بات کر ہی رہا تھا کہ مجھے مہا ویر کی کال ملی۔ اس نے بتایا کہ ردراس نے اپنے مخصوص ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی ہے کہ اس کی رہائش گاہ پر ایک عورت سمیت تین ایکریمی مرد آئے اور انہوں نے اسے اور اس کی بیوی کملا دیوی کو بے ہوش کر کے رسیوں سے باندھ دیا۔ پھر اسے ہوش میں لایا گیا اور اس پر تشدد کر کے ان سے ڈی کیمپ اور اس کے راستے کے بارے میں پوچھ گچھ کرنے لگے۔ اس دوران ردراس نے رسیاں کھول لیں اور دوڑ کر وہ کمرے سے باہر نکل گیا اور ساتھ ہی دوسرے کمرے سے ہوتا ہوا خفیہ تہہ خانے میں پہنچ گیا جہاں اس نے باقاعدہ خفیہ حفاظتی سسٹم قائم کر رکھا تھا۔ یہ لوگ اسے ڈھونڈنے کے لئے ایک کمرے سے

باہر نکلے تو اس نے خفیہ راستہ کھول کر اپنی بیوی کو بھی وہاں سے اٹھا کر تہہ خانے میں ڈالا اور مہا ویر کو کال کی۔ پھر اس نے تہہ خانے میں موجود چیکنگ مشین کے ذریعے انہیں رہائش گاہ سے نکل کر کالونی کی پارکنگ کی طرف جاتے دیکھا۔ یہ پارکنگ اس کی چیکنگ مشین کی رینج میں تھی۔ اس نے کار کے نمبر چیک کر لئے اور مہا ویر کو جو اس کی کال پر اپنے ساتھیوں سمیت آ رہا تھا ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے کر کار کے بارے میں تفصیل بتا دی۔ مہا ویر اپنے ساتھیوں سمیت اس کار کی تلاش میں لگ گیا اور پھر انہوں نے یہ کار کلنگا کالونی میں جاتے ہوئے چیک کر لی۔ یہ لوگ کار سمیت ایک کوٹھی میں چلے گئے۔ مہا ویر نے فوراً ہی اس کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی اور پھر وہ اندر گئے تو وہاں ایک عورت سمیت تین مرد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس نے وہاں سے مجھے کال کیا تو میں سمجھ گیا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا دوسرا گروپ ہو گا۔ چنانچہ میں خود وہاں گیا اور پھر میں نے اپنے پاس موجود میک اپ واشر کی مدد سے ان کے میک اپ چیک کئے لیکن ان کے میک اپ صاف نہ ہو سکے۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ ان کی تفصیلی [illegible] کی جائے۔ چنانچہ میں ان چاروں کو ایک ویگن میں ڈال کر کالارا پوائنٹ پر لے آیا ہوں۔ اب سارتھا انہیں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ رہا ہے اور میں آپ کو کال کر رہا ہوں۔ میں نے اس لئے کال کی ہے کہ ہو سکتا ہے کہ آپ خود ان لوگوں سے

پوچھ گچھ کرنا چاہیں‘‘...... رگھو ناتھ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’ٹھیک ہے باس میں ان سے پوچھ گچھ کر کے انہیں گولیوں سے اڑا دوں گا۔ ویسے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ یہ دوسرا گروپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہی ہے کیونکہ وہ بھی روراس سے ڈی کیمپ کا راستہ معلوم کر رہے تھے‘‘...... رگھو ناتھ نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد کہا۔

’’او کے چیف۔ میں آپ کو چیکنگ کے بعد حتمی رپورٹ دوں گا‘‘...... رگھو ناتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔ اس دوران صدیقی اور چوہان واپس آ کر عمران کے عقب میں اس کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے تھے جبکہ ٹائیگر اب بھی اوٹ میں موجود تھا تاکہ کسی بھی ممکنہ صورتحال میں وہ فوری کارروائی کر سکے۔ جولیا کے دوسرے ساتھی ابھی تک ویگن میں ہی موجود تھے۔ دوسرے لمحے رگھو ناتھ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا ہی تھا کہ یکلخت عمران اس پر جھپٹ پڑا اور اسی لمحے رگھو ناتھ چیختا ہوا ہوا میں بلند ہو کر ایک دھماکے سے نیچے گرا اور نیچے گر کر اس نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کا جسم ساکت ہو گیا۔ عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا اس کے کاندھے پر رکھ کر سر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو رگھو ناتھ کا تیزی سے بگڑتا ہوا چہرہ نارمل ہونے لگ گیا

اورعمران نے ہاتھ ہٹا کر اس کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی کیونکہ اسے یقین تھا کہ وہ اپنے آدمی مہا ویر سے لازماً جولیا اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کرنے والی گیس کا اینٹی لے کر آیا ہو گا اور چند لمحوں بعد اس نے اس کی جیب سے ایک بوتل برآمد کر لی۔ یہ واقعی اینٹی گیس کی بوتل تھی۔ ٹائیگر بھی اس دوران اوٹ سے باہر آ چکا تھا۔

”سارتھا کا کیا کیا ہے“...... عمران نے مڑ کر چوہان اور صدیقی سے پوچھا۔

”اسے ہم نے درمیان میں ہی چھاپ لیا تھا۔ چوہان نے جولیا کو اٹھا لیا جبکہ میں نے اسے بے ہوش کر دیا ہے کیونکہ وہ اندر پہنچ جاتا تو راڈز والی کرسیاں خالی دیکھ کر چوکنا ہو سکتا تھا“...... صدیقی نے کہا۔

”ٹھیک ہے اب اسے اٹھا کر اندر لے جاؤ اور ان دونوں کو راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دو۔ میں ٹائیگر کے ساتھ ویگن میں موجود باقی ساتھیوں کو ہوش میں لے آتا ہوں“...... عمران نے کہا اور مڑ کر پورچ کی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر بھی اس کے ساتھ تھا۔ ویگن کے اندر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں بے ہوشی پڑے ہوئے تھے۔

”یہ شیشی لو اور اندر جا کر ان کو ہوش میں لے آؤ“...... عمران نے ٹائیگر سے کہا تو ٹائیگر نے عمران کے ہاتھ سے شیشی لی اور

ویگن پر چڑھ گیا۔ پھر اس نے باری باری ان تینوں کی ناک سے شیشی کا ڈھکن ہٹا کر اس کا دہانہ لگایا اور پھر شیشی بند کر کے وہ ویگن سے نیچے اتر آیا۔

”جب یہ ہوش میں آ جائیں تو انہیں اندر لے آنا۔ میں اس دوران جولیا کو ہوش میں لے آؤں“...... عمران نے ٹائیگر کے ہاتھ سے شیشی لیتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا برآمدے میں داخل ہوا تو صدیقی اور چوہان سارتھا اور رگھو ناتھ کو راڈز والی کرسیوں پر جکڑ چکے تھے جبکہ جولیا ایک طرف فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شیشی کا ڈھکن ہٹایا اور جھک کر شیشی کا دہانہ جولیا کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے اور پھر جیسے ہی اس کی آنکھیں کھلیں وہ لاشعوری طور پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔

”تت تت۔ تم۔ تم عمران۔ کیا مطلب۔ یہ۔ یہ“...... جولیا نے سامنے موجود عمران کو دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوگئی۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر اس نے چوہان اور صدیقی کے ساتھ ساتھ راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے سارتھا اور رگھو ناتھ کو دیکھا تو اس کے چہرے پر انتہائی

حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''یہ سب کیا ہے۔ ہم کہاں ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''ایک منٹ صبر کرو ابھی تمہارے ساتھی آ رہے ہیں پھر اکٹھے بات ہو گی''...... عمران نے سرد اور سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اسی لمحے دروازے سے صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے ٹائیگر تھا۔ ان تینوں کے چہروں پر بھی انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''عمران صاحب یہ سب کیا ہے۔ ہم تو''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے افسوس ہے صفدر کہ تم چار افراد ایک آدمی روڈراس کو کور نہ کر سکے اور پھر جب وہ وہاں کوٹھی میں چھپ گیا تو تم نے اسے تلاش کرنے کی بجائے وہاں سے فرار ہونے کا سوچا۔ وہ شاید قوم جنات سے تعلق رکھتا تھا کہ اچانک غائب ہو گیا تھا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا۔ ہم نے چونکہ روڈراس سے پوچھ گچھ کر لی تھی اور ڈی کیمپ کے راستے اور اندرونی تفصیل کا بھی ہمیں علم ہو گیا تھا اس لئے ہم نے وہاں رک کر مزید وقت ضائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ہمارا ارادہ تھا کہ ہم آج رات ہی ڈی کیمپ پر ریڈ کر کے اسے تباہ کر دیں گے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''لیکن اس کی بجائے کہ تم ڈی کیمپ پر ریڈ کرتے ڈی فورس

نے تم پر ریڈ کر دیا اور تم پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں جا گرے''...... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

''ہمیں نہیں معلوم کہ وہ لوگ ہم تک کیسے پہنچے حالانکہ ہم راستے میں اپنی نگرانی کو باقاعدہ چیک کرتے رہے تھے اور ہماری رہائش گاہ کے بارے میں انہیں معلوم نہ تھا لیکن آپ کو کیسے یہ سب کچھ معلوم ہو گیا اور یہاں آپ کیسے پہنچ گئے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو تمہیں ڈی کیمپ کا راستہ اور اندرونی تفصیلات کا علم ہو گیا ہے۔ ویری گڈ۔ پھر تو تم نے واقعی کام کیا ہے''...... اس بار عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم تو ہم سے اس طرح پیش آ رہے تھے جیسے ہم تمہارے ملازم ہوں۔ کیوں''...... جولیا جو خاموش کھڑی ہونٹ چبا رہی تھی عمران کے نرم لہجے میں بات کرتے ہی اس پر چڑھ دوڑی۔

''ارے ارے۔ اس قدر غصے کی ضرورت نہیں۔ میں نے سوچا چلو کچھ رعب ہی ڈال لوں شاید جو کام منت سماجت سے نہیں ہوتا رعب سے ہو جائے لیکن پھر میں نے اس لئے ارادہ بدل دیا کہ تنویر کا چہرہ سرخ ہوتا جا رہا تھا اور مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہ اگر میں نے رعب ڈالنا بند نہ کیا تو تنویر کا ہائی بلڈ پریشر کو دورہ پڑ جائے گا اور اس طرح میں اپنے اکلوتے اور معصوم سے رقیب سے بھی ہاتھ دھو بیٹھوں گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ تمہیں گولی مار دوں۔ تم جولیا پر اس طرح رعب ڈال رہے تھے جیسے تم کوئی توپ قسم کی چیز ہو"...... تنویر نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آج کل بے چاری توپوں کو کون پوچھتا ہے۔ یہ میزائلوں کا دور ہے اور توپ سے طاقتور میزائل ہوتا ہے"...... عمران نے کہا تو وہ ہنس پڑے جبکہ جولیا اور تنویر منہ بنا کر رہ گئے۔

"لیکن آپ یہاں کیسے پہنچ گئے اور یہ رگھو ناتھ کون ہے اور کس طرح آپ نے اس پر قابو پایا ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے ہوٹل میں بے ہوش ہونے یہاں ہوش میں آنے اور پھر رگھو ناتھ اور سارتھا کے آنے پر رگھو ناتھ کو کال ملنے اور ان کے واپس جانے، ٹائیگر کے راڈز کو کھولنے سے لے کر باہر جانے پھر ویگن کی آمد اور رگھو ناتھ کی اپنے چیف کو کال کرنے سے لے کر انہیں ہوش میں لانے کے بارے میں پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ رگھو ناتھ ڈی فورس کا اہم آدمی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں اور اب میں سوچ رہا ہوں کہ اس رگھو ناتھ سے پوچھ گچھ مکمل کر کے اس ڈی کیمپ تک پہنچا جائے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب آپ نے بتایا ہے کہ رگھو ناتھ نے کسی باس سے فون پر بات چیت کی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اسی سے تو مجھے معلوم ہوا کہ تم لوگ کس طرح اس کے ہتھے چڑھے ہو"...... عمران نے کہا۔

"یہ باس میجر پربھانت یقیناً ڈی فورس کا چیف ہو گا آپ کسی طرح اسے یہاں بلا لیں تو پھر اس کے ذریعے واقعی ڈی کیمپ آسانی سے پہنچا جا سکے گا ورنہ شاید رگھو ناتھ ہمیں وہاں ساتھ نہ لے جا سکے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"گڈ۔ یہ واقعی بہترین آئیڈیا ہے۔ ٹھیک ہے پہلے اس رگھو ناتھ سے دو باتیں ہو جائیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ چوہان کی طرف مڑ گیا۔

"چوہان اس رگھو ناتھ کا ناک اور منہ بند کر کے اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو چوہان تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے راڈ والی کرسی کے عقب میں جا کر دونوں ہاتھ اٹھا کر رگھو ناتھ کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے اچھی طرح بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب رگھو ناتھ کے چہرے کے عضلات نے پھڑکنا شروع کر دیا تو چوہان نے ہاتھ ہٹا لئے اور اس کے ساتھ ہی رگھو ناتھ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور چوہان پیچھے ہٹ گیا۔

رگھو ناتھ کا جسم چونکہ بری طرح سے جکڑا ہوا تھا اس لئے اس کے جسم میں حرکت کے آثار نظر نہ آ سکتے تھے یہی وجہ تھی کہ چوہان نے اس وقت تک دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند رکھا تھا جب تک حرکت کے آثار جسم کے بعد اس کے چہرے تک نہ

پہنچ گئے اور یہی وجہ تھی کہ ہاتھ ہٹتے ہی فوراً رگھو ناتھ کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ اوہ۔ اوہ۔ مگر تم۔ تم تو راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے۔ تم تو آزاد ہو ہی نہیں سکتے تھے"...... رگھو ناتھ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم ڈی فورس کے باس ہو رگھو ناتھ اور ڈی کیمپ عسکریت پسند تنظیم ہے۔ اس لئے لامحالہ تم انتہائی تربیت یافتہ ہو گے اور ڈی کیمپ میں تمہارے کارنامے بھی سنہری حروف سے لکھے جا رہے ہوں گے یہی وجہ ہے کہ تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا مشن دیا گیا ہے اس لئے تمہیں تو اس قدر حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

یہ بات درست ہے کہ یہ راڈز والی کرسیاں پر تم نے واقعی اس انداز میں بنائی ہیں کہ ان میں آدمی کسی صورت بھی نہ حرکت کر سکتا ہے اور نہ اپنے آپ کو آزاد کر سکتا ہے اور ان راڈز والی کرسیوں سے منسلک تار جس مشین میں جا رہی ہے اس مشین کو دیکھ کر مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ ان راڈز والی کرسیوں میں انتہائی طاقتور الیکٹرک کرنٹ اس انداز میں چھوڑا جا سکتا ہے کہ کرسیوں پر بیٹھا آدمی مر بھی نہ سکے اور سب کچھ بتانے پر بھی مجبور ہو جائے۔ البتہ اس کے کھلنے اور بند ہونے کی تکنیک بڑی آسان رکھی گئی ہے۔ میرے ایک ساتھی کی پشت پر بھی خفیہ آنکھیں ہیں اس لئے اس

نے بٹن بھی دیکھ لیا اور پھر ان خفیہ آنکھوں کی مدد سے اس نے یہ بٹن پریس بھی کر دیا اور اس طرح وہ آزاد ہو گیا اور اس کے بعد ہمارے آزاد ہونے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی۔ اگر تمہاری پشت پر بھی طاقتور خفیہ آنکھیں موجود ہیں تو تم بھی انہیں استعمال کر سکتے ہو۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو رگھو ناتھ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب اس کے چہرے پر حیرت کی بجائے سنجیدگی نظر آ رہی تھی۔ ظاہر ہے وہ اب ذہنی طور پر ہر قسم کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

"ٹھیک ہے جس انداز میں تم آزاد ہوئے ہو اس سے تو یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ درست ہے لیکن تم اب کیا چاہتے ہو"...... رگھو ناتھ نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرے خیال میں ہم سب کو یہاں رہنے کی بجائے باہر کا خیال رکھنا چاہئے"...... اچانک صفدر نے کہا۔

"ہاں کیپٹن، کرسٹ اور میں کافی ہیں۔ یہاں یقیناً اسلحہ بھی موجود ہو گا اور ہاں تم نے رگھو ناتھ کی تلاشی تو لی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس کی جیب سے ایک مشین پسٹل اور ایک سیل فون ملا ہے"...... صفدر نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے رگھو ناتھ والے راڈز والی کرسی کے قریب فرش پر پڑی ہوئی دونوں چیزیں اٹھا کر

عمران کو دے دیں اور پھر سوائے جولیا اور تنویر کے باقی ساتھی کمرے سے باہر چلے گئے۔

"مسٹر رگھو ناتھ اب تم سے کوئی بات تو چھپی نہیں رہ گئی اور تم نے واقعی انتہائی ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے کہ ہمارے اصل شکلوں اور اصل ناموں کے ساتھ یہاں آنے پر سمجھ گئے کہ یہ سب کچھ ڈی فورس کو الجھانے کے لئے ہے اور دوسرا گروپ ڈی کیمپ کی تباہی کا کام کرے گا اور یہ بھی درست ہے کہ تمہارے آدمی دوسرے گروپ تک آسانی سے پہنچ بھی گئے اور اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دونوں گروپ یہاں موجود ہیں اس لئے اب کسی لگی لپٹی رکھے بغیر تمہیں بتا دوں کہ ہم ہر صورت میں ڈی کیمپ تباہ کر کے ہی رہیں گے اور ایسا کرنے سے ہمیں کوئی نہیں روک سکتا ہے کیونکہ وہاں انسان نہیں درندے بستے ہیں جو معصوم انسانی زندگیوں سے کھیلتے ہیں اور انہیں بے موت ہلاک کرتے ہیں اور خاندان کے خاندان تباہ کر دیتے ہیں۔ درندوں سے بھرے ہوئے اس کیمپ کو ہم کسی بھی صورت میں نہیں چھوڑ سکتے ورنہ نجانے ان کی وجہ سے کتنی معصوم اور بے گناہ زندگیاں بے موت مر جائیں"...... عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... رگھو ناتھ نے جواب دیا۔

"ڈی کیمپ کے تحفظ کا ٹاسک ڈی فورس کے پاس ہے اور تم ڈی فورس سے منسلک ہو۔ ہم اس کیمپ میں جانا چاہتے ہیں لیکن ہم

جانتے ہیں کہ یہ آسان نہیں ہے لیکن اگر تم کسی طرح سے ڈی فورس کے باس میجر پربھانت کو یہاں بلا لو تو ہمارا کام آسان ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ میں تو کیا ڈی کیمپ کے ڈائریکٹران بھی اگر اسے حکم دیں تب بھی تم اس کے ساتھ ڈی کیمپ نہیں جا سکتے ہو کیونکہ ڈی فورس کا کام صرف بیرونی حفاظت ہے۔ ڈی کیمپ کے اندرونی معاملات سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ڈی کیمپ میں کیا ہوتا ہے اور کس طرح ہوتا ہے اس میں وہ مداخلت نہیں کر سکتا"...... رگھو ناتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ڈی کیمپ کے راستے کے بارے میں بھی جانتے ہو گے اور اندرونی تفصیلات کا بھی تمہیں علم ہو گا۔ چلو وہی بتا دو باقی کام ہم کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا نام یقیناً علی عمران ہے۔ تو مسٹر علی عمران ویری سوری میں تو کیا باس بھی کبھی ڈی کیمپ کے اندر نہیں گیا اور نہ ہی ہمیں ایسا کرنے کی اجازت ہے"...... رگھو ناتھ نے جواب دیا۔

"باس کا نام میجر پربھانت ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... رگھو ناتھ نے جواب دیا۔

"ڈی کیمپ کا انچارج کون ہے"...... عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"تین ڈائریکٹران ہیں جو گرانڈ ماسٹرز کہلاتے ہیں"...... رگھو

ناتھ نے جواب دیا۔

"ان کے نام"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا"...... رگھو ناتھ نے کہا۔

"کیا رودراس کیمپ میں جاسکتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے اس کے بارے میں تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ وہ ڈی کیمپ کا اہم آدمی ہے ہوسکتا ہے جاتا ہو۔ اس کے بارے میں مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ ڈی کیمپ کے خفیہ راستے کے بیرونی حصے کا سیکورٹی انچارج ہے"...... رگھو ناتھ نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم سے زیادہ اہمیت اس رودراس کی ہے۔ اوکے پھر تو ہمیں رودراس کو تلاش کرنا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ اب تمہیں نہیں مل سکتا۔ چونکہ اس پر حملہ ہوا ہے اس لئے وہ ڈی کیمپ کے اصول کے مطابق انڈر گراؤنڈ ہو چکا ہے"...... رگھو ناتھ نے جواب دیا۔

"تمہیں تو بہرحال اس کی پناہ گاہ کا علم ہو گا"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ صرف باس کو علم ہوتا ہے مجھے نہیں معلوم"...... رگھو ناتھ نے جواب دیا۔

"میجر پربھانت کا نمبر کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... رگھو ناتھ نے چونک کر پوچھا۔

"تمہارے باس کی آواز بے حد خوبصورت ہے۔ مجھے یہ نام بھی بہت پسند ہے۔ میجر پربھانت"...... عمران نے منہ بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ میں اصول کے تحت وہ نمبر نہیں بتا سکتا"...... رگھو ناتھ نے جواب دیا۔

"تو پھر میں بھی اصول پر عمل شروع کر دوں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"...... رگھو ناتھ نے چونک کر کہا۔

"اصول کے مطابق تو مجھے تمہیں گولی مار دینی چاہئے"۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم باس سے کیا بات کرو گے"...... رگھو ناتھ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"پہلے موسم کا حال ڈسکس ہو گا پھر اپنا تعارف کراؤں گا اس کے بعد اس سے پوچھوں گا کہ رودراس صاحب کس پناہ گاہ میں موجود ہیں تاکہ اس سے ملاقات ہو سکے"...... عمران نے منہ بنا کر جواب دیا۔

"ٹھیک ہے میں بتا دیتا ہوں"...... رگھو ناتھ نے کہا اس کی آنکھوں میں اچانک چمک سی آ گئی تھی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نمبر بتا دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ رگھو ناتھ کی آنکھوں میں ابھر آنے والے چمک کو دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ رگھو

ناتھ نے کیوں نمبر بتا دیا ہے۔ ظاہر ہے وہ پہلے چیف کو یہ بتا چکا ہے کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس پوائنٹ پر قید کر رکھا ہے اس لئے اب جب عمران اس سے بات کرے گا تو چیف سمجھ جائے گا کہ سچویشن تبدیل ہو گئی ہے اور لامحالہ وہ ڈی فورس کے کسی گروپ کو یہاں بھیج کر ان کا خاتمہ کرا دے گا اور رگھو ناتھ اور اس کا ساتھی بھی رہا ہو جائیں گے۔

”کرسٹ، رگھو ناتھ بولتے بولتے یقیناً تھک گیا ہو گا اس لئے اس کی زبان کو آرام کرنے کو موقع ملنا چاہئے۔ اس کے منہ میں رومال ڈال دو“...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر جیب سے ایک رومال نکال کر وہ تیزی سے رگھو ناتھ کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ کیوں کر رہے ہو“...... رگھو ناتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن تنویر نے اسے مزید بولنے کا موقع نہ دیا اور اس کے جبڑے ایک ہاتھ سے بھینچ کر اس نے اس کا منہ کھولا اور رومال اس کے منہ میں ٹھونس دیا اور پھر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے وہ سیل فون جیب سے نکالا جو صفدر نے اسے دیا تھا اور جو رگھو ناتھ کی جیب سے نکلا تھا اور اسے آن کر کے اس نے تیزی سے اس پر وہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیلو“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”رگھو ناتھ بول رہا ہوں باس“...... عمران نے رگھو ناتھ کی

طرف دیکھتے ہوئے اس کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو رگھو ناتھ کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ کیا ہوا۔ تم نے کافی دیر سے کوئی رپورٹ نہیں دی۔ ختم کر دیا ہے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو یا نہیں“...... دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

”چیف اس علی عمران سے ایک حیرت انگیز بات کا پتہ چلا ہے اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے اور اس نے بتایا کہ ڈی کیمپ کا فل نقشہ ڈی کیمپ کے کسی آدمی نے انہیں دینے کے لئے سودے بازی کر لی ہے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ بکواس کر رہا ہے۔ ڈی کیمپ کا پورا نقشہ تو ڈی کیمپ کے اندرونی انچارج پربھاس پربھو کے پاس ہے اور وہ کچھ دن قبل کسی ذاتی کام کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہوا ہے اور پھر مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ نقشہ اس کے پاس نہیں بلکہ رشی کانت کے پاس ہوتا ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی آ گئی۔

”اسی بات پر تو مجھے شک ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ پربھاس پربھو اسی چکر میں باہر چلا گیا ہو۔ وہ نقشہ بھی ساتھ لے گیا ہو“۔ عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ پربھاس پربھو انتہائی ذمہ دار آدمی ہے لیکن تم اگر خود اطمینان چاہتے ہو تو رشی کانت سے خود ہی

بات کر لو۔ اسے سب کچھ معلوم ہو گا اور زیادہ چکر میں مت پڑو۔ ان سب کا فوری خاتمہ کر دو“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں نے رشی کانت سے بات کرنے کی کوشش کی ہے چیف لیکن اس سے رابطہ ہی نہیں ہو رہا۔ میں سمجھا کہ شاید آپ نے حفاظتی انتظامات کے تحت انہیں باہر سے رابطہ کرنے سے منع کر دیا ہو گا“...... عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے تو اسے ایسی کوئی ہدایت نہیں دی اور نہ اس کی ضرورت تھی۔ ٹھہرو میں خود بات کر کے تمہیں کال کرتا ہوں۔ تم اپنے سیل فون سے بات کر رہے ہو یا پوائنٹ کے فون سے“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”سیل فون سے چیف“...... عمران نے کہا۔

”اوکے میں ابھی تمہیں بتاتا ہوں“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے فون آف کر دیا۔

”اب اس کے منہ سے رومال نکال لو“...... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر نے آگے بڑھ کر رگھو ناتھ کے منہ سے رومال کھینچ لیا اور رگھو ناتھ نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

”تمہارے چیف کے مطابق تو تمہارا رابطہ ڈی کیمپ کے افراد سے ہے جبکہ تم انکار کر رہے تھے“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”فون پر رابطے کا یہ مطلب تو نہیں ہوتا کہ میں وہاں آتا جاتا

رہتا ہوں لیکن تم نے میری آواز اور لہجے کی اس قدر کامیاب نقل کیسے کر لی کہ چیف بھی نہیں پہچان سکا“...... رگھو ناتھ نے کہا۔

”اب تم مجھے رشی کانت کا نمبر بتا دو“...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”مجھے نہیں معلوم“...... رگھو ناتھ نے جواب دیا۔

”اوکے پھر بے اصولی ختم اور اصول و ضوابط کی پابندی شروع“...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہ مشین پسٹل نکال لیا جو رگھو ناتھ کی جیب سے نکلا تھا اور اسے صفدر نے سیل فون کے ساتھ دیا تھا۔

”سنو۔ سنو۔ میں بتا دیتا ہوں۔ رکو“...... رگھو ناتھ نے عمران کے چہرے پر چھا جانے والی سفاکی کو دیکھتے ہی کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نمبر بتا دیا۔ اسی لمحے سیل فون پر کال آنا شروع ہو گئی۔

”کرسٹ اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دو“...... عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر نے تیزی سے آگے بڑھ کر رگھو ناتھ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ عمران نے سیل فون آن کر کے اسے کان سے لگا لیا۔

”رگھو ناتھ بول رہا ہوں“...... عمران نے رگھو ناتھ کے لہجے میں کہا۔

”میں نے رشی کانت سے بات کی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ڈی کیمپ میں تو تمہاری کوئی کال موصول نہیں ہوئی۔ تم نے کس نمبر

پر کال کیا تھا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ ظاہر ہے یہ میجر پربھانت ہی بول رہا تھا اور عمران نے وہی نمبر دوہرا دیا جو اس رگھو ناتھ نے بتایا تھا۔

''نمبر تو ٹھیک ہے۔ کوئی گڑبڑ ہو گی۔ بہرحال میری رشی کانت سے بات ہوئی ہے۔ اس عمران نے تمہیں چکر دینے کی کوشش کی ہے۔ نقشہ رشی کانت کے پاس محفوظ ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوہ۔ تو پھر واقعی اس نے مجھے دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ ٹھیک ہے باس اب میں اسے ختم کر دیتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ان سب کا خاتمہ کر کے ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر جلا کر راکھ کر دو تاکہ پاکیشیا کو معلوم ہی نہ ہو سکے کہ یہ لوگ کہاں غائب ہو گئے ہیں''...... میجر پربھانت نے کہا۔

''یس باس''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے سیل فون آف کر دیا۔

''اب اس کے منہ میں رومال ڈال دو''...... عمران نے تنویر سے کہا جو رگھو ناتھ کا منہ ہاتھ سے بند کئے کھڑا تھا اور تنویر نے ہاتھ ہٹایا اور ایک بار پھر اس نے رگھو ناتھ کے جبڑے بھینچ کر اس کے منہ میں رومال ڈال دیا۔ عمران نے سیل فون آن کیا اور رگھو ناتھ کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ڈی کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''میجر پربھانت چیف آف ڈی فورس بول رہا ہوں۔ رشی کانت سے بات کراؤ''...... عمران کے منہ سے اس بار میجر پربھانت کی آواز نکلی تو رگھو ناتھ کے چہرے پر ایک بار پھر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ شاید اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ایک شخص اس قدر جلد اور اس قدر تیزی سے مختلف آدمیوں کے لہجے اور آواز کی اس قدر کامیاب نقل کیسے کر لیتا ہے حالانکہ کسی کے لہجے اور آواز کی نقل کرنا خاصا وقت طلب کام ہوتا ہے۔

''رشی کانت بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اواز سنائی دی۔

''رشی کانت پاکیشیا سیکرٹ سروس ڈی کیمپ کو مکمل طور پر تباہ و برباد کرنے کے لئے دارالحکومت پہنچی ہوئی ہے اور مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ انہوں نے رودراس کی رہائش گاہ پر ریڈ کر کے رودراس سے ڈی کیمپ کے بارے میں تفصیلات حاصل کر لی ہیں اور انہیں اس بات کا بھی علم ہو گیا ہے کہ ڈی کیمپ کا نقشہ تمہاری تحویل میں ہے۔

یہ تو مجھے معلوم ہے کہ ڈی کیمپ کے حفاظتی انتظامات ناقابل تسخیر ہیں لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس ناممکن کو بھی ممکن بنا لیتی ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ نہ ہو جائے اس وقت تک نقشہ تمہارے پاس نہیں رہنا چاہئے۔ اسے ڈی کیمپ بلکہ ڈی فورس کی تحویل میں رہنا چاہئے۔

اس لئے تم میرے بھیجے ہوئے آدمی کو یہ نقشہ دے دو اور حفظ ماتقدم کے طور پر کوڈ طے کر لو تا کہ تم کو اطمینان ہو جائے کہ نقشہ اصل آدمی کے حوالے کیا گیا ہے۔ ویسے وہ تم کو ڈی فورس کی طرف سے باقاعدہ رسید بھی جاری کر دے گا"...... عمران نے میجر پر بھانت کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے جناب کہ آپ ڈی فورس کے چیف انچارج ہونے کے باوجود ایسی بات کر رہے ہیں۔ آپ کو تو اچھی طرح علم ہے کہ یہ بات طے شدہ ہے کہ کوئی بھی نقشہ صرف ڈی کیمپ کے ڈائریکٹران میں سے کسی ایک کے ذاتی طور پر ہی حوالے کیا جا سکتا ہے۔ آپ اگر نقشہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو قواعد و ضوابط کے مطابق ڈائریکٹران میں سے کسی ایک کو ہمراہ لے کر تشریف لائیں یا پھر ان کی تحریر لائیں جس پر ان کی مہر اور دستخط ثبت ہوں۔ اس کے بغیر ایسا ممکن نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن ڈی کیمپ کو حقیقی خطرہ لاحق ہے"...... عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن جناب میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں"۔ دوسری طرف سے معذرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون آف کر دیا کیونکہ اس کی کوشش ناکام ہو گئی تھی ورنہ اس کا خیال تھا کہ میجر پر بھانت کے چکر میں وہ نقشہ حاصل کر کے مشن

مکمل کر لے گا لیکن ظاہر ہے اب ایسا ناممکن ہو گیا تھا۔

"کرسٹ، سارتھا کو گولی مار دو اور رگھو ناتھ کو ہاف آف کر دو اور باہر لے آؤ ہمیں اب فوری طور پر یہ جگہ چھوڑنی ہو گی"۔ عمران نے تنویر سے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جولیا جو اس ساری کارروائی کے درمیان خاموش رہی تھی اب بھی خاموشی سے عمران کے پیچھے چلتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔

"لیکن اب تم رگھو ناتھ کو کہاں لے جاؤ گے۔ ہماری رہائش گاہ تو ان کی نظروں میں آ چکی ہے۔ اس سے یہیں پوچھ گچھ کر لینی تھی"...... باہر آ کر جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ یہ جگہ خطرناک ہو چکی ہے۔ رشی کانت لامحالہ اب میجر پر بھانت کو فون کرے گا اس طرح بات میجر پر بھانت تک پہنچ جائے گی اور وہ سمجھ جائے گا کہ کیا کھیل کھیلا جا رہا ہے اور اسے معلوم ہے کہ ہم کہاں ہیں۔ جہاں تک جگہ کا تعلق ہے تو رگھو ناتھ کو ہم فوری طور پر کسی بھی نو تعمیر ہونے والی کالونی کی کسی بھی خالی یا زیر تعمیر کوٹھی میں لے جا کر اس سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد مزید لائحہ عمل بھی طے کیا جا سکتا ہے۔ ہم نے ہر حال میں نقشہ حاصل کرنا ہے۔

نقشہ مل جائے تو ہم اگنی پہاڑیوں پر بھٹکنے کی بجائے ڈائریکٹ کیمپ تک پہنچ سکتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اس نقشے پر حفاظتی انتظامات کے بارے میں بھی تفصیلات درج ہوں گی اس لئے یہ

نقشہ ہمارے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور اسے حاصل کرنا ہی ہو گا چاہے ہمیں کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے"۔ عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن اسے ساتھ لے جانے کا کیا مقصد ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ کام کا آدمی ہے۔ اس سے مزید معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

میجر پربھانت اپنے آفس میں موجود تھا اور ایک فائل کا مطابعہ کر رہا تھا کہ سامنے پڑے ہوئے سیٹلائٹ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میجر پربھانت نے چونک کر فائل سے سر اٹھایا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... میجر پربھانت نے تیز لہجے میں کہا۔

"گرانڈ چیف بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے گرانڈ چیف کی آواز سنائی دی تو میجر پربھانت بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ یس گرانڈ چیف۔ حکم"...... میجر پربھانت نے مؤدبانہ لہجے میں کہا

"میجر پربھانت آپ نے رشی کانت کو براہ راست فون کر کے اس سے ڈی سی کا نقشہ کیوں طلب کیا ہے جبکہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ڈی کیمپ کی طے شدہ پالیسی کے تحت ڈی کیمپ کا کوئی بھی نقشہ اس وقت تک باہر نہیں آ سکتا جب تک میں خود وہاں

جا کر نقشہ وصول نہ کروں اور آپ رشی کانت سے براہ راست وہ نقشہ مانگ رہے ہیں کیوں۔ آخر آپ نے ایسا کیوں کیا ہے۔ آپ تو انتہائی ذمہ دار آدمی ہیں''...... گرانڈ چیف کے لہجے میں غصہ نمایاں طور پر جھلک رہا تھا اور میجر پربھانت کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

''سر میں نے تو رشی کانت کو فون کر کے ان سے اتنا پوچھا تھا کہ رگھو ناتھ نے اسے کال کی تھی لیکن ان کی طرف سے کال اٹنڈ نہیں کی گئی۔ اس کی کیا وجہ ہے کیونکہ رگھو ناتھ نے مجھے کال کر کے کہا تھا کہ اس نے کال کرنے کی کوشش کی ہے اور وہاں سے کال اٹنڈ نہیں کی جا رہی جس پر میں نے کال کی تھی اور رشی کانت نے مجھے بتایا کہ ان کے فون تو درست ہیں اور کال آئی نہیں۔ بس اس سے زیادہ تو اور کوئی بات نہیں ہوئی''...... میجر پربھانت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے رشی کانت نے بتایا ہے کہ پہلے آپ نے کال کر کے یہی بات کی تھی لیکن پھر کچھ دیر بعد آپ نے دوبارہ کال کر کے وہ بات کی جو میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ چونکہ آپ جیسے اہم آدمی کی طرف سے کال تھی اس لئے رشی کانت نے مجھے کال کر کے رپورٹ دی ہے''...... گرانڈ چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ سر پھر یقیناً یہ دوسری کال پاکیشیا کے ایجنٹ علی عمران کی طرف سے ہو گی۔ اس دنیا میں وہی آدمی ایسا ہے جس کے

متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ دوسروں کے لہجے اور آواز کی نقل اس طرح کرتا ہے کہ کوئی دوسرا پہچان ہی نہیں سکتا۔ میں نے بہرحال دوسری کال نہیں کی''...... میجر پربھانت نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ علی عمران۔ کیا مطلب۔ پاکیشیائی ایجنٹ کا رشی کانت کو کال کرنے سے کیا تعلق ہوا۔ کیا اسے الہام ہو گیا تھا کہ وہ آپ کی آواز میں کال کرے''...... گرانڈ چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب آپ کے نوٹس میں نہیں ہے۔ انہیں ڈی کیمپ کے نقشے کا علم ہو چکا ہے اور وہ اس نقشے کو حاصل کر کے ڈی کیمپ پہنچ کر اسے تباہ کرنا چاہتے ہیں''...... میجر پربھانت نے جواب دیا۔

''اوہ تو یہ مسئلہ ہے۔ پھر تو آپ کو مزید محتاط ہونا چاہئے اور ان ایجنٹوں کا فوری خاتمہ ہونا چاہئے''...... گرانڈ چیف نے کہا۔

''یس سر۔ ڈی فورس کام کر رہی ہے اور ہم جلد ہی ان کا خاتمہ کر دیں گے''...... میجر پربھانت نے کہا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ میجر پربھانت نے لاشعوری انداز میں رسیور رکھ دیا لیکن اس کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ ذہنی طور پر انتہائی پریشان ہو گیا ہے۔

''یہ کیا ہوا۔ کیا مطلب ہوا اس کا۔ وہ رگھو ناتھ تو کہہ رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس کی قید میں ہیں اور پھر وہ انہیں ہلاک

کر رہا ہے۔ لیکن یہ۔ یہ سب کیا ہے اور کیسے ہو گیا“...... میجر پر بھانت نے لاشعوری انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے یکلخت جھٹکا کھایا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ سکتے کی کیفیت سے یکلخت باہر نکل آیا ہو۔

اس نے تیزی سے دوبارہ فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن کسی نے کال اٹنڈ نہ کی تو میجر پر بھانت نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوسرے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ پہلے اس نے کالارا پوائنٹ کے فون کے نمبر پریس کئے تھے اور اب اس نے رگھو ناتھ کے سیل فون کے نمبر پریس کئے تھے۔ اس بار کال اٹنڈ کر لی گئی۔

”یس رگھو ناتھ بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے رگھو ناتھ کی آواز سنائی دی۔

”رگھو ناتھ تمہاری بیوی کی کال آئی ہے وہ تمہیں فوراً بلا رہی ہے“...... میجر پر بھانت نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”لیکن چیف اسے تو میرے سیل فون نمبر کا علم ہے اس نے خود کال کیوں نہیں کی“...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”بکواس مت کرو۔ اب مجھے معلوم ہو گیا کہ تم رگھو ناتھ نہیں

بلکہ عمران بول رہے ہو کیونکہ رگھو ناتھ نے تو شادی ہی نہیں کی اور اسی بات کی چیکنگ کے لئے میں نے اس انداز میں بات کی تھی۔ کہاں ہے رگھو ناتھ اور کیا کیا ہے تم نے اس کے ساتھ“...... میجر پر بھانت نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”تو اس میں اس طرح گلا پھاڑنے کی کیا ضرورت ہے میجر پر بھانت۔ تمہارے رگھو ناتھ صاحب بخیریت ہیں۔ تم بے فکر رہو“...... اس بار دوسری آواز اور لہجے میں جواب دیا گیا۔ انداز مضحکہ اڑانے والا تھا۔

”میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی بوٹیاں اڑا دوں گا۔ تم نے ڈی کیمپ کو کیا سمجھ رہا ہے اب تک میں نے تمہارے خلاف قوت استعمال نہیں کی لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ تم کتنے سانس اور لے سکو گے“...... میجر پر بھانت نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر اس طرح پٹخا جیسے سارا غصہ فون پر ہی نکالنا چاہتا ہو۔

”یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے رگھو ناتھ اور اس گروپ سب ناکام ہو گئے ہیں۔ الٹا ان لوگوں نے انہیں قابو کر ہے۔ نانسنس“...... میجر پر بھانت نے تیز لہجے میں کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے اس بار فون کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کئے بغیر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی مؤدبانہ

آواز سنائی دی۔

''وشال کھتری سے میری بات کراؤ فوراً۔ وہ جہاں بھی ہو۔ جلدی فوراً''...... میجر پربھانت نے انتہائی تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر پہلے کی طرح رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ وہ اب مسلسل ہونٹ چبا رہا تھا اور مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ یہیں بیٹھے بیٹھے ہاتھ بڑھا کر عمران کی گردن پکڑ کر مروڑ دے لیکن ظاہر ہے ایسا ممکن نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میجر پربھانت نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... میجر پربھانت نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا۔

''وشال کھتری سے بات کریں''...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... میجر پربھانت نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''وشال کھتری بول رہا ہوں باس''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجے سے معلوم ہو رہا تھا کہ بولنے والا نوجوان ہے۔

''وشال کھتری تم نے کالارا پوائنٹ دیکھا ہوا ہے۔ فوراً وہاں جاؤ۔ وہاں رگھو ناتھ موجود تھا لیکن اب وہاں سے کوئی کال اٹنڈ نہیں کر رہا تم وہاں جا کر حالات چیک کرو اور مجھے اطلاع دو''...... میجر

پربھانت نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''اوہ سنو۔ اہم بات تو میں نے تمہیں بتائی ہی نہیں۔ سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس جس کا خاص ایجنٹ علی عمران ہے اسے رگھو ناتھ اور اس کے گروپ نے گرفتار کر کے کالارا پوائنٹ پر بھجوایا تھا اور میں نے رگھو ناتھ کو حکم دیا تھا کہ وہ انہیں ہلاک کر دے لیکن وہاں سے کال اٹنڈ نہیں ہو رہی ہے اس لئے تم اپنے ساتھ آدمی لے کر جاؤ اور پوری طرح محتاط رہنا ہو سکتا ہے کہ وہ گروپ ابھی تک وہیں موجود ہو۔ اگر ہو تو بلا دریغ ان پر فائر کھول دینا۔ میں انہیں ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہیں رہنے دینا چاہتا''...... میجر پربھانت نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''مجھے فوراً رپورٹ دینا میں انتظار کروں گا''...... میجر پربھانت نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پھر اس کے بعد وہ کرسی سے اٹھا اور دفتر کے عقبی کمرے میں پہنچ کر اس نے ایک الماری سے شراب کی ایک بوتل اور ایک گلاس اٹھایا اور دوبارہ اپنے آفس میں آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے بوتل کھول کر اس میں سے شراب گلاس میں ڈالی اور پھر گھونٹ گھونٹ لے کر شراب پینے لگا۔

وہ واقعی اس وقت شراب کی شدید طلب محسوس کر رہا تھا کیونکہ اس کے اعصاب کشیدہ تھے اور اس کا مزاج ایسا تھا کہ شراب ہمیشہ

اس کے کشیدہ اعصاب کو نارمل کر دیتی تھی اور وہی ہوا۔ جیسے جیسے شراب اس کے معدے میں اترتی چلی گئی اس کا غصے سے بگڑا ہوا چہرہ نارمل ہوتا چلا گیا اور جب گلاس ختم ہوا تو وہ اب واقعی نارمل ہو چکا تھا۔

"مجھے ٹھنڈے دماغ کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔ اس طرح جذباتیت سے کام نہیں چلے گا۔ یہ لوگ واقعی انتہائی خطرناک ہیں۔ رگھو ناتھ جیسا آدمی اگر ان کے مقابل ناکام ہو گیا ہے تو پھر مجھے سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہئے"...... میجر پربھانت نے لاشعوری انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... میجر پربھانت نے اس بار نارمل لہجے میں کہا۔

"وشال کھتری کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

بات کراؤ"...... میجر پربھانت نے کہا۔

"باس میں وشال کھتری بول رہا ہوں"...... وشال کھتری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... میجر پربھانت نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"باس کالارا پوائنٹ میں سارتھا کی لاش موجود ہے۔ وہ راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا تھا اور اس کے سر میں گولی ماری گئی ہے جبکہ

رگھو ناتھ وہاں موجود نہیں تھا۔ اس پر میں نے اپنے گروپ کو کال کر کے رگھو ناتھ کو ٹریس کرنے کا حکم دیا تو کچھ دیر بعد مجھے بتایا گیا کہ رگھو ناتھ کی لاش گرین لائن کالونی کی ایک زیر تعمیر کوٹھی سے پولیس کو ملی ہے۔ وہاں کے چوکیدار کو بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ اس نے ہوش میں آنے پر جب وہاں رگھو ناتھ کی لاش دیکھی تو اس نے پولیس کو اطلاع کر دی۔ اس وقت رگھو ناتھ کی لاش گرین لائن پولیس اسٹیشن میں موجود ہے۔ میں نے اپنے آدمی کو وہاں بھیجا تو اس نے بتایا کہ رگھو ناتھ کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس پر انتہائی ہولناک تشدد کیا گیا ہے۔ اس کے دونوں نتھنے کٹے ہوئے ہیں اور چہرہ بری طرح بگڑا ہوا ہے۔ ویسے اسے سینے میں گولی مار کر ہلاک کیا گیا ہے"...... وشال کھتری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے"...... میجر پربھانت نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سائیڈ میں پڑا ہوا ڈائریکٹ فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"بھاٹا شا کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میجر پربھانت بول رہا ہوں۔ میری پنڈت نارائن سے بات کراؤ۔ فوراً"...... میجر پربھانت نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ انداز میں کہا گیا۔

"ہیلو پنڈت نارائن بول رہا ہوں باس"...... چند لمحوں بعد ایک

چیختی ہوئی سی آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔ شاید اس آدمی کی آواز قدرتی طور پر چیختی ہوئی سی تھی۔

''پنڈت نارائن فوراً میرے آفس پہنچو میں تمہارے سیکشن کے ذمے انتہائی اہم کام لگانا چاہتا ہوں''...... میجر پربھانت نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور میجر پربھانت نے رسیور رکھ کر انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... آفس انچارج کی آواز سنائی دی۔

''پنڈت نارائن آ رہا ہے اسے میرے آفس بھجوا دو''...... میجر پربھانت نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر اس نے شراب کی بوتل اٹھا کر اس میں سے شراب گلاس میں ڈالی اور پھر گلاس اٹھا کر گھونٹ گھونٹ شراب پینے لگا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو میجر پربھانت نے میز کے کنارے پر موجود بٹنوں میں سے ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے انداز میں بے پناہ چستی اور پھرتی تھی۔ یہ پنڈت نارائن تھا۔ ڈی فورس کے سپیشل گروپ کا انچارج۔ پنڈت نارائن نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور میجر پربھانت کے اشارے پر وہ میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ اس کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا تھا۔

''پنڈت نارائن تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو''...... کرنل پربھانت نے کہا تو پنڈت نارائن چونک پڑا۔

''یس باس۔ میں بلیک ایجنسی میں کام کے دوران کئی بار پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرا چکا ہوں''...... پنڈت نارائن نے جواب دیا۔

''اوہ۔ پھر تو تم اس علی عمران کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو گے''...... میجر پربھانت نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ مگر......'' پنڈت نارائن نے کہا۔

''کیا تم اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر سکو گے''...... میجر پربھانت نے کہا۔

''کیوں نہیں باس۔ میں اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کم تو نہیں ہوں اور عمران بھی میرے بارے میں جانتا ہے۔ ایک بار تو وہ میرے قبضے میں بھی آ گیا تھا پھر میرے ایک آدمی کی غلطی سے اس نے سچویشن تبدیل کر دی اور وہ نکل گیا ورنہ تو میں اسے ختم کر چکا ہوتا''...... پنڈت نارائن نے اسی طرح اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے سنا ہے کہ وہ انتہائی ذہین، تیز اور فعال ایجنٹ ہے''...... میجر پربھانت نے کہا۔

''یس باس۔ وہ واقعی ایسا ہے لیکن پنڈت نارائن بھی اس سے

کم نہیں ہے'' ...... پنڈت نارائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ مجھے تمہاری بات سن کر اور تمہارا اعتماد دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی ہے'' ...... میجر پربھانت نے کہا۔

''لیکن باس کیا مجھے پاکیشیا جانا ہوگا'' ...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''نہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی یہاں موجود ہیں اور انہوں نے رگھو ناتھ کو بھی ہلاک کر دیا ہے'' ...... میجر پربھانت نے کہا تو پنڈت نارائن بے اختیار اچھل پڑا۔

''رگھو ناتھ کو ہلاک کر دیا ہے انہوں نے۔ کیسے۔ رگھو ناتھ تو بے حد ہوشیار آدمی ہے'' ...... پنڈت نارائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں پھر اس بارے میں منصوبہ بندی کریں گے'' ...... میجر پربھانت نے کہا اور اس کے بعد پوری تفصیل بتا دی۔

''اوہ تو یہ بات ہے۔ رگھو ناتھ نے بھی وہی غلطی کی ہوگی جو میرے آدمی سے ہوئی تھی اور عمران نے پچویشن بدل لی ہوگی۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے'' ...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''اب عمران لامحالہ اس رشی کانت کے کلب میں جا کر نقشہ اُڑانے کی کوشش کرے گا اس لئے میرا خیال ہے کہ تم اپنے سیکشن کے ساتھ اس کے کلب کی نگرانی کرو اور جب عمران اور اس کے

ساتھی وہاں پہنچیں تو انہیں ہلاک کر دو'' ...... میجر پربھانت نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس میں کلب کی بھی حفاظت کروں گا اور انہیں بھی ٹریس کروں گا۔ آپ دیکھیں گے کہ میں کس قدر تیزی سے کام کرتا ہوں۔ میں ایسے ایجنٹوں اور ان کے طریقہ کار سے بخوبی واقف ہوں۔ میری ساری عمر ہی اس کام میں گزری ہے۔ وہ کسی بھی صورت میں مجھ سے نہ بچ سکیں گے'' ...... پنڈت نارائن نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''اور ہاں یہ عمران لہجہ اور آواز بدل کر بات کرنے کا ماہر ہے اس لئے تمہیں ہر لحاظ سے محتاط رہنا ہوگا'' ...... میجر پربھانت نے سخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے باس۔ آپ بے فکر رہیں میں انہیں زیادہ دیر زندہ نہ رہنے دوں گا'' ...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''تمام متعلقہ گروپس کو اس کی اطلاع دے دی جائے گی اور اب رگھو ناتھ سیکشن بھی مستقل طور پر تمہاری ماتحتی میں کام کرے گا'' ...... میجر پربھانت نے کہا۔

''نہیں باس۔ رگھو ناتھ کا اسسٹنٹ رمن ناتھ خاصا ذہین آدمی ہے پھر میرا سیکشن میرے مزاج کے مطابق ہے اس لئے آپ رگھو ناتھ سیکشن کا چیف رمن ناتھ کو بنا دیں۔ جب مجھے ان سے کام لینا ہوگا خود ہی لے لوں گا'' ...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''او کے ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی لیکن اب میں ناکامی کا لفظ

نہیں سنوں گا۔ مجھے ہر قیمت پر اور ہر صورت میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی یقینی موت چاہئے''...... میجر پربھانت نے سخت لہجے میں کہا۔

''ایسا ہی ہو گا۔ سو فیصد ایسا ہی ہو گا''...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''او کے اب تم جا سکتے ہو''...... میجر پربھانت نے کہا تو پنڈت نارائن اٹھا۔ اس نے میجر پربھانت کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا۔ میجر پربھانت نے میز کے کنارے پر موجود بٹن پریس کر کے دروازہ کھولا اور جب پنڈت نارائن کمرے سے باہر چلا گیا تو اس نے دروازہ بند کیا اور پھر فون کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا تاکہ پنڈت نارائن کے بارے میں تازہ ترین احکامات دے سکے۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے یقین تھا کہ پنڈت نارائن بہرحال اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا بخوبی مقابلہ کر لے گا اور اس کے ہاتھوں عمران کی یقینی موت ہو گی۔

ایک بڑے ہال نما کمرے میں عمران اپنے سب ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔ یہ جگہ عمران نے فون کر کے ناٹران کے ایک ساتھی سے حاصل کی تھی۔ یہ ایک جدید کالونی کی کوٹھی تھی اور یہاں دو کاریں بھی موجود تھیں اور اسلحہ بھی۔ رگھو ناتھ کو عمران اور اس کے ساتھی کالارا پوائنٹ سے نکال کر ایک زیر تعمیر کوٹھی میں لے گئے تھے اور پھر وہاں کے چوکیدار کو بے ہوش کر کے انہوں نے وہاں رگھو ناتھ سے پوچھ گچھ کی۔

چونکہ رگھو ناتھ تربیت یافتہ تھا اس لئے اس نے عام تشدد سے ڈی کیمپ کے بارے میں بتانے سے انکار کر دیا تھا جس پر عمران نے اس کے نتھنے خنجر سے کاٹ کر پیشانی پر ابھر آنے والی رگ پر ضربیں لگا کر اس سے معلومات حاصل کیں اور پھر اسے ہلاک کر کے وہ وہاں سے نکل آئے تھے۔ اس کے بعد عمران نے ایک پبلک فون بوتھ سے کال کر کے یہ رہائش گاہ حاصل کی تھی اور اس

وقت وہ سب اس رہائش گاہ کے کمرے میں موجود تھے۔

رگھو ناتھ نے ڈی کیمپ کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا اس لحاظ سے ڈی کیمپ میں گھسنا اور اسے تباہ کرنا خاصا دشوار کام تھا کیونکہ اس کے حفاظتی انتظامات خاصے سخت تھے اور اس نے اگنی پہاڑیوں میں ڈی کیمپ کی اصل لوکیشن کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ اس لئے عمران چاہتا تھا کہ کسی طرح سے وہ نقشہ حاصل کیا جائے جو کسی رشی کانت کے پاس تھا جو کسی ڈی کلب کا مالک تھا۔ عمران کو یقین تھا کہ اب چونکہ میجر پربھانت کو اس کی اصلیت معلوم ہو چکی ہے اس لئے وہ یقیناً ڈی فورس کے کسی گروپ کو اس کلب کی نگرانی پر لگا دے گا اور ان کا رشی کانت تک پہنچنا مشکل ہو جائے گا۔ اسے رشی کانت تک کسی پلاننگ کے تحت ہی پہنچنا ہوگا۔

جولیا اور اس کے ساتھیوں کے لئے بھی نقشہ اہمیت کا حامل تھا اس لئے جولیا اور اس کے گروپ کے ساتھی اس بات پر بضد تھے کہ انہیں وقت ضائع کئے بغیر اس ڈی کلب پر فل ریڈ کر دینا چاہئے اور تمام حفاظتی انتظامات کو تہس نہس کر کے وہ وہاں سے نقشہ لے اڑیں کیونکہ ان کے خیال کے مطابق جتنی دیر ہو گی اتنا ہی ان کے لئے خطرات بڑھتے چلے جائیں گے جبکہ عمران کا خیال تھا کہ انہیں اس انداز میں رشی کانت سے نقشہ حاصل کرنا چاہئے کہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ نقشہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے حاصل کیا ہے لیکن ایسی کوئی تجویز اس کے ذہن میں نہ آ رہی تھی۔ اس

نے اپنے طور پر میجر پربھانت کی آواز میں رشی کانت سے نقشہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اس کی یہ کوشش قطعی ناکام ہو گئی تھی۔

''عمران صاحب گو آپ نے میجر پربھانت کی کال پر اسے کہا تھا کہ رگھو ناتھ زندہ ہے لیکن اب تک لامحالہ میجر پربھانت کو یہ بات معلوم ہو چکی ہو گی کہ رگھو ناتھ کو ہلاک کر دیا گیا ہے کیونکہ اس چوکیدار نے ہوش میں آتے ہی لازماً پولیس کو رگھو ناتھ کی لاش کے بارے میں اطلاع دینی ہے اور ہو سکتا ہے کہ انہیں اس کال کے بارے میں بھی معلوم ہو چکا ہو جو آپ نے میجر پربھانت کی آواز میں رشی کانت سے کی ہے اس لئے اس وقت ڈی فورس اپنی پوری قوت سے نہ صرف ہمارے خلاف حرکت میں آ چکی ہو گی بلکہ انہوں نے سب سے زیادہ اب ڈی کلب اور رشی کانت کی حفاظت کرنی ہے کیونکہ انہیں بہرحال یہ بات معلوم ہے کہ ہم اس ڈی کلب کے رشی کانت سے نقشہ حاصل کرنا چاہتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ مس جولیا اور تنویر کی بات درست ہے۔ ہمیں فوری طور پر ڈی کلب پر فل ریڈ کرنا چاہئے اس طرح ہم نقشہ حاصل کر سکتے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اس سلسلے میں خصوصی کوڈ قائم کر

رکھے ہوں''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

''لیکن اس طرح ہم خود پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں نہ جا گریں گے۔ ڈی کلب صرف نام کا کلب ہے۔ اس کے بارے میں رگھو ناتھ نے بتایا ہے کہ وہ ایک ٹاپ سیکرٹ ہیڈ کوارٹر ہے جہاں ڈی کیمپ کا مخصوص سامان، فائلیں اور ضرورت کی ہر چیز رکھی جاتی ہے۔ یہ ایک سٹور ہے جسے کوڈ کے طور پر ڈی کلب کا نام دیا گیا ہے اور ظاہر ہے یہ کوئی کوٹھی تو نہیں ہے کہ ہم باہر سے اسے میزائلوں سے اڑا دیں گے یا اس کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے اندر داخل ہو جائیں گے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

''لیکن یہاں بیٹھ کر باتیں کرتے رہنے سے تو مشن مکمل نہیں ہو سکے گا''...... تنویر نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جولیا تمہارے گروپ کی انچارج ہے اس لئے اگر جولیا چاہے تو تم لوگ اپنی مرضی سے جو چاہو کر سکتے ہو''...... عمران نے اس بار سرد اور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''لیکن اب ہم مل چکے ہیں اور چیف نے کہا تھا کہ بہرحال دونوں گروپس کے انچارج تم ہو گے اس لئے اب میں اکیلی کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے ایک خیال آ رہا ہے''...... اچانک عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کون سا خیال''...... جولیا نے چونک کر کہا۔ باقی سب بھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''یہ تو ہم سب جانتے ہیں کہ ڈی کیمپ کو حکومتی سرپرستی حاصل ہے یہ الگ بات ہے کہ ڈی کیمپ کی ساری ذمہ داری ان تین ڈائریکٹران کو دے دی گئی ہیں جو ڈی کیمپ میں موجود ہیں لیکن رگھو ناتھ اور میجر پربھانت سے ہمیں جس ڈی کلب کا علم ہوا ہے وہ ایک سٹرانگ روم ہے۔ سپیشل اسٹرانگ روم جہاں ڈی کیمپ کی ضروریات کی ہر چیز موجود ہے جس میں یقیناً اسلحہ کی بڑی کھیپ بھی موجود ہو گی۔ اسلحہ کے ڈپو تو چھپائے جا سکتے ہیں لیکن اسٹرانگ رومز بنانے کے لئے ان کی حفاظت کے لئے خصوصی مشینری خصوصی آلات کی ضرورت پڑتی ہے جو حکومتی اجازت کے بغیر حاصل نہیں کی جا سکتی ہے۔ جب ٹاپ سیکرٹ اسٹرانگ روم بنائے جاتے ہیں تو ان کی اطلاع باقاعدہ ڈیفنس سیکرٹری سے لینی پڑتی ہے۔ کافرستان سمیت دنیا کے بے شمار ممالک کا قانون ہے کہ اسٹرانگ روم بغیر ڈیفنس سیکرٹری کی اجازت لئے نہیں بنائے جا سکتے اور جب بنائے جاتے ہیں تو ڈیفنس سیکرٹری اس سے باقاعدہ آگاہ ہوتا ہے اور سٹرانگ روم میں باقاعدہ اس کا ایک آدمی بٹھایا جاتا ہے تاکہ وہ اسٹرانگ روم کی حفاظتی مشینری کے ساتھ ان سائنسی آلات کی بھی چیکنگ کر سکے جو حکومتی اجازت سے لگائی جاتی ہے۔ ان مشینوں اور آلات کو چیک کرنے کے لئے ڈیفنس سیکرٹری یا پھر اس کا کوئی

بھی آدمی جب چاہے اسٹرانگ روم میں پہنچ سکتا ہے اور تمام انتظامات کا جائزہ لے سکتا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں تو بات بن سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا آپ ڈیفنس سیکرٹری کے خاص آدمی کے روپ میں وہاں جائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں۔ اسٹرانگ روم کا مین انچارج ڈیفنس سیکرٹری ہی ہوتا ہے۔ اس کی اجازت سے بھی چیزیں اسٹرانگ روم سے لائی اور لے جائی جا سکتی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ڈیفنس سیکرٹری کو اس نقشے کا علم ہو اگر ایسا ہے تو ڈیفنس سیکرٹری اس نقشے کے بارے میں رشی کانت سے پوچھ بھی سکتا ہے اور اس سے وہ نقشہ منگوا بھی سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ رشی کانت سے ڈیفنس سیکرٹری بن کر فون پر ہی بات کر لیں ہوسکتا ہے واقعی بات بن جائے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ سب میں کر لیتا ہوں لیکن اس وقت ہم سب ایک ساتھ موجود ہیں اور رہائش گاہ کے اندر ہیں۔ ڈی فورس انتہائی طاقتور اور باوسائل فورس ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ہماری رہائش گاہ کا سراغ لگا لے اس لئے تم اسلحہ لے کر باہر پہرہ دو بلکہ تنویر اور چوہان کوٹھی کے باہر فرنٹ اور عقب میں جا کر ٹھہریں اور اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو تھری ون ٹرانسمیٹر پر اطلاع دیں ورنہ رگھو ناتھ کی ہلاکت کے بعد اب وہ ہمیں بے ہوش کرنے کے بعد ہوش میں لانے کا تکلف نہیں

کریں گے تب تک میں ڈیفنس سیکرٹری سے بات کر کے اسے پٹاری میں بند کرنے کی کوشش کرتا ہوں''...... عمران نے کہا تو سوائے جولیا کے باقی سب ساتھی سر ہلاتے ہوئے اٹھے اور ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

''میں نے جان بوجھ کر انہیں باہر بھیجا ہے''...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''کیوں۔ کیا مطلب''...... جولیا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں فون کر لوں پھر بتاتا ہوں۔ ویسے تب تک تم اتنی بات پر غور کر لو کہ کیا ہمیں تنہائی میں ملنے کا حق نہیں ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا کر انکوائری کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''گھٹیا باتیں مت کیا کرو۔ سمجھے۔ مجھے ایسا گھٹیا پن پسند نہیں ہے''...... جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''انکوائری پلیز''...... اسی لمحے انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔ چونکہ عمران نے لاؤڈر کا بٹن بھی ساتھ ہی آن کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز جولیا کو بھی سنائی دے رہی تھی۔

''سپیشل سیکرٹری وزارت دفاع کا نمبر چاہئے''...... عمران نے ایکریمی لہجے میں کہا۔

"آفس نمبر یا ان کی رہائش گاہ کا"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"دونوں بتا دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے آفس اور رہائش گاہ کے علیحدہ علیحدہ نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے شکریہ ادا کیا اور رسیور رکھ کر اس نے ہاتھ میں بندھی ہوئی گھڑی پر وقت دیکھا۔ یہاں پہنچتے ہی اس نے اپنی گھڑی کو مقامی وقت کے ساتھ ایڈجسٹ کر لیا تھا۔ وقت دیکھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سپیشل سیکرٹری"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں ڈی کلب کا انچارج رشی کانت بول رہا ہوں۔ صاحب سے بات کرائیں۔ اٹ از ایمرجنسی"...... عمران نے اس بار رشی کانت کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار سی آواز سنائی دی۔

"ڈی کلب سے رشی کانت بول رہا ہوں سر"...... عمران نے رشی کانت کی آواز میں کہا لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا تو عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ وہ

سمجھ گیا کہ سپیشل سیکرٹری نہ صرف ڈی فورس کے بارے میں جانتا ہے بلکہ وہ رشی کانت کو بھی بخوبی جانتا ہے اور اس سے بات بھی کرتا ہے۔ جس کا مطلب تھا کہ کافرستان کے کئی عہدے دار اس کیمپ کے بارے میں نہ صرف جانتے ہیں بلکہ اس کی پشت پناہی بھی کر رہے ہیں۔

"سر مجھے ایک اہم سلسلے میں آپ سے بات کرنی ہے۔ ایک ایمرجنسی ہے"...... عمران نے رشی کانت کے انداز میں کہا۔

"کیا بات کرنی ہے۔ بتائیں"...... سپیشل سیکرٹری نے چونک کر کہا۔

"سر میرے علم میں آیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ڈی سی کو تباہ کرنے کے لئے یہاں پہنچ چکے ہیں۔ انہیں اس بات کا بھی علم ہے کہ ڈی سی کیمپ اگنی پہاڑیوں میں کہیں موجود ہے لیکن وہ اس کیمپ کی ایگزیکٹ لوکیشن نہیں جانتے جس کے لئے انہیں ڈی سی کا نقشہ چاہئے اور آپ جانتے ہیں کہ آپ کی خصوصی ہدایات پر ڈی سی کا مکمل نقشہ بنا کر ڈی کلب میں رکھا گیا ہے۔ جسے یا تو آپ حاصل کر سکتے ہیں یا پھر ڈی سی کے ڈائریکٹران۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو اس نقشے اور ڈی کلب کا بھی علم ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ کسی بھی وقت ڈی کلب پر حملہ کر سکتے ہیں اور اگر وہ ڈی کلب میں داخل ہو گئے تو وہ ڈی کلب کو تہس نہس کر دیں گے اور وہاں سے ڈی سی کا نقشہ حاصل کر لیں

گے۔ اگر نقشہ ان کے ہاتھ لگ گیا تو پھر وہ ہر صورت ڈی سی تک پہنچیں گے اور اسے تباہ و برباد کر دیں گے۔ اس لئے برائے مہربانی آپ ڈی سی نقشہ یا تو خود آ کر لے جائیں یا پھر اپنا کوئی آدمی بھجوا دیں“...... عمران نے جواب دیا۔

”آپ بے فکر رہیں مسٹر رشی کانت۔ میں نے ڈی فورس کے انچارج میجر پربھانت سے بات کی ہے اور انہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ڈی کیمپ کے ساتھ ساتھ ڈی کلب کی بھی مکمل حفاظت کریں گے اور ڈی فورس کی پوری قوت کو وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف بروئے کار لائیں گے اس لئے آپ اب نہ ہی کوئی فون اٹنڈ کریں اور نہ کسی کی بات سنیں اور اطمینان سے اپنا کام کرتے رہیں۔ آپ ہر لحاظ سے محفوظ ہیں۔ جب ان کا خاتمہ ہو جائے گا تو میں خود آپ کو فون کر کے بتا دوں گا اور اب آپ مجھے ڈسٹرب نہیں کریں گے“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ رشی کانت نے پہلے بھی سپیشل سیکرٹری سے بات کی ہے جب میں نے میجر پربھانت کی آواز میں اسے کال کیا تھا اور اب یہ بات بھی سامنے آ گئی کہ میجر پربھانت اب ہمارے خلاف ڈی فورس کی پوری قوت کو بروئے کار لا رہا ہے“...... عمران نے رسیور رکھ کر ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب کیا ہو گا“...... جولیا نے کہا۔

”وہی ہو گا جو منظور خدا ہو گا۔ میں نے تو بڑی کوشش کی ہے کہ صفدر خطبہ نکاح یاد کر لے لیکن ظاہر ہے ابھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے منظوری ہی نہیں آئی“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہم اس وقت انتہائی خطرناک سچوئیشن میں پھنسے ہوئے ہیں اس لئے سنجیدگی سے بات کرو“...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم درست کہہ رہی ہو۔ اماں بی بھی یہی کہتی ہیں کہ جہاں نامحرم مرد اور عورت ہو وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے اور شیطان کی موجودگی بہرحال خطرناک ثابت ہو سکتی ہے“...... عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

”تم خود شیطان ہو سمجھے۔ میں جا رہی ہوں“...... جولیا نے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئی۔

”حیرت ہے ابھی تو میں نے لاحول پڑھا ہی نہیں اور......“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پڑھ لیتے تو تم خود غائب ہو جاتے۔ نانسنس“...... جولیا نے مڑ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پیر پٹختی ہوئی تیزی سے کمرے کے باہر چلی گئی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے جلدی سے فون اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پاٹل کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ مس رمشا پاٹل سے بات کراؤ''...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''کون آف ڈھمپ''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''مستقبل میں مس رمشا پاٹل کا ہونے والا شوہر''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور عمران مسکرا دیا۔ اس نے جان بوجھ کر جولیا کو غصہ دلا کر کمرے سے باہر بھیجا تھا تاکہ وہ یہ کال نہ سن سکے۔ رمشا پاٹل دارالحکومت میں زیر زمین دنیا کے بارے میں مخبری کرنے والی ایک تنظیم کی چیف تھی اور نہ صرف حسین اور خوبصورت تھی بلکہ انتہائی شاطر بھی تھی اور وہ ہمیشہ اپنے حسن و خوبصورتی سے انتہائی امیر نوجوانوں کو پھانس کر ان سے شادی کرتی اور پھر جب ان کی دولت مختلف ہتھکنڈوں سے اپنے نام کرا لیتی تو ان کے خلاف بلیک میلنگ سٹف اکٹھا کر کے انہیں دھمکی دیتی تو وہ بے چارے مجبوراً اسے نہ صرف طلاق دے دیتے بلکہ خاموش بھی رہتے۔

یہی وجہ تھی کہ رمشا پاٹل کے متعلق مشہور تھا کہ وہ ہر وقت کسی نہ کسی امیر آدمی کو بطور شوہر بنانے کے چکر میں رہتی ہے اور اس کی اس شہرت کی بنا پر عمران نے کلب کی فون آپریٹر سے یہ بات کی

تھی اور اس کی اس بات سے اس لڑکی نے بوکھلا کر بات کرانے کی حامی بھر لی تھی۔ ویسے عمران کی اس سے کئی ملاقاتیں ہو چکی تھیں اور ظاہر ہے عمران جیسے شخص کی کسی سے ملاقات ہو جائے تو پھر وہ شخص اسے آسانی سے نہ بھول سکتا تھا اور یہ اتفاق ہے کہ ہر بار عمران کی اس سے بطور پرنس آف ڈھمپ ہی ملاقات ہوئی تھی اس لئے وہ اسے پرنس آف ڈھمپ کے نام سے ہی جانتی تھی۔

''ہیلو رمشا پاٹل بول رہی ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک دلکش نسوانی آواز سنائی دی۔

''واہ اسے کہتے ہیں سدا جوان کہ اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی تمہاری آواز اسی طرح دلکش، سریلی اور کشش انگیز ہے۔ تمہارے منہ سے جھڑنے والے پھولوں کی مہک میں یہاں تک محسوس کر رہا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کون بول رہا ہے''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''پرنس آف ڈھمپ کے علاوہ اور کون تمہاری سچی تعریف کر سکتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ پرنس آف ڈھمپ تم۔ کہاں سے بول رہے ہو۔ تم کہاں غائب ہو جاتے ہو۔ تم تو مجھے بے حد یاد آتے ہو''...... رمشا پاٹل کے لہجے میں انتہائی لگاوٹ اور شیرینی سی پیدا ہو گئی تھی۔

''اس وقت یاد کرتی ہو گی جب مجھ سے زیادہ امیر شوہر نہ مل رہا

ہوتا ہوگا لیکن میں نے تو پہلے بھی تمہیں بتایا تھا کہ میں تو اپنے باورچی کی تنخواہیں دینے کے قابل نہیں ہوں تمہاری ڈیمانڈ کہاں سے پوری کروں گا''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رمشا پاٹل بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تم شاید یہی سمجھ رہے ہو کہ مجھے تمہارے متعلق معلوم نہیں ہے حالانکہ تمہیں معلوم ہے کہ میں کیا دھندہ کرتی ہوں۔ دو سال پہلے جب تم سے ملاقات ہوئی تو واقعی میں نے تم میں دلچسپی لینی شروع کر دی تھی لیکن اپنی فطرت کے مطابق میں نے تمہارے بارے میں تحقیقات کی اور پھر مجھے معلوم ہو گیا کہ تم دراصل کون ہو اس لئے میرے ذہن سے دلچسپیاں واش ہو گئیں۔ میں تم جیسے خطرناک آدمی کے ساتھ دلچسپی قائم رکھ کر خود مرنا نہیں چاہتی تھی''...... رمشا پاٹل نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''پھر تو جو خواب میں دیکھتا آ رہا تھا سب خواب ہی رہ جائیں گے وہ کبھی حقیقت کا روپ نہیں دھاریں گے''...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے واقعی وہ انتہائی مایوسی بھرے لہجے میں بول رہا ہو اور رمشا پاٹل ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تم سے صرف دوستی ہو سکتی ہے اور بس''...... رمشا پاٹل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کون سی دوستی۔ مشرقی یا مغربی۔ اگر تم مغربی دوستی کی بات کر

رہی ہو تو اس دوستی کا خیال ذہن میں آتے ہی مجھے میری اماں بی کی سرخ سرخ آنکھیں اور بھاری جوتی یاد آنے لگ جاتی ہے کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ مرد کی عورت سے دوستی شیطنیت ہے اس لئے ایسی دوستی تو ہو نہیں سکتی لیکن اگر تمہارا مطلب مشرقی دوستی سے ہے تو تب بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ مشرق میں مرد اور عورت کے درمیان دوستی کا کوئی تصور ہی موجود نہیں ہے''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''جو تمہاری مرضی آئے سمجھ لو۔ بہرحال بتاؤ کیسے فون کیا ہے''...... رمشا پاٹل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ڈی فورس کے بارے میں چند معلومات چاہئیں تھیں۔ میں ان کا باقاعدہ معاوضہ بھی ادا کروں گا۔ اتنی رقم بہرحال اماں بی سے مجھے مل ہی جاتی ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈی فورس کے بارے میں کیسی معلومات''...... رمشا پاٹل نے چونک کر پوچھا۔

''ڈی فورس کا آدمی رگھو ناتھ پاکیشیائی ایجنٹوں کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے اور اس کی موت کے بعد ظاہر ہے ڈی فورس کے انچارج میجر پربھانت نے یقیناً ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کوئی سیٹ اپ ترتیب دیا ہو گا۔ مجھے اس سیٹ اپ کے بارے میں معلومات چاہئیں''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ایک لاکھ ڈالر ہوں گے ان معلومات کے لئے''...... رمشا

پائل نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ایک لاکھ نہیں صرف دس ہزار ڈالرز اور وہ بھی تمہارے حسن کو خراج تحسین کے لئے ادا کئے جائیں گے ورنہ معلومات ایک ہزار ڈالر میں بھی مل سکتی ہیں''......عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم غریب نہ بھی ہو لیکن کنجوس ضرور ہو۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ پچاس ہزار ڈالر دو گے تو کام ہو سکتا ہے ورنہ سوری''...... رمشا پائل نے کہا۔

''سوری دس ہزار ڈالر سے ایک ڈالر بھی زیادہ نہیں''......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بھجوا دو میرے کلب کے اکاؤنٹ میں''...... رمشا پائل نے کہا۔

''پہنچ جائیں گے لیکن پہلے معلومات اور وہ بھی مصدقہ معلومات''......عمران نے جواب دیا۔

''تم اپنا فون نمبر بتا دو''...... رمشا پائل نے کہا۔

''تمہیں کتنا وقت لگے گا''......عمران نے پوچھا۔

''صرف ایک گھنٹہ کیوں''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''تو میں ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کر لوں گا''......عمران نے ہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے جولیا اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

''تو تم نے اس رمشا پائل سے باتیں کرنے کے لئے مجھے باہر

جانے پر مجبور کیا تھا۔ کیوں''...... جولیا نے اندر آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے تم نے سن لیں باتیں پھر کیا فائدہ ہوا تمہارے باہر جانے کا''......عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم نے لاؤڈر کا بٹن آن کیا ہوا تھا اس لئے تمہاری اور رمشا پائل دونوں کی گفتگو ساتھ والے کمرے میں پہنچتی رہی اور شکر کرو کہ تم نے رمشا پائل سے جو باتیں کی ہیں وہ دوستی سے ہٹ کر ہیں اس لئے اب تک زندہ نظر آ رہے ہو ورنہ تمہاری اماں بی تو بعد میں تمہیں جوتیاں مارتیں میں پہلے تمہیں گولی مار دیتی لیکن تم کیوں سیٹ اپ معلوم کرنا چاہتے ہو اور اس کا کیا فائدہ ہو گا''...... جولیا نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ بھی ہمارے خلاف ہو رہا ہے اس سے پیشگی آگاہ ہو جاؤں گا تاکہ اندھیرے سے آنے والے تیروں کا کسی طرح سے مقابلہ کیا جا سکے''......عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میرا خیال ہے کہ رگھوناتھ کی جگہ اب کسی اور گروپ کو ہماری تلاش پر مقرر کیا گیا ہو گا۔ ایسی تنظیموں میں گروپوں کی کیا کمی ہو سکتی ہے''...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد جولیا نے کہا۔

''یہی تو معلوم کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس گروپ کی تفصیلات کو سامنے رکھ کر میں آئندہ کا لائحہ عمل تیار کر سکوں''......عمران نے

جواب دیا۔

''کیا تم ڈی فورس کے تمام گروپوں سے واقف ہو''...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

''اصل میں ڈی فورس میں زیادہ ایجنٹ بلیک ایجنسی سے لئے گئے ہیں۔ بلیک ایجنسی کے پیشتر ایجنٹوں سے میں واقف ہوں اس لئے ہو سکتا ہے کہ جو ایجنٹ اب سامنے آئے اسے میں جانتا ہوں اور اگر نہ بھی جانتا ہوا تو رمشا پاٹل اس کے متعلق بتا دے گی۔ رمشا پاٹل ایسے معاملات میں بے حد تیز ہے''...... عمران نے جواب دیا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رمشا پاٹل کلب''...... رابطہ ہوتے ہی وہی نسوانی آواز سنائی دی جس نے پہلی کال کو اٹنڈ کیا تھا۔

''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں مس رمشا پاٹل کا متوقع شوہر''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ساتھ بیٹھی جولیا بے اختیار مسکرا دی۔ وہ چونکہ پہلی کال کی تفصیلات سن چکی تھی اس لئے وہ مسکرائی تھی ورنہ اگر وہ پہلے عمران اور رمشا پاٹل کی باتیں نہ سن چکی ہوتی تو لامحالہ عمران کے اس فقرے پر اس کا چہرہ بگڑ جاتا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے اس بار مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''رمشا پاٹل بول رہی ہوں''...... چند لمحوں بعد رمشا پاٹل کی آواز سنائی دی۔

''پرنس بول رہا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے معاوضہ نہیں بھجوایا ابھی تک''...... رمشا پاٹل نے بڑے کاروباری لہجے میں کہا۔

''معاوضہ نہیں خراج تحسین کہو۔ ہمارے ہاں خواتین معاوضے کا لفظ استعمال نہیں کرتیں۔ بہرحال پہنچ جائے گا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے تم جانتی ہو میں جو ایک بار کہہ دیتا ہوں اسے ہر حال میں پورا کرتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے بہرحال تمہارے لئے میرے پاس اچھی خبر نہیں ہے۔ رگھو ناتھ کی ہلاکت کے بعد پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف ڈی فورس کے سپیشل گروپ کو حرکت میں لایا گیا ہے جس کا انچارج پنڈت نارائن ہے۔ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ اور میں نے یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ پنڈت نارائن اور اس کا سیکشن پورے علاقے میں تمہیں ٹریس کرنے میں مصروف ہے اور وہ کسی بھی لمحے تمہاری گردن پکڑ سکتا ہے''...... رمشا پاٹل نے کہا۔

''مجھے ڈرانے کی کوشش نہ کرو میں بڑے کمزور دل کا آدمی ہوں۔ بہرحال یہ پنڈت نارائن کہاں مل سکتا''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رمشا پاٹل بے اختیار ہنس پڑی۔

''میں نے خلوص کے ساتھ تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے کیونکہ میں

نہیں چاہتی تھی کہ آئندہ تم سے ملاقات کا سکوپ ہی ختم ہو جائے۔ بہرحال پنڈت نارائن کا خاص اڈا بھاٹاشا کلب ہے۔ بھاٹاشا کلب اس کی ملکیت ہے اور اس کا آفس اس کلب کے نیچے تہہ خانے میں ہے۔ ویسے وہاں وہ پنڈت نارائن کے نام سے نہیں بلکہ راسکل کنگ کے نام سے جانا جاتا ہے اور راسکل کنگ کے نام سے وہ زیر زمین دنیا کا بے تاج بادشاہ ہے''...... رمشا پاٹل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے شکریہ۔ اب میں خود ہی بادشاہ سلامت کی خدمت میں شاہی سلام پیش کر دوں گا۔ تمہارا معاوضہ کسی بھی وقت تمہیں مل جائے گا۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کیا تم اس پنڈت نارائن کو جانتے ہو''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں یہ بلیک ایجنسی کا ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ رہا ہے۔ انتہائی خطرناک لڑاکا، انتہائی ذہین اور تیز ترین ایجنٹ سمجھا جاتا تھا''۔ عمران نے جواب دیا۔

''تم اس سے کیا حاصل کرنا چاہتے ہو''...... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تم خود اس سے ٹکرانا چاہتی ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں لیکن پہلے تم بتاؤ کہ تم نے اس سے کیا حاصل کرنا

ہے''...... جولیا نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''دیکھو پنڈت نارائن اور اس کا سیکشن نہ صرف ہمیں تلاش کر رہا ہو گا بلکہ اس نے یقیناً ڈی کلب کے گرد بھی حفاظتی دائرہ بنایا ہوا ہو گا۔ جہاں تک میں سمجھا ہوں وہ اندر نہیں جا سکتے لیکن جیسے ہی ہم ڈی کلب پہنچے وہ لوگ ہمیں باہر ہی الجھائیں گے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ پنڈت نارائن کو کور کر کے اس سے کم از کم اس ڈی کلب کے گرد موجود اس کے سیکشن کے آدمیوں کو ہٹوا دوں یا ان کے بارے میں معلومات حاصل کر کے خود ہی انہیں ختم کر دیا جائے یا ان سے چھپ کر ڈی کلب میں داخل ہونے کا کوئی لائحہ عمل سوچا جائے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اصل مسئلہ تو ڈی کلب' کے اندر داخل ہونے کا ہے۔ وہاں سائنسی حفاظتی اقدامات بھی ہوں گے۔ اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے''...... جولیا نے کہا۔

''تنویر کی بات درست ہے۔ ہمیں وہاں واقعی فوری اور ڈائریکٹ ریڈ کرنا ہو گا۔ ایسا اسلحہ مل سکتا ہے جس کے تحت ان حفاظتی اقدامات کو بیکار کیا جا سکتا ہے لیکن اصل مسئلہ یہ نہیں ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جیسے ہی ہم نقشہ حاصل کریں گے یہ لوگ ہمیں یہاں سے باہر نہ نکلنے دیں گے اور اگر ہم نکل بھی گئے تو ڈی فورس کے سارے گروپ پاگل کتوں کی طرح ہم پر ٹوٹ پڑیں گے اور ہم کب تک اور کہاں تک ان سے لڑتے رہیں گے اس لئے میرے

ذہن کے مطابق وہاں سیٹ اپ پاکیشائی ایجنٹوں کا نہیں ہونا چاہئے بلکہ بلیک تھنڈر کا ہونا چاہئے۔ پاکیشائی ایجنٹ تو پنڈت نارائن کے قبضے میں ہونے چاہئیں۔ بلیک تھنڈر سے ظاہر ہے نہ ہی وہ رابطہ کر سکیں گے اور نہ اس کے خلاف کوئی کارروائی کر سکیں گے اس طرح نقشہ بھی حاصل ہو جائے گا اور ہم ڈی فورس کے گروپوں کی یلغار سے بھی بچ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''سوچ تو اچھی ہے لیکن یہ ہو گا کس طرح۔ بلیک تھنڈر کا نام کیسے استعمال ہو گا اور اگر ہو گا بھی سہی تو ظاہر ہے بلیک تھنڈر تک یہ بات پہنچ جائے گی اور پھر ممکن ہے کہ وہ ہمارے خلاف برسر پیکار ہو جائیں۔ ویسے وہ کافی عرصے سے خاموش ہیں۔ طویل عرصے سے ان کے کسی ایجنٹ نے پاکیشیا کا رخ نہیں کیا ہے۔ ہمارے اس اقدام سے انہیں موقع نہ مل جائے''...... جولیا نے کہا۔

''وہاں بلیک تھنڈر کے کسی فرضی سیکشن کا کارڈ پھینکا جا سکتا ہے۔ جہاں تک بلیک تھنڈر کا تعلق ہے تو اس کے لئے یہ نقشہ اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ ہمارا مشن ڈی کیمپ کی تباہی ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ بلیک تھنڈر کو اس سے کوئی غرض نہ ہو گی اور نہ ہی وہ ہمارے خلاف حرکت میں آئے گی''...... عمران نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے تمہارا مطلب ہے کہ پنڈت نارائن کو کور کر کے میجر پربھانت کو بتا دیا جائے کہ اس نے پاکیشائی ایجنٹوں کو پکڑ لیا ہے اور ٹھیک اس وقت ڈی کلب پر حملہ کر دیا جائے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ میں ایسا ہی سیٹ اپ چاہتا ہوں۔ اب اس کی دو صورتیں ہیں یا تو تم اپنے گروپ کے ساتھ پنڈت نارائن کو کور کر دیا پھر انہیں میں کور کروں اور تم ڈی کلب پر حملہ کرو''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پہلی چوائس تمہارے پاس ہے اس لئے میں چاہتی ہوں تم خود چوائس کرو''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے تو بہت پہلے چوائس کر رکھی ہے۔ اب نئے سرے سے کیا چوائس کرنی ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ وہ واقعی عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔

''کیا مطلب۔ مسئلہ اب پیش آیا ہے اور چوائس تم نے پہلے سے کر لی۔ کیا مطلب ہوا''...... جولیا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ آج کا مسئلہ نہیں ہے یہ تو دنیا کا قدیم ترین مسئلہ ہے جب حضرت آدمؑ کو پیدا کیا گیا تو مسئلہ یہی تھا کہ اب حضرت آدمؑ کسے چوز کریں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی چوائس کے مطابق اماں حوا پیدا کر دی''...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''اچھا تو تم اس چوائس کی بات کر رہے تھے۔ ویسے تم جیسا آدمی شاید ہی کبھی دنیا میں پیدا ہوا ہو جو دنیا کی اٹل حقیقتوں کو بھی

صرف زبانی جمع خرچ تک ہی محدود رکھتا ہو۔ بہرحال یہ ٹاپک بعد میں ڈسکس کریں گے۔ تم بتاؤ کہ اب آئندہ کا لائحہ عمل کیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میرا مطلب تھا کہ چوائس تم کرو بس اتنی سی بات ہے اور کوئی مطلب نہ تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو ٹھیک ہے میں اور میرا گروپ پنڈت نارائن کو کور کرے گا تم ڈی کلب پر ریڈ کرو اور وہاں سے ڈی کیمپ کا نقشہ حاصل کرو۔ یہی فائنل ہے''...... جولیا نے فوراً ہی فیصلہ کرتے ہوئے کہا۔

''سوچ لو۔ پنڈت نارائن انتہائی خطرناک اور ذہین ایجنٹ ہے تمہاری سوچ سے بھی زیادہ''...... عمران نے کہا۔

''تم سے تو زیادہ خطرناک اور ذہین نہیں ہو سکتا اور جب تم نے چوائس مجھے دے دی ہے تو اس بے چارے کی کیا جرأت ہے کہ وہ مقابلے پر آئے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اس کے بھرپور طنز پر بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرنے پر مجبور ہو گیا۔

''یعنی تم پنڈت نارائن کو بھی میری طرح ڈیل کرنا چاہتی ہو کہ بس آنکھیں نکالیں، رعب ڈالا اور وہ بھیڑ بن جائے گا''...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''اسے بھیڑ بنانے کے لئے تنویر ہی کافی ہے۔ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے۔ میں نے یہ چوائس اس لئے کی ہے کہ ہم میں سے کسی کو اس نقشہ کے بارے میں درست طور پر آگاہی نہیں ہے اس لئے

ہو سکتا ہے کہ ہم کوئی غلط نقشہ حاصل کر کے واپس آ جائیں جبکہ تمہارے ساتھ یہ مسئلہ نہیں ہے''...... جولیا نے کہا تو عمران کے چہرے پر بے اختیار حقیقی تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

''گڈ شو جولیا تم نے واقعی انتہائی گہرائی میں سوچا ہے ٹھیک ہے پھر یہ طے ہو گیا۔ بلاؤ اپنے ساتھیوں کو ہم نے آج رات اس مشن کو ہر صورت میں مکمل کرنا ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اٹھ کر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

حصہ اول ختم شد



عمران سیریز

ڈارک کیمپ



ظہیر احمد

86A
عمران سیریز نمبر

ڈارک کیمپ

حصہ دوم

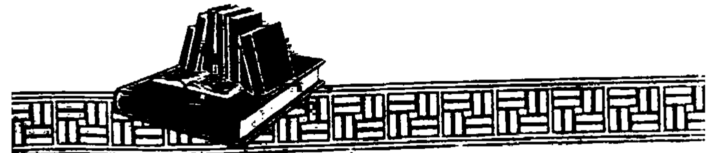
ظہیر احمد

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

اس ناول کے تمام نام، مقام کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ بعض نام بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی
---------- محمد علی قریشی
ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ، ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 150/-



Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

محترم قارئین!
السلام علیکم!

میرے نئے ناول ''ڈارک کیمپ'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی جدوجہد اس حصے میں آپ کو عروج پر دکھائی دے گی۔

پلوشہ جس نے اس مشن کو مکمل کرنے کے لئے عمران کو جو معلومات مہیا کی تھیں کیا وہ معلومات عمران کے لئے مفید ثابت ہوئیں اور کیا عمران واقعی ان معلومات کے تحت ڈی کیمپ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ رل پانڈے اور اس کی گرل فرینڈ جو ڈی فورس کے اہم گروپ کا حصہ تھے میجر پربھانت کے حکم پر خصوصی طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے پر لائے گئے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنے اور انہیں پکڑنے کے لئے انہوں نے سادہ سا ٹریپ بنایا اور عمران اور اس کے تمام ساتھی پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولیوں میں آن گرے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس ان سے بچنے کے لئے کوئی راستہ نہ تھا۔ اس لئے عمران نے ان کے سامنے اپنی ناکامی کا اعتراف کر لیا اور پھر اس نے رل پانڈے اور اس کی گرل فرینڈ لکشمی سے وعدہ کیا کہ وہ ڈی کیمپ کے خلاف کوئی ایکشن نہ لے گا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ واپس چلا جائے گا اور اس نے ایسا ہی کیا۔

عمران کو رتن پانڈے اور لکشمی نے باقاعدہ چارٹرڈ طیارے سے واپس پاکیشیا بھیج دیا۔ کیا عمران واقعی اس مشن سے دستبردار ہو گیا تھا۔ اس نے ڈی کیمپ کے حفاظتی انتظامات کو ناقابل تسخیر سمجھ لیا تھا اور کیا اسے واقعی اس بات کا یقین تھا کہ وہ اس کیمپ تک کسی بھی صورت میں نہ پہنچ سکے گا۔ ایسی کون سی صورتحال تھی کہ عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس پاکیشیا پہنچ گیا تھا۔ نئے اور اچھوتے انداز میں لکھی گئی یہ کہانی آپ کے اعلیٰ معیار کے عین مطابق ہے جسے پڑھ کر آپ ضرور محظوظ ہوں گے اور مجھے اپنی آراء سے مطلع کریں گے۔ کیونکہ آپ کی آراء ہی میرے لئے مشعل راہ ہیں۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

بھاٹاشا کلب کے تہہ خانے میں بنے ہوئے اپنے آفس میں پنڈت نارائن کرسی پر موجود تھا۔ اس کے ساتھ اس کی گرل فرینڈ اندو متی بھی بیٹھی ہوئی تھی اور دونوں کے ہاتھوں میں شراب سے بھرے ہوئے جام تھے۔

''تم نے ساری باتیں سن لی ہیں نا جو میں نے تم سے کی ہیں''...... پنڈت نارائن نے اندو متی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں اور میں تمہاری باتوں پر ہی غور کر رہی ہوں''...... اندو متی نے جواب دیا۔

''پھر تم نے کیا اندازہ لگایا''...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''تم اس عمران کو انتہائی خطرناک ایجنٹ بھی قرار دے رہے ہو لیکن تمہارے انداز میں اطمینان ایسا ہے جیسے وہ خطرناک ہونے کی بجائے کوئی معصوم سا آدمی ہو جسے تم آسانی سے شکار کر لو گے۔ اس کی کیا وجہ ہے''...... اندو متی نے کہا تو پنڈت نارائن بے اختیار

ہنس پڑا۔

''تمہارا کیا مطلب ہے کہ میں فلموں میں کام کرنے والے جاسوسوں کی طرح کار دوڑتا، فائرنگ کرتا اور مکانات کی چھتیں پھلانگتا نظر آؤں''...... پنڈت نارائن نے کہا تو اندومتی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میرا مطلب تھا کہ آخر اسے ٹریس کرنے اور اسے ختم کرنے کے بارے میں تم نے کیا پلان بنایا ہے۔ کچھ تو سوچا ہی ہو گا تم نے''...... اندومتی نے کہا۔

''میں نے کیا کرنا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ اس نے کیا کرنا ہے اور جو کچھ اس نے کرنا ہے اس کا توڑ میں نے کرنا ہے اس طرح وہ خود ہی پکے ہوئے پھل کی طرح خود میری جھولی میں آ گرے گا۔ وہ بھی سیکرٹ ایجنٹ ہے اور میں بھی ایک بہترین ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ رہ چکا ہوں''...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ وہ یہاں تمہارے آفس میں آئے گا''...... اندومتی نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں۔ میرا یہی خیال ہے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ خود آئے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس کے ساتھی آئیں میں بہرحال انہی کی آمد کا شدت سے منتظر ہوں''...... پنڈت نارائن نے مسکراتے ہوئے کہا تو اندومتی کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نظر آنے لگے۔

''دیکھو پنڈت نارائن اب تم نے مجھ سے بھی معاملات کو چھپانا

شروع کر دیا ہے۔ کیا اب میں ناقابل اعتبار ہو چکی ہوں''...... اندومتی نے غصے سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر غصے اور ناراضگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ارے ارے۔ یہ بات نہیں ہے۔ ویسے ایک بات ہے اندومتی غصے میں تم زیادہ خوبصورت لگنے لگتی ہو اس لئے کیوں نہ تمہیں مستقل غصے کی حالت میں رکھا جائے''...... پنڈت نارائن نے کہا تو اندومتی بے اختیار ہنس پڑی۔

''میں غصے میں کاٹ بھی لیتی ہوں سمجھے اور میرا کاٹا ہوا پانی بھی نہیں مانگتا''...... اندومتی نے لاڈ بھرے انداز میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''تمہاری موجودگی میں تو پانی بھی شراب بن جاتا ہے اور ظاہر ہے شراب تو پھر شراب ہے اس لئے پانی کون مانگتا ہے۔ بس شراب ہی مانگتے ہوں گے''...... پنڈت نارائن نے کہا اور اندومتی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تم مذاق میں اصل بات گول کر گئے ہو''...... اندومتی نے کہا۔

''کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں نے تم سے کچھ نہیں چھپایا۔ اگر چھپانا ہوتا تو میں تمہیں کچھ بھی نہ بتاتا۔ بہرحال مجھے معلوم ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں نے آخر کار ڈی کلب پر ریڈ کرنا ہے لیکن میں عمران کی عادت جانتا ہوں۔ وہ ریڈ کرنے سے پہلے

شطرنج کے ہر خانے کے بارے میں سوچے گا اور ظاہر ہے وہ یہ بھی سوچے گا کہ رگھو ناتھ کی ہلاکت کے بعد ڈی فورس نے اس کے خلاف کیا سیٹ اپ کیا ہے اور ایسا کرنے کے لئے وہ یقیناً کسی معلومات خریدنے والی ایجنسی سے بات کرے گا اور ایسی ایجنسیاں یہاں دارالحکومت میں صرف تین ہیں جو اس حد تک طاقتور ہیں اور باوسائل ہیں کہ ڈی کیمپ اور ڈی فورس کے اندرونی اہم معاملات اور پلاننگ کے بارے میں تفصیل معلوم کر سکیں۔ چنانچہ ان تینوں ایجنسیوں میں ایسے آدمی تلاش کئے گئے جو اپنی ایجنسی کی معلومات خفیہ طور پر فروخت کر سکیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ایجنسی جس کی سربراہ رمشا پاٹل ہے کے بارے میں معلوم ہوا کہ اس سے ایسی معلومات خریدی گئی ہیں''...... پنڈت نارائن نے کہا تو اندومتی بے اختیار اچھل پڑی۔

''رمشا پاٹل نے کیا تمہیں براہ راست بتا دیا۔ وہ تو ایسے معاملات میں انتہائی سخت اصولوں کی مالکہ ہے''...... اندومتی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے معلوم ہے اس لئے میں نے اس سے براہ راست کوئی بات نہ کی تھی۔ اس کے ایک ایسے آدمی سے بات کی تھی جو باخبر رہتا ہے۔ چنانچہ اس نے بھاری معاوضے کی ادائیگی کے بعد تفصیلات بتا دیں کہ کسی پرنس آف ڈھمپ نے رمشا پاٹل سے ہمارے بارے میں معلومات حاصل کرائی ہیں اور اسے معلوم ہو گیا

ہے کہ پنڈت نارائن اور اس کا سیکشن اس کے خلاف کام کر رہا ہے۔ جس فون نمبر سے اس نے رمشا پاٹل کو کال کیا ہے اس فون نمبر کو ٹریس کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن وہ ٹریس نہیں ہو سکا کیونکہ ہمارے آدمیوں نے بعد میں رمشا پاٹل کا فون چیک کیا تھا۔ یہ پرنس آف ڈھمپ یقیناً عمران ہو گا۔ بہرحال اب اس کال کے بعد دو صورتیں ہوں گی یا تو عمران اور اس کے ساتھی اب فوری طور پر ڈی کلب پر ریڈ کریں گے اور وہاں میرے آدمی ان کے استقبال کے لئے تیار ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ان کا ایک گروپ ڈی کلب پر ریڈ کرے اور دوسرا یہاں مجھ پر کیونکہ عمران نے اس کلب اور میرے آفس کے بارے میں بھی رمشا پاٹل سے اطلاعات خریدلی ہیں اور میں دونوں صورتوں کے لئے تیار ہوں''...... پنڈت نارائن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہ یہاں کیوں آئیں گے۔ ان کا مشن تو ظاہر ہے ڈی کیمپ میں ہی مکمل ہو سکتا ہے''...... اندومتی نے کہا۔

''عمران میرے بارے میں اچھی طرح جانتا ہے اس لئے جب اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں اب اس کے مقابل آ رہا ہوں تو وہ ڈی کلب پر ریڈ کرنے سے پہلے لامحالہ مجھے کور کرنے کی کوشش کرے گا یا کم از کم اس وقت ضرور کور کرنے کی کوشش کرے جب ڈی کلب پر ریڈ ہو رہا ہو اس لئے یا تو وہ براہ راست یہاں آئے گا یا اس کے آدمی آئیں گے۔ یہ بات تو طے سمجھو''...... پنڈت

نارائن نے کہا۔

''تو پھر تم نے کیا انتظامات کر رکھے ہیں''...... اندو متی نے کہا۔

''انتظامات۔ کس بات کے انتظامات''...... پنڈت نارائن نے حیران ہو کر پوچھا۔

''اگر یہ لوگ یہاں آئے تو ظاہر ہے تمہارے مہمان بن کر تو نہیں آئیں گے''...... اندو متی نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پنڈت نارائن بے اختیار ہنس پڑا۔

''عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے انتظامات حماقت کے سوا اور کچھ نہیں۔ وہ لوگ انتظامات کی بو سونگھتے ہی سب کچھ سمجھ جائیں گے اس لئے ان کے لئے حالات کو نارمل رکھنا پڑتا ہے۔ میں نے تو اپنے آدمیوں کو کہہ دیا ہے کہ اگر کوئی مجھ سے ملنے آئے تو اس کے راستے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ کی جائے بلکہ سب کچھ روٹین میں کیا جائے''...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''لیکن یہاں تو تم پنڈت نارائن نہیں ہو۔ راسکل کنگ ہو پھر''...... اندو متی نے کہا۔

''رمشا پاٹل نے عمران کو بتا دیا ہے کہ میں یہاں راسکل کنگ کے نام سے کام کرتا ہوں''...... پنڈت نارائن نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

''پھر تو اس رمشا پاٹل کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ یہ تو تمام راز فروخت کر سکتی ہے۔ یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے''...... اندو متی

نے کہا۔

''ارے نہیں اندو متی۔ ایسے لوگوں کا تو کام ہی یہی ہوتا ہے۔ اب دیکھو رمشا پاٹل کی وجہ سے میرا کام آسان ہو گیا ورنہ میں خود عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں اندھیرے میں ہی رہتا''...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''اگر عمران اور اس کے ساتھی یہاں پہنچ گئے تو پھر''...... اندو متی نے کہا۔

''تو پھر ان کا تماشہ دیکھنا تم واقعی لطف لو گی۔ میں نے ان کے استقبال کے لئے شایان شان انتظامات کر رکھے ہیں وہ یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکیں گے اور نہ ہی میں انہیں ایسا کرنے کا کوئی موقع دوں گا''...... پنڈت نارائن نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور پنڈت نارائن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... پنڈت نارائن نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''باس کاؤنٹر پر ایک عورت اور تین مرد موجود ہیں وہ ولنگٹن سے آئے ہیں اور آپ سے ملاقات چاہتے ہیں۔ ان کے پاس لارڈ کلائیورٹ کا ریفرنس ہے''...... ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ان سے بات کراؤ''...... پنڈت نارائن نے کہا اور ساتھ ہی اس نے نہ صرف لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا بلکہ ساتھ بیٹھی اندو متی کو بھی آنکھ سے اشارہ کر دیا اور اندو متی اس کا اشارہ دیکھتے ہی بے

اختیار چونک کر سیدھی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

''ہیلو میں مادام کیٹی بول رہی ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یس۔ راسکل کنگ بول رہا ہوں۔ آپ نے لارڈ کلائیورٹ کا حوالہ دیا ہے کیا لارڈ کلائیورٹ نے آپ کو کوئی نشانی بھی دی ہے''...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''نشانی کیسی۔ اس نے صرف ریفرنس کی بات کی تھی۔ ہم نے تم سے بہت بڑا سودا کرنا ہے اور ہمیں تمہاری گارنٹی چاہئے تھی اور لارڈ کلائیورٹ نے مجھے تمہاری گارنٹی دیتے ہوئے کہا کہ ہم اس کے ریفرنس سے تم سے مل لیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوہ تو یہ بات ہے۔ ٹھیک ہے تشریف لے آئیں۔ رسیور کاؤنٹر گرل کو دے دیں''...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''ہیلو باس''...... چند لمحوں بعد وہی پہلے والی نسوانی آواز سنائی دی۔

''مہمانوں کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ میرے آفس بھجوا دو۔ کرسٹن کو کہہ دینا وہ انہیں یہاں چھوڑ جائے گا''...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پنڈت نارائن نے رسیور رکھ دیا۔

''کیا یہ وہی لوگ ہیں''...... اندومتی نے بڑے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں کیونکہ لارڈ کلائیورٹ کا ریفرنس عمران بخوبی جانتا ہے۔ اسے معلوم ہے کہ لارڈ کلائیورٹ اور میرے درمیان کس قسم کے تعلقات ہیں''...... پنڈت نارائن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''شکار، شکار گاہ کی طرف روانہ ہو چکے ہیں۔ ان کی تعداد چار ہے۔ ایک عورت اور تین مرد۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت میرے اشارے کے منتظر رہنا''...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پنڈت نارائن نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی طنزیہ اور سفاکی سے بھرپور مسکراہٹ ابھر آئی تھی جیسے اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑنے کا مضبوط جال تیار کر لیا ہو اور اسے یقین ہو کہ عمران اور اس کے ساتھی یقیناً اس کے جال میں آسانی سے پھنس جائیں گے اور وہ انہیں جال میں پھڑکنے کا بھی موقع نہ دے گا اور فوراً ہلاک کر دے گا۔ وہ خوش تھا کہ اس بار وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اپنی آنکھوں کے سامنے ہلاک کرے گا یا کرتے ہوئے دیکھے گا۔

سیاہ رنگ کی ایک کار نہایت تیز رفتاری سے راج پارک کی طرف اُڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر چوہان اور عقبی سیٹ پر صدیقی موجود تھا۔ ظاہر ہے وہ سب ایکریمی میک اپ میں تھے۔ ٹائیگر کو عمران نے وہیں رہائش گاہ پر ہی چھوڑ دیا تھا۔

''یہ ہم جا کہاں رہے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''راج پارک کی طرف''...... عمران نے کہا۔

''وہاں کیا ہے۔ کیا ڈی کلب وہاں موجود ہے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے معلوم کر لیا ہے۔ ڈی کلب اسی پارک کے قریب ایک بگ پلازہ کے ساتھ واقع ہے۔ اس بگ پلازہ کا نام سن پلازہ ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کا کیا خیال ہے پنڈت نارائن نے

وہاں کس قسم کے انتظامات کر رکھے ہوں گے''...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد عقبی سیٹ سے صدیقی نے دوبارہ پوچھا۔

''پنڈت نارائن بلیک ایجنسی کا سپر ایجنٹ رہا ہے۔ اس لحاظ سے وہ ہمارا پیٹی بند بھائی ہے۔ اب تم اپنے آپ کو اس کی جگہ رکھ کر سوچو اگر اس کی جگہ تم ہوتے تو تم کس قسم کے انتظامات کسی بہت ہی ہوشیار، ذہین اور فعال سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کو روکنے کے لئے کرتے۔ تمہیں اپنے سوال کا جواب مل جائے گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''تمام سیکرٹ ایجنٹ ایک ہی کمپنی کے بنائے ہوئے روبوٹ نہیں ہوتے کہ سب کی سوچ بھی ایک ہو اور ان کی فطرتیں بھی ایک جیسی ہوں۔ ظاہر ہے ہر شخص کے سوچنے کا انداز اور فطرت دوسرے سے مختلف ہوتی ہے اس لئے ضروری تو نہیں ہے کہ جو کچھ میں سوچوں وہی پنڈت نارائن بھی سوچے''...... صدیقی نے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے کہ پنڈت نارائن اور میں دونوں ایک ہی کمپنی کے تیار کردہ ہیں اس لئے مجھے معلوم ہو گا''...... عمران نے جواب دیا تو صدیقی کے ساتھ ساتھ چوہان بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''عمران صاحب آپ تو خود وہ کمپنی ہیں جو روبوٹ تیار کرتی ہے اس لئے روبوٹ بے چارے کی کارکردگی آپ سے کیسے چھپی رہ سکتی ہے''...... اس بار چوہان نے کہا اور کار بے اختیار قہقہوں

سے گونج اٹھی اور چوہان کے خوبصورت فقرے پر عمران خود بھی کھلکھلا کر ہنس پڑا تھا۔

"واہ اسے کہتے ہیں سو سنار کی ایک لوہار کی"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب آپ اس بحث کو چھوڑیئے یہ بتایئے کہ ہم نے ڈائریکٹ ایکشن کرنا ہے یا ان ڈائریکٹ"...... صدیقی نے کہا۔

"نہ ڈائریکٹ نہ ان ڈائریکٹ بلکہ ری ایکٹ"...... عمران نے جواب دیا تو دونوں ایک بار پھر چونک پڑے۔

"ایکٹ کا کیا مطلب ہوا"...... چوہان نے چونک کر پوچھا۔

"مطلب ہے ردعمل۔ جیسا عمل وہ کریں گے ویسا ہی ردعمل ہماری طرف سے ہو گا"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد کار راج پارک کے مرکزی گیٹ کے سامنے بنی ہوئی پارکنگ میں داخل ہوئی اور عمران نے کار ایک سائیڈ پر روک دی۔ وہ تینوں کار سے نیچے اترے اور عمران نے کار لاک کر کے پارکنگ بوائے سے کارڈ لے لیا اور آگے بڑھ گئے۔

"آؤ پہلے راج پارک کی سیر کر لیں۔ سنا ہے بہت خوبصورت اور قابل تعریف تفریح گاہ ہے"...... عمران نے پارکنگ سے باہر نکلتے ہوئے مسکرا کر کہا تو چوہان اور صدیقی جن کے اعصاب آئندہ آنے والے حالات کے پیش نظر تنے ہوئے محسوس ہوتے تھے

عمران کی بات سن کر ہی ڈھیلے پڑ گئے اور وہ دونوں ایک دوسرے کو ایسی نظروں سے دیکھنے لگے جیسے انہیں عمران کی اس حرکت کی وجہ تسمیہ سمجھ نہ آئی ہو۔

"عمران صاحب"...... صدیقی نے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ"...... عمران نے اس کی تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری۔ پرنس آف ڈھمپ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم تفریح کرنے آئے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں صفدر نے جو فائل ردراس کے سیف سے حاصل کی تھی اور جسے اس نے سرسری طور پر پڑھا تھا اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ راج پارک کی تفریح ضروری ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوکے آپ نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتائیں لیکن یہ بتا دوں کہ ان حالات میں ہم سے تفریح نہیں ہو سکے گی"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بس اتنا ہی صبر و تحمل ہے تم میں۔ بہرحال آؤ ادھر کھلی جگہ پر بیٹھتے ہیں پھر تفصیل سے بات ہو گی"...... عمران نے کہا اور پھر وہ پارک کے ایک کونے میں ایک کیفے کی طرف سے رکھی ہوئی میز اور اس کے گرد رکھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ یہاں لوگ موجود نہ تھے۔ اکا دکا افراد دور دور بیٹھے ہوئے تھے۔ ویٹر کو عمران نے جوس لانے کا

آرڈر دے دیا اور تھوڑی دیر بعد جوس کے گلاس انہیں سپلائی کر دیئے گئے۔

"اب وقت آ گیا ہے کہ تمہیں تفصیل سے سب کچھ بتا دیا جائے کیونکہ عمرو عیار کے طلسم ہوشربا کے طلسماتی مرحلے اتنے سخت اور کٹھن نہ ہوں گے جتنا ہمارا مشن ہے"...... عمران نے اس قدر سنجیدہ لہجے میں کہا کہ سب اسے غور سے دیکھنے پر مجبور ہو گئے۔ عمران اور اس قدر سنجیدہ یہ واقعی ان کے لئے نیا تجربہ تھا۔

"فرمائیں قصہ صاحب"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید عمران کی سنجیدگی کو قدرے کم کرنا چاہتا تھا۔

"ہزاروں سال پہلے کا ذکر ہے اور یہ ذکر ہزاروں سال پہلے کا اس لئے ہے کہ ہزاروں سال پہلے سوائے ذکر کرنے کے اور کوئی کام لوگوں کو نہیں ہوا کرتا تھا ورنہ آج کل تو لوگوں کو سر کھجانے کی فرصت نہیں ہے چاہے جوؤں سے بھر کیوں نہ جائے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"بس۔ بس۔ اللہ کے واسطے اس قدر غلیظ باتیں نہ کریں۔ ہمارا جوس پینا مشکل ہو جائے گا"...... صدیقی نے بے اختیار ہاتھ جوڑ دیئے اور عمران ہنس پڑا۔

"بس۔ ابھی سے بھاگ گئے۔ ابھی تو ان جوؤں نے بالوں سے اڑ اڑ کر ان گلاسوں میں پیراکی کی عالمی چمپئین شپ جیتنی تھی"...... عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔

"ویٹر"...... اچانک صدیقی نے قریب موجود ویٹر کو آواز دی۔

"یس سر"...... ویٹر نے تیزی سے قریب آتے ہوئے کہا۔

"یہ میرا گلاس لے جاؤ۔ میری طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ پیمنٹ ہو جائے گی"...... صدیقی نے کہا۔

"یس سر"...... ویٹر نے کہا اور صدیقی کے سامنے پڑا ہوا گلاس اٹھا لیا۔

"یہ ہمارے گلاس بھی اٹھا لو اور ہاٹ کافی لے آؤ۔ پیمنٹ ہو جائے گی کیونکہ یہ صاحب جن کا آرڈر ہے بہترین پے ماسٹر ہیں اور جس وجہ سے ان کی طبیعت خراب ہوئی ہے وہ وجہ گرم کافی میں خود ہی جل کر راکھ ہو جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"بس۔ بس۔ یہ گلاس مجھے دو اور تم جاؤ"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا تو ویٹر نے حیرت بھرے انداز میں گلاس واپس رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ بات سمجھ ہی نہ سکا ہو لیکن ظاہر ہے وہ ویٹر تھا اس لئے خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"ہاں تو میں کہہ رہا تھا"...... عمران نے دوبارہ سٹارٹ پکڑتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب اگر آپ کو کسی کا انتظار ہے تو پلیز ہمیں بھی بتا دیجئے تاکہ ہمارے ذہن بھی ٹینشن کا شکار نہ رہیں"...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"انتظار کرتے کرتے تو بوڑھا ہونے کے قریب ہو گیا ہوں

لیکن انتظار محبوب کی زلف کی طرح دراز سے دراز تر ہوتا جا رہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ آپ کا محبوب شاید دو چار سو سال پہلے کا ہوگا ورنہ آج کل تو محبوب کی زلفیں سردیوں کے دنوں سے بھی زیادہ چھوٹی ہوتی ہیں''...... چوہان نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''صاحب آپ میں سے پرنس آف ڈھمپ صاحب کون ہیں''...... اچانک ایک سپروائزر نے قریب آ کر انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک کارڈلیس فون پیس آگے کی طرف کر دیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ سے فون لے لیا اور سپروائزر خاموشی سے واپس چلا گیا۔ عمران نے فون کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں''...... عمران نے ایکریمی لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ناٹران بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''سن پلازا کے عقبی طرف چار کاریں موجود ہیں اور چار افراد ان کاروں میں موجود ہیں جبکہ دو آدمی پلازہ کی چھت پر اور تین افراد پلازہ کے داخلی راستے کے اندر ہیں اور ان سب کے پاس وائٹل اسپیس گنیں ہیں۔ یہ سب ڈی فورس کے سپیشل گروپ کے

لوگ ہیں۔ اس کے علاوہ پلازہ کی اردگرد کی عمارتوں اور راج پارک میں بھی ان کے افراد پھیلے ہوئے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''پلازہ کی طرف کیا پوزیشن ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''پلازہ کے ساتھ ڈی کلب کی عمارت ہے جو کسی پلازہ سے کم نہیں ہے۔ پرتھوی پلازہ کی پانچویں منزل کی کھڑکیاں ڈی کلب کی چھت کے قریب ہیں لیکن یہ سب کھڑکیاں بند ہیں۔ اس طرف کوئی نہیں ہے کیونکہ اس طرف سے کوئی چھت پر ویسے بھی نہیں جا سکتا اور جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ سن پلازہ کی چھت پر دو آدمی موجود ہیں''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''تو پھر تم نے کیا پلان بنایا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چوتھی منزل پر براڈ ماسٹر مشین میکرز کمپنی کا آفس ہے۔ آفس نمبر آٹھ۔ اس کی عقبی کھڑکی چھت کے ساتھ ہے۔ اس کا دروازہ آپ کو ان لاکڈ ملے گا البتہ پلازہ کی ہر منزل پر ایک مسلح گارڈ ہر وقت موجود رہتا ہے۔ ان سے نمٹنا آپ کا کام ہوگا''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''چوتھی منزل پر پہنچنے کے دوران کتنے چوکیداروں سے واسطہ پڑے گا''...... عمران نے پوچھا۔

''گراؤنڈ فلور سے لے کر آٹھویں منزل تک ہر منزل پر ایک

مسلح گارڈ موجود ہوتا ہے جو کہ پرائیویٹ سیکورٹی کمپنی کے گارڈ ہیں''...... ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا دفاتر سب بند ہو گئے ہیں۔ ابھی تو شاید اتنا وقت نہیں ہوا''......عمران نے کہا۔

''جی نہیں۔ دفاتر بند ہونے میں تو ابھی دو گھنٹے رہتے ہیں لیکن آج قومی تعطیل ہے اس لئے دفاتر بند ہیں''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''اوہ ٹھیک ہے۔ شکریہ''......عمران نے کہا اور فون آف کر کے اس نے اسے میز پر رکھ دیا۔

''لو بھئی پلان تیار ہو گیا''...... عمران نے مسکرا کر اپنا گلاس اٹھایا اور جوس کا آخری گھونٹ حلق میں اتار لیا۔

''اوہ۔ تو آپ نے اس کام کے لئے ناٹران کی بھی ڈیوٹی لگا رکھی تھی''......صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ظاہر ہے چیف کا آدمی ہے۔ ہم سے زیادہ وہ یہاں کے حالات جاننے والا ہے۔ اس نے کام نہیں کرنا تو اور کس نے کرنا ہے۔ اب دیکھو میں نے ناٹران سے رابطہ کیا کہ ہم نے مشن مکمل کرنا ہے۔ اس نے نہ صرف ڈی کلب کا سراغ لگایا بلکہ اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ڈی فورس کے سپیشل گروپ نے وہاں پکٹنگ کر رکھی ہے۔ اس پکٹنگ کی ہمیں تفصیل بھی چاہئے اور ایسا پلان بھی جس کی مدد سے اس ڈی کلب میں کسی کی نظروں میں

آئے بغیر داخل ہو سکیں اور ساتھ ہی میں نے اسے بتا دیا کہ ہم راج پارک کے اوپن ائیر کیفے میں موجود ہوں گے اور نتیجہ تم نے دیکھ لیا کہ ہمیں یہاں بیٹھے بیٹھے ڈی فورس کی پکٹنگ کی مکمل رپورٹ مل گئی ہے''......عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور سب نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے انہیں اب سمجھ آئی ہو کہ عمران اب تک کیوں ادھر ادھر کی باتوں میں وقت گزار رہا تھا۔

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آپ اب اس نقشے کو حاصل کرنے کے لئے اس قدر تگ و دو کیوں کر رہے ہیں جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ پرتھویں پلازہ کے ساتھ موجود موہن کلب میں ایک ایسی سرنگ موجود ہے جس سے ہم اگنی پہاڑیوں تک اور وہاں بنائے گئے کیمپ تک پہنچ سکتے ہیں۔ پھر ہم وہاں جانے کی بجائے یہ سب کیوں کر رہے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے رودراس کے فرار ہو جانے کے بعد وہ راستہ اب تک اوپن ہو گا۔ اسے لامحالہ سیلڈ کر دیا گیا ہو اور ہو سکتا ہے کہ وہاں ایسے انتظامات کئے گئے ہوں کہ اگر ہم اس سرنگ میں داخل ہوں تو اس سرنگ کو ہی اُڑا دیا جائے لہٰذا ہمیں اب اس سرنگ کی بجائے دوسرا راستہ ڈھونڈنا ہے تا کہ ہم ڈی کیمپ تک پہنچ سکیں۔ نقشہ ملنے کے بعد ہمیں اگنی پہاڑیوں میں بھٹکنا نہیں پڑے گا اور ہم سیدھے راستے سے ہوتے ہوئے وہاں پہنچ جائیں گے اس لئے مشن پورا کرنے کے لئے ہمیں اس نقشے کی بے حد ضرورت

ہے۔ سمجھ لو ہم لاکھ سر پٹک لیں اس نقشے کے بغیر ڈی کیمپ تک نہیں پہنچ سکیں گے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ۔ تو یہ بات ہے‘‘...... چوہان نے سر ہلاتے ہوئے کہا جیسے وہ عمران کی ساری بات سمجھ گیا ہو۔

’’ہاں‘‘...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

’’لیکن جس کمپنی کے آفس کے بارے میں ناٹران نے بتایا ہے اس کمپنی کے آفس میں جا کر وہاں ہم کیا کریں گے‘‘...... صدیقی نے پوچھا۔

’’چھت پر موجود دونوں آدمیوں کو مخصوص گن کی مدد سے بے ہوش کر دیا جائے اور پھر ہم میں سے جن کے قدوقامت ان سے ملتے ہوں گے وہ ان جیسا لباس پہنچیں گے، میک اپ کریں گے اور اس کھڑکی کو کھول کر کمند کے ذریعے خاموشی سے نیچے اتر جائیں گے۔ ان دونوں بے ہوش آدمیوں کو کمند کی رسی کے ساتھ اوپر پہنچا دیا جائے گا اور انہیں ہلاک کر دیا جائے گا اور وہ دو آدمی خاموشی سے نیچے جائیں گے اور اندر موجود ڈی فورس کے آدمیوں کو ہلاک کر دیں گے اور اس کے بعد باقی افراد بھی نیچے پہنچ جائیں گے اور باہر موجود باہر ہی رہ جائیں گے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’لیکن جو لوگ باہر موجود ہیں کیا انہیں ہم کھڑکی سے اترتے نظر نہیں آئیں گے‘‘...... چوہان نے کہا۔

’’نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو ناٹران کبھی یہ پلان نہ بناتا۔ آؤ

چلیں‘‘...... عمران نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ایش ٹرے کے نیچے دبایا اور پھر وہ اطمینان بھرے انداز میں چلتے ہوئے پارک کے اس گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے جدھر سے وہ براہ راست سن پلازا پہنچ سکتے تھے۔ ان کے چہروں پر اطمینان جھلک رہا تھا اور وہ خوش بھی تھے کہ ان کے ایکشن میں آنے کا وقت آ گیا ہے۔

جولیا، تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل کے ہمراہ بھاٹاشا کلب پہنچی اور پھر کاؤنٹر پر بات چیت کے بعد ایک سپروائزر انہیں راسکل کنگ کے آفس میں لے جانے کے لئے ان کے ساتھ چل پڑا اور پھر ایک لفٹ کے ذریعے وہ نیچے ایک بڑے ہال میں پہنچ گئے جہاں مسلح افراد موجود تھے اور یہاں میزوں پر تاش سے جوا ہو رہا تھا۔ ایک طرف راہداری تھی جس میں چار مشین گنوں سے مسلح افراد موجود تھے۔

سپروائزر انہیں ساتھ لئے ہوئے اس راہداری سے گزرتا ہوا آخر میں موجود دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ درازے کی سائیڈ پر ایک فون پیس ہک میں لٹکا ہوا تھا۔ اس نے فون پیس اتارا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"جناب مہمان موجود ہیں"...... سپروائزر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے رسیور ہک سے

لٹکا دیا۔

"ایک منٹ انتظار کریں۔ ابھی دروازہ کھل جائے گا۔ باس اندر موجود ہیں"...... سپروائزر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا اور جولیا اپنے ساتھیوں سمیت اندر داخل ہوئی تو یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جو آفس کے انداز میں نہایت قیمتی اور خوبصورت سامان سے سجا ہوا تھا۔ ایک طرف مہاگنی کی بنی ہوئی بڑی سی آفس ٹیبل تھی جس کے پیچھے ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا خوشرو نوجوان بیٹھا تھا جبکہ ایک سائیڈ پر ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی بیٹھی انہیں عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے اندر داخل ہوتے ہی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا نوجوان اٹھ کھڑا ہوا۔

"خوش آمدید۔ میرا نام راسکل کنگ ہے"...... اس نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"سوری۔ میرے ہاتھوں میں الرجی ہے"...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں کہا اور میز کی سائیڈ پر اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ تنویر اور اس کے دوسرے ساتھیوں نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کیا اور پھر وہ بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"میرے پاس وقت بے حد کم ہوتا ہے اور میں نے صرف لارڈ کے ریفرنس کی وجہ سے ملاقات کر لی ہے۔ فرمائیں کیا کام ہے آپ کو مجھ سے"...... راسکل کنگ نے واپس اپنی کرسی پر بیٹھتے

ہوئے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔ شاید جولیا کے مصافحہ نہ کرنے کی وجہ سے اسے ذہنی جھٹکا لگا تھا۔

''یہ خاتون کیا آپ کی سیکرٹری ہے''...... جولیا نے ساتھ بیٹھی ہوئی لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ یہ میری فرینڈ ہے۔ اس کا نام اندومتی ہے اور یہ میری راز دار ہے اس لئے آپ اس کی موجودگی میں کھل کر بات کر سکتے ہیں''...... راسکل کنگ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ پہلے ہمارے پینے کے لئے کافی منگوا لیں پھر بات ہو گی''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سوری۔ میں ایسے تکلفات کا قائل نہیں ہوں اور نہ ہی میرے پاس اتنا وقت ہوتا ہے''...... راسکل کنگ نے سپاٹ اور دو ٹوک جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے پھر بات ہو جائے''...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں یہ بہتر ہے''...... راسکل کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ ڈی فورس کے کس گروپ سے وابستہ ہیں''...... جولیا نے کہا تو راسکل کنگ بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ پہلے اپنا تعارف تو کرائیں''...... اس بار راسکل کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کا خواہ مخواہ وقت ضائع ہو گا اس لئے صرف اپنا نام بتا دیتی ہوں۔ میرا نام مادام کیٹی ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں اور بس''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے مادام کیٹی میرا کوئی تعلق ڈی فورس سے یا اس کے کسی گروپ سے نہیں ہے''...... راسکل کنگ نے کہا۔

''اوہ پھر تو ہمارا کام نہیں ہو سکتا حالانکہ ہمیں لارڈ کلائیورٹ نے بتایا تھا کہ آپ ڈی فورس کے سپیشل گروپ کے پنڈت نارائن کے سلسلے میں کارآمد ہو سکتے ہیں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ کو پنڈت نارائن سے کیا کام ہے''...... راسکل کنگ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پنڈت نارائن ہمارے آڑے آ رہا ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ پنڈت نارائن سے باقاعدہ سودے بازی کی جائے۔ وہ جو رقم چاہے وہ لے لے اور ہمارے راستے سے ہٹ جائے''...... جولیا نے کہا۔

''آپ کا کام کیا ہے''...... راسکل کنگ نے کہا۔

''ہم یہاں ایک عسکریت پسند کیمپ جو ڈی کیمپ کہلاتا ہے اور اس نے پوری دنیا کے امن و امان کو تباہ کر رکھا ہے کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اب بتائیں اس سلسلے میں آپ ہماری کیا مدد کر سکتے ہیں''...... جولیا نے جواب دیا تو راسکل کنگ کے چہرے پر حیرت

کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ پنڈت نارائن آپ کا راستہ نہ روکے۔ اس کی تو ڈیوٹی یہی ہے"...... راسکل کنگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم اس کی ڈیوٹی میں حارج نہیں ہونا چاہتے"...... جولیا نے سنجیدگی کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں آپ کی بات۔ آپ کہہ رہی ہیں کہ آپ کسی ڈی کیمپ کو تباہ کرنا چاہتی ہیں جس کی حفاظت ڈی فورس کے ذمے ہے اور ڈی فورس کے سپیشل گروپ کا پنڈت نارائن آپ کے کام میں رکاوٹ نہ بنے۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... راسکل کنگ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈی فورس کی ڈیوٹی ڈی کیمپ کی بیرونی حفاظت ہے اندرونی نہیں اور ہم ڈی کیمپ میں کسی بیرونی ذریعے سے داخل نہیں ہونا چاہتے"...... جولیا نے کہا۔

"ارے۔تو پھر آپ ڈی کیمپ کیسے تباہ کریں گے۔ آپ کھل کر بات کریں آپ کہنا کیا چاہتی ہیں اس طرح الجھی ہوئی باتیں کر کے آپ کیوں اپنا اور میرا وقت ضائع کر رہی ہیں"...... اس بار راسکل کنگ نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"آپ درمیانی آدمی ہیں اس لئے آپ تفصیل میں نہ جائیں۔ آپ کے حق میں یہی بہتر ہے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں مجھے پوری تفصیلات کا علم ہونا چاہئے"...... راسکل کنگ نے کہا۔

"سوری۔ یہ ہمارا سیکرٹ معاملہ ہے۔ آپ پنڈت نارائن سے سودا کرائیں اور آپ کا کام ختم۔ ہاں جو معاوضہ آپ طے کریں آپ کو علیحدہ دیا جا سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"آپ کا تعلق کس تنظیم سے ہے"...... راسکل کنگ نے کہا۔

"یہ بھی آپ کو نہیں بتایا جا سکتا"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور اگر میں بتا دوں۔ تب"...... راسکل کنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ جو مرضی آئے کہتے رہیں آپ کی زبان پر ہم پابندی نہیں لگا سکتے"...... جولیا نے جواب دیا۔

"تو پھر محترمہ آپ کا جو بھی نام ہو یہ سن لیں کہ میرا نام ہی پنڈت نارائن ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آپ چاروں کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور آپ نے رگھو ناتھ کو ہلاک کیا ہے اور اب آپ کی باری ہے"...... پنڈت نارائن نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"سوری مسٹر پنڈت نارائن۔ آپ کو جس کسی نے بھی یہ بتایا ہے غلط بتایا ہے۔ ہمارا کوئی تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہے"...... جولیا نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر اگر میں آپ کا میک اپ چیک کرا لوں تو آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہو گا“ ...... پنڈت نارائن نے شاطرانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ بالکل چیک کرا لیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن پہلے آپ کو ہمارا کام کرنے کا وعدہ کرنا ہو گا“ ...... جولیا نے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو پنڈت نارائن کے چہرے پر حیرت اور الجھن کے ملے جلے تاثرات ابھر آئے۔

”جب میں کہہ رہا ہوں کہ میں ہی پنڈت نارائن ہوں تو پھر“ ...... راسکل کنگ نے کہا۔

”اگر آپ اس بات پر بضد ہیں تو ٹھیک ہے پھر تو آپ سے براہ راست سودا ہو سکتا ہے۔ بولیں“ ...... جولیا نے کہا۔

”مجھے یہ سودا بھی منظور نہیں ہے اور اب تم لوگ زندہ بھی واپس نہیں جا سکتے“ ...... پنڈت نارائن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر کوئی بٹن پریس کیا تو سرر کی آواز کے ساتھ جولیا اور اس کے ساتھیوں کے سامنے والی دیوار یکلخت غائب ہو گئی۔ اب وہاں تین مشین گنوں سے مسلح آدمی نظر آ رہے تھے جن کی مشین گنوں کے رخ جولیا اور اس کے ساتھیوں کی طرف تھے۔

”اس کا کیا مطلب ہوا۔ آپ لڑنا چاہتے ہیں“ ...... جولیا نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”لڑنا نہیں تم لوگوں کو ہلاک کرنا چاہتا ہوں“ ...... پنڈت نارائن

نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکلخت چیخ کر فائر کا لفظ کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ لفظ پورا کرتا کمرہ دھماکوں کے ساتھ ہی انسانی چیخوں سے گونج اٹھا اور سامنے دیوار کھلنے پر نظر آنے والے تینوں افراد چیختے ہوئے الٹ کر نیچے گرے۔

اس کے ساتھ ہی جولیا بجلی کی سی تیزی سے اچھلی اور میز کی سائیڈ پر بیٹھی ہوئی اندو متی چیختی ہوئی کرسی سمیت فرش پر جا گری اور پھر اس سے پہلے کہ پنڈت نارائن کچھ سمجھتا وہ چیختا ہوا میز کے اوپر سے گھسٹتا ہوا اچھل کر فرش پر جا گرا۔ نیچے گرتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن کنپٹی پر پڑنے والی صفدر کی بھرپور لات نے اسے ایک بار پھر زمین پر گرایا اور اس کے ساتھ ہی وہ ساکت ہو گیا جبکہ کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلا اور پھر مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی باہر راہداری میں موجود دونوں مسلح افراد چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا راہداری کے کنارے پر پہنچا اور پھر اس نے لمبا جمپ لگایا اور ہال ایک بار پھر مشین پسٹل کی تڑتڑاہٹ سے گونجا اور اس کے ساتھ ہی ہال کے کونے میں موجود دو مسلح آدمی چیختے ہوئے نیچے گرے۔

اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل نے غوطہ لگایا اور گولیوں کا ایک پورا برسٹ اس کے سر کے اوپر سے گزر گیا لیکن غوطہ لگاتے ہوئے اس کا مشین پسٹل ایک بار پھر چلا اور راہداری کی طرف دوڑتے

ہوئے باقی بچ جانے والے دونوں مسلح آدمی بھی چیختے ہوئے نیچے گر گئے۔ ہال میں موجود جوا کھیلنے والے بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے لیکن ان کے چہرے زرد پڑ گئے تھے اور خوف کی شدت سے آنکھیں پھٹ گئی تھیں۔ مسلح افراد کے مرتے ہی کیپٹن شکیل نے بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے جیب سے ہاتھ نکال کر فرش پر مارا تو اس طرح دھماکہ ہوا جیسے بم پھٹا ہو اور کیپٹن شکیل نے سانس روک لیا اور دوسرے لمحے جوا کھیلنے والے افراد اس طرح نیچے گرنے لگے جیسے زہریلی دوا چھڑکنے سے حشرات الارض گرتے ہیں اور کیپٹن شکیل اسی طرح سانس روکے دوڑتا ہوا راہداری میں آ گیا تو کمرے کا دروازہ اندر سے بند ہو چکا تھا۔ کیپٹن شکیل نے لات مار کر دروازہ کھولا اور تیزی سے سائیڈ دیوار سے لگ گیا لیکن دوسرے لمحے وہ اندر داخل ہوا تو وہاں ماحول ویسے ہی تھا البتہ اس کے ساتھیوں کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ سانس روکے کھڑے ہیں۔ دھماکے کی آواز ان کے لئے کاشن تھا۔ یہ بے ہوش کر دینے والا خصوصی بم انہوں نے پہلے سے ہی سوچ سمجھ کر حاصل کیا تھا تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس کے ساتھیوں کو علم ہی نہ ہو سکے اور وہ بھی ساتھ ہی بے ہوش ہو جائیں۔ چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل نے آہستہ سے سانس لیا۔ جب اسے مخصوص بو محسوس نہ ہوئی تو اس نے زور زور سے سانس لینا شروع کر دیا۔ اسے سانس لیتا دیکھ کر جولیا اور دوسرے ساتھیوں نے بھی زور سے سانس لینے شروع کر دیئے۔

"ادھر چیک کیا ہے"..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ ادھر خفیہ راستہ ہے جہاں دو مسلح افراد موجود تھے۔ انہیں ختم کر دیا گیا ہے"..... صفدر نے جواب دیا۔

"اب اس پنڈت نارائن کا کیا کرنا ہے۔ اسے گولی کیوں نہ ماری دی جائے"...... تنویر نے کہا۔

"صفدر تم اس خفیہ راستے میں جاؤ تاکہ وہاں سے کوئی داخل نہ ہو سکے اور کیپٹن شکیل تم جا کر لفٹ کا سوئچ پینل فائرنگ سے تباہ کرو تاکہ لفٹ کے ذریعے اوپر سے کوئی نیچے نہ آ سکے اور تنویر کے پاس ڈبل کلپ ہتھکڑی ہے وہ اس پنڈت نارائن کے ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال کر اسے صوفے پر بٹھا دے اور اس اندومتی کو گولی مار دو"...... جولیا نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل تیزی سے عقبی طرف کو لپکتے جبکہ تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ایک ہتھکڑی نکال کر فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے پنڈت نارائن کو اٹھا کر دونوں ہاتھ عقب میں کر کے ہتھکڑی ڈال دی اور پھر اسے اٹھا کر صوفے پر ڈالا پھر جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی اندومتی کے جسم میں گولیاں اترتی چلی گئیں۔ اندومتی کا جسم چند لمحوں کے لئے معمولی سا اچھلا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... جولیا نے کہا اور خود وہ تیزی سے میز کی دوسری سائیڈ پر ہو گئی اور اس نے میز کی درازیں

کھول کر چیک کرنا شروع کر دیا۔

پھر ایک خصوصی ساخت کا فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھ دیا اور درازیں بند کر دیں جبکہ تنویر نے اس دوران جیب سے ایک شیشی نکالی اس اس کا ڈھکن کھول کر اس نے پنڈت نارائن کی ناک سے لگایا اور چند لمحوں بعد ڈھکنا لگا کر اور شیشی کو جیب میں ڈال کر اس نے دونوں ہاتھوں سے پنڈت نارائن کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ اس دوران کیپٹن شکیل بھی واپس آ گیا۔ اب اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ چند لمحوں بعد پنڈت نارائن کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے۔ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... جولیا نے ایکریمی لہجے میں کہا۔

''باس سے بات کرائیں مس اندومتی میں ہنری بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''باس انتہائی اہم کام میں مصروف ہے ڈونٹ ڈسٹرب اگین''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور واپس رکھ دیا۔ اسی لمحے تنویر نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا اور چند لمحوں بعد پنڈت نارائن نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بازو عقب میں ہونے کی وجہ سے وہ صرف سمٹ کر ہی رہ گیا اور پھر اس کی آنکھوں میں چھائی ہوئی دھند

صاف ہو گئی۔

''یہ۔ یہ تم زندہ ہو۔ یہ کیا مطلب ہوا''...... پنڈت نارائن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ خاصا سنبھلا ہوا تھا۔

''اندومتی سمیت تمہارے سب آدمی ہلاک ہو چکے ہیں پنڈت نارائن۔ تم سے حماقت ہوئی کہ تم نے ہمارے اندر داخل ہوتے ہی ہم پر فائر نہیں کھولا اس لئے میں تم سے باتیں کرتی رہی تاکہ ہم ماحول کا جائزہ لے کر اچھی طرح اپنے آپ کو ایڈجسٹ کر سکیں چونکہ صوفے صرف ایک دیوار کے ساتھ تھے دوسری دیوار خالی تھی اس لئے ہم سمجھ گئے کہ ہم پر حملہ آور صرف سامنے کی طرف سے آ سکتے ہیں یا تمہارے عقب سے اور ہمارے پاس خصوصی مشین پسٹل موجود تھے جو ہمارے ہاتھوں میں چھپے ہوئے تھے اس لئے جیسے ہی تمہارے آدمی ظاہر ہوئے ہم نے ان پر فائر کھول دیا۔ باہر ہال میں مسلح افراد کو بھی ختم کر دیا گیا اور وہاں جوا کھیلنے والوں کو بے ہوش کر دیا گیا۔ خفیہ راستے میں موجود تمہارے دو مسلح افراد بھی ہلاک ہو چکے ہیں اور لفٹ کا سوئچ پینل فائرنگ کر کے توڑ دیا گیا ہے اس لئے اب لفٹ کے ذریعے اوپر سے نیچے بھی کوئی نہیں آ سکتا۔ ہمارا ایک آدمی خفیہ راستے میں مستقل طور پر موجود ہے تاکہ اگر کوئی وہاں سے آئے تو اسے ختم کر دیا جائے اس طرح اب تم اپنے اس آفس میں مکمل طور پر ہمارے رحم و کرم پر ہو۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم پہلے کافرستان کی بلیک ایجنسی کے ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ تھے اور اب

ڈی فورس کے سپیشل گروپ کے انچارج ہو اور ہمیں پہلے سے ہی خطرہ تھا کہ ہوسکتا ہے کہ تمہیں ہماری اصلیت کے بارے میں پہلے سے علم ہو چکا ہو۔ لیکن اب جو صورتحال ہے اس کے بعد تم نے ایک کام کرنا ہے کہ ڈی کلب کے گرد موجود اپنے آدمیوں کو حکم دے کر وہاں سے ہٹانا ہے۔ بولو کیا تم ایسا کرنے کے لئے تیار ہو''...... جولیا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''تم مجھے چاہے گولی مار دو چاہے میرے جسم کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دو میں یہ کام نہیں کر سکتا''...... پنڈت نارائن نے انتہائی مضبوط لہجے میں کہا۔

''اوکے ہم نے بس اتنا ہی پوچھنا تھا تم سے''...... جولیا نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''کیا مطلب۔ مجھے ہلاک کر کے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا''...... پنڈت نارائن نے جولیا کے چہرے پر ابھر آنے والے تاثرات دیکھتے ہی جلدی سے کہا۔

''یہ سوچنا ہمارا کام ہے تمہارا نہیں۔ ہاں میں تمہیں آخری چانس دے سکتی ہوں۔ ہاں یا نہ میں جواب دو میری انگلی ٹریگر پر موجود ہے''...... جولیا نے کہا لیکن دوسرے لمحے پنڈت نارائن کے جسم نے یکلخت جھٹکا کھایا اور اس نے اچھل کر جولیا سے ٹکرانے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور پنڈت نارائن

واپس صوفے پر جا گرا۔ سائیڈ پر موجود تنویر کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور پنڈت نارائن زوردار تھپڑ کھا کر واپس صوفے میں دھنس گیا تھا۔ اس کے چہرے پر تنویر کی انگلیوں کے نشانات ابھر آئے تھے۔

''تم ٹاپ ایجنٹ ہو تو میں سپر ٹاپ ہوں۔ سمجھے''...... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

''بولو۔ ہاں یا نہ میں جواب دو''...... جولیا نے ایک بار پھر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں نہیں میں تمہارے ساتھ تعاون نہیں کر سکتا''...... پنڈت نارائن نے کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ جولیا کا بازو گھوما اور پنڈت نارائن کی کنپٹی پر پڑنے والی مخصوص ضرب کی وجہ سے اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

''اچھا ایجنٹ ہے۔ گڈ شو''...... جولیا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے پنڈت نارائن کے نہ بتانے کے فیصلے سے خوشی ہوئی ہو۔

''احمق ہے۔ بہرحال اب تمہارا کیا پروگرام ہے''...... تنویر نے کہا۔

''کچھ نہیں۔ اب ہم نے ڈی کلب پہنچنا ہے۔ عمران نے مجھے صرف اتنا کہا تھا کہ میں ڈیڑھ دو گھنٹے تک پنڈت نارائن کو روکے رکھوں تاکہ وہ کسی کو احکامات نہ دے سکے اور کسی سے رپورٹ نہ لے سکے اور دو گھنٹے ہو گئے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

"تو اس پنڈت نارائن کو گولی مار دیں اسے زندہ رکھنے کا کیا فائدہ"..... تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے"..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ تنویر نے کچھ کہنا چاہا لیکن پھر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے جولیا کے فیصلے کے سامنے وہ کیا کہہ سکتا تھا۔

"تو پھر آؤ نکل چلیں اب یہاں رکنا حماقت ہے"..... کیپٹن شکیل نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھ گئی جدھر خفیہ راستہ تھا۔ تنویر اور کیپٹن شکیل بھی اس کے پیچھے تھے۔ جب وہ راہداری کا موڑ مڑ کر خفیہ راستے میں پہنچے تو صفدر انہیں دیکھ کر چونک پڑا۔

"کیا ہوا"..... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"کام ختم ہو گیا اب نکل چلو"..... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا۔ راہداری کے آخر میں موجود دروازے کی چٹخنی اندر سے لگی ہوئی تھی۔ چٹخنی اس نے جیسے ہی کھولی چھت سے یکلخت نیلے رنگ کی شعاعوں کا دھارا سا نکل کر راہداری میں پڑا اور اس کے ساتھ ہی جولیا اور اس کے ساتھیوں کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ یکلخت اندھے ہو گئے ہوں۔ یہ احساس بھی صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔ دوسرے لمحے ان کے ذہن اور احساسات سب کچھ بھوت کے اندھیروں میں ڈوبتے چلے گئے۔

عمران اپنے ساتھیوں چوہان اور صدیقی سمیت راج پارک سے نکل کر سن پلازا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ آٹھ منزلہ پلازہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس میں داخل ہوئے تو نیچے شاپس کھلی ہوئی تھیں البتہ اوپر جانے والے آفسز کے لئے وہاں چار لفٹیں لگی ہوئی تھیں لیکن ساری لفٹیں نیچے موجود تھیں اور لاکڈ تھیں۔ ان پر کلوزڈ کی تختیاں لگی ہوئی تھیں۔ یقیناً قومی تعطیل کی وجہ سے چونکہ اوپر سارے آفس بند تھے اس لئے لفٹیں بند کر دی گئی تھیں۔

"لفٹیں بند ہیں اس لئے ہمیں اب سیڑھیاں چڑھنا پڑیں گی"..... عمران نے کہا اور ایک سائیڈ پر موجود سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ سیڑھیوں کے ساتھ باقاعدہ یونیفارم پہنے ایک نوجوان کھڑا تھا اس کے کاندھے سے ایک مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔ سینے پر کسی سیکورٹی کمپنی کا بیج بھی لگا ہوا تھا۔

"جناب اوپر آفس بند ہیں"..... عمران اور اس کے ساتھیوں کو

سیڑھیوں کے قریب آتے دیکھ کر اس گارڈ نے آگے بڑھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا

"وہ تو ہمیں بھی معلوم ہے یہ بتاؤ کہ کیا اوپر گارڈ نہیں ہیں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"گارڈ تو ہیں مگر......" اس نوجوان نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ۔ یہ بتاؤ کہ کتنے گارڈ ہیں"...... عمران نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں پوچھا۔

"ہر منزل پر ایک گارڈ ہوتا ہے جناب اس لئے سب ہی موجود ہیں۔ مگر آپ کون ہیں اور گارڈز کے بارے میں اس طرح سے کیوں پوچھ رہے ہیں"...... گارڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا سپیشل سروس سیکورٹی چیکنگ ڈیپارٹمنٹ کا نام سنا ہے تم نے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر مگر......" نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق اس سیکورٹی سے ہے اور ہم نے چیکنگ کر کے رپورٹ دینی ہے کہ کیا قومی تعطیل کے روز تمام گارڈز موجود ہیں یا نہیں اور اب تم ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہر ایک کو ہمیں تعارف نہ کرانا پڑے"...... عمران نے کہا۔

"میں انہیں نیچے کال کر لیتا ہوں جناب"...... گارڈ نے جیب سے ایک ٹرانسمیٹر نکالتے ہوئے کہا۔

"نہیں اس طرح ہمیں یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ وہ اوپر موجود ہیں اور کس طرح ڈیوٹی دے رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے وہ ایک ہی منزل پر بیٹھے کارڈ کھیل رہے ہوں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے آئیں لیکن آپ کا شناختی کارڈ"...... گارڈ نے کہا۔

"اکٹھا دکھا دیں گے آؤ ورنہ ہمیں پاگل کتوں نے نہیں کاٹا کہ ہم سیڑھیاں چڑھ کر اپنے آپ کو تھکاتے پھریں"...... عمران نے کہا تو گارڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شاید اسے یہ سمجھ آ گئی تھی کہ بند آفس اور گارڈ کی موجودگی میں کسی کو کیا ضرورت ہے کہ وہ خواہ مخواہ سیڑھیاں چڑھتا رہے اور سپیشل سروس سیکورٹی چیکنگ واقعی کافرستان کا ایک سرکاری ادارہ تھا جو پرائیویٹ سیکورٹی ایجنسیوں کی کارکردگی چیک کرنے پر مامور تھا تاکہ انہیں ہائر کرنے والوں کو معلوم ہوتا رہے کہ سیکورٹی ایجنسیاں اپنے فرائض صحیح انجام دے رہی ہیں یا نہیں اور ان کی رپورٹ اگر کسی ایجنسی کے خلاف دی جاتی تو ان کے معاہدے منسوخ ہو جاتے تھے اس لئے انہیں اس ایجنسی کے ملازمین کے نخرے اٹھانے پڑتے تھے۔

پھر عمران اپنے ساتھیوں اور گارڈ کو لے کر سیڑھیاں چڑھ کر پہلی منزل پر پہنچا تو وہاں ایک کونے میں مسلح گارڈ بڑے چوکنا انداز میں کھڑا تھا۔ وہ انہیں دیکھ کر چونک پڑا لیکن عمران سے پہلے اس کے ساتھ موجود گارڈ نے ان کا تعارف کرایا تو اس گارڈ کے چہرے

پر بھی نرمی آ گئی۔

"تم بھی ہمارے ساتھ آ جاؤ ورنہ ہو سکتا ہے کہ تم اپنے ساتھیوں کو ٹرانسمیٹر پر اطلاع کر دو۔ آؤ"...... عمران نے دوسرے گارڈ کو سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسرے گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ اسی طرح تیسری منزل کے گارڈ کو بھی عمران نے ساتھ لے لیا اور پھر وہ چوتھی منزل پر پہنچ گئے۔

"بس۔ اب میں تھک گیا ہوں اس لئے اوپر موجود گارڈ کو ٹرانسمیٹر پر بلوا لو تاکہ میں ان کے نام رپورٹ میں درج کر دوں"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اب مزید سیڑھیاں چڑھنا اس کے بس میں نہ رہا ہو اور گراؤنڈ فلور والے گارڈ نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس نے باری باری اوپر موجود چاروں گارڈز کو چوتھی منزل پر کال کیا۔ شاید وہ بھی تھک چکا تھا اس لئے اس نے عمران کی بات پر فوری عمل کر دیا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہاں تمام گارڈ اکٹھے ہو گئے۔

"اپنے اپنے نام بتاؤ تاکہ میں سانس روک کر انہیں لکھ سکوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اسے باہر نکالا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور فرش پر پٹاخہ سا چھوٹا۔ عمران نے سانس روک لیا۔ ظاہر ہے اس کا فقرہ سن کر اس کے ساتھیوں نے بھی

سانس روک لئے تھے جبکہ سارے گارڈ حیرت سے فرش کو دیکھتے ہوئے ڈھیر ہوتے چلے گئے تھے۔ چند لمحوں بعد عمران نے سانس لیا۔

"اب سانس لے سکتے ہو۔ انہیں اٹھا کر سائیڈ پر کرنا پڑے گا بلکہ انہیں اسی کمرے میں لے چلتے ہیں"...... عمران نے کہا تو چوہان اور صدیقی نے آگے بڑھ کر ان میں سے ایک ایک کو اٹھا لیا جبکہ عمران تیزی سے اس آفس کے طرف بڑھا جس کا ذکر ناٹران نے اپنی کال میں کیا تھا۔ آفس کا لاک واقعی کھلا ہوا تھا۔

عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو یہ ایک چھوٹا کمرہ تھا لیکن اندر ایک اور کمرہ تھا۔ عمران اس کا دروازہ کھول کر اندر گیا تو یہ ایک خاصا بڑا ہال نما کمرہ تھا جس کی ایک سائیڈ پر شیشے کا بنا ہوا آفس تھا۔ یہ باقاعدہ آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ عقبی طرف فرانسیسی طرز کی ایک لمبی سی کھڑکی تھی جس پر پردہ موجود تھا۔

چوہان اور صدیقی نے دونوں گارڈز کو ایک صوفے کے پیچھے لٹا دیا اور پھر تیزی سے واپس چلے گئے جبکہ عمران کھڑکی کی طرف بڑھا اور اس نے پردہ ہٹایا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کھڑکی میں موجود شیشے سے ایک عمارت کی وسیع و عریض چھت صاف دکھائی دے رہی تھی جس کے تینوں اطراف خاصی اونچی چار دیواری تھی اور تین مسلح آدمی وہاں موجود تھے جو چھت کے تینوں اطراف میں چار دیواری کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان

میں سے ایک کا رخ عمارت کی طرف تھا جبکہ باقی دو کا رخ دوسری سائیڈوں پر تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ اس چار دیواری کی وجہ سے وہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر نیچے جا سکتے ہیں۔ اس نے جیب سے ایک سائیلنسر لگا ہوا پسٹل نکالا اور پھر اس نے آہستہ سے اس کھڑکی کو اوپر اٹھایا۔ چونکہ ان تینوں کا رخ دوسری طرف تھا۔ پلازہ کی طرف سے تو شاید انہیں ایک فیصد بھی خطرہ نہ تھا اس لئے وہ اس طرف سے مطمئن تھے۔

کھڑکی اوپر اٹھا کر عمران نے سائیلنسر لگے پسٹل کا رخ سامنے بیٹھے ہوئے آدمی کی طرف کیا۔ اس کی اس طرف پشت تھی۔ اسے معلوم تھا کہ جیسے ہی یہ آدمی گرے گا دوسری سائیڈوں پر موجود آدمی لاشعوری طور پر دوڑ کر اس کی طرف بڑھیں گے اس طرح وہ پلازہ کی طرف نہ دیکھیں گے اور ہٹ ہو جائیں گے ورنہ اگر وہ پہلے سائیڈ پر موجود کسی آدمی کو نشانہ بناتا تو لامحالہ دوسری سائیڈ پر موجود آدمی عمران کو چیک کر سکتے تھے اور چونکہ یہ تربیت یافتہ افراد تھے اس لئے معاملات گڑبڑ بھی ہو سکتے تھے۔

چنانچہ اس نے پہلے اس آدمی کا نشانہ لیا جس کی پشت پلازہ کی طرف تھی دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبایا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی ٹھیک اس آدمی کی گردن میں گھستی چلی گئی اور وہ ہلکی سی چیخ مار کر سائیڈ پر گرا۔ دوسرے دونوں چونک کر اس کی طرف مڑے اور پھر تیزی سے اس کی طرف دوڑ پڑے۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا"...... دونوں کہہ رہے تھے اسی لمحے عمران نے دو بار ٹریگر دبایا اور دونوں آدمی چھت سے گرنے والی چھپکلیوں کی طرح نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ گولیاں ان کے سینوں پر اس جگہ پڑی تھی کہ سیدھی دل میں اتر گئی تھیں جبکہ پہلا آدمی شہ رگ کٹ جانے کی وجہ سے پہلے ہی ساکت ہو چکا تھا۔

"جاؤ چیک کرو اور جو نظر آئے اسے بے ہوش کر دو"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی دوڑتے چلے گئے۔ عمران بھی ان کے پیچھے ہو لیا اور پھر انہیں جو بھی دکھائی دیا وہ اسے بے ہوش کرتے چلے گئے۔ ایک بند کمرے کے دروازے سے انہیں آواز سنائی دیں تو وہ وہیں رک گئے۔ یہ کمرہ راہداری کے آخر میں تھا۔ صدیقی آگے بڑھا اور اس نے کمرے کے دروازے کی، کی ہول سے آنکھ لگا دی۔

"اس طرف دو آدمی ہیں"...... صدیقی نے ایک چھوٹے سے سوراخ سے آنکھ لگا کر دیکھنے کے بعد کہا۔

"اوکے۔ [illegible] بیک وقت فائر کرنا ہے تینوں سائیڈوں سے لیکن کسی کے حلق سے چیخ نہ نکل سکے اور نہ کوئی کسی قسم کا کاشن دے سکے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... چوہان اور صدیقی نے کہا۔

"جیسے ہی میں فائر کہوں تم دونوں نے ٹریگر دبا دینے ہیں۔ اپنی

"پوزیشنیں اچھی طرح سنبھال لو"...... عمران نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے ایک بار پھر سوراخ سے آنکھ لگائی اور سامنے موجود دونوں کی پوزیشن کو چیک کر کے اس نے سر پیچھے کیا اور پھر گن کی نال سوراخ میں رکھ کر اس نے اسے اپنے انداز میں ایڈجسٹ کیا۔

"ایڈجسٹ ہو گئے ہو یا نہیں"...... عمران نے سر موڑے بغیر پوچھا۔

"ہو گئے ہیں"...... چوہان اور صدیقی نے جواب دیا۔

"فائر"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپ گن کا ٹریگر دبا دیا اور ساتھ ہی اس نے گن سے فائر ہوتے اسے ذرا سا دائیں طرف گھما دیا۔ ٹھک ٹھک کی آوازیں گن سے نکلیں اور عمران نے ٹریگر سے انگلی ہٹا کر گن باہر نکالی اور سورا سے آنکھ لگا دی۔ نیچے سے کسی کے گرنے کے ہلکے سے دو دھماک کے علاوہ اور کوئی آواز سنائی نہ دی۔ عمران نے دیکھا کہ دون آدمی زمین پر پڑے ہوئے تھے اور ان کی کھوپڑیاں ٹوٹ کر ز پر بکھری ہوئی تھیں۔

"کیا رہا"...... عمران نے مڑ کر کہا۔

"سب ختم ہو چکے ہیں۔ میں نے ان کی کھوپڑیوں کو نشان تھا"...... صدیقی نے جواب دیا اور پھر یہی جواب چوہان کی ط سے بھی مل گیا۔

"آؤ اب نیچے چلیں"...... عمران نے کہا اور تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ چوہان اور صدیقی نے اس کی پیروی کی۔ سیڑھیاں گولائی میں گھومتی ہوئی نیچے جا رہی تھیں۔ وہ تیزی سے لیکن انتہائی محتاط انداز میں سیڑھیاں اتر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ نیچے برآمدے میں پہنچ گئے۔

"ادھر گیٹ کے ساتھ ہال کمرے میں راستہ جاتا ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر وہ پنجوں کے بل دوڑتا ہوا اس ہال کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ چوہان اور صدیقی گو اس کے پیچھے دوڑ رہے تھے لیکن وہ بھی بے حد محتاط تھے تاکہ ان کے دوڑنے کی آواز باہر موجود افراد تک نہ پہنچ سکے۔ اس ہال نما کمرے کا دروازہ گیٹ کی سائیڈ پر تھا اور بند تھا۔

عمران نے دروازے کے قریب رک کر جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اس پر موجود بٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیئے۔ باکس پر ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا بلب جلنے لگا۔ عمران نے باکس کی پشت دروازے کے ساتھ لگائی تو بلب ایک جھماکے سے بند ہو گیا اور عمران نے باکس ہٹا کر اس کے بٹن آف کئے اور پھر اسے جیب میں ڈال کر اس نے دروازے کو ہاتھ سے دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ عمران تیزی سے اندر داخل ہوا۔

اس کے پیچھے چوہان اور صدیقی بھی اندر داخل ہوئے تو عمران نے دروازہ بند کر کے جیب سے دوبارہ وہی باکس نکالا اور اس کے

بٹن پریس کر دیئے۔ سرخ رنگ کا بلب دوبارہ جل اٹھا تو عمران نے باکس کی پشت دروازے کے ساتھ لگا دی۔ بلب جھماکے سے بند ہو گیا تو عمران نے باکس ہٹایا اور بٹن آف کر کے اسے دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

"حفاظتی سسٹم دوبارہ آن ہو گیا ہے اور دروازہ بھی اندر سے خود بخود لاکڈ ہو گیا ہے۔ اب باہر والوں کو یہ خیال ہی نہ آ سکے گا کہ اس حفاظتی سسٹم کی موجودگی میں کوئی اندر بھی جا سکتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے آہستہ سے کہا تو چوہان اور صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ اس ہال نما کمرے میں بڑی بڑی لکڑی کی پیٹیاں اور گتے کے باکس ایک دوسرے پر جگہ جگہ ڈھیروں کی صورت میں پڑے ہوئے تھے البتہ ایک کونا خالی تھا۔ عمران اس کونے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کونے کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی تیز نظریں دیواروں اور فرش کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔

عمران نے ایک بار پھر جیب میں ہاتھ ڈالا اور وہی باکس نکال کر اس نے اس کے بٹن پریس کئے اور سرخ بلب جلنے پر اس نے نیچے بیٹھ کر اس باکس کو فرش پر رکھا لیکن بلب ویسے ہی سرخ رہا۔ فرش پر جگہ جگہ اسے رکھنے کے بعد عمران اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے سامنے والی دیوار پر جیسے ہی باکس کی پشت لگائی بلب ایک جھماکے سے سبز ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں سائیڈوں میں چلی گئی۔ اب دوسری

طرف سیڑھیاں نیچے ایک بند گیلری میں اترتی نظر آ رہی تھیں اور راہداری گہرائی میں اترتی چلی جا رہی تھی۔ آخر میں ایک فولادی دروازہ تھا جس پر سرخ رنگ کا بلب جلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے ہاتھ میں موجود باکس کے بٹن آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

"مجھے کراڈیم چیکر دو چوہان"...... عمران نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا تو چوہان نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا سنہرے رنگ کا آلہ نکال کر عمران کے ہاتھ میں دے دیا۔ یہ آلہ شطرنج کے مہرے جیسا تھا۔ عمران نے اس آلے کی ایک سائیڈ پر ابھری ہوئی جگہ کو پریس کیا تو اس کا رنگ ایک جھماکے سے تبدیل ہو گیا۔ اب وہ سنہرے کی بجائے سرخ رنگ کا نظر آ رہا تھا۔

عمران نے آہستہ سے اسے پہلی سیڑھی پر رکھ دیا۔ ہلکے سے چھناکے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی راہدی کے آخر میں موجود دروازے کے اوپر جلنے والا سرخ رنگ کا بلب بجھ گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر آلے کو اٹھایا اور اس کی سائیڈ کو پریس کیا تو آلہ دوبارہ سنہرے رنگ کا ہو گیا۔ عمران نے اسے چوہان کو واپس دیا اور پھر سیڑھیاں اتر کر وہ تیزی سے راہداری میں پہنچا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ چوہان اور صدیقی بھی اس کے پیچھے تھے البتہ ان دونوں کے ہاتھوں میں سائیلنسر لگے ریوالور موجود تھے۔ دروازے کے قریب پہنچ کر عمران نے ایک بار پھر وہی چھوٹا باکس نکالا اور

اس کے بٹن پریس کر کے اس نے باکس کو دروازے کے ساتھ لگا دیا۔ باکس پر جلنے والا سرخ بلب ایک بار پھر جھماکے سے سبز ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے باکس کو ہٹایا اور اس کے بٹن آف کئے اور اسے جیب میں ڈال لیا۔

”اس دروازے کے بعد ہم ڈی کلب کے اندر موجود ہوں گے اور رگھو ناتھ کے مطابق اس دروازے کے بعد کسی قسم کے کوئی حفاظتی انتظامات نہیں ہیں اور اندرونی نقشے کے مطابق پربھاس پربھو انچارج ڈی کلب کا آفس راہداری کے دائیں ہاتھ پر پہلا کمرہ ہے۔ وہ نقشہ یقیناً اسی کمرے میں ہو گا“...... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

”لیکن اندر مسلح محافظ بھی ہوں گے۔ آخر یہ ڈی کیمپ والوں کا خفیہ اور خاص اسٹرانگ روم ہے۔ یہ کافی بڑا ہو گا جس کی حفاظت کے لئے اندر مسلح افراد کی کافی تعداد ہونے کے امکانات ہو سکتے ہیں“...... چوہان نے کہا۔

”نہیں۔ یہ اتنا بڑا اسٹرانگ روم نہیں ہے۔ میری کوشش ہے کہ ہم اصل نقشے کی بجائے اس نقشے کی کاپی بنا کر لے جائیں۔ اس طرح ڈی کیمپ والوں اور ڈی فورس کو شک نہ ہو گا کہ یہاں سے نقشہ اُڑا لیا گیا ہے۔ وہ اس نقشے کی حفاظت پر لگے رہیں گے اور ہم نقشے کے مطابق ڈی کیمپ پہنچ کر اسے تباہ کر دیں گے۔ اس طرح ہمارا کام آسان ہو جائے گا۔ تم بہرحال ہر قسم کے حالات

کے لئے تیار رہنا“...... عمران نے کہا تو صدیقی اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے باکس جیب میں ڈالا اور پھر دوسری جیب سے ایک چپٹی نال والا چھوٹا سا پسٹل نکال لیا۔ یہ بے ہوشی کی گیس فائر کرنے والا مخصوص پسٹل تھا۔

عمران نے دروازے کو ہاتھ سے دھکیلا تو فولادی دروازہ کھلتا چلا گیا۔ تھوڑی سی جھری ہونے پر سامنے ایک چھوٹی سی راہداری نظر آ رہی تھی جو آگے جا کر گھوم جاتی تھی۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے چپٹی نال والے پسٹل کو اس جھری میں داخل کیا اور پھر تیزی سے اور مسلسل ٹریگر دباتا چلا گیا۔ پھر اس نے تیزی سے ہاتھ باہر کھینچا اور دروازے کو دوسرے ہاتھ سے بند کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے پسٹل کو واپس جیب میں ڈال لیا۔ پھر پانچ منٹ تک انتظار کرنے کے بعد اس نے دروازے کو دھکیل کر کھولا۔

”آؤ اب گیس کا اثر ختم ہو گیا ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ تینوں تیزی سے اندر داخل ہوئے اور پھر راہداری کا موڑ مڑ کر وہ ایک دوسری طویل راہداری میں آ گئے جہاں دونوں طرف کمروں کے دروازے تھے۔ سب سے پہلے دروازے کے باہر پربھاس پربھو کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

”تم ہر جگہ کا جائزہ لو اگر کوئی نیم بے ہوش ہو یا ہوش میں ہو تو اسے بے ہوش کر دو۔ میں آفس کی تلاشی لے لوں“...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور دونوں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ گئے

جبکہ عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو انتہائی شاندار انداز میں آفس کے طور پر سجایا گیا تھا۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں اس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ اسے چونکہ تجربہ تھا کہ اسٹرانگ روم میں ایسی چیز کو کہاں سنبھال کر حفاظت کے لئے رکھا جاتا اور کس جگہ کو وہ اپنی طرف سے انتہائی محفوظ سمجھتے ہیں۔ اسی نفسیات کو سامنے رکھ کر وہ تلاشی لینے میں مصروف تھا اور پھر وہ ایک خفیہ سیف دیوار کے اندر سے ظاہر کر لینے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ سیف الیکٹرونک سیف تھا جو صرف مخصوص میگنٹ پن کی مدد سے ہی کھل سکتا تھا لیکن عمران نے جیب سے وہی باکس نکالا۔

اس کے بٹن پریس کئے اور سرخ بلب جلتے ہی اس نے باکس کو سیف سے لگا دیا تو جھماکے سے بلب سبز ہو گیا۔ عمران کے چہرے پر ہلکی سی اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی۔ اس نے باکس ہٹا کر اس کے بٹن آف کئے اور اسے جیب میں ڈال کر اطمینان سے سیف کھول لیا۔ اندر فائلیں موجود تھیں۔ اس نے فائلیں اٹھا اٹھا کر دیکھنا شروع کر دیں اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک فائل نکال لینے میں کامیاب ہو گیا۔ جس پر ڈارک کیمپ کا نام موجود تھا۔ عمران نے فائل کھولی۔ اس میں ایک پرنٹڈ نقشہ اور دس کے قریب صفحات تھے اور یہ کمپیوٹر کوڈنگ پر مشتمل تھے۔ عمران سمجھ گیا کہ ان صفحات پر یقیناً ڈی کیمپ کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں لکھا گیا تھا۔ وہ

نقشہ اور کاغذات سرسری طور پر دیکھتا رہا اور پھر اس نے مڑ کر فائل کو آفس ٹیبل پر رکھا اور جیب سے ایک چھوٹا سا لائٹر نما آلہ نکالا۔ اس نے لائٹر کو فائل کے پہلے صفحے کے درمیان رکھ کر لائٹر پر موجود بٹن پریس کیا تو فلیش سا چمکا اور عمران کے چہرے پر ایک بار پھر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اس روشنی کا مطلب تھا کہ اس مخصوص کیمرے میں پہلے صفحے کی فوٹو کاپی محفوظ ہو چکی ہے۔ تصویر اترتے ہی عمران کو سکون مل گیا کہ یہ فائل ایسے کاغذات پر مشتمل نہیں ہے جن کا فوٹو نہ اتارا جا سکتا ہو۔

عمران نے صفحہ پلٹ پلٹ کر لائٹر نما جدید کیمرے سے فائل کے باقی صفحات کی تصویریں بنانا شروع کر دیں اور پھر آخری صفحے کی تصویر بنا کر اس نے لائٹر کیمرہ آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈالا اور پھر فائل بند کر کے اس نے اسے دوبارہ بالکل اسی انداز میں اس جگہ رکھ دیا جہاں وہ پہلے موجود تھی۔ پھر عمران نے اچھی طرح چیک کر لیا کہ سیف کو اگر پرباس پربھو کھولے تو اسے یہ احساس نہ ہو سکے کہ اس کی کسی چیز کو چھیڑا گیا ہے۔ اس نے ہاتھوں پر باریک جھلی جیسے دستانے پہنے ہوئے تھے اور اس کے پیروں میں ربڑ سول کے جوتے تھے جو اپنا نشان نہیں چھوڑتے تھے۔ اس کے دونوں ساتھیوں نے بھی دستانے اور ربڑ سول کے جوتے پہنے ہوئے تھے۔ عمران نے مخصوص لیور کو کھینچ کر سیف کو دیوار میں غائب کیا اور تیزی سے وہ واپس بیرونی دروازے کی

طرف بڑھ گیا۔ عمران نے باہر آتے ہی دروازہ بند کر دیا۔ چوہان اور صدیقی دونوں ہی اس راہداری میں موجود تھے۔

"یہاں بیس افراد ہیں۔ سب ہی بے ہوش ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا۔

"کام ہو گیا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور پھر ان کی واپسی کا سفر شروع ہو گیا۔ عمران مسلسل اس باکس کو استعمال کرتا ہوا واپس گتے کے باکس اور لکڑی کی پیٹیوں والے کمرے میں پہنچ گیا اور پھر اس نے چوہان سے وہی شطرنج کا مہرہ لے کر اسے دوبارہ استعمال کیا۔ اس کے ساتھ ہی فولادی دروازے پر سرخ رنگ کا بلب جھماکے سے جل اٹھا اور پھر عمران نے سائیڈ دیوار سے باکس لگایا تو دیوار برابر ہو گئی اور پھر وہ واپس ہال کے بیرونی دروازے کے پاس پہنچ گئے۔ عمران نے باکس کی مدد سے اسے کھولا اور پھر صدیقی اور چوہان کے باہر آ جانے کے بعد وہ تینوں دوبارہ پنجوں کے بل دوڑتے ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر پہنچ گئے۔

"گنوں پر سے سائیلنسر اتار لو اور گنیں لاشوں کے پاس رکھ دو۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا تو صدیقی اور چوہان نے اس کی ہدایت پر عمل کیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ کھلی ہوئی کھڑکی سے دوبارہ اسی آفس میں پہنچ گئے۔ گارڈ ویسے ہی بے ہوش تھے۔

"اب انہیں دوبارہ اسی جگہ پہنچانا ہو گا جہاں انہیں اکٹھا کر کے بے ہوش کیا گیا تھا۔ اٹھاؤ جلدی کرو تاکہ اس آفس کے بارے میں کسی کو معلوم نہ ہو سکے"...... عمران نے کہا اور پھر عمران، صدیقی اور چوہان تینوں نے مل کر ان بے ہوش گارڈ کو باہر پہنچانا شروع کر دیا۔ جب تمام گارڈز واپس پہنچ گئے تو عمران نے آفس کا دروازہ بند کیا اور پھر وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے چلے گئے۔ جب وہ گراؤنڈ فلور پر پہنچے تو وہاں دکانوں پر بے حد رش تھا اور لوگ آ جا رہے تھے۔

"آؤ"...... عمران نے کہا اور سن پلازا سے نکل کر وہ تیزی سے چلتے ہوئے راج پارک کے اس گیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں سے وہ آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر اس اوپن ائیر کیفے کی اسی میز پر موجود تھے۔ ویٹر ان کے بیٹھتے ہی تیزی سے قریب آ گیا۔

"کارڈلیس فون لے آؤ"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... ویٹر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"کیا اب تم جولیا کو فون کرو گے"...... چوہان نے کہا۔

"اس سے ٹرانسمیٹر پر بات ہو گی۔ نجانے وہ کہاں ہو اور کس حال میں ہو۔ بہرحال وہ اپنے مشن میں کامیاب رہی ہے۔ ہمارے کام میں اب تک کوئی مداخلت نہیں ہوئی ورنہ ہمارا اندر جانے کے بعد اس طرف باہر آنا ناممکن ہو جاتا"...... عمران نے کہا۔

"تو کیا اب آپ ناٹران سے بات کریں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں کوئی کلیو نہ ملے۔ ناٹران اس آفس کے کھڑکیاں بند کرا دے گا۔ مجھے یقین ہے کہ ان لوگوں نے سارے آفس چیک کرنے ہیں اور اگر انہیں یہ آفس کھلا ہوا ملے گا تو پھر وہ ساری صورتحال سمجھ جائیں گے لیکن اگر اندر سے کھڑکی اور باہر سے آفس انہیں لاکڈ ملا تو پھر وہ کچھ نہ سمجھ سکیں گے۔ نقشہ وہاں ہو گا تو انہیں یہی لگے گا کہ اسے نہیں چھیڑا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حفاظت کے پیش نظر اب وہ اس نقشے کو ہی وہاں سے نکال کر لے جائیں"...... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے ویٹر واپس آیا تو اس نے کارڈ لیس فون عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"ہاٹ کافی لے آؤ"...... عمران نے کہا اور ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ عمران نے فون اٹھایا اسے آن کر کے اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ناٹران بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ بات فائنل ہو گئی ہے اس لئے تم حساب کلیئر کر دو"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او کے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے فون آف کر کے اسے واپس میز پر رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر ہاٹ کافی

لے کر آیا تو عمران نے اسے فون واپس لے جانے کا کہا اور پھر وہ ہاٹ کافی پینے میں مصروف ہو گئے۔

"جولیا کو کال کہاں سے کریں گے"...... چوہان نے کہا۔

"وہیں اپنی رہائش گاہ سے۔ وہاں محفوظ ٹرانسمیٹر ہے"...... عمران نے کہا اور انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد کار ان کی رہائش گاہ کے گیٹ کے سامنے پہنچ گئی۔ عمران نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو ٹائیگر نے گیٹ کھول دیا اور عمران کار اندر لے گیا۔ پورچ میں کار کھڑی کر کے عمران، صدیقی اور چوہان باہر آ گئے۔ اسی لمحے ٹائیگر بھی گیٹ بند کر کے واپس آ گیا۔

"جولیا کی کال تو نہیں آئی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

"تم بیٹھو میں واش روم ہو کر آتا ہوں"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا جبکہ باقی ساتھی سٹنگ روم میں جا کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ اوور"...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس مادام کیٹی اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد جولیا کی

آواز سنائی دی۔

''کیا پوزیشن ہے مادام کیٹی۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوکے تم سناؤ۔ اوور''...... جولیا نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''میں نے کام مکمل کر لیا ہے اس لئے اب تمہارا کام بھی ختم اور واپسی کا سفر شروع کر دو۔ اوور''...... عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اوور''...... جولیا کی آواز سنائی دی اور پھر عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ آف کر دیا اور اسے سامنے میز پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کی چمک اور اطمینان موجود تھا۔

''اب جولیا اور دوسرے ساتھی واپس آ جائیں تو ہم ڈی کیمپ کی تباہی کے لئے نکل جائیں گے۔ ڈی فورس سوچتی رہ جائے گی کہ کیا ہوا ہے اور کیا نہیں ہوا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا اچانک کمرے کی سائیڈ راہداری میں موجود کھلی ہوئی کھڑکی سے کوئی کیپسول سا اندر آ کر گرا اور پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا۔ چونکہ عمران اور اس کے ساتھی بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے اس لئے چند لمحوں تک تو وہ سمجھ ہی نہ سکے کہ اندر کیا گرا ہے اور کہاں سے آ کر گرا ہے اور پھر جب تک عمران کا ذہن سنبھلتا اس کی آنکھوں کے سامنے سیاہ پردہ سا پھیلتا چلا گیا۔

درد کی تیز لہر جولیا کے جسم میں دوڑتی چلی گئی اور اس تیز لہر کی وجہ سے اس کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند یکلخت چھٹ گئی اور اس نے آنکھیں کھولیں تو لاشعوری طور پر اس کے منہ سے کراہ سی نکل گئی کیونکہ درد کی تیز لہر اب بھی اس کے سر سے لے کر پیروں تک مسلسل دوڑ رہی تھی اور پھر اسے پوری طرح ہوش میں آنے میں چند لمحے لگے۔

اس نے دیکھا کہ وہ ایک ہال نما کمرے کی دیوار کے ساتھ بھاری زنجیروں میں جکڑی ہوئی کھڑی ہے۔ چونکہ وہ بے ہوش رہی تھی اس لئے ظاہر ہے اس کا جسم ڈھلکا رہا تھا اس لئے اس کے بازوؤں میں بھی کافی درد سا محسوس ہو رہا تھا۔ اس نے گردن گھما کر دیکھا تو اس کے ساتھ ہی صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے موجود تھے اور ایک لمبے قد کا آدمی سب سے آخر میں موجود تنویر کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا جبکہ باقی ساتھی

ہوش میں آنے کے پراسیس سے گزر رہے تھے اور جولیا سمجھ گئی کہ انجکشن کی وجہ سے اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں دوڑی ہیں اور اس تیز درد کی وجہ سے ہی اس کی بے ہوشی دور ہو گئی ہے۔

ہال کمرہ خالی تھا۔ البتہ سامنے چھ سات پلاسٹک کی بنی ہوئی کرسیاں موجود تھیں۔ ہال کمرے میں موجود مختلف مشینری اور سامان کی وجہ سے وہ ٹارچنگ روم دکھائی دیتا تھا۔ وہ آدمی تنویر کو انجکشن لگانے کے بعد خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

"ایک منٹ ہم کس کی قید میں ہیں"...... جولیا نے اس آدمی کے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈی فورس کی"...... اس نوجوان نے مختصر سا جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

"یہ اچانک کیا ہو گیا تھا۔ ہم نے تو وہاں سب کو کور کر لیا تھا"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو بہرحال ہوا ہے اور اس کچھ نہ کچھ ہونے سے نہ صرف ہم خطرناک حالت میں پھنس گئے ہیں بلکہ اب عمران اور اس کے ساتھی بھی پھنس جائیں گے کیونکہ انہیں ہم پر اعتماد ہو گا کہ ہم اس پنڈت نارائن اور اس کے آدمیوں کو کور کئے رکھیں گے"۔ لیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا کہ جیسے اسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا ہو۔

"تم نے اس پنڈت نارائن کو گولی کیوں نہ مار دی تھی اب وہ

ہمیں ایک لمحے کے لئے بھی زندہ نہ رہنے دے گا"...... سب سے آخر میں موجود تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپس میں لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے پیشے میں یہ اونچ نیچ ساتھ ساتھ چلتی رہتی ہے۔ مسئلہ یہ نہیں ہے کہ کیا ہوا۔ مسئلہ یہ ہے کہ اب ہمیں آئندہ کیا کرنا ہے۔ ویسے تنویر کی بات درست نہیں ہے کیونکہ اگر انہیں ہمیں گولی مارنا ہوتی تو وہ ہمیں یہاں نہ لے آتے، زنجیروں سے جکڑنے اور پھر انجکشن لگا کر ہوش میں لانے کا تکلف نہ کرتے"...... صفدر نے کہا۔

"بہرحال ہمیں ہر صورت میں ان زنجیروں سے رہائی حاصل کرنا ہے۔ ہر صورت میں"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کے گرد موجود زنجیروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا لیکن یہ بھاری اور موٹی زنجیر اس کے سر کے کافی اوپر سے دیوار میں موجود ایک کنڈے سے نکل کر اس کے جسم کے گرد لپٹتی ہوئی نیچے فرش میں موجود کنڈے میں جا پہنچی تھی اور جولیا نے دیکھ لیا کہ اوپر والے کنڈے کی بجائے یہ زنجیر نیچے پیروں میں موجود کنڈے میں جا کر ختم ہو رہی تھی۔

اس کا مطلب تھا کہ یہ زنجیر مستقل طور پر اوپر والے کنڈے سے لٹکی رہتی ہے اور جب اسے استعمال کرنا ہوتا ہے تو اسے جسم کے گرد لپیٹ کر فرش کے کنڈے سے منسلک کر دیا جاتا ہے اس طرح اگر کوئی آدمی اپنے ہاتھ آزاد کر لے تب بھی وہ جھک کر فرش

والے کنڈے سے زنجیر علیحدہ نہیں کر سکتا اور چونکہ دونوں پیروں کے گرد بھی زنجیر لپٹی ہوئی ہے اس لئے پیر معمولی سی حرکت کرنے کے قابل بھی نہیں ہوتے تھے۔

صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی جولیا کی طرح مسلسل اپنی رہائی کے بارے میں غور کر رہے تھے لیکن ظاہر ہے کہ وہ اس وقت ڈی گروپ کے سپیشل گروپ کے کسی اڈے میں تھے اور یہ لوگ عام مجرموں کی طرح کام نہیں کرتے بلکہ یہ بھی سابقہ سیکرٹ ایجنٹ تھے اس لئے وہ کسی کو باندھتے ہوئے ہر طرف کا خیال رکھتے تھے اس لئے انہیں اس انداز میں زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا کہ وہ معمولی سی حرکت کرنے پر بھی قادر نہ رہے تھے اور نہ ہی انہیں ان زنجیروں سے رہائی کی کوئی صورت نظر آ رہی تھی اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی گفتگو ہوتی ہال کا دروازہ کھلا اور پنڈت نارائن اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو گینڈے نما آدمی بھی اندر آئے۔ ان کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ بے رحم اور سفاک طبیعت کے لوگ ہیں۔ ان کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک نمایاں تھی۔

"تم یقیناً حیران ہو رہے ہو گے کہ میں نے تمہیں فوری طور پر گولی کیوں نہیں مار دی"...... پنڈت نارائن نے آگے بڑھ کر ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا جبکہ دونوں گینڈے نما آدمی اس کی کرسی کے عقب میں مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے تھے۔

"اس لئے کہ ہم نے بھی تمہیں گولی نہیں ماری تھی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن تم نے اندومتی کو ہلاک کر دیا ہے اور اندومتی کی موت میرے لئے بڑے صدمے کا باعث بنی ہے۔ اگر میں سابق سیکرٹ ایجنٹ نہ ہوتا اور مجھے یہ تربیت نہ دی گئی ہوتی کہ میں اپنے مشن کی خاطر ہر قسم کے حالات کو برداشت کروں تو یقیناً اب تک تم سب کے جسم لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوتے لیکن میں نے اس لئے یہ سب کچھ برداشت کیا کہ میں جاننا چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کا گروپ کہاں ہے۔ کیا کر رہا ہے اور تم لوگوں نے اس انداز میں میرے آفس میں کیوں ریڈ کیا اور تمہارا اصل مقصد کیا تھا"...... پنڈت نارائن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ اسی طرح سرد، سخت اور سپاٹ تھا۔

"کون عمران۔ تم نے پہلے بھی یہ نام لیا تھا اور شاید تم نے پاکیشائی ایجنٹوں کی بات کی تھی اور میں نے تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ ہمارا کسی طرح بھی کوئی تعلق ایشیا سے نہیں ہے۔ ہم نے تو عسکریت پسند کیمپ کو تباہ کرنا ہے۔ ہم اس پنڈت نارائن سے سودا کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ہمیں بتایا گیا کہ بھاٹاشا کلب کا راسکل کنگ پنڈت نارائن سے سودا کرا سکتا ہے اور راسکل کنگ کے لئے لارڈ کلائیورٹ کا ریفرنس استعمال کیا جا سکتا ہے چنانچہ ہم تمہارے پاس آئے لیکن تم نے الٹا خود ہی اپنے آپ کو پنڈت نارائن ثابت

کرنے کی کوشش کی اور پھر ہم پر فائر کھلوا دیا جس کی بنا پر ہمیں اپنی جانیں بچانے کے لئے حرکت میں آنا پڑا اور اس سلسلے میں تمہارے آدمیوں کے ساتھ ساتھ وہ عورت اندومتی بھی ہلاک ہو گئی۔ ہم تمہیں وہاں سے نکال کر لے جانا چاہتے تھے تا کہ اپنے اڈے پر لے جا کر تمہیں مجبور کر کے اپنا مشن مکمل کر سکیں لیکن نجانے کیا ہوا کہ اس خفیہ راستے میں چھت سے روشنی کا دھارا ہم پر پڑا اور ہم بے ہوش ہو گئے اور اب یہاں ہمیں ہوش آیا ہے"۔ جولیا نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں ساری سابقہ کارروائی کو مختصر طور پر دوہراتے ہوئے کہا۔

"یہ باتیں تم اس لئے دوہرا رہی ہو کہ تم نے دیکھ لیا ہے کہ تمہارے ساتھی اسی شکل میں ہیں جس شکل میں تم میرے پاس آئے تھے۔ ویسے میں نے انتہائی جدید ترین میک اپ واشر سے تمہارے میک اپ صاف کرنے کی کوشش کی ہے لیکن مجھے اعتراف ہے کہ میں تمہارے میک اپ واش نہیں کر سکا حالانکہ مجھے سو فیصد معلوم ہے کہ تم عمران کے ساتھی ہو لیکن اب اندومتی اور میرے ساتھیوں کی ہلاکت کے بعد میری تم سے تمام ہمدردیاں ختم ہو گئی ہیں اس لئے یہ دو آدمی میں ساتھ لے آیا ہوں۔ یہ تشدد کرنے کے لئے خصوصی تربیت یافتہ ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ظالم سنگھ اور دوسرے کا جلاد سنگھ ہے۔ جیسے ان کے نام ہے ویسا ہی یہ کام بھی کرتے ہیں۔ یہ ہڈیاں توڑنے، کوڑے برسانے، ناخن

اکھاڑنے، خنجروں سے جسم پر زخم ڈالنے اور اس جیسے بے شمار معاملات میں اس طرح تربیت یافتہ ہیں کہ تم باوجود سیکرٹ ایجنٹ ہونے کے برداشت نہ کر سکو گے اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ جو میں پوچھ رہا ہوں وہ بتا دو ورنہ میں انہیں حکم دے کر واپس چلا جاؤں گا اور یہ بہرحال سب کچھ معلوم کر لیں گے لیکن یہ دوسری بات ہے کہ پھر تم زندہ لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہو گے"۔ پنڈت نارائن نے کہا۔

"تم نے جس عمران کی بات کی ہے کیا تم اسے خود تلاش نہیں کر سکتے"...... جولیا نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ عمران اور اس کے گروپ اور تمہارے گروپ کا اصل مشن ڈی کیمپ کو تباہ کرنا ہے جس کے لئے انہیں لامحالہ اس کیمپ تک پہنچنے کا نقشہ چاہئے اور وہ نقشہ انہیں ڈی کلب میں مل سکتا ہے۔ وہ جہاں بھی ہو گا بہرحال اس ڈی کلب میں ہی پہنچے گا اس لئے سپیشل گروپ کے لوگ اس ڈی کلب کی حفاظت کر رہے ہیں اور مجھے مسلسل رپورٹیں مل رہی ہیں کہ وہاں کوئی نہیں پہنچا اور اس بات پر مجھے حیرت ہے کہ عمران جیسا شخص کبھی بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتا اور تمہارا میرے پاس آنا اور پھر تم نے جس انداز میں کام کیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہیں عمران نے بھیجا ہے اور تمہارا کوئی خاص مقصد تھا اور میں وہی مقصد جاننا چاہتا ہوں"...... پنڈت نارائن نے کہا۔

"بہتر یہی ہے کہ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرو اور ہمیں چھوڑ دو یا پھر ہمارا کام کرا کر اپنا معاوضہ لے لو"...... جولیا نے کہا تو پنڈت نارائن ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں نے لارڈ کلائیورٹ سے رابطہ کیا ہے اور مجھے لارڈ کلائیورٹ نے بتا دیا ہے کہ اس نے تم سے کسی قسم کا کوئی رابطہ نہیں کیا۔ البتہ اس نے پاکیشیا کے پرنس آف ڈھمپ سے دوستی کا اقرار کیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ عمران کا کوڈ نام پرنس آف ڈھمپ ہے۔ بہرحال میں تمہیں مزید ایک گھنٹہ دے سکتا ہوں تم اچھی طرح سوچ لو ورنہ اس کے بعد ظالم سنگھ اور جلاد سنگھ اپنا کام شروع کر دیں گے اور یہ ایک گھنٹہ بھی اس لئے دے رہا ہوں کہ تم نے بہرحال مجھے ہلاک نہیں کیا تھا۔ لیکن یہ بات ذہن سے نکال دینا کہ تم ان زنجیروں سے آزادی حاصل کر سکتے ہو"...... پنڈت نارائن نے کہا اور تیزی سے مڑ کر ہال کے دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے اس کے دونوں گینڈے نما آدمی بھی ہال سے باہر چلے گئے۔

"ایک تو اسے اس بات پر نجانے کیوں یقین نہیں آ رہا کہ ہمارا تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے"...... جولیا نے دروازہ بند ہوتے ہی ایک سائیڈ کی طرف دیکھتے ہوئے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مادام کیٹی آخر یہ عمران کون ہے جس سے ہر شخص اس قدر خوفزدہ ہے۔ پاکیشیا تو انتہائی پسماندہ ملک ہے اور یہ کافرستان ہے

اور اگر یہ راسکل کنگ واقعی پنڈت نارائن ہے تو پھر تو یہ کافرستان کا مشہور و معروف سابق ہی سہی لیکن سیکرٹ ایجنٹ رہ چکا ہے اور اس کے باوجود اگر وہ اس آدمی سے خوفزدہ ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ واقعی کوئی خاص آدمی ہی ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں یہ تو ٹھیک ہے لیکن وہ ہمیں کیوں اس عمران کے ساتھ زبردستی نتھی کرنے پر مصر ہے"...... جولیا نے پہلے کی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس لئے مادام کیٹی کہ اسے ہماری بتائی ہوئی کہانی پر یقین نہیں آ رہا اور ویسے ہماری کہانی واقعی انتہائی بچگانہ معلوم ہوتی ہے کہ ہم اس سے سودا بازی کریں"...... اس بار صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ جب تک وہ عمران اسے دستیاب نہیں ہو گا تب تک یہ ہماری بات پر یقین نہیں کرے گا"...... جولیا نے کہا۔

"لیکن اگر وہ ہزار سال تک دستیاب نہ ہو تو ہم اسی حالت میں رہیں گے۔ نہیں مادام کیٹی ہمیں یہاں سے آزاد ہونا ہے۔ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ اس قسم کے چکروں میں ہمیں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے"...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جس عمران کی بابت یہ پنڈت نارائن یا راسکل کنگ بتا رہا ہے وہ اب تک اس ڈی کلب تک کیوں نہیں پہنچا جس میں اسے پہنچنا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو جولیا کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی اس کی بات سن کر بے اختیار چونک

پڑے کیونکہ طے تو یہی ہوا تھا کہ جولیا اور اس کا گروپ پنڈت نارائن کو کور کرے گا تا کہ پنڈت نارائن اپنے آدمیوں کو مزید احکامات نہ دے سکے یا اپنے آدمیوں کی موت کی اطلاع ملنے پر مزید آدمی نہ بھجوا سکے اور اس دوران عمران اور اس کے ساتھی وہاں ڈی کلب میں داخل ہو کر نقشہ حاصل کر لیں گے لیکن اب تک عمران کے وہاں نہ پہنچنے کا مطلب تھا کہ ان کی طرح وہ بھی کسی ایسے چکر میں پھنس گیا ہے کہ وہ وہاں تک پہنچ ہی نہیں سکا لیکن ظاہر ہے وہ مزید کچھ کہہ نہ سکتے تھے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اچانک ہال کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پنڈت نارائن اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر انتہائی وحشت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اس کے پیچھے اس کے وہی گینڈے نما آدمی تھے لیکن اب ان کے ہاتھوں میں خار دار کوڑے موجود تھے۔

''اب تمہیں بتانا ہوگا کہ عمران کہاں ہے ورنہ میں تمہیں کھالیں ادھیڑ دوں گا''...... پنڈت نارائن نے انتہائی وحشت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے پکے ہوئے ٹماٹر سے بھی زیادہ سرخ نظر آ رہا تھا اور آنکھوں سے محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً شعلے نکل رہے تھے۔

''کیا ہوا ہے تمہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہاں میرے آدمی پہرہ دے رہے ہیں۔ وہاں کوئی داخل نہیں

ہوا لیکن پھر اچانک اطلاع ملی کہ ساتھ ہی ایک پلازہ کے آٹھ مسلح گارڈ چوتھی منزل پر بے ہوش پڑے پائے گئے ہیں۔ اس اطلاع پر میں چونک پڑا اور پھر پڑتال کرنے پر معلوم ہوا کہ اندرونی طرف موجود میرے گروپ کے دس بہترین آدمیوں کو انتہائی پراسرار طور پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ چھت پر بھی میرے تین آدمی مردہ پڑے ہوئے ہیں۔ نیچے موجود افراد کو بھی فائرنگ کر کے ہلاک کیا گیا ہے اور گنیں بھی میرے آدمیوں کی استعمال کی گئی ہیں لیکن کسی قسم کا کوئی دھماکہ نہیں ہوا جبکہ پلازہ کی طرف سے بھی اندر جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ یہ تو یوں لگتا ہے جیسے کوئی جادو کیا گیا ہو اور پھر ڈی کلب کے اندر بھی کوئی گیا اور ڈی کلب کے اندر موجود افراد اور دوسرے لوگ اچانک کسی پراسرار گیس سے بے ہوش ہو گئے۔ یہ سب کچھ انتہائی پراسرار ہے اور میرا ذہن چکرا رہا ہے اس لئے اب میں ہر صورت میں اس عمران کو تلاش کرنا چاہتا ہوں۔ ہر صورت میں۔ بولو کہاں ہے وہ''...... پنڈت نارائن نے تفصیل بتا کر پہلے کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ جولیا اور اس کے ساتھیوں میں سے کوئی جواب دیتا اچانک پنڈت نارائن کے کوٹ کی جیب سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔

''تم یہیں ٹھہرو میں آپریشن روم میں جا رہا ہوں۔ وہاں سے کال ہے''...... پنڈت نارائن نے کہا اور تیزی سے مڑ کر ایک لحاظ سے دوڑتا ہوا وہ کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ وہ گینڈے نما دونوں

آدمی ظالم سنگھ اور جلاد سنگھ ہاتھوں میں خار دار کوڑے پکڑے وہیں کھڑے رہے لیکن ان کی نظریں جولیا اور اس کے ساتھیوں پر اس طرح جمی ہوئی تھیں جیسے شکاری کی نظریں جال میں پھنسے ہوئے شکار پر ہوتی ہیں۔

''کیا تم دونوں کا تعلق ڈی فورس سے ہے یا تم راسکل گنگ کے ذاتی ملازم ہو''...... جولیا نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم اس وقت ڈی فورس کے سپیشل گروپ کے ہیڈ کوارٹر میں ہو اس لئے ہمارا تعلق ڈی فورس کے سپیشل گروپ سے ہے''...... ایک آدمی نے جس کا نام پنڈت نارائن نے ظالم سنگھ لیا تھا، منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''کیا واقعی کوئی عمران نام کا پاکیشیائی ہے یا تمہارے چیف نے خواہ مخواہ ایک فرضی نام لیا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''چیف کبھی کوئی غلط بات نہیں کہتا اور نجانے اس نے تمہیں کیوں ڈھیل دے رکھی ہے ورنہ اب تک تمہاری روحیں بھی سب کچھ بتا چکی ہوتیں''...... ظالم سنگھ نے ہی جواب دیا جبکہ جلاد سنگھ ویسے ہی خاموش کھڑا رہا۔ شاید وہ فطری طور پر کم گو آدمی تھا۔

''کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ خصوصی طور پر ہمیں باندھنے کے لئے زنجیریں یہاں کیوں نصب کرائی گئی ہیں۔ کیا تمہارا باس ہم سے خوفزدہ ہے''...... جولیا نے کہا تو ظالم سنگھ بے اختیار طنزیہ انداز میں ہنس پڑا۔

''خوفزدہ اور تم سے۔ تم جیسی خوبصورت اور نوجوان لڑکی سے باس خوفزدہ ہو گا۔ تم اور تمہارے ساتھی سارے مل کر بھی اگر باس کے سامنے آ جائیں تو باس چند لمحوں میں سب کی گردنیں توڑ سکتا ہے۔ وہ دنیا کا مشہور ترین لڑاکا ہے۔ اس کا نام تو مارشل آرٹ میں بطور مثال لیا جاتا ہے اور جہاں تک ان زنجیروں کا تعلق ہے تو یہ یہاں کا مستقل سیٹ اپ ہے۔ تمہارے لئے خصوصی طور پر نہیں بنایا گیا''...... ظالم سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی دروازہ ایک بار پھر کھلا اور پنڈت نارائن اندر داخل ہوا لیکن اب اس کے چہرے پر انتہائی مسرت اور اطمینان موجود تھا۔

''عمران اور اس کے تین ساتھی پکڑے جا چکے ہیں اور میرے آدمی انہیں یہاں لا رہے ہیں''...... پنڈت نارائن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیسے ٹریس ہوئے ہیں وہ''...... جولیا نے بڑے بے نیازانہ انداز میں پوچھا۔

''تمہاری آواز نے کام دکھایا ہے''...... پنڈت نارائن نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کیا مطلب میں سمجھی نہیں تمہاری بات''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو پنڈت نارائن بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم چاہے لاکھ انکار کرتی رہو لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم لوگوں کا تعلق عمران سے ہے اور تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے رکن ہو۔ چونکہ اس گروپ کی لیڈر تم ہو اس لئے ظاہر ہے عمران جب بھی رابطہ کرتا وہ یقیناً تم سے ہی کرتا۔ جس طرح عمران ہر مرد اور عورت کی آوازوں کی نقل کر سکتا ہے اسی طرح اس ہنر کا میں بھی ماہر ہوں"...... پنڈت نارائن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے جولیا کی آواز میں بات کی تھی۔ اس کے منہ سے اپنی آواز کی نقل سن کر جولیا اور اس کے ساتھیوں نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"عمران نے کال کیا تو اس کی کال میں نے رسیو کی اور پھر میں نے اسے تمہاری آواز میں جواب دیا۔ تم ایسے میری باتوں پر یقین نہیں کرو گی اس لئے میں اس گفتگو کی ٹیپ ساتھ لے آیا ہوں۔ تاکہ تمہیں احساس ہو سکے کہ ہم بھی کسی سے کم نہیں ہیں"...... پنڈت نارائن نے انتہائی فاخرانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکالا اور اس کے دو بٹن پریس کر دیئے اور ٹرانسمیٹر میں سے عمران کی وہ آواز اور لہجہ سنائی دیا جو وہ بطور پرنس آف ڈھمپ استعمال کرتا تھا۔

"ہیلو ہیلو پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ اوور"......عمران کال دے رہا تھا۔

"یس مادام کیٹی اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... اس بار جولیا کی وہ آواز اور لہجہ سنائی دیا جو جولیا بطور مادام کیٹی استعمال کرتی تھی۔

"کیا پوزیشن ہے مادام کیٹی۔ اوور"...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"او کے تم سناؤ۔ اوور"...... جولیا کی آواز ابھری۔

"میں نے کام مکمل کر لیا ہے اس لئے اب تمہارا کام بھی ختم اور واپسی کا سفر شروع کر دو۔ اوور"......عمران کہا۔

"او کے۔ اوور"...... جولیا کی آواز سنائی دی اور پھر عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا اور اس کے ساتھ ہی پنڈت نارائن نے باکس کے بٹن آف کئے اور باکس کو واپس جیب میں ڈال لیا۔ اس کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ موجود تھی۔

"سن لیا تم نے"...... پنڈت نارائن نے بڑے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"تو تم اس طرح مجھ سے اگلوانا چاہتے ہو کہ میرا تعلق عمران یا پرنس آف ڈھمپ سے ہے اور اس کے لئے تم نے یہ سارا ڈرامہ کیا ہے۔ میں اب بھی یہی کہوں گی کہ ہمارا کسی پرنس آف ڈھمپ سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو پنڈت نارائن بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا اس سے کوئی تعلق ہے یا نہیں اس کی اب مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ وہ ابھی یہاں پہنچ جائے گا پھر خود بخود سب کچھ سامنے آ جائے گا"...... پنڈت نارائن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"راسکل کنگ یا مسٹر پنڈت نارائن کیا میں کچھ کہہ سکتا

ہوں''...... اچانک صفدر نے پنڈت نارائن سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ بولو کیا کہنا چاہتے ہو''...... پنڈت نارائن نے چونک کر صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا تم یہ بتا سکتے ہو کہ تم نے اس پرنس آف ڈھمپ کو صرف بے ہوش کیوں کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم نے خاصا اہم اور چبھتا ہوا سوال کیا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ڈی کلب میں کوئی داخل نہیں ہوا اس کے باوجود وہاں موجود بے شمار افراد کی لاشیں اور بے شمار افراد بے ہوش پڑے ملے ہیں۔ اس عمارت کی بیرونی سیکورٹی پر موجود میرے گروپ کے آدمی ہلاک ہو چکے ہیں۔ میں نے ڈی کلب کے اندر ساری صورتحال چیک کرائی ہے۔ وہاں سے کوئی چیز چوری نہیں ہوئی حتیٰ کہ داخل ہونے کے معمولی سے نشانات تک موجود نہیں ہیں۔ انتہائی جدید ترین آلات بھی کسی قسم کی نشاندہی کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ اس کے باوجود جب یہ پرنس آف ڈھمپ یا عمران مادام کیتھی سے کہتا ہے کہ اس نے کام مکمل کر لیا ہے تو میں چونک پڑا۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران نے ڈی کلب سے نقشہ حاصل کر لیا ہے اور اس کی اس بات سے کہ اب مادام کیتھی بھی اپنا کام ختم کر کے واپس آ جائے تو اس سے میں سمجھ گیا کہ مادام کیتھی اور تم لوگوں کو یہ مشن دیا گیا تھا کہ عمران اپنے گروپ کے ساتھ ڈی کلب میں واردات کرے گا جبکہ تم لوگ مجھے روکو گے تاکہ کسی بھی

سلسلے میں میرے گروپ کو میری طرف سے مزید کوئی ہدایت نہ مل سکے اس لئے میں نے اس پرنس آف ڈھمپ یا عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کرایا ہے ورنہ تو میں اس عمران کو ایک لمحے کے لئے بھی زندہ رکھنے کا قائل نہیں ہوں۔ میں اس پوری کوٹھی کو ہی میزائلوں سے اڑا دیتا''...... پنڈت نارائن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مڑ کر اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو اشارہ کیا تو اس نے اپنی جیب سے ایک چپٹی نال والا پسٹل نکالا اور اس کا رخ جولیا اور اس کے ساتھیوں کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور دودھیا رنگ کے دھوئیں کا بادل سا جولیا اور اس کے ساتھیوں کی طرف تیزی سے بڑھا۔ جولیا نے اس آدمی کا پستول دیکھ کر ہی سانس روک لیا تھا لیکن جیسے ہی دھوئیں کا یہ بادل اس کے چہرے سے ٹکرایا سانس روکنے کے باوجود اس کا ذہن ایک بار پھر تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

یہ ایک وسیع و عریض ہال نما کمرہ تھا جس کے وسط میں ایک طویل میز کے گرد چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جن میں ایک پنڈت نارائن تھا جبکہ میز کے کنارے اور درمیان میں موجود کرسیاں خالی پڑی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور آگے پیچھے چلتے ہوئے دو آدمی اندر داخل ہوئے جن میں سے آگے والا ادھیڑ عمر تھا جس کے سر کے بال تقریباً سفید تھے جبکہ اس کے پیچھے ڈی فورس کا چیف میجر پربھانت تھا۔ ان دونوں کے اندر داخل ہوتے ہی میز کے گرد بیٹھے ہوئے سب افراد احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے۔

"بیٹھ جاؤ"...... ادھیڑ عمر آدمی نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا اور پھر وہ خود بھی درمیانی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ میجر پربھانت اس کی سائیڈ پر موجود خالی کرسی پر بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ ہی پنڈت نارائن اور باقی لوگ بھی بیٹھ گئے۔

"میجر پربھانت نے مجھے ڈی کلب کے بارے میں حیرت انگیز

رپورٹ دی ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ اس سلسلے میں یہ خصوصی میٹنگ کال کر کے معاملات کو واضح طور پر سمجھ لیا جائے تاکہ آئندہ کے سلسلے میں کوئی لائحہ عمل طے کیا جا سکے"...... ادھیڑ عمر آدمی نے باوقار لہجے میں کہا۔ یہ ڈی کیمپ کے تین ڈائریکٹران میں سے ایک کرنل شکلا تھا جو خصوصی طور پر ڈی کیمپ سے ایک ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچا تھا۔

"یس سر۔ رشی کانت آپ بتائیں کہ ڈی کلب میں کیا ہوا ہے"...... میجر پربھانت نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر پربھاس پربھو چونکہ ملک سے باہر تھے اس لئے ان کی عدم موجودگی میں ڈی کلب کا انچارج میں تھا۔ ہم اپنے معمول کے کاموں میں مصروف تھے۔ ہمیں باہر کے بارے میں کوئی علم نہ تھا۔ تمام حفاظتی انتظامات آن تھے اس لئے کسی کے ڈی کلب سے باہر جانے یا اندر داخل ہونے کا کوئی معمولی سا خدشہ بھی موجود نہ تھا اور ویسے بھی آپ کی طرف سے ہمیں خصوصی ہدایات ملی ہوئی تھیں اس لئے ہم پوری طرح محتاط اور چوکنا تھے۔ میں آپریشن روم میں ایک مشین پر کام کر رہا تھا کہ اچانک میری ناک سے ایک نامانوس سی بو ٹکرائی اور اس کے ساتھ ہی میرا ذہن اس طرح تاریک ہو گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا تو میں اسی کرسی پر موجود تھا۔ میں اٹھا اور اس کے ساتھ ہی ڈی کلب میں موجود تمام لوگ بھی ہوش

میں آنے لگ گئے۔ ہم سب حیران تھے کہ یہ سب کیا ہوا ہے۔ ہم نے سب سے پہلے حفاظتی اقدامات چیک کئے وہ آن تھے۔ اس کے بعد ہم نے یہ سمجھا کہ شاید ڈی کلب میں حفاظتی طور پر استعمال ہونے والی کوئی گیس لیک ہوئی ہے کیونکہ اس کے اثرات بھی ایسے ہی ہو سکتے تھے۔ ہم نے اسے چیک کیا لیکن ایسا نہ ہوا تھا۔ مجھے اچانک ڈی کیمپ کے نقشہ کا خیال آیا۔ چنانچہ میں پربھاس پربھو کے آفس میں گیا اور سیف کو چیک کیا۔ سیف بھی اسی طرح بند تھی۔ میں نے خصوصی میگنیٹ کو استعمال کرتے ہوئے سیف کھولا اور اس میں ہر فائل بالکل صحیح اور درست انداز میں موجود تھی۔ چنانچہ میں نے سیف بند کیا اس کے بعد میں نے میجر پربھانت کو کال کر کے سب کچھ بتایا۔ کچھ دیر بعد میجر پربھانت اپنے ساتھ چار آدمیوں کو لے کر وہاں پہنچے۔ ان کی خصوصی شناخت کے بعد ڈی کلب کھولا گیا اور پھر وہ اندر آئے۔ ان کے ساتھ ماہرین تھے جنہوں نے جدید ترین مشینیں اٹھائی ہوئی تھیں جس سے انہوں نے پورے ڈی کلب اور خاص طور پر پربھاس پربھو کا کمرہ چیک کیا۔ اس دوران پربھاس پربھو بھی آ گئے اور پھر اس چیکنگ میں انہوں نے بھی مکمل تعاون کیا اور ماہرین نے اعلان کر دیا کہ ڈی کلب ہر لحاظ سے محفوظ ہے اور کوئی آدمی اندر داخل نہیں ہوا اور نہ کوئی چیز چرائی گئی ہے''...... رشی کانت نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پربھاس پربھو آپ بتائیں کہ آپ نے نقشہ چیک کیا ہے۔

اس کی کاپی تو نہیں کی گئی''...... کرنل شکلا نے میجر پربھانت کے ساتھ بیٹھے ہوئے بوڑھے پربھاس پربھو سے مخاطب ہو کر کہا جو ڈی کلب کا انچارج تھا۔

''میں نے پوری احتیاط اور پوری ذمہ داری سے چیکنگ کی ہے۔ نقشہ کی فائل بھی موجود ہے۔ ہر چیز اپنی جگہ پر موجود ہے۔ کوئی چیز نہ چھیڑی گئی اور نہ غائب ہوئی۔ جہاں تک آپ کا یہ سوال کہ اس نقشہ کی کاپی تو نہیں کی گئی تو ایسا بھی نہیں ہوا کیونکہ اس فائل کے کاغذات پر ایک مخصوص لوشن لگا ہوا ہے۔ اگر اس کی فوٹو کاپی بنائی جاتی تو اس کا رنگ تبدیل ہو جاتا جبکہ ایسا نہیں ہوا''...... پربھاس پربھو نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تصویریں بنائی جا سکتی ہیں۔ کیا ایسا کاغذ استعمال نہیں ہو سکتا تھا جس سے تصویریں ہی نہ بن سکتی ہوں''۔ کرنل شکلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہو سکتا تھا لیکن ایسے کاغذات کے ساتھ ایک تکنیکی خرابی ہوتی ہے کہ اس میں سے لفظ جگہ جگہ سے خود بخود اڑ جاتے ہیں۔ اس نقشے کے ساتھ ڈی کیمپ کی حفاظت کے بارے میں بھی تفصیلات ہیں۔ ان صفحات کے ورڈز اُڑ جاتے تو مسئلہ ہو جاتا''...... پربھاس پربھو نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ اب میجر پربھانت آپ رپورٹ دیں''...... کرنل شکلا نے میجر پربھانت سے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ پہلے بیرونی حفاظت کے سلسلے میں سپیشل گروپ کے باس پنڈت نارائن کا بیان سن لیا جائے تا کہ معاملات کو زیادہ واضح انداز میں سمجھا جا سکے“...... میجر پربھانت نے کہا۔

”او کے مسٹر پنڈت نارائن آپ بتائیں۔ ڈی کلب کی بیرونی حفاظت آپ کی ذمہ داری تھی“...... کرنل شکلا نے کہا۔

”جناب میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے ڈی کلب کی بیرونی حفاظت کا خصوصی انتظام کیا تھا۔ اس کے احاطے میں تین اطراف میں آٹھ تربیت یافتہ مسلح افراد موجود تھے۔ چھت پر تین مسلح آدمی موجود تھے اور ان سب کے پاس وائٹل اسپیس گنیں تھیں۔ باہر بھی چھ مسلح آدمی موجود تھے۔ اس کے احاطے کی چوتھی طرف سن پلازا تھا جس کی چوتھی منزل اور ڈی کلب کی چھت ملی ہوئی تھی اور وہاں بھی حفاظت کا انتہائی معقول انتظام تھا اس لئے میں ہر لحاظ سے مطمئن تھا کہ وہاں سے کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ ڈی کلب کے بیرونی ہال کے دروازے سے اندر تک انتہائی جدید حفاظتی نظام بھی موجود تھا جس میں ویسے بھی کوئی داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر جب رشی کانت نے چیف کو اطلاع دی تو چیف ماہرین کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے تو پتہ چلا کہ وہاں اندر موجود آٹھ افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ ان کی کھوپڑیاں ٹوٹی ہوئی تھیں اور انہیں وائٹل اسپیس گنوں کی گولیوں سے ہی ہلاک کیا گیا ہے لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ تمام مردہ افراد کے ساتھ ان کی وائٹل اسپیس گنیں

بھی موجود تھیں۔ چھت پر موجود افراد ہلاک ہو چکے تھے۔ ہال اور گیٹ کے قریب موجود دو افراد ہلاک ہو چکے تھے۔ سن پلازا کو چیک کیا گیا۔ اس روز قومی تعطیل تھی اس لئے صرف گراؤنڈ فلور کی شاپس اور شو رومز کھلے ہوئے تھے اور وہاں گاہکوں کا رش تھا۔ البتہ اوپر تمام دفاتر بند تھے اور لاکڈ تھے۔ میرے آدمیوں نے وہاں جو انکوائری کی اس کے مطابق سن پلازا کے تمام گارڈز چوتھی منزل پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ انہیں گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا۔ انہیں ہوش میں لایا گیا تو انہوں نے بتایا کہ پرائیویٹ سیکورٹی کو چیک کرنے والے ادارے کے تین افراد آئے تھے جنہوں نے انہیں چوتھی منزل پر اکٹھا کر کے اچانک بے ہوش کر دیا۔ اس کے بعد میرے آدمی نے چوتھی منزل کو خصوصی طور پر چیک کیا لیکن تمام آفس لاکڈ پائے گئے۔ کسی کو کھولا نہیں گیا تھا۔ باقی تمام منزلوں کے آفس بھی لاکڈ تھے۔ پھر تمام آفس کے مینیجرز کو ہنگامی طور پر طلب کیا گیا۔ سب نے اپنے اپنے آفس میرے آدمیوں کے سامنے کھولے۔ میرے آدمیوں نے اندرونی مکمل چیکنگ کی لیکن عقبی کھڑکیاں بھی لاکڈ تھیں اور کسی قسم کا کوئی نشان وہاں پر نہ ملا جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ کوئی بھی آفس نہ ہی کھولا گیا ہے اور نہ ہی استعمال کیا گیا ہے البتہ چوتھی منزل کے ایک آفس کی عقبی بند کھڑکی کی دوسری طرف چھت پر ایسے نشانات ملے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ تین افراد اوپر سے نیچے کودے ہیں۔ پھر سیڑھیوں

پر بھی ان کے قدموں کے نشانات ملے ہیں پھر یہ نشانات ڈی کلب ہال کے دروازے پر آ کر ختم ہو گئے ہیں اور وہ دروازہ ویسے ہی بند تھا اور حفاظتی نظام آن تھا۔ اس کے علاوہ پورے احاطے میں کوئی نشان نہیں ملا۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تین افراد اس چھت پر کسی طرح پہنچے انہوں نے کسی پراسرار طریقے سے اوپر اور نیچے موجود افراد کو وہیں ان کی موجود جگہ اور پوزیشن پر ہلاک کیا۔ سیڑھیوں سے نیچے اترے اور ڈی کلب کے سامنے پہنچ کر غائب ہو گئے۔ اس سے زیادہ اور کوئی بات سامنے نہیں آ سکی“...... پنڈت نارائن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اب آپ بتائیں میجر پربھانت“...... کرنل شکلا نے کہا۔

”جناب رشی کانت کی طرف سے اطلاع ملنے کے بعد میں خصوصی چیکنگ آلات اور ماہرین کے ساتھ ڈی کلب پہنچا۔ بیرونی ہال کے بیرونی دروازے کا حفاظتی نظام آن تھا۔ اس کو بھی آف کرا کر اس پر انگلیوں کے نشانات چیک کئے گئے لیکن ڈی کلب کے افراد کے علاوہ اور کسی آدمی کی انگلیوں کا نشان نہیں ملا۔ پھر ہال کے اندرونی طرف کے فرش کو چیک کیا گیا۔ وہاں بھی قدموں کے نشان نہیں ملے۔ اس طرح ڈی کلب کے اندر تک تمام نظام آن تھا اور درست حالت میں تھا۔ پربھاس پربھو کے آفس اور خصوصی طور پر سیف کو چیک کیا گیا لیکن ایک بھی اجنبی نشان نہیں ملا“...... میجر پربھانت نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ دروازے تک پہنچنے کے بعد ناکام ہو کر واپس چلے گئے“...... کرنل شکلا نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ گو انہوں نے انتہائی پراسرار انداز میں کام کیا لیکن وہ بہرحال ڈی کلب میں داخل نہیں ہو سکے“...... میجر پربھانت نے جواب دیا۔

”اب آپ بتائیں کہ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا رپورٹ ہے“...... کرنل شکلا نے کہا۔

”وہ لوگ اس وقت میری تحویل میں ہیں“...... پنڈت نارائن نے کہا تو میجر پربھانت کے علاوہ باقی سب بری طرح چونک پڑے۔

”آپ کی تحویل میں۔ کیا مطلب۔ تفصیل بتائیں“...... کرنل شکلا نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

”یہ دو گروپوں کی صورت میں تھے۔ میرے آدمیوں نے ایک گروپ کو پکڑ لیا جس کی سربراہ ایک عورت ہے اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو ہیڈ کوارٹر میں زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے۔ دوسرا گروپ جس کا انچارج عمران ہے وہ بھی پکڑ لیا گیا اور اسے بھی وہیں زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ میں ان سے تفصیلی پوچھ گچھ کرنا چاہتا تھا لیکن اس ہنگامی اور خصوصی میٹنگ کی کال کی وجہ سے مجھے یہاں آنا پڑا۔ ویسے وہ بدستور بے ہوش ہیں اور میرے آدمی ان کی

خصوصی نگرانی کر رہے ہیں ...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''آپ نے ان کی تلاشی تو لی ہو گی۔ ان سے کوئی نقشہ یا فلم نہیں ملی''......کرنل شکلا نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''جی ہاں ان کی تلاشی لی گئی تھی لیکن ان سے ایسی کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی۔ حتیٰ کہ جس کوٹھی میں انہیں بے ہوش کر کے پکڑا گیا ہے اس پوری کوٹھی کی انتہائی مہارت سے چیکنگ کی گئی ہے لیکن وہاں سے بھی کوئی چیز نہیں مل سکی۔ البتہ اس عمران نے دوسرے گروپ کی انچارج عورت کو ٹرانسمیٹر کال کی تھی جو ہم نے کیچ کر لی۔ اس نے اس عورت سے کہا کہ اس نے کام مکمل کر لیا ہے۔ اس کال سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نقشہ حاصل کر چکے ہیں لیکن حالات واقعات اس کی تردید کرتے ہیں اس لئے میں نے انہیں زندہ رکھا ہوا ہے تاکہ ان سے تفصیلی پوچھ گچھ کر کے آخری تسلی کر لی جائے''...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ اس آدمی نے غلط بیانی کی ہے۔ جب کوئی ڈی کلب میں داخل ہی نہیں ہو سکا تو پھر کیسے کام مکمل ہو گیا''۔ کرنل شکلا نے کہا۔

''پھر جناب ڈی کلب کے سارے افراد کیوں اور کیسے بے ہوش ہو گئے''......میجر پربھانت نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی یہ بھی سوچنے کی بات ہے۔ ٹھیک ہے مجھے خود اس بات سے تجسس پیدا ہو گیا ہے مسٹر پنڈت نارائن۔ کیا آپ یہ

پوچھ گچھ میرے سامنے کر سکتے ہیں''......کرنل شکلا نے کہا۔

''یس سر لیکن آپ کو سپیشل گروپ کے ہیڈ کوارٹر تشریف لانا پڑے گا''...... پنڈت نارائن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں وہاں جانے کے لئے تیار ہوں اور میجر پربھانت آپ بھی ساتھ چلیں گے''......کرنل شکلا نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ان کے اٹھتے ہی باقی سب بھی کھڑے ہو گئے۔

''باقی حضرات کا شکریہ''......کرنل شکلا نے کہا اور تیزی سے واپس اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جہاں سے وہ آئے تھے۔ میجر پربھانت نے پنڈت نارائن کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور پنڈت نارائن بھی اثبات میں سر ہلاتا ہوا کرنل شکلا اور میجر پربھانت کے پیچھے اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

درد کی تیز لہر عمران کے جسم میں دوڑتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی ہلکی پڑنے لگ گئی اور پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگ اٹھا۔ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر اس کے ذہن کی سکرین پر ابھر آئے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ڈی کلب کا مشن مکمل کر کے واپس کوٹھی پہنچا اور پھر وہ سٹنگ روم میں بیٹھے تھے اور اس نے ٹرانسمیٹر پر جولیا سے بات چیت کی تھی اس سے کچھ دیر بعد اچانک کوئی چیز کمرے میں کھڑکی کے راستے گر کر پھٹی اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ اس نے سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک کافی بڑے ہال نما کمرے میں موجود تھا۔

اس کا جسم موٹی اور بھاری فولادی زنجیر کے ساتھ جکڑا ہوا تھا۔ زنجیر اس کے سر کے اوپر سے اترتی ہوئی اس کے جسم کے گرد لپٹ

کر نیچے فرش میں موجود کنڈے میں جا کر ختم ہوئی تھی اور یہ اس قدر سخت جکڑ تھی کہ وہ سوائے اپنے سر اور گردن کو حرکت دینے کے باقی جسم کو حرکت ہی نہ دے سکتا تھا اور دیوار کے ساتھ اسی طرح زنجیروں میں جکڑے ہوئے افراد کی ایک طویل قطار تھی جس میں اس کے ساتھ ٹائیگر، چوہان اور صدیقی کے ساتھ ساتھ جولیا اور اس کا پورا گروپ شامل تھا۔

ان سب کے جسم ڈھلکے ہوئے تھے اور ایک آدمی اس وقت ٹائیگر کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ ہال کمرے کی دیواروں کے ساتھ قدیم دور کا نمائشی اسلحہ لٹکا ہوا تھا۔ بحیثیت مجموعی یہ کمرہ ٹارچنگ ہال دکھائی دے رہا تھا۔ سامنے چھ سات کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اس ہال کا اکلوتا فولادی دروازہ بند تھا۔ ہال میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علاوہ صرف وہ انجکشن لگانے والا تھا اس کے علاوہ اور کوئی آدمی نہ تھا وہ اوہ اب ٹائیگر کے بعد بندھے ہوئے چوہان کو انجکشن لگانے میں مصروف تھا۔

عمران نے سر اٹھا کر زنجیر کے اوپر والے کنڈے کو غور سے دیکھا اور پھر اس نے گردن جھکا کر نیچے فرش والے کنڈے کا بھی بغور جائزہ لیا اور اس کے ساتھ ہی وہ سمجھ گیا کہ اوپر والے کنڈے کے ساتھ زنجیر مستقل لٹکی رہتی ہے۔ اسے آدمی کے گرد باندھ کر فرش والے کنڈے کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے کیونکہ اس کنڈے کی سائیڈ میں اسے کھولنے اور بند کرنے والا بٹن نظر آ رہا تھا لیکن

اسے باندھا اس انداز میں گیا تھا کہ اس کے پیر معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتے تھے۔

اس نے بوٹ سے بٹن کو پریس کرنے کی کوشش کی لیکن کنڈے بوٹ سے بھی کافی فاصلے پر تھے۔ عمران نے ایڑیاں اوپر کو اٹھائیں تو اسے بے حد تکلیف ہوئی کیونکہ زنجیر نے اس کے جسم کو مزید جکڑ دیا تھا اور زنجیر واقعی اس قدر ٹائٹ تھی کہ وہ حرکت بھی نہ کر پا رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ اسے خیال آ گیا تھا کہ باندھے جانے والے ہر آدمی کی جسامت اور قدوقامت ظاہر ہے مختلف ہوتی ہوں گی اس لئے ایک ہی سائز کی زنجیر سے ہر آدمی کو اس انداز میں جکڑا نہ جا سکتا تھا اس لئے لامحالہ انسانی جسم کے گرد زنجیر کو لپیٹ کر اسے کس کر کنڈے سے منسلک کیا جاتا ہو گا اور باقی فالتو زنجیر علیحدہ کر دی جاتی ہو گی۔

اس کا مطلب ہے کہ اس زنجیر کی ساری کڑیاں نہ سہی کم از کم آخری کڑیوں میں ایسا سسٹم موجود ہو گا کہ ہر کڑی کو دوسری سے علیحدہ کیا جا سکتا تھا اس طرح ہی زنجیر کی لمبائی کم یا زیادہ کی جا سکتی ہو گی۔ یہ خیال آتے ہی اس کے ذہن میں زنجیر سے نجات حاصل کرنے کی ترکیب آ گئی۔ اسے معلوم تھا کہ ہر کڑی کو علیحدہ کرنے کے لئے ہر کڑی کے اندر بٹن موجود ہو گا جسے پریس کر دیا جائے تو زنجیر کھل سکتی ہے۔ اس کے عقب میں دیوار تھی اور زنجیر چونکہ اس کے جسم کے گرد لپٹی ہوئی تھی اس لئے اس کا جتنا حصہ

سامنے تھا اتنا ہی دیوار کی طرف بھی تھا۔ عمران نے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے جسم کو دبایا اور پھر وہ دباؤ بڑھاتا چلا گیا۔

اچانک ہلکی سی کٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی زنجیر معمولی سی ڈھیلی ہو گئی اور عمران کے لبوں پر بے اختیار اطمینان بھری مسکراہٹ تیر گئی کیونکہ زنجیر ڈھیلی ہونے کا مطلب تھا کہ کوئی نہ کوئی کڑی کھل گئی ہے لیکن وہ جدا نہیں ہوئی البتہ اب معمولی سا آگے کی طرف جسم کو جھٹکا دینے سے کڑی باہر نکل جائے گی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا جسم ایک لمحے میں مکمل طور پر زنجیر سے آزاد ہو جائے گا۔ چنانچہ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ جب چاہے معمولی سی کوشش سے رہائی حاصل کر سکتا ہے۔ انجکشن لگانے والا اب سب سے آخر میں موجود تنویر کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا جبکہ باقی لوگ ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہے تھے جبکہ ٹائیگر پوری طرح ہوش میں آ چکا تھا۔ عمران نے جیسے ہی ٹائیگر کی طرف دیکھا ٹائیگر بے اختیار مسکرا دیا۔

''میں نے زنجیر کھول لی ہے باس''...... ٹائیگر نے آئی کوڈ میں کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کھول لی ہے۔ وہ کیسے۔ یہ تو بندھی ہوئی ہے''...... عمران نے اس کی زنجیر کی طرف دیکھتے ہوئے آئی کوڈ میں کہا۔

''میں کافی دیر سے ہوش میں آ چکا تھا اور میں نے آپ کو دیوار کے ساتھ جسم پریس کرتے دیکھا تھا اس لئے میں سمجھ گیا کہ آپ

کڑی کو پریس کر کے کھولنا چاہتے ہیں اور پھر میں نے کٹک کی آواز بھی سنی اور آپ کی زنجیر ڈھیلی ہوتے بھی دیکھ لی''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''لیکن اس سے تمہاری زنجیر کیسے کھل گئی''...... عمران نے حقیقتاً حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میں نے اسے ہاتھوں سے پریس کر کے کھول لیا ہے''۔ ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ ٹائیگر کی بات سننے کے بعد اب اسے خیال آیا تھا کہ اس کے بازو زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں لیکن ہاتھوں کی انگلیاں تو بہرحال جکڑی ہوئی نہیں ہیں اور ہاتھوں کو جسم کے پیچھے رکھ کر زنجیر سے جکڑا گیا تھا اس لئے وہ دیوار کے ساتھ جسم دبا کر کڑی کھولنے کی بجائے واقعی اپنی انگلیوں سے کام لے کر کسی نہ کسی کڑی کا بٹن پریس کر دے کے اسے کھول سکتا تھا۔

''آج پہلی بار اس قول کی سمجھ آئی کہ شاگرد استاد سے بڑھ جاتا ہے۔ میرے ذہن میں یہ خیال ہی نہ آیا تھا۔ گڈ شو ٹائیگر تم نے آج طبیعت خوش کر دی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے آئی کوڈ میں کہا تو ٹائیگر کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

''اصل آئیڈیا تو آپ کا تھا باس ورنہ میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس زنجیر کی کڑی بھی کھل سکتی ہے''...... ٹائیگر نے آئی کوڈ میں کہا۔

''اب تمام ساتھیوں کو بتایا جا سکتا ہے۔ سب کو ایک ہی انداز میں باندھا گیا ہے''...... عمران نے اسی طرح آئی کوڈ میں کہا۔ اس دوران وہ انجکشن لگانے والا مڑ کر دروازے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا اور دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔

اب تک سوائے تنویر کے باقی سب ہوش میں آ چکے تھے اور پھر تنویر بھی ہوش میں آ گیا۔ عمران نے سب سے مخاطب ہو کر مخصوص آئی کوڈ میں انہیں زنجیر کی کڑیاں کھولنے کی ترکیب بتا دی لیکن ساتھ ہی یہ ہدایت بھی کر دی کہ جب تک وہ اپنی زنجیر نہ کھولے کوئی بھی زنجیر سے آزاد نہ ہو۔

''اس کی وجہ''...... جولیا نے آئی کوڈ میں کہا۔

''اس لئے کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ہمیں بے ہوش کر کے یہاں لانے کی وجہ کیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ جان بوجھ کر منہ سے نہ بول رہے تھے کہ کسی بگ کے ذریعے ان کی باتیں نہ سنی جا رہی ہوں۔ اس لئے احتیاطاً وہ آئی کوڈ میں ہی بات کر رہے تھے۔

''یہ میں بتا دیتی ہوں''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو عمران نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''کیا تمہاری پہلے ان لوگوں سے بات چیت ہو چکی ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ ہمیں دوبارہ بے ہوش کیا گیا تھا''...... جولیا نے جواب

دیا اور پھر اس نے پاکیشیائی زبان میں اپنے گروپ سمیت کلب میں پرنس راسکل تک پہنچنے سے لے کر اس ہال نما کمرے میں زنجیروں میں بندھنے اور پھر پنڈت نارائن اور ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سے آخر تک جب پنڈت نارائن نے اسے ٹیپ سنایا تھا سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔

''اوہ۔ تو تمہاری آواز میں پنڈت نارائن نے بات کی تھی۔ بڑی کمال کی آواز تھی۔ واقعی مجھے ذرا بھی شک نہیں ہوا کہ وہ تم نہیں کوئی اور ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو تم کیا سمجھتے ہو تم ہی ہر کام میں ماہر ہو''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ مجھ سے ماہر تو تم ہو تم جیسا شاید ہی کوئی منہ بنا سکتا ہو گا بہرحال ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم ڈی فورس کے سپیشل گروپ کی تحویل میں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن جو کچھ پنڈت نارائن نے بتایا ہے اس لحاظ سے تو تم لوگ ڈی کلب میں داخل ہی نہیں ہوئے پھر تم نے کیسے کال کر دی کہ تم کامیاب ہو گئے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''جو کال پنڈت نارائن نے سنوائی ہے اس میں تو تم نے کہا کہ کام مکمل ہو گیا ہے۔ اس کا تو یہی مطلب نکلتا ہے''...... جولیا

نے کہا۔

''کام مکمل ہونے کا یہ مطلب نہیں تھا۔ مطلب یہ تھا کہ ہم مکمل طور پر ناکام ہو چکے ہیں۔ ہم ڈی کلب کے گیٹ تک پہنچ گئے تھے لیکن وہاں کا حفاظتی نظام ایسا ہے کہ کسی صورت میں اندر داخل ہونا ممکن نہیں ہو سکتا اس لئے ہم واپس چلے آئے اور اسی لئے میں نے واپسی کے سفر کی بات کی تھی''...... عمران نے کہا۔

''میں یہ بات کیسے مان لوں کہ تم ناکام ہونے کے باوجود واپس جانے کا سوچ بھی سکتے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''ابھی پنڈت نارائن آئے گا اس سے پوچھ لینا۔ اگر ہم کوئی چیز حاصل کر چکے ہوتے تو ظاہر ہے اچانک بے ہوش ہونے کے بعد وہ چیز ہم سے برآمد ہو جانی چاہئے تھی''...... عمران نے جواب دیا۔

''تو پھر ڈی کلب کے اندر افراد کیسے بے ہوش ہو گئے''۔ جولیا بھی پوری طرح جرح کرنے پر تلی ہوئی تھی۔

''یہ بات بھی تم سے سن رہا ہوں جب ہم اندر ہی نہیں جا سکے تو ہم انہیں بے ہوش کیسے کر سکتے ہیں۔ اندر ہی کوئی چکر ہوا ہو گا''...... عمران نے جواب دیا اور جولیا ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئی۔

''لیکن کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم ان کے آنے سے پہلے آزاد ہو جائیں''...... صفدر نے کہا۔

''جب اس کی ضرورت پڑے گی تو ہو جائے گا۔ میں دراصل

پنڈت نارائن کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم واقعی ناکام رہے ہیں۔ اگر ہم آزاد ہو گئے اور فرار ہو گئے تو وہ یہی سمجھے گا کہ ہم نے واقعی کام مکمل کر لیا ہے اور ہمارا ڈی کیمپ تک پہنچنا مشکل بنا دیا جائے گا یا پھر اس کی حفاظت کا سیٹ اپ ہی بدل دیا جائے گا۔ جس کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا''...... عمران نے جواب دیا اور صفدر کے ساتھ ساتھ دوسروں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر کافی دیر تک ان کے درمیان کوئی گفتگو نہ ہوئی کیونکہ اب گفتگو کا کوئی موضوع ہی نہ رہا تھا کہ اچانک دروازہ کھلا اور یکے بعد دیگرے تین افراد اندر داخل ہوئے۔

ان میں سے سب سے آگے ایک ادھیڑ عمر لیکن انتہائی باوقار آدمی تھا اور عمران اسے دیکھ کر چونک پڑا کیونکہ وہ اسے جانتا تھا۔ یہ کرنل شکلا تھا۔ جو کافرستان کی ایک طاقتور ایجنسی کراکا کا چیف رہ چکا تھا۔ اس کے پیچھے جو آدمی اندر داخل ہوا اسے دیکھ کر ہی عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ اسے بھی پہچانتا تھا۔ یہ میجر پربھانت تھا جو کافرستانی بلیک ایجنسی کا کسی زمانے میں ٹاپ ایجنٹ رہ چکا تھا اور اس کے پیچھے تیسرا آدمی پنڈت نارائن تھا۔ وہ بھی بلیک ایجنسی کا سابق ایجنٹ رہ چکا تھا۔ ان تینوں کے پیچھے دو مشین گنوں سے مسلح آدمی اندر داخل ہوئے اور پھر وہ دروازے کی سائیڈ میں بڑے چوکنا انداز میں کھڑے ہو گئے جبکہ کرنل شکلا، میجر پربھانت اور پنڈت نارائن ان کے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''ویری گڈ۔ مجھے اپنی اہمیت کا آج احساس ہوا کہ میرے اور میرے ساتھیوں کے استقبال کے لئے کرنل شکلا جیسے معزز آدمی نے بذات خود یہاں تشریف لانے کی تکلیف کی ہے اور ساتھ ہی جناب میجر پربھانت صاحب اور پنڈت نارائن نے بھی قدم رنجہ فرمایا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن وہ بولا اپنے اصل لہجے اور آواز میں تھا۔ سامنے بیٹھے ہوئے تینوں افراد کے ساتھ ساتھ اس کے اپنے ساتھی بھی حیرت سے اسے دیکھنے لگے تھے۔

''اوہ۔ اوہ تو تم ہی علی عمران ہو۔ اوہ۔ اوہ اب مجھے یاد آ گیا۔ میں نے تمہاری آواز پہچان لی ہے''...... کرنل شکلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بڑے آدمی چھوٹوں کو آواز سے ہی پہچانتے ہیں شکل سے نہیں کیونکہ ظاہر ہے چھوٹے آدمی کا چہرہ تو ہمیشہ تفکرات اور پریشانیوں کی وجہ سے بگڑا ہوا نظر آتا ہے اور بگڑے ہوئے چہروں پر غور کرنے کی بڑے آدمیوں کے پاس فرصت ہی نہیں ہوتی''۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''میجر پربھانت مجھے خوشی ہے کہ تمہاری ڈی فورس نے ایک بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اس علی عمران کا اس طرح بے بس ہونا واقعی کارنامہ ہے۔ گڈ شو''...... کرنل شکلا نے مسکراتے ہوئے میجر پربھانت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر یہ کارنامہ پنڈت نارائن کا ہے۔ ہمیں سپیشل گروپ کے پنڈت نارائن کو اس کارنامے پر سراہنا چاہئے"...... میجر پربھانت نے ساتھ بیٹھے ہوئے پنڈت نارائن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"میجر پربھانت۔ اوہ کیا مطلب۔ کیا بلیک ایجنسی میں ناکارہ آدمی کو میجر کا لقب عطا کیا جاتا ہے"...... عمران نے کہا تو میجر پربھانت کا چہرہ غصے سے یکلخت تپ اٹھا جبکہ کرنل شکلا بے اختیار مسکرا دیا۔

"میجر پربھانت ڈی فورس کے باس ہیں یہ ناکارہ کیسے ہو گئے"...... کرنل شکلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو اعزازی میجر ہیں۔ میجر پربھانت صاحب پہلے بلیک ایجنسی میں ہوا کرتے تھے پھر وہاں سے ناکارہ قرار دے کر نکال دیئے گئے تھے اس لئے میں سمجھا کہ کافرستان میں ناکارہ آدمی کو میجر کہا جاتا ہے۔ بہرحال یہ عہدہ مبارک ہو میجر پربھانت البتہ مجھے انتہائی افسوس ہے کہ تم اندھے ہو گئے ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں گرانڈ چیف کی وجہ سے خاموش ہوں ورنہ تمہیں دوسرا سانس لینے کی بھی اجازت نہ دیتا"...... میجر پربھانت غصے کی شدت سے بے اختیار پھٹ پڑا۔

"ارے ارے اس میں غصے کی کیا بات ہے۔ میں تو ایسے ہی

کہہ رہا ہوں۔ تمہاری آنکھیں دھندلائی ہوئی ہیں۔ تم بوڑھے ہو گئے ہو۔ دھندلائی ہوئی آنکھوں والا اندھا ہی ہوتا ہے"...... عمران بھلا اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا اس لئے اس کی زبان رواں ہوگئی۔

"اس کی باتوں کا برا مت مناؤ میجر پربھانت۔ اس کی اسی طرح باتیں کرنے کی عادت ہے۔ میری اس سے دو بار ملاقات ہو چکی ہے۔ بہرحال اب اصل معاملات پر بات ہو جانی چاہئے۔ میرے پاس وقت بہت کم ہے"...... کرنل شکلا نے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... میجر پربھانت نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے پنڈت نارائن کو اشارہ کر دیا تو پنڈت نارائن اٹھ کھڑا ہوا۔

"علی عمران۔ اب جبکہ تم خود ہی سامنے آ چکے ہو تو اب یہ بات پوچھنا تو بے معنی ہو چکی ہے کہ سب تمہارے ساتھی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہیں"...... پنڈت نارائن نے کہا۔

"تمہاری پہلی بات درست ہے البتہ دوسری غلط ہے۔ ان کا کوئی تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہے۔ یہ صرف میرے ساتھی ہیں اور بس"...... عمران نے کہا۔

"سنو علی عمران۔ تم سب ہمارے مجرم ہو اور تم میرے بارے میں جانتے ہو کہ میں مجرموں کو کوئی ڈھیل نہیں دیا کرتا"...... کرنل شکلا نے کہا۔

''اور تم جو مجرمانہ سرگرمیوں میں ملوث ہو۔ اس کے بارے میں کیا کہو گے۔ کیا میں نہیں جانتا کہ ڈی کیمپ میں کیا ہو رہا ہے اور کس کی ایماء پر ہو رہا ہے۔ میں سب کچھ جانتا ہوں۔ تم ڈی کیمپ کے تین ڈائریکٹران میں سے ایک ہو۔ اگر کہو تو میں دوسرے ڈائریکٹران کے نام بھی بتا دوں''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم سب کچھ جانتے ہو''...... کرنل شکلا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ ڈارک کیمپ کافرستانی حکومت کی ایماء پر ہی بنایا گیا ہے جس میں سابقہ ایجنسیوں کے چیفس کو سامنے لایا گیا ہے تاکہ یہ اپنے طور پر پاکیشیا کے خلاف کام کر سکیں یا پھر دوسرے ممالک میں شر انگیزی پھیلا کر پاکیشیا کو بدنام کر سکیں۔ لیکن یاد رکھو کرنل شکلا۔ میرا نام عمران ہے۔ علی عمران۔ میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ میں یہاں تمہارے اس ڈارک کیمپ کو تباہ کرنے کے لئے آیا ہوں اور اسے تباہ کر کے ہی واپس جاؤں گا چاہے اس کے لئے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔ مجھے یہ تو علم ہے کہ ڈی کیمپ اگنی پہاڑیوں میں کہیں موجود ہے لیکن اس کی ایگزکٹ لوکیشن کے بارے میں اور خاص طور پر میں اس کیمپ کے حفاظتی نظام کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ ایک بار مجھے یہ سب پتہ چل جائے پھر دیکھنا میں تمہارے اس کیمپ کا کیا حال کرتا

ہوں''...... عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا تم ڈی کیمپ تک پہنچ سکو گے''...... کرنل شکلا نے اس کی بات سن کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایک بار میرے ہاتھ ڈارک کیمپ کا نقشہ لگ جائے تو میں ہر قیمت پر وہاں پہنچوں گا اور پھر میں دیکھوں گا کہ کون مجھ سے ڈی کیمپ کو بچاتا ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''تو کیا تم نے واقعی نقشہ نہیں چرایا''...... کرنل شکلا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہمیں پہلے بے ہوش کیا گیا اور پھر یہاں لایا گیا اور ظاہر ہے یہ سب کچھ اس قدر اچانک کیا گیا کہ ہم سنبھل ہی نہ سکے ورنہ اگر ہمیں ذرا بھی شبہ ہو جاتا تو مسٹر پنڈت نارائن کم از کم اس قابل نہیں ہیں کہ ہمیں اس طرح جکڑ کر ہلاکت کی دھمکیاں دے سکتے۔ اس لئے ظاہر ہے ہمیں بے ہوش کرنے کے بعد انہوں نے ہماری تلاشی بھی لی ہو گی اور ساتھ ہی ہماری رہائش گاہ کی بھی۔ اگر ہم نے کوئی چیز چرائی ہوتی تو لامحالہ وہ ہمارے ہوش میں آنے سے پہلے برآمد ہو چکی ہوتی۔ اس صورت میں ہم سے پوچھ گچھ کی ضرورت ہی نہ پڑتی''...... عمران نے منہ بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میجر پربھانت عمران کی باتوں سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ واقعی ناکام رہے ہیں اور پھر مسٹر پنڈت نارائن کا بھی یہی کہنا

ہے کہ ان سے ایسی کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی لیکن اصل بات جو میری سمجھ میں اب تک نہیں آ رہی کہ ڈی کلب میں موجود افراد آخر کیوں اور کیسے بے ہوش ہوئے تھے“...... کرنل شکلا نے میجر پربھانت سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہی بات تو مجھے حیران کر رہی ہے سر“...... میجر پربھانت نے جواب دیا۔

”عمران تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ گو کہ میرا تعلق واقعی ڈی کیمپ سے ہے اور میں ڈی کیمپ کا تھرڈ ڈائریکٹر بھی ہوں لیکن اس کے باوجود میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم سب کچھ سچ سچ بتا دو تو میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی نہ جانیں بخش دوں گا اور اگر تم نے سچ نہ بتایا تو پھر میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی سلامتی کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتا“...... کرنل شکلا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ آپ وعدہ پورا کریں گے اس لئے میں آپ سے کوئی بات نہیں چھپاؤں گا۔ پوچھیں کیا پوچھنا چاہتے ہیں“...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا تم نے ڈی کلب سے نقشہ حاصل کر لیا ہے“...... کرنل شکلا نے کہا۔

”نہیں ہم نے کوشش کی لیکن ناکام رہے“...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”کیا تم واقعی ڈی کلب میں داخل نہیں ہو سکے“...... کرنل شکلا نے باقاعدہ وکیلوں کے سے انداز میں سوال کرتے ہوئے کہا۔

”ڈی کلب کے بیرونی ہال کے دروازے تک ہم پہنچ گئے تھے لیکن اس کا حفاظتی سسٹم ہم سے ناکارہ نہ ہو سکا اس لئے ہمیں مجبوراً واپس آنا پڑا“...... عمران نے جواب دیا۔

”تم کس طرح وہاں تک پہنچے تھے“...... اس بار میجر پربھانت نے کہا۔

”سن پلازا کی ایک کھڑکی کے ذریعے چھت پر اور پھر سیڑھیاں اتر کر ڈی کلب کے بیرونی ہال کے گیٹ تک“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم نے سپیشل گروپ کے افراد کو ہلاک کیا ہے لیکن کس طرح جبکہ باہر دوسرے افراد کو اس کا علم تک نہیں ہو سکا اور سن پلازا کی چوتھی منزل کے تمام دفاتر لاکڈ تھے اور اندر سے کھڑکیاں بھی بند تھیں“...... اس بار پنڈت نارائن نے کہا۔

”جہاں تک تمہارے پہلے سوال کا تعلق ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب ہم وہاں پہنچے تو تمہارے آدمیوں کی وہاں لاشیں موجود تھیں۔ ہم نے انہیں ہلاک نہیں کیا البتہ مجھے یہ معلوم ہے کہ یہ کام کس نے کیا ہے اور تمہیں بتا سکتا ہوں لیکن ابھی نہیں۔ جہاں تک دوسرے سوال کا تعلق ہے تو اس کے لئے مجھے تھوڑی سی تفصیل بتانا پڑے گی“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سن پلازا

میں داخل ہونے، گارڈ سے باتیں اور پھر سب گارڈوں کو چوتھی منزل پر اکٹھا کر کے بے ہوش کرنے کی تفصیل بتا دی۔

''لیکن بند آفس کیسے کھولا گیا''...... میجر پربھانت نے کہا۔

''یہ کام تو آج کل عام مجرم بھی کر لیتے ہیں۔ ماسٹر کی سے کیا نہیں ہوسکتا اور واپسی پر سب کچھ دوبارہ لاک بھی کیا جا سکتا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ تم ڈی کیمپ کے گرانڈ ماسٹر ہو اور ایک بڑی سرکاری ایجنسی کے چیف بھی رہ چکے ہو اس کے باوجود بھی تم ایسی بچگانہ باتیں پوچھ رہے ہو۔ شاید تم پاگل ہو گئے ہو''...... عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا تو میجر پربھانت کا چہرہ ایک بار پھر غصے سے جل اٹھا۔

''لیکن اگر تم اندر نہیں گئے تو اندر افراد کیسے بے ہوش ہو گئے''...... کرنل شکلا نے کہا۔

''کیا واقعی ایسا ہوا ہے۔ لیکن یقین کرو اس معاملے میں میرا کوئی ہاتھ نہیں ہے۔ میں نے کسی کو بے ہوش نہیں کیا ہے اور نہ ہی اس بات کا مجھے کوئی علم ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایسا ہوا ہے۔ ہم نے اندر مکمل چیکنگ کر لی ہے مگر کوئی ایسا کام ہوا ہے جس سے تمام کے تمام افراد بیک وقت بے ہوش ہو جائیں اس لئے ہم اس پوائنٹ پر مطمئن ہونا چاہتے ہیں''...... کرنل شکلا نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''اب مجھے علم غیب تو حاصل نہیں ہے۔ ہاں اگر آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اندر سے ڈی کلب کو چیک کر سکوں اور ان بے ہوش ہونے والے افراد سے گفتگو کر سکوں تو ہوسکتا ہے کہ میں اصل وجہ ٹریس کر لوں''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ تو یہ بات ہے۔ تم اب اس طرح اندر داخل ہونا چاہتے ہو۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم لوگ اپنے مشن میں ناکام رہے ہو اس لئے اب میں واپس چلا جا رہا ہوں۔ اب ڈی فورس جانے اور تم''...... کرنل شکلا نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ نے وعدہ کیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں لیکن یہ وعدہ مجھ تک محدود تھا اس لئے میں جا رہا ہوں البتہ میرا خیال ہے کہ میجر پربھانت اور پنڈت نارائن دونوں تمہیں ہلاک نہیں کریں گے''...... کرنل شکلا نے کہا۔

''سر انہوں نے ہمارے دس بہترین افراد کو ہلاک کیا ہے اس لئے یہ کسی نرمی کے مستحق نہیں ہیں اور دوسری بات یہ کہ اگر آج انہیں چھوڑ دیا گیا تو ہوسکتا ہے کہ یہ دوسری کوشش میں کامیاب ہو جائیں اور پھر یہ پکڑے بھی نہ جا سکیں اس لئے ان کی ہلاکت کافرستان کے مفاد میں ہے''...... میجر پربھانت نے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے تم ڈی فورس کے چیف ہو اور یہ تمہارے مجرم ہیں

اس لئے آخری فیصلہ تم خود ہی کرو گے''...... کرنل شکلا نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا تو میجر پربھانت اور پنڈت نارائن کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ ان دونوں نے مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کسی بھی صورت میں زندہ نہ چھوڑیں گے۔ وہ انہیں اذیت ناک موت سے ہمکنار کریں گے اور پھر ان کی لاشیں برقی بھٹی میں جلا کر راکھ کر دی جائیں گی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکتوں کا کریڈٹ اب ڈی فورس کو ملنے والا تھا اس لئے وہ خوش تھے۔ بے حد خوش۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت بدستور ڈی فورس کے سپیشل گروپ کے چیف پنڈت نارائن کے ہیڈ کوارٹر میں زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ ڈی فورس کے چیف میجر پربھانت اور کرنل شکلا نے وہاں پہنچ کر عمران سے پوچھ گچھ کی تھی اور عمران نے کرنل شکلا کو یقین دلایا تھا کہ وہ ڈی کلب میں داخل ہونے میں ناکام رہا ہے۔ جس کے بعد کرنل شکلا عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ میجر پربھانت پر چھوڑ کر خود چلا گیا تھا اور میجر پربھانت اور پنڈت نارائن بھی کرنل شکلا کو چھوڑنے ان کے ساتھ گئے تھے البتہ کچھ ہی دیر میں پنڈت نارائن واپس آ گیا اور وہ اب کمرے میں اپنے دو مسلح ساتھیوں کے ہمراہ موجود تھا اور اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

''پنڈت نارائن کیا تم سے ایک بات پوچھ سکتا ہوں''...... عمران نے پنڈت نارائن سے مخاطب ہو کر کہا۔

”پوچھو“...... پنڈت نارائن نے کہا۔

”کیا تم نے ہماری رہائش گاہ کی تلاشی لی تھی“...... عمران نے اس کی طرف غور سے کہا۔

”ہاں لی تھی“...... پنڈت نارائن نے جواب دیا۔

”تو کچھ ملا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ کچھ نہیں ملا تھا ہمیں“...... پنڈت نارائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور اس کے باوجود تم یہ سمجھ رہے ہو کہ ہم ڈی کلب میں داخل بھی ہوئے تھے اور نقشہ بھی لے اُڑے تھے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے اور میجر پربھانت کو اصل حالات کا پتہ ہے عمران لیکن ہم نے گرانڈ چیف کے سامنے اس لئے بات نہیں کی کہ اس طرح ہمارے گروپ کی کارکردگی متاثر ہوتی تھی اور ہم پر حرف آتا ہے اور تم نہیں جانتے ڈی کیمپ میں ناکامی کا مطلب صرف موت ہوتا ہے“...... پنڈت نارائن نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا ہیں حالات“...... عمران نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

”تم جانتے ہو کہ تمہاری رہائش گاہ سے جو سامان برآمد ہوا ہے اور تم سب کی جیبوں سے ہمیں جو خصوصی مشینری ملی ہے اسے میرے سیکشن کے ماہرین نے خصوصی طور پر چیک کیا ہے اور ان کی

چیکنگ کے بعد اصل صورتحال سامنے آئی ہے۔ تمہاری اطلاع کے لئے میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت ڈی کلب کے اندر داخل ہوئے تھے۔ تمہارے پاس حفاظتی انتظامات کو معطل کرنے والا سائنس سپر تھرٹی ون ٹاسوٹا باکس بھی موجود تھا اور پھر تمہارے پاس ایس وی ایس آئی ٹائپ کیمرہ بھی تھا۔ اب باقی باتیں تم خود سمجھ سکتے ہو کہ تم نے کس طرح تمام حفاظتی نظام کو ختم کیا، ڈی کلب کے اندر گئے۔ ڈی کلب میں موجود افراد کو بے ہوش کیا، سیف کھولا، اس میں موجود نقشہ کی تصویریں حاصل کیں اور پھر سب کچھ ویسے ہی رکھ دیا اور تمام نشانات صاف کرتے ہوئے تم ڈی کلب سے باہر آئے اور حفاظتی نظام کو دوبارہ اسی طرح سے آن کر دیا جیسا پہلے تھا۔ میرے آدمیوں کو تم نے یقیناً پہلے بے ہوش کیا ہو گا اور پھر ان کی گنوں پر سائیلنسر لگا کر تم نے میرے تمام ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا اور پھر تم نے سائیلنسر اتار کر گنوں کو وہیں پھینکا اور چوتھی منزل کے آفس کے ذریعے باہر آ گئے۔ اسے لاکڈ کیا اور چلے گئے۔ اس طرح تمہاری ساری واردات واقعی انتہائی پراسرار انداز میں ہو گئی اور اگر تم مادام کیٹی کو کال نہ کرتے اور ہم تمہیں ٹریس کر کے وہاں بے ہوش کر کے یہ سب کچھ برآمد نہ کرتے تو میں بھی یہی سمجھتا جو کچھ ڈی کلب کے افراد اور کرنل شکلا سمجھ رہے ہیں“...... پنڈت نارائن نے تفصیل سے جواب دیا تو عمران کی آنکھوں میں اس کے لئے تحسین کے

تاثرات نمایاں ہو گئے کیونکہ پنڈت نارائن نے واقعی انتہائی ذہانت کے ساتھ بالکل درست تجزیہ کیا تھا۔

''جیسا تم نے بتایا ہے اگر یہ سب ہوا ہوتا تو پھر تمہیں ہمارے پاس سے وہ تصویریں مل جانی چاہئے تھیں۔ بتاؤ کیا تمہیں وہ تصویریں ملی ہیں''...... عمران نے جان بوجھ کر منہ بنا کر کہا۔

''نہیں''...... پنڈت نارائن نے منہ بنا کر کہا۔

''چلو شکر ہے۔ اب مجھے یقین ہے کہ تم کرنل شکلا کا حلف پورا کرو گے''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں عمران۔ اصل نقشہ ہمارے پاس محفوظ ہے۔ ہمارے لئے اس کی اہمیت ہے۔ تم نے اگر اس کی تصویریں یا کاپی بنا کر کہیں چھپا بھی لیا ہے تو ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہے اور تم نے میرے دس انتہائی بہترین افراد کو ہلاک کر کے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی موت کو یقینی بنا لیا ہے۔ میجر پربھانت کا بھی یہی حکم ہے''...... پنڈت نارائن نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا اور اس کا رخ عمران کی جانب کر دیا۔ اس کے عقب میں موجود اس کے دونوں ساتھیوں نے بھی مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

''رکو۔ کیا تم میجر پربھانت یا کرنل شکلا سے میری بات کرا سکتے ہو''...... عمران نے یکلخت سنجیدگی سے کہا۔

''کیوں''...... پنڈت نارائن نے پوچھا۔

''کیونکہ مجھے تم جیسے ذہین ایجنٹ کی موت پر حقیقتاً بے حد افسوس ہو گا''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو پنڈت نارائن ہنس پڑا۔

''نہیں۔ اصل میں تم مجھ سے زیادہ ذہین ہو اور تمہاری موت کا بنیادی سبب بھی یہی بن رہا ہے۔ جس طرح سے ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں اسی طرح میں بھی اپنے سے زیادہ ذہین آدمی کو نفسیاتی طور پر برداشت نہیں کر سکتا اور مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ تم نے بہرحال خود کو میرے سامنے ذہانت کے مقابلے میں برتر ثابت کر دیا ہے اور کوشش کے باوجود میں نہ نقشے کی تصویریں حاصل کر سکا ہوں اور نہ تم سے سچ اگلوا سکا ہوں''...... پنڈت نارائن نے کہا۔ اس نے اور اس کے ساتھ موجود دونوں آدمیوں نے جیسے ہی مشین گنیں سیدھی کیں عمران کے عقب میں موجود ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور پھر زنجیریں ایک ساتھ ان تینوں سے ٹکرائیں۔ وہ اچھل کر گرے ہی تھے کہ عمران بجلی کی سی تیزی سے باقی زنجیریں ہٹا کر اٹھا اور اس نے پوری قوت سے ان تینوں کی طرف چھلانگ لگا دی۔ وہ پنڈت نارائن کے قریب گرا۔ پنڈت نارائن کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر زمین پر گر پڑا تھا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے مشین پسٹل اٹھایا اور پھر اس سے پہلے کہ پنڈت نارائن اور اس کے ساتھی سیدھے ہوتے عمران یکلخت گھوما اور کمرہ یکلخت مشین پسٹل کی

تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی پنڈت نارائن اور اس کے عقب میں موجود اس کے دونوں ساتھیوں کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخوں سے گونج اٹھا اور وہ تینوں اچھل کر اٹھتے اٹھتے فرش پر گر کر بری طرح سے تڑپنا شروع ہو گئے جبکہ عمران کے باقی ساتھی حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

انہیں گولیاں مارتے ہی عمران تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور دوڑتا ہوا دروازے کی طرف گیا اور اس نے دروازے کو اندر سے لاکڈ کیا اور پھر مڑ کر واپس آ کر اس نے اپنے ساتھیوں کو زنجیروں سے آزاد کرنا شروع کر دیا۔ زنجیروں سے آزاد ہوتے ہی وہ سب اطمینان سے قدم بڑھا کر آگے بڑھ آئے۔

''باہر جاؤ اور جو دکھائی دے اسے گولی سے اڑا دو لیکن خیال رکھنا کہ ان کے چہرے محفوظ رہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان کے میک اپ کرنے پڑیں''...... عمران نے کہا اور صفدر اور تنویر نے تیزی سے آگے بڑھ کر پنڈت نارائن کے ساتھیوں کی مشین گنیں اٹھائیں اور دروازے کی جانب بڑھ گئے۔

''رک جاؤ۔ میرے خیال میں ان کی جیبوں کا ابھار بتا رہا ہے کہ ان کے پاس مشین پسٹلز بھی موجود ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر واقعی ان تینوں کی جیبوں سے ایک ایک مشین پسٹل بھی برآمد ہو گیا۔ ایک مشین پسٹل اس نے چوہان کو دیا اور دوسرا مشین پسٹل اس نے جولیا کی طرف بڑھا دیا۔ جولیا نے آگے بڑھ کر

دروازے کا لاک ہٹایا اور دروازہ کھول کر اپنا سر باہر نکال کر دیکھا اور پھر ساتھیوں کو پیچھے آنے کا اشارہ کر کے تیزی سے ہال سے باہر نکل گئی۔ عمران کے کہنے پر ٹائیگر پنڈت نارائن اور اس کے ساتھیوں کی تلاشی لینے لگا۔ تھوڑی دیر بعد باہر سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو عمران آوازیں سنتے ہی سمجھ گیا کہ آنے والا صفدر ہے۔

''کیا ہوا میاں صفدر''...... عمران نے اس کے دروازے کے قریب پہنچتے ہی اندر سے آواز دے کر پوچھا۔

''مجھے تو حیرت ہو رہی ہے کہ یہ خاصا بڑا ہیڈ کوارٹر ہے لیکن یہاں صرف پندرہ آدمی موجود تھے۔ ان سب کو ہم نے ختم کر دیا ہے''...... صفدر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''انہیں ہلاک کرنے کے لئے تم نے فائرنگ تو نہیں کی''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں نے فائرنگ کرنے سے سب کو منع کر دیا تھا کیونکہ یہ جگہ گنجان آباد علاقے میں ہے اور یہ ہال کمرہ تو ساؤنڈ پروف ہے لیکن باہر کا کوئی حصہ ساؤنڈ پروف نہیں ہے اس لئے پہلے ہم نے انہیں بے ہوش کیا اور پھر ان کی گردنیں توڑ کر انہیں ہلاک کر دیا گیا''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ہیڈ کوارٹر کے آپریشن روم میں موجود تھے۔ آپریشن روم خاصا بڑا تھا۔ عمران

وہاں نصب مختلف مشینوں کا جائزہ لینے میں مصروف ہو گیا پھر ایک مشین کے سامنے وہ کافی دیر تک کھڑا رہا اور اسے غور سے دیکھتا رہا اور کچھ دیر بعد اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"کیا ہوا"...... جولیا نے پوچھا۔

"میز کی درازیں چیک کرو۔ وہاں یقیناً کوئی ڈائری ہو گی"۔ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور ہال کے درمیان میں موجود بڑی سی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کی درازیں چیک کرنی شروع کر دیں اور پھر ایک ڈائری نکال کر اس نے واپس آ کر عمران کو دے دی۔

عمران نے ڈائری کھولی اور پھر اس نے ورق الٹا کر اسے دیکھنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ڈائری بند کر کے واپس صفدر کی طرف بڑھا دی۔

"اسے اپنے پاس رکھو"...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے اس مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا جسے وہ غور سے دیکھتا رہا تھا۔ کافی دیر تک وہ اس مشین کو آپریٹ کرتا رہا پھر اس نے سائیڈ پر موجود ایک مائیک اتار کر اپنے ہاتھ میں لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کی سائیڈ میں موجود ڈائل کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد مشین میں سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھائے جانے کی آواز بھی سنائی دی۔

"یس"..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"پنڈت نارائن بول رہا ہوں باس سے بات کراؤ"...... عمران نے پنڈت نارائن کی آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ میجر پربھانت بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد میجر پربھانت کی آواز سنائی دی۔

"پنڈت نارائن بول رہا ہوں باس"...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس پنڈت نارائن۔ کیا رزلٹ ہے"...... دوسری طرف سے میجر پربھانت نے کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھیوں کو میں نے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر دیا ہے باس۔ اب میں نے آپ سے یہ پوچھنے کے لئے فون کیا ہے کہ ان کی لاشوں کا کیا کرنا ہے"...... عمران نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ کرنا کیا ہے۔ ان کی لاشیں برقی بھٹی میں جلا کر بھسم کرا دو"...... میجر پربھانت نے کہا۔

"یس باس"...... عمران نے کہا۔

"پنڈت نارائن۔ تمہاری بے پناہ ذہانت کی وجہ سے یہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں ورنہ یہ نقشہ لے جاتے اور ہمیں سمجھ بھی نہ آ سکتی تھی کہ ہوا کیا ہے اور کیسے ہوا ہے۔ اس لئے اس کارنامے پر تمہیں خصوصی طور پر انعام دیا جائے گا"...... میجر پربھانت نے مسرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ باس"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ بائی"...... دوسری طرف سے میجر پربھانت نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی تو عمران نے مائیک کی سائیڈ پر موجود بٹن آف کر کے مائیک کو واپس مشین کے ساتھ ہک میں لٹکا دیا اور پھر اس نے مشین آف کر دی۔

"سچ مچ اللہ تعالیٰ نے تمہارا ذہن خصوصی طور پر بنایا ہے"۔ تنویر نے بے اختیار تحسین بھرے لہجے میں کہا تو عمران ہنس پڑا۔

"اور تمہارے دل کو"...... عمران نے جواب دیا تو آپریشن روم بے اختیار ان سب کے کھلکھلاتے ہوئے قہقہوں سے گونج اٹھا۔ جولیا بھی بے اختیار ہنس دی حالانکہ وہ عمران کے اس فقرے کا مطلب بخوبی سمجھ گئی تھی۔

"تو کیا تم اب بھی یہی کہو گے کہ تم نے نقشہ حاصل نہیں کیا"...... جولیا نے مسکرا کر کہا۔

"اس بات پر میں مر کر بھی یقین نہیں کر سکتا کہ عمران نے نقشہ نہ حاصل کیا ہو"...... تنویر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پہلے مر کر دکھاؤ"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"بتاؤ عمران۔ کیا واقعی تم سچ کہہ رہے تھے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا کے چہرے پر سکون

آ گیا وہ سمجھ گئی کہ عمران نے وہ ساری باتیں پنڈت نارائن، کرنل شکلا اور میجر پربھانت کو ڈاج دینے کے لئے کہی تھیں۔

"لیکن تم نے وہ نقشہ چھپایا کہاں ہے۔ انہوں نے تو کہا تھا کہ انہوں نے تمہاری ہر چیز کی تلاشی لی تھی"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم تھا کہ میں نے کس کیمرے پر اس کی فلم تیار کر کے تصویریں بنانی ہے اور پکڑا گیا تو مجھے کیا کرنا ہے۔ میں نے فلم پارک میں چلتے ہوئے ایک جگہ گرا دی تھی۔ میرے پیچھے ناٹران آ رہا تھا جسے میرے ساتھی چیک نہ کر سکے تھے۔ فلم ناٹران نے اٹھائی اور وہاں سے نکل گیا"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جیسے نقشہ مل جانے سے انہیں واقعی سکون آ گیا ہو اور وہ نقشہ تصویری شکل میں ناٹران کے پاس محفوظ ہو چکا تھا۔

"اب کیا کرنا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"فی الحال تو تم پنڈت نارائن اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر ان کی راکھ بناؤ۔ یہاں پر ہمیں ماسک میک اپ لازماً مل جائیں گے۔ میں تلاش کرتا ہوں اور پھر ہم ماسک میک اپ کر کے یہاں سے نکل جائیں گے اور اطمینان سے وہیں اپنی رہائش گاہ جا کر ڈی کیمپ کو تباہ کرنے کا منصوبہ بناتے رہیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ جگہ تو ڈی فورس کی نظروں میں آ چکی ہے"...... صفدر

نے کہا۔

"اسی لئے تو میں تم سب کو لے کر وہاں جا رہا ہوں کیونکہ اس وقت وہ سب سے محفوظ جگہ ہے۔ ڈی فورس کے بگ باس میجر پربھانت کو رپورٹ مل چکی ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی لاشیں تک جلا کر راکھ بنا دی گئی ہیں تو وہ احمق ہی ہو گا جو اس رہائش گاہ کے بارے میں سوچتا پھرے گا۔ رہی بات پنڈت نارائن اور اس کے ساتھی کہاں گئے تو یہ سوچنا اس کا کام ہے ہمارا نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

سفید رنگ کی ایک نئی اور جدید ماڈل کی کار نہایت تیز رفتاری سے کافرستان کے دارالحکومت کی فراخ سڑک پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک بھاری وجود کا آدمی بیٹھا ہوا تھا جو نوجوان تھا جبکہ عقبی سیٹ پر ایک مقامی نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ جس نے نیوی بلیو کلر کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔ نوجوان کی فراخ پیشانی اور اس کی تیز چمکدار آنکھیں اس کی ذہانت کا غماز تھیں۔ تھوڑی ہی دیر میں کار ایک نئی اور جدید کالونی میں مڑی اور پھر اس کالونی کے سی بلاک میں پہنچ کر آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر اس بلاک کے آخر میں موجود ایک بڑے سائز کی رہائش گاہ کے سامنے جا کر رک گئی۔

کار رکتے ہی ڈرائیور تیزی سے نیچے اترا اور رہائش گاہ کے بند پھاٹک کی طرف بڑھ گیا اور اس نے پھاٹک کی سائیڈ دیوار پر لگے ہوئے ڈور فون کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ کون ہے"...... اندر سے ایک بھاری مردانہ آواز سنائی

دی۔

"رل پانڈے صاحب تشریف لائے ہیں جناب"...... ڈرائیور نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم اپنا نام بتاؤ نانسنس"...... اندر سے تیز آواز میں بری طرح سے دھاڑتے ہوئے کہا گیا۔

"میرا نام سوہن سنگھ ہے جناب"...... ڈرائیور نے اس بار سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ میں گیٹ کھلواتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سوہن سنگھ واپس مڑا اور پھر وہ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں کے بعد کوٹھی کا پھاٹک کھل گیا اور سوہن سنگھ فوراً کار آگے بڑھا لے گیا۔ اس نے کار پورچ میں لے جا کر روک دی جہاں پہلے ہی ایک نئے ماڈل کی جدید کار موجود تھی۔ سوہن سنگھ نے اپنی کار اس دوسری کار کے عقب میں روکی تو عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا نوجوان رل پانڈے دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے برآمدے سے ایک ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے سیڑھیاں اتر کر اس کی طرف بڑھا۔

"آئیں مسٹر رل پانڈے۔ سردار صاحب آپ کے منتظر ہیں"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے رل پانڈے کے قریب آ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رل پانڈے نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر درمیانی

راہداری سے گزر کر ایک بند دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں دروازے پر انگلی کا ہک بنا کر دستک دی تو دروازہ کھل گیا اور رل پانڈے کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ سٹنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا اور سامنے آرام کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بڑے شاہانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی نے سیاہ رنگ کی چادر اپنے جسم کے گرد لپیٹ رکھی تھی۔ اس کی فراخ پیشانی اور چمکتی ہوئی روشن آنکھیں اس کی ذہانت کا ثبوت دے رہی تھیں۔

"آؤ رل پانڈے۔ میں تمہارے ہی انتظار میں تھا"...... اس ادھیڑ عمر آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا تو رل پانڈے اس کی طرف بڑھ گیا۔ ادھیڑ عمر آدمی نے ہاتھ بڑھایا تو رل پانڈے نے اس سے مصافحہ کیا۔

"بیٹھو"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا تو رل پانڈے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تم نے مجھے ملنے کا وقت دیا اس کے لئے میں تمہارا بے حد شکر گزار ہوں سردار سورج سنگھ"...... رل پانڈے نے مسکراتے ہوئے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارے ڈیڈی کے مجھ پر بے شمار احسانات ہیں رل پانڈے اس لئے میں تمہیں ملنے سے بھلا کیسے انکار کر سکتا تھا۔ بہرحال بولو تم مجھ سے کس سلسلے میں ملنے آئے ہو"...... سردار سورج سنگھ نے

سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میرا مسئلہ بے حد گمبھیر ہے سردار سورج سنگھ"...... رل پانڈے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"بتاؤ تو سہی"......سردار سورج سنگھ نے کہا۔

"عمران۔ عمران میرا مسئلہ بنا ہوا ہے"...... رل پانڈے نے کہا تو سردار سورج سنگھ بری طرح سے چونک پڑی۔

"عمران۔ تمہارا مطلب ہے علی عمران۔ وہی علی عمران جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے"...... سردار سورج سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہی علی عمران ہے سردار سورج سنگھ"...... رل پانڈے نے کہا تو سردار سورج سنگھ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"کیا جاننا چاہتے ہو اس کے بارے میں"...... سردار سورج سنگھ نے پوچھا۔

"مجھے اس کے بارے میں مکمل تفصیلات چاہئیں۔ ہر طرح کی تفصیلات جو آپ اس کے بارے میں جانتے ہیں"...... رل پانڈے نے کہا۔

"جہاں تک میری معلومات ہیں اس کے تو تمہارے ڈیڈی کے ساتھ بھی گہرے تعلقات تھے۔ اس لحاظ سے تو اسے تمہارے لئے کوئی مسئلہ نہیں بننا چاہئے"...... سردار سورج سنگھ نے کہا۔

"میرے لئے اس نے ابھی بھی کوئی مسئلہ پیدا نہیں کیا ہے بلکہ

آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ اس نے خود اپنے لئے بہت سے مسائل پیدا کر لئے ہیں"...... رل پانڈے نے مسکراتے ہوئے کہا تو سردار سورج سنگھ چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... سردار سورج سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب میں کیا بتاؤں آپ کو"...... رل پانڈے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔کیا کہنا چاہتے ہو تم کھل کر بتاؤ مجھے"...... سردار سورج سنگھ نے کہا۔

"علی عمران ہلاک ہو چکا ہے"...... رل پانڈے نے سردار سورج سنگھ کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو سردار سورج سنگھ کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے رل پانڈے نے اس کے سامنے کوئی انوکھی اور ناممکن سی بات کر دی ہو۔

"کیا تمہیں یقین ہے کہ علی عمران ہلاک ہو چکا ہے۔ تم نے کنفرم کیا ہے"...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد سردار سورج سنگھ نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے تو میں یہاں آیا ہوں"...... رل پانڈے نے کہا۔

"اگر تم نے کنفرم کر لیا ہے تو پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ انسان بہرحال انسان ہے۔ اس دنیا میں آ کر اسے واپس جانا ہی ہوتا ہے

اور عمران بھی انسان ہی تھا۔ بہرحال بتاؤ وہ کیسے ہلاک ہوا ہے''...... سردار سورج سنگھ نے کہا۔ اس کے لہجے میں خوشی یا افسوس کا کوئی تاثر موجود نہ تھا جیسے اسے عمران کی ہلاکت کی خبر سن کر نہ خوشی ہوئی ہو اور نہ کوئی غم۔

''اسے ڈی فورس کے سپیشل گروپ کے چیف پنڈت نارائن نے اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار کر ہلاک کیا ہے۔ عمران کے ساتھ سیکرٹ سروس کے ممبر بھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے۔ پنڈت نارائن نے انہیں بھی گولیاں مار کر ہلاک کیا اور پھر ان کی لاشیں برقی بھٹی میں جلا کر راکھ بنا دیں''...... رل پانڈے نے کہا۔

''لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ تم نے یہ بات کنفرم کر لی ہے کہ عمران ہلاک ہو چکا ہے''...... سردار سورج سنگھ نے کہا۔ رل پانڈے کی بات سن کر اس کے چہرے کے تاثرات میں نمایاں تبدیلی آ گئی تھی۔ وہ غور سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''پنڈت نارائن بھی اب تک غائب ہے اور اس کے ہیڈ کوارٹر کا پورا عملہ بھی نہیں مل رہا۔ نجانے سب کہاں چلے گئے ہیں''۔ رل پانڈے نے کہا تو سردار سورج سنگھ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اس سب کے باوجود تم کہہ رہے ہو کہ عمران ہلاک ہو چکا ہے۔ کمال ہے''...... سردار سورج سنگھ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''عمران کو ہلاک کرنے کے بعد پنڈت نارائن نے ڈی فورس کے چیف میجر پربھانت کو خود کال کیا تھا اور اسے رپورٹ دی تھی۔

مجھے بہرحال خدشہ تھا کہ یہ کال پنڈت نارائن کی بجائے عمران نے کی ہو گی کیونکہ عمران آوازیں بدلنے اور لہجہ نقل کرنے کا ماہر ہے۔ میرا یہ خیال بھی تھا کہ پنڈت نارائن نے عمران کو ہلاک نہیں کیا بلکہ عمران نے گیم پلٹ کر الٹا اسے اور اس کے ساتھیوں کو ہی ہلاک کر دیا ہو گا اور خود اس کے روپ میں آ گیا ہو گا لیکن جب میرے کہنے پر میجر پربھانت نے اس کی گفتگو کی ٹیپ وائس چیکر ماسٹر کمپیوٹر سے چیک کرائی تو یہ بات کنفرم ہو گئی کہ یہ پنڈت نارائن کی ہی آواز ہے۔ اس پر مجھے میجر پربھانت کے سامنے کافی شرمندگی اٹھانی پڑی۔ میں اس کے بعد وہاں سے نکل کر سیدھا پنڈت نارائن کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا تاکہ اس سے براہ راست بات کر سکوں۔ آپ جانتے ہیں کہ میں پنڈت نارائن کو اپنا استاد مانتا ہوں اور وہ بھی مجھے پسند کرتا ہے لیکن وہاں جا کر مجھے معلوم ہوا کہ پورا ہیڈ کوارٹر ہی خالی پڑا ہوا ہے البتہ برقی بھٹی کی تہہ میں انسانی جسموں کی راکھ اور چند ہڈیاں موجود تھیں جن کی تعداد سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حال ہی میں چند انسانوں کو جلا کر راکھ بنایا گیا ہے جس سے پنڈت نارائن کی بات سچ ثابت ہوتی تھی کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے اور ان کی لاشیں جلا ڈالی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ پھر پنڈت نارائن خود کہاں غائب ہو گیا اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے آدمی کہاں چلے گئے۔ میں نے ٹارچنگ روم بھی چیک کیا تھا وہاں فائرنگ ہوئی تھی۔ وہاں انسانی

خون بھی موجود ہے باقی ہیڈ کوارٹر کے کسی حصے میں خون کا ایک دھبہ تک موجود نہیں ہے اور نہ ہی کسی گولی کا نشان۔ اس کے باوجود کسی کا کچھ علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں۔ میں تحقیقات کر کر کے اور سوچ سوچ کر پاگل ہو گیا لیکن اصل بات سامنے نہ آئی اور نہ ہی مجھے کچھ سمجھ آ رہا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے مل کر بات کی جائے کیونکہ ذہانت میں تم بھی کسی سے کم نہیں ہو''...... رل پانڈے نے تفصیل سے ساری بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہارا حسن ظن ہے کہ تم نے مجھے اس قابل سمجھا۔ بہرحال تم مجھے پوری تفصیل بتاؤ کہ عمران یہاں کیوں آیا تھا۔ اس کا مشن کیا تھا اور کیا کیا واقعات پیش آئے۔ بے شک مختصر بتا دو لیکن تمام اہم پوائنٹس سے مجھے لازماً آگاہ کرنا''...... سردار سورج سنگھ نے کہا تو رل پانڈے نے ساری تفصیلات دوہرا دیں۔

''اوہ۔ تو پنڈت نارائن اور میجر پربھانت اس سے نقشہ برآمد نہیں کرا سکے تھے''...... سردار سورج سنگھ نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ یہی بات ہے''...... رل پانڈے نے کہا۔

''تب پھر یہ بات طے سمجھو کہ عمران اور اس کے ساتھی زندہ ہیں اور برقی بھٹی میں تمہیں جن انسانوں کی راکھ ملی ہے وہ پنڈت نارائن اور اس کے ساتھیوں کی ہے''...... سردار سورج سنگھ نے کہا تو رل پانڈے نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''پنڈت نارائن اور اس کے ساتھیوں کی گمشدگی کے بعد میرے

ذہن میں بھی یہی خدشات سر ابھار رہے ہیں لیکن عمران نے ایسا کیوں کیا۔ کیا ہوا تھا۔ کیا اس لئے کہ وہ خاموشی سے واپس پاکیشیا پہنچ جائے یا کوئی اور مقصد تھا اس کے ذہن میں۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے مجھے''...... رل پانڈے نے کہا۔

''یہ طے سمجھو کہ نقشہ عمران کے پاس ہے اور اب وہ ڈی کیمپ جہاں موجود ہے اسے تباہ کر دیا جائے گا''...... سردار سورج سنگھ نے کہا اور اس کی بات سن کر رل پانڈے بری طرح سے اچھل پڑا۔

''ڈی کیمپ تباہ کر دیا جائے گا۔ کیا مطلب۔ یہ نتیجہ آپ نے کیسے نکال لیا''...... رل پانڈے نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''تم نے مجھے جو تفصیلات بتائی ہیں۔ اس کا مطلب واضح ہے کہ نقشہ عمران حاصل کر چکا ہے اب وہ نقشہ کی مدد سے اگنی پہاڑیوں تک پہنچے گا اور ڈی کیمپ کو تباہ کر دے گا''...... سردار سورج سنگھ نے صورتحال کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ واقعی آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اوہ۔ اس طرح تو ڈی کیمپ واقعی تباہ ہو جائے گا۔ بیڈ۔ ریئلی ویری بیڈ۔ میں عمران کو یہ سب کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ بالکل نہیں دے سکتا۔ اس ڈی کیمپ کے ساتھ کافرستان کا مفاد وابستہ ہے''...... رل پانڈے نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے رل پانڈے کہ یہ ڈی کیمپ کافرستان کے لئے انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ اسے خاص طور پر انتہا

پسند تنظیمیں کافرستانی حکام کی آشیر باد سے سپورٹ کر رہی ہیں۔ اگر یہ کیمپ تباہ ہو گیا تو انتہا پسند تنظیموں کے ساتھ ساتھ کافرستان کے مفادات کو بھی ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ نہ صرف مالی نقصان بلکہ اس ڈی کیمپ کے ساتھ کافرستان کے بے شمار نامور اور انتہائی قابل سابقہ ایجنسیوں کے ایجنٹ بھی ہلاک ہو جائیں گے لیکن تم کرنا کیا چاہتے ہو۔ یہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا تعلق بھی ڈی کیمپ سے ہے اور تم ڈی کیمپ کے پاور گروپ کے چیف ہو اور تمہارا باپ بھی اب اسی کیمپ سے وابستہ ہے اور لارڈ ہونے کی وجہ سے وہ ڈی کیمپ کو مالی سپورٹ بھی کرتا ہے۔ مگر وہ عمران کا دوست بھی رہ چکا ہے اور عمران تم دونوں کو جانتا اور پہچانتا ہے''..... سردار سورج سنگھ نے کہا۔

''میں ہر صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس کام سے روکوں گا۔ چاہے اس کے لئے مجھے کسی بھی حد تک جانا پڑا۔ میں انہیں کسی بھی حال میں ڈی کیمپ کو تباہ نہیں کرنے دوں گا''..... رمل پانڈے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تم ایسا نہیں کر سکو گے''..... سردار سورج سنگھ نے کہا تو رمل پانڈے چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ میں ایسا نہیں کر سکوں گا۔ اس بات سے آپ کا مطلب کیا ہے''..... رمل پانڈے نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''اس کے مقابلے میں تم ابھی بچے ہو رمل پانڈے۔ وہ انتہائی ذہین اور جہاندیدہ آدمی ہے۔ تم اپنے طور پر اس کے خلاف کچھ بھی نہیں کر سکو گے''..... سردار سورج سنگھ نے سنجیدگی سے کہا۔

''نہیں۔ میں بچہ نہیں ہوں۔ اگر میں بچہ ہوتا تو ڈی کیمپ انتظامیہ مجھے کبھی ٹاپ ایجنٹ نہ بناتی۔ انتہائی اہم اور نہایت کٹھن مشن میرے کریڈٹ پر ہیں۔ جو میں نے خود مکمل کئے ہیں اور ان میں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ میرا الگ گروپ سیکشن ہے اور آپ دیکھ لینا کہ میں اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کیسے روکتا ہوں۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ میں عمران کو اتنی آزادی دے دوں کہ وہ جب چاہے ڈی کیمپ میں گھس کر اسے تباہ کر دے۔ اس نے ایسا سوچا بھی تو میں اس کے ٹکڑے اُڑا کر رکھ دوں گا۔ اسے اور اس کے ساتھیوں کو میرے ہاتھوں مرنا ہو گا''..... رمل پانڈے نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

''اچھا یہ بتاؤ کہ تم کیا لائحہ عمل بناؤ گے''..... سردار سورج سنگھ نے پوچھا۔

''میں ڈی کیمپ کے چیف میجر پربھانت کو بتاؤں گا کہ اصل صورتحال کیا ہے اور پھر میں یہ مشن اپنے سیکشن کے لئے حاصل کروں گا۔ مجھے اس بات کا یقین ہے کہ عمران جب گھر جائے گا تو پھر وہ میرے ڈیڈی کے ساتھ دوستی کے حوالے سے خود ہی میرے سامنے گھٹنے ٹیک دے گا ورنہ دوسری صورت میں اسے میرے

ہاتھوں ہلاک ہونا پڑے گا''...... رل پانڈے نے انتہائی جذباتی لہجے میں کہا۔

''میں جہاں تک عمران کو جانتا ہوں۔ یہ شخص ویسے تو انتہائی رحم دل اور خوش گفتار ہونے کے ساتھ ساتھ خوش اخلاق بھی ہے لیکن جہاں اس کے ملک کا مفاد سامنے ہو تو وہ کسی رشتے ناطے کا لحاظ نہیں کرتا۔ اس لئے اگر تم عمران کے مقابل آئے تو پھر ہوسکتا ہے کہ وہ تمہارے باپ لارڈ ہمیش لاکھانی کا بھی کوئی لحاظ نہ کرے البتہ میرا تمہیں ایک مشورہ ہے اگر تم مان لو تو اسی میں تمہارا فائدہ ہے ورنہ تم بہرحال اپنے فرائض کی ادائیگی میں جو مرضی کر سکتے ہو۔ تم آزاد ہو۔ میں تمہیں کسی بات کے لئے مجبور نہیں کر سکتا اور نہ ہی میرا ایسا کوئی ارادہ ہے''...... سردار سورج سنگھ نے کہا۔

''کیسا مشورہ۔ بتاؤ''...... رل پانڈے نے کہا۔

''تم کسی طرح عمران سے رابطہ کرنے کی کوشش کرو''...... سردار سورج سنگھ نے کہا تو رل پانڈے چونک پڑا۔

''اس سے کیا ہوگا''...... رل پانڈے نے چونک کر کہا۔

''تم اس سے بات کر کے اسے اس بات کا حکومتی سطح پر یقین دلا دو کہ حکومت کو اس کیمپ کا علم ہو چکا ہے اور اب حکومت اس کیمپ کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کر رہی ہے۔ بہت جلد اس کیمپ کے خلاف ٹاپ آپریشن کیا جائے گا اور اس کیمپ کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے گا اور اس کیمپ کے تمام افراد کو نہ صرف پکڑا جائے

گا بلکہ انہیں قانون کے تحت سزا بھی دی جائے گی اس لئے وہ جہاں بھی ہے واپس چلا جائے اور ڈی کیمپ کا معاملہ کافرستان پر چھوڑ دے تو عمران ڈی کیمپ تباہ نہیں کرے گا اور خاموشی سے واپس چلا جائے گا۔ اگر تم چاہو تو اس سلسلے میں اسے میرا حوالہ دے دینا۔ عمران مجھے بخوبی جانتا ہے۔ وہ یقیناً اس بارے میں مجھ سے بات کرے گا تو میں بھی اس بات کی تصدیق کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ میرے تصدیق کرنے پر وہ میری بات پر دل سے یقین کر لے گا اور اس طرح ڈی کیمپ کی تباہی کا معاملہ ٹل جائے گا۔ اس کے بعد وہاں سے ڈی کیمپ کو ہٹا کر چھوٹی موٹی تباہی کر دی جائے گی اور کچھ لوگوں کو ہلاک بھی کر دیا جائے گا جس سے یہی ظاہر ہوگا کہ حکومت نے کارروائی کی ہے اور ڈی کیمپ کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے''...... سردار سورج سنگھ نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ عمران جب تک کیمپ کو تباہ نہیں کر دیتا وہ یہاں سے نہیں جائے گا۔ وہ ہر ممکن طریقے سے اس کیمپ تک پہنچنے کی کوشش کرے گا اور اسے تباہ کر کے ہی دم لے گا۔ میں اسے ایسا کوئی موقع نہیں دینا چاہتا ہوں''...... رل پانڈے نے انتہائی جارحانہ لہجے میں کہا۔

''اس صورت میں تمہیں میں ایک اور مشورہ دیتا ہوں''۔ سردار سورج سنگھ نے کہا۔

''وہ کیا''...... رل پانڈے نے پوچھا۔

''عمران کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا۔ اسے سوچنے اور سمجھنے کا کوئی موقع نہ دینا تب تم یقیناً عمران پر برتری حاصل کر لو گے''...... سردار سورج سنگھ نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ میں تمہارے اس مشورے پر ضرور عمل کروں گا۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ مجھے کہاں سے کام کا آغاز کرنا چاہئے۔ عمران ڈی کیمپ کو کس طرح سے تباہ کرے گا کیونکہ ڈی کیمپ کو باہر سے تو کسی طور پر تباہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس کے لئے لامحالہ اسے ڈی کیمپ کے اندر ہی جانا ہو گا''...... رمل پانڈے نے کہا۔

''یہ بتاؤ کہ ڈی کیمپ میں ماسٹر کمپیوٹرز موجود ہے یا نہیں اور وہاں کی حفاظت کس قدر فول پروف ہے۔ تفصیل سے مجھے بتاؤ''...... سردار سورج سنگھ نے کہا۔

''ہاں۔ ڈی کیمپ انتہائی جدید ترین مشینری کا استعمال کر رہا ہے''...... رمل پانڈے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے وہاں کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں اسے تفصیل کے ساتھ بتانا شروع کر دیا۔

''تو تم جا کر یہ کنٹرول فوری طور پر ختم کرا دو۔ ورنہ عمران ایک ٹرانسمیٹر کال کے ذریعے بھی ڈی کیمپ تباہ کر سکتا ہے۔ میں اس کی تفصیل نہیں بتا سکتا لیکن اس نے اکثر بڑی بڑی اور ناقابل تسخیر لیبارٹریاں، ٹاپ ایجنسیوں کے ٹاپ سیکرٹ ہیڈ کوارٹرز اسی طرح

سے تباہ کئے ہیں''...... سردار سورج سنگھ نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن تم عمران کے بارے میں یہ سب کیسے جانتے ہو۔ کہاں سے ملی ہیں آپ کو یہ ساری تفصیلات''...... رمل پانڈے نے حیرت بھرے لہجے کہا۔

''میں بوڑھا ضرور ہوں اور یہاں آرام کرسی پر ایک بند کمرے میں بیٹھا ہوا ہوں لیکن میرا تعلق ایک ایسی تنظیم سے ہے جو ایسے بین الاقوامی ایجنٹوں کے کارناموں پر نظر رکھتی ہے اور چونکہ پورا ایشیا میرے انڈر ہے اس لئے معلومات مجھ تک پہنچتی رہتی ہیں اور میں ان کا بھرپور انداز میں موازنہ کر کے تجزیہ کرتا ہوں اور رپورٹ ہیڈ کوارٹر بھیج دیتا ہوں''...... سردار سورج سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیا یہ تنظیم اقوام متحدہ کے ماتحت ہے''...... رمل پانڈے نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی سمجھو''...... سردار سورج سنگھ نے کہا۔

''اوکے۔ میں اس کا بندوبست کر لوں گا لیکن مجھے لائحہ عمل کیا اختیار کرنا چاہئے''...... رمل پانڈے نے کہا۔

''ذہن میں رکھو۔ عمران لامحالہ اس ڈی کیمپ میں داخل ہو گا اور عمران اپنے کام میں دیر کرنے کا بھی عادی نہیں ہے اس لئے تمہیں اس ڈی کیمپ کے قریب یا ڈی کیمپ کے اندر ہونا چاہئے اور اس کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے''...... سردار سورج سنگھ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے اجازت دیں۔ آپ نے میری جو ہیلپ کی ہے اس کا بے حد شکریہ''...... رل پانڈے نے اٹھتے ہوئے کہا پھر اس نے سردار سورج سنگھ سے مصافحہ کیا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر عزم تھا کہ وہ اس بار عمران سے خود ٹکرائے گا اور جو کچھ اسے سردار سورج سنگھ نے بتایا ہے ان سب باتوں کو مدنظر رکھ کر وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف انتہائی تیز رفتار ایکشن کرے گا اور جب تک وہ ان سب کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک نہ کر دے گا چین سے نہیں بیٹھے گا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی کار میں بیٹھا اپنے ہیڈ کوارٹر کی جانب اُڑا جا رہا تھا تاکہ جلد سے جلد جا کر میجر پربھانت کو سب کچھ بتا سکے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف ایکشن کا ٹاسک حاصل کر سکے۔ اس کے بعد اس کے ہاتھوں عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت طے تھی۔

اگنی پہاڑیوں سے پچاس کلو میٹر دور ایک نئی اور جدید کالونی کی ایک فرنشڈ اور خوبصورت کوٹھی کے سٹنگ روم میں عمران کے تمام ساتھی موجود تھے۔ عمران حسب سابق غائب تھا۔ اس رہائش گاہ کا بندوبست عمران نے ہی کیا تھا اور انہیں یہاں پہنچا کر وہ کار لے کر نکل گیا تھا۔ عمران کو گئے ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے تھے لیکن وہ اب تک لوٹ کر نہ آیا تھا۔ جولیا اور اس کے ساتھیوں نے یہاں آنے سے پہلے نئے میک اپ کر لئے تھے اور وہ اسی میک میں موجود تھے۔ عمران نے بھی یہاں سے جانے سے پہلے اپنا میک اپ بدل لیا تھا۔ سب ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف تھے کہ باہر گیٹ پر مخصوص ہارن کی آواز سنائی دی تو وہ سب خاموش ہو گئے۔

''میں دیکھتا ہوں''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''رہنے دو تم۔ ٹائیگر باہر موجود ہے۔ وہ خود جا کر دیکھ لے گا''...... جولیا نے کہا تو صفدر اثبات میں سر ہلا کر دوبارہ بیٹھ گیا۔

"السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ یا براتیان، مع دلہن و دولہن کے بھائی صاحبان"...... چند لمحوں بعد عمران نے سٹنگ روم میں داخل ہوتے ہی انتہائی شوخ اور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آ گئے آپ"...... اس سے پہلے کہ تنویر کچھ کہتا صفدر نے فوراً کہا۔

"یہ تم نے آتے ہی کیا بکواس شروع کر دی ہے۔ ہم یہاں انتہائی اہم معاملے پر ڈسکس کر رہے تھے"...... جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ تو آخر کار اصل معاملہ تم سب کے زیر غور آ ہی گیا ہے۔ لطف آ گیا۔ آج کا دن تو میری زندگی کا سنہرا دن ہے۔ کیوں میاں صفدر۔ اب اٹھو۔ جا کر وضو کرو اور پھر یہاں آ کر فوراً خطبہ نکاح پڑھنا شروع کر دو تا کہ اہم معاملہ جلد سے جلد نپٹ جائے"...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

"صفدر سے کیوں کہہ رہے ہو۔ مجھ سے بات کرو۔ میں ابھی مشین پسٹل نکال کر اس کا ٹریگر دبا دیتا ہوں"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"تم چپ رہو تنویر اور عمران تم بھی اپنی زبان کو لگام دو۔ جو منہ میں آتا ہے بک دیتے ہو۔ کم از کم دوسروں کے جذبات کا تو خیال رکھ لیا کرو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جو حکم ڈپٹی چیف صاحبہ"...... عمران نے سہم جانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"تم گئے کہاں تھے"...... جولیا نے کہا۔

"مولوی ڈھونڈنے گیا تھا۔ سوچا کہ مولوی ڈھونڈنے کے ساتھ ساتھ چھوہارے بھی تلاش کر لاتا ہوں لیکن ان علاقوں میں کوئی مسلم آبادی ہی نہیں ہے اس لئے مولوی اور چھوہارے نہ مل سکے تو ان کی تلاش میں دور نکل گیا پھر بھی خالی ہاتھ واپس آنا پڑا"...... عمران نے معصوم سی شکل بناتے ہوئے کہا۔

"پھر شروع کر دی بکواس"...... جولیا نے اسے گھور کر کہا۔

"تو کیا کروں۔ آخر کب تک اس طرح کنوارا بیٹھا رہوں"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"یہی تمہاری قسمت ہے۔ اس لئے صبر کرو"...... تنویر نے کہا۔

"تمہاری دھمکیاں سن کر اور تمہارا بھرا ہوا مشین پسٹل دیکھ کر نہ بھی چاہوں تو صبر کرنا ہی پڑتا ہے"...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"ان باتوں کو چھوڑو اور بتاؤ مشن کب پورا کرنا ہے۔ اب تو ہمیں نقشہ بھی مل چکا ہے۔ تم نے نقشہ بھی دیکھ لیا ہوگا اور ڈی کیمپ کے حفاظتی انتظامات کا بھی تمہیں علم ہو گیا ہے۔ اب تو چلو تا کہ اس مشن کو مکمل کریں اور پھر ہم واپس جائیں یا پھر اسی طرح وقت گزارنے آئے ہو"...... جولیا نے کہا۔

”وقت گزارنے نہیں۔ میں تو شادی کرنے کے لئے آیا ہوں“...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والوں میں سے تھا۔ اس کی بات سن کر وہ سب ہنس پڑے جبکہ جولیا نے ہونٹ بھینچ لئے۔

”اگر میں ہی تم سے شادی کرنے سے انکار کر دوں تو کیا کرو گے تم“...... جولیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اپنا سر پیٹوں گا اور کیا کرنا ہے“...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے ٹائیگر اندر داخل ہوا۔

”باس۔ ہماری رہائش گاہ کو چاروں اطراف سے گھیرے میں لیا جا رہا ہے۔ دس افراد ہیں ان سب کے پاس جدید ساخت کی میزائل گنیں موجود ہیں۔ ان میں سے دو سامنے کے رخ پر اور باقی سائیڈ اور عقب میں ہیں“...... ٹائیگر نے کہا تو وہ سب بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”کیا یہ دس کے دس اکٹھے آئے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”یس باس۔ چند لمحے پہلے تین کاریں سامنے آ کر رکیں اور ان میں سے یہ لوگ نکل کر چاروں طرف پھیل گئے۔ وہ سب خاموش ہیں ان کے انداز سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں کسی اور کا بھی انتظار ہے“...... ٹائیگر نے جواب دیا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ اور پوچھتا اسی لمحے سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو

عمران نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں“...... عمران نے آواز بدل کر انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”رل پانڈے بول رہا ہوں مسٹر علی عمران عرف پرنس آف ڈھمپ۔ تمہاری رہائش گاہ کو ہم نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے اور میرے آدمیوں کے پاس زارسٹ میزائل گنیں ہیں اور تمہیں اگر معلوم نہ ہو تو میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ زارسٹ گن سے ایک بھی میزائل فائر ہوا تو تمہاری رہائش گاہ کے پرخچے اُڑ جائیں گے اور تم سب ایک لمحے میں جل کر بھسم ہو جاؤ گے“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ اس آدمی کا لہجہ بتا رہا تھا جیسے وہ یہ بات کرتے ہوئے انتہائی مسرور ہو۔

”ننھے سے بچے کو کھلونوں سے کھیلنے کا شوق ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میری بات دھیان سے سنو علی عمران۔ میں اب ننھا بچہ نہیں ہوں اور میں اپنے ڈیڈی لارڈ ہیش لاکھانی کے ساتھ تمہارے تعلقات کا کوئی لحاظ نہیں کروں گا۔ تم چونکہ اچھے انسان ہو اور میرے ڈیڈی کی تم نے جان بچائی تھی اس لئے میں تمہیں ایک آخری موقع دینا چاہتا ہوں اگر تم اس موقع کا فائدہ اٹھانا چاہو تو میں تمہیں یہاں سے نکلنے کا موقع دے دیتا ہوں۔ ایئر پورٹ پر تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے ایک سپیشل طیارہ چارٹرڈ کرایا

گیا ہے۔

تم خود کو میرے حوالے کر دو تو میں تمہیں اپنی نگرانی اور اپنی حفاظت میں ایئر پورٹ پہنچا دوں گا جہاں سے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو واپس پاکیشیا روانہ کر دیا جائے گا۔ تمہارے ہاں کرنے میں ہی تمہاری بھلائی ہے ورنہ انکار کی صورت میں تمہاری رہائش گاہ کو میزائلوں سے اُڑا دیا جائے گا۔ اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ عزت کے ساتھ تم اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں سے نکلنا چاہتے ہو یا نہیں''...... دوسری طرف سے رمل پانڈے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور پھر اس نے فوراً جیب سے ایک قلم نکالا اور جلدی جلدی میز پر کچھ لکھنا شروع کر دیا کہ 'ساتھ والی کوٹھی خالی ہے درمیانی دیوار پھاند کر خاموشی سے اس کوٹھی میں شفٹنگ کر جاؤ'۔

''لیکن اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ فضاء میں بلند ہوتے ہی تم طیارے کو میزائل سے ہٹ نہیں کر دو گے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مجھے کیا ضرورت ہے کافرستان کے ایک قیمتی طیارے کو تباہ کرنے کی جبکہ یہاں تم سب کی ہلاکت کے لئے ایک میزائل ہی کافی ہو سکتا ہے''...... دوسری طرف سے رمل پانڈے نے جواب دیا۔ عمران کے سارے ساتھی عمران کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے تیزی سے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

''کسی اور بہتر نتیجے پر پہنچنے کے لئے کیا ایسا ممکن ہے کہ تم مجھ سے ایک بار خود بالمشافہ مل سکو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ تم جواب دو۔ ہاں یا پھر نہ''۔ رمل پانڈے نے سرد لہجے میں کہا۔

''اگر تم لڑکی ہوتی تو میں تم سے پوچھتا کہ یہ ہاں کتنی بار کرنی پڑے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کتنی بار کا کیا مطلب ہے''...... رمل پانڈے کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

''ہمارے ہاں شادی کے وقت جو نکاح پڑھایا جاتا ہے تو دولہا اور دلہن کو تین بار ہاں کہنا پڑتا ہے۔ اب یہ تمہارا ملک ہے مجھے تمہارے ملک کی رسومات کا علم نہیں ہے اور تم لڑکی بھی نہیں ہو۔ اگر تم میری کسی لڑکی سے شادی کرا دو تو مجھے کیا معلوم کہ اس لڑکی کے لئے مجھے کتنی بار ہاں کرنی پڑے''...... عمران نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے تم میری بات کو سیریس نہیں لے رہے اور اس کال کو مذاق سمجھ رہے ہو۔ اوکے تمہاری مرضی۔ اب بھگتو''...... رمل پانڈے نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ساتھ ہی اس نے تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ لگا دی۔ اسے معلوم تھا کہ رمل پانڈے بہرحال اپنے ساتھیوں کو ٹرانسمیٹر پر

ہدایات دے گا اور اس کی ہدایات دینے اور عمل کرنے میں کچھ وقت تو لگ ہی جائے گا اس لئے وہ تیزی سے دوڑتا جا رہا تھا اور پھر دروازے سے نکل کر دوڑتا ہوا وہ ملحقہ کوٹھی کی سائیڈ دیوار کے قریب گیا اور پھر یکلخت اس کا جسم کسی پرندے کی طرح ہوا میں بلند ہوا۔

ایک لمحے کے لئے اس کے دونوں ہاتھ درمیانی دیوار پر پڑے۔ اس کا نچلا جسم اٹھا اور وہ قلابازی کھاتا ہوا دوسری طرف پہنچ گیا۔ یہ کوٹھی واقعی خالی تھی۔ عمران وہاں رکنے کی بجائے تیزی سے درمیانی دیوار سے دور ہٹتا چلا گیا۔ سامنے گیٹ کے پاس اس کے ساتھی کھڑے تھے۔ عمران دوڑتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔

''نکلو یہاں سے۔ اس سائیڈ دیوار سے باہر درمیانی گلی ہے۔ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہے''...... عمران نے کہا اور وہ سب تیزی سے دوڑتے ہوئے اس رہائش گاہ کی مقابل دیوار کی طرف بڑھے اور پھر وہ سب اس دیوار سے کود کود کر دوسری طرف موجود گلی میں پہنچ گئے۔

وہ سامنے یا عقب سے اس لئے نہ گئے تھے کہ دونوں طرف کار میں رل پانڈے کے آدمی موجود تھے اور ہوسکتا ہے کہ وہ انہیں پہچانتے ہوں جب کہ اس سائیڈ پر وہ موجود نہیں ہو سکتے تھے او پھر جب انہوں نے اس سائیڈ پر ایک دروازہ دیکھا تو ان کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''یہاں سے نکل کر الگ الگ ہو جاؤ اور بھاٹالا کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو بارہ میں پہنچو''...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا اور پھر تیزی سے دائیں طرف کو مڑ کر سامنے والی بڑی سڑک کی طرف بڑھنے لگا جب کہ اس کے ساتھی سڑک کی دوسری طرف موجود زیر تعمیر کوٹھی میں داخل ہو کر دوسری طرف چلے گئے تھے کیونکہ اس زیر تعمیر کوٹھی کی چار دیواری ابھی تعمیر نہیں کی گئی تھی۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک باکس نکال کر اس نے اس میں سے ایک ماسک نکالا اور آگے بڑھتے ہوئے اس نے اسے سر اور چہرے پر چڑھایا اور پھر دونوں ہاتھوں سے اپنے چہرے کو مخصوص انداز میں تھپتھپانا شروع کر دیا۔ جب وہ مین روڈ پر پہنچا تو اس کا چہرہ اور بال دونوں پہلے سے بدل چکے تھے۔

وہ سڑک کراس کر کے اطمینان سے اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر واقعی تین بڑی کاریں موجود تھیں اور ان کاروں کے ساتھ دو آدمی ہاتھوں میں بڑے سائز کی میزائل گنیں لئے کھڑے تھے۔ انہوں نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا لیکن عمران اس انداز میں چل رہا تھا جیسے وہ اپنے ہی خیالوں میں گم ہو اور اسے ارد گرد کا کوئی ہوش نہ ہو اور وہ اسی انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا۔

کچھ آگے پہنچ کر وہ ایک درخت کے ساتھ بنے ہوئے پتھر کے بڑے سے گملے کی اوٹ میں رک گیا البتہ اس نے یہ دیکھ لیا تھا کہ جس وقت وہ گملے کی اوٹ میں نہیں تھا تو ان دونوں کا دھیان اس

کی طرف نہ تھا وہ سامنے اس رہائش گاہ کی طرف ہی متوجہ تھے جہاں پہلے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔ ابھی عمران کو وہاں رکے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک سیاہ رنگ کی ایک کار تیزی سے وہاں پہنچی اور پھر ان دونوں کاروں کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ دوسرے لمحے کار کا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک نوجوان نکل کر باہر آ گیا۔ اس نوجوان کو دیکھ کر عمران پہچان گیا وہ واقعی لارڈ ہمیش لاکھانی کا بیٹا رل پانڈے تھا۔

"ان میں سے کوئی باہر تو نہیں آیا سوہن سنگھ"...... رل پانڈے نے کہا۔

"نہیں باس۔ ہم یہاں مستعد اور انتہائی چوکنے ہیں"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یہ بتاؤ کہ تم نے یہ تو پتہ کر لیا ہے نا کہ اس رہائش گاہ میں کوئی خفیہ راستہ تو موجود نہیں ہے"...... رل پانڈے نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں نے پتہ کر لیا ہے اس رہائش گاہ میں تو کیا یہاں اس علاقے کی کسی بھی رہائش گاہ میں کوئی خفیہ راستہ موجود نہیں ہے"...... سوہن سنگھ نے جواب دیا۔

"ویل ڈن۔ اب تم اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرو۔ فوراً"...... رل پانڈے نے کہا اور ایک آدمی تیز تیز چلتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے دو بم پوری قوت سے گیٹ کے اوپر سے اس رہائش گاہ میں پھینک دیئے جہاں عمران

اور اس کے ساتھی پہلے موجود تھے۔ وہ آدمی دو بم پھینکتے ہی واپس مڑ آیا۔ دوسرے لمحے عمران نے رہائش گاہ میں ہلکے دھماکوں کی دو آوازیں سنیں اور ساتھ ہی اس نے ہر طرف دھواں پھیلتے دیکھا۔

"کتنی دیر لگے گی گیس کے اثرات ختم ہونے میں"...... رل پانڈے نے گیس بم پھینکنے والے سے پوچھا۔

"صرف تین منٹ باس۔ تین منٹ بعد اثرات ختم ہو جائیں گے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم دونوں اندر جانا میں باہر ہی رکوں گا اور سائیڈ اور عقب میں بھی آدمی اسی پوزیشن میں موجود رہیں گے"...... رل پانڈے نے کہا۔

"یس باس"...... سوہن سنگھ نے جواب دیا اور پھر تین منٹ بعد وہ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھے۔ ان میں سے ایک انتہائی پھرتی سے پھاٹک پر چڑھ کر اندر کود گیا۔ اسی لمحے عمران تیزی سے گملے کی اوٹ سے نکل کر باہر آیا اور پھر وہ دبے قدموں کاروں کی طرف بڑھنے لگا۔ اسے معلوم تھا کہ رل پانڈے کی پوری توجہ کوٹھی کی جانب ہی ہو گی اور وہ دیکھ چکا تھا کہ پہلے والی دونوں کاریں خالی تھیں اور رل پانڈے بھی خود ہی کار ڈرائیو کر کے یہاں آیا تھا کیونکہ وہ ڈرائیونگ سیٹ سے ہی نیچے اترا تھا۔ وہ اپنی کار سے پشت لگا کر کھڑا تھا۔ اس لئے عمران کو بہرحال سائیڈ پر سے ہو کر اس کی طرف جانا پڑا۔

عمران جیسے ہی آگے بڑھا رل پانڈے کو جیسے فوراً احساس ہو گیا۔ وہ تیزی سے عمران کی طرف پلٹا اور عمران اسی انداز میں چلنا شروع ہو گیا جس انداز میں چلتا ہوا وہ گیا تھا جیسے وہ اپنی خیالی دنیا میں گم ہو اور پھر عمران جیسے ہی اس کے قریب پہنچا اس کا بازو یکلخت تیزی سے گھوما اور کنپٹی پر پڑنے والی ضرب نے رل پانڈے کے منہ سے چیخ تک نہ نکلنے دی۔

عمران نے تیزی سے کار کا دروازہ کھولا اور دوسرے لمحے اس نے زمین پر ساکت پڑے ہوئے رل پانڈے کو اٹھا کر عقبی سیٹ پر پھینک دیا۔ دروازہ بند کر کے وہ اسی تیزی سے ڈرائیونگ سیٹ پر پہنچا۔ چابیاں اگنیشن میں موجود تھیں۔

کار میں بیٹھتے ہی عمران نے کار کا انجن اسٹارٹ کیا اور دوسرے لمحے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ایک موڑ کاٹ کر سائیڈ پر سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس کالونی کی حدود سے نکل کر آگے بڑھا چلا جا رہا تھا کہ اچانک کار کے ڈیش بورڈ میں نصب ٹرانسمیٹر سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی تو عمران نے فوراً کار سائیڈ پر کر کے روک دی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ سوہن سنگھ کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... دوسری طرف سے اس کے ساتھی سوہن سنگھ کی آواز سنائی دی۔

''یس رل پانڈے اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... عمران نے رل

پانڈے کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''باس۔ آپ اچانک کیوں چلے گئے ہیں۔ اوور''...... سوہن سنگھ نے پوچھا۔

''تم رپورٹ دو۔ کیا ہوا ہے۔ اوور''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''باس۔ رہائش گاہ خالی ہے۔ وہاں کوئی آدمی نہیں ہے البتہ ان کا سامان اور کار بدستور موجود ہے۔ میں نے چیکنگ کی ہے میری چیکنگ کے مطابق وہ ساتھ والی کوٹھی کی درمیانی دیوار سے کود کر گئے ہیں اور پھر دوسری طرف سڑک سے اس کوٹھی کا دروازہ کھول کر نکل گئے۔ چونکہ ہم ادھر موجود نہیں تھے اس لئے انہیں جاتا ہوا چیک نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اوور''...... سوہن سنگھ نے جواب دیا۔

''میں نے ایک آدمی کو چیک کر لیا تھا اس لئے مجھے فوری طور پر اس کے پیچھے جانا پڑا۔ میرا اندازہ ہے کہ وہ عمران ہے میں اس کا تعاقب کر رہا ہوں۔ اگر یہ عمران ہے تو پھر وہ لامحالہ وہیں پہنچے گا جہاں اس کے ساتھی گئے ہوں گے۔ جیسے ہی میں چیکنگ مکمل کر لوں گا تمہیں کال کر دوں گا۔ پھر تم اپنے آدمیوں کو لے کر آ جانا۔ فی الحال تم اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس ہیڈ کوارٹر چلے جاؤ۔ اوور''...... عمران نے رل پانڈے کی آواز اور لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے باس۔ جیسا آپ کا حکم۔ میں آدمیوں کو واپس

لے جاتا ہوں۔ اوور'' ...... دوسری طرف سے سوہن سنگھ نے کہا۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل'' ...... عمران نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے مڑ کر عقبی سیٹوں کے درمیان میں بے ہوش پڑے ہوئے رل پانڈے کو دیکھا اور کار آگے بڑھا لے گیا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں رل پانڈے ہوش میں نہ آ جائے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ بھاٹالا کالونی پہنچ گیا۔ جہاں کا پتہ اس نے اپنے ساتھیوں کو دیا تھا۔ اس نے یہ کوٹھی حفظ ماتقدم کے طور پر پہلے سے ہی لے رکھی تھی۔ اس کے سارے ساتھی وہاں پہنچ چکے تھے۔

''یہ کس کو اٹھا لائے ہو تم'' ...... جولیا نے کار میں پڑے بے ہوش رل پانڈے کو دیکھ کر کہا۔

''یہ وہی رل پانڈے ہے جو فون پر دھمکی دے رہا تھا۔ صفدر اسے اٹھا کر اندر لے چلو'' ...... عمران نے کہا تو صفدر نے رل پانڈے کو کار سے نکال کر کاندھے پر ڈالا اور پھر وہ رل پانڈے کو سٹنگ روم میں لے آیا اور اسے ایک صوفے پر ڈال دیا۔

''یہ آپ کے ہاتھ کیسے لگ گیا عمران صاحب'' ...... صدیقی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ باقی ساتھی بھی حیرت اور استعجاب بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''ٹائیگر۔ رسی لے آؤ اور اسے باندھ دو۔ لیکن خیال رکھنا کہ یہ بھی ڈی فورس کا تربیت یافتہ آدمی ہے'' ...... عمران نے صدیقی کی بات کا جواب دینے کی بجائے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس'' ...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور تیزی سے مڑ کر باہر نکل گیا اور پھر عمران نے کوٹھی سے باہر نکل کر گملے کی اوٹ میں چھپنے سے لے کر رل پانڈے کو بے ہوش کرنے کی ساری تفصیل بتا دی۔ اس نے راستے میں سوہن سنگھ کی جو ٹرانسمیٹر کال ریسیو کی تھی اس کے بارے میں بھی انہیں بتا دیا۔

''لیکن تم اسے ساتھ کیوں لائے ہو۔ اسے وہیں گولی مار کر پھینک آتے'' ...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں سوچ سمجھ کر ہی اسے ساتھ لایا ہوں'' ...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''کیا سوچ سمجھ کر لائے ہو بولو'' ...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''غور سے دیکھو۔ اس کا قد کاٹھ تمہارے جیسا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ حالات ایسے پیش آ جائیں کہ تمہیں رل پانڈے بنا کر سیکشن ہیڈ کوارٹر بھیجنا پڑے'' ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر اور صفدر دونوں نے مل کر رل پانڈے کو رسی کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا۔ انہوں نے رل پانڈے کے دونوں ہاتھ عقب میں باندھے تھے اور پھر اسے رسی کے ساتھ صوفے پر ہی جکڑ دیا تھا۔ انہوں نے اسے اس انداز میں باندھا تھا کہ ہوش میں آنے کے بعد وہ جتنی مرضی جدوجہد کر لے لیکن خود کو آزاد نہ کرا سکے۔

''ٹائیگر تم اس کی کار کو گیراج میں لے جا کر چھپا دو۔ لیکن

ڈیش بورڈ کے ساتھ نصب ٹرانسمیٹر اتار کر لے آنا۔ ہوسکتا ہے کہ کسی کی کال آ جائے۔ اگر رل پانڈے نے کال اٹنڈ نہ کی تو یقیناً اس کے گروپ یا ڈی فورس کے چیف میجر پربھانت کو شک ہو سکتا ہے۔ تنویر یہاں میرے ساتھ رہے گا جبکہ باقی سب باہر نگرانی کریں گے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ڈی فورس کے علاوہ کوئی اور سیکشن بھی یہاں ہمیں تلاش کر رہا ہو''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مڑ کر دروازے کا رخ کیا۔

''سنو تنویر۔ رل پانڈے میرے گہرے دوست لارڈ ہمیش لاکھانی کا بیٹا ہے اور میری اس سے بات چیت کے دوران تم نے اپنے آپ پر اور اپنے چہرے کے تاثرات پر قابو رکھنا ہے''۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہو گا جب تک تم اپنی مخصوص بکواس نہیں کرو گے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم جسے بکواس کہتے ہو وہی تو اصل جذبات ہوتے ہیں''۔ عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''تمہارے پاس سوائے جذبات کے اور ہے ہی کیا۔ بہرحال تم جو چاہے باتیں کرو میں کوئی بات نہیں کروں گا''...... تنویر نے کہا۔

''تو پھر اسے ہوش میں لے آنے کا فریضہ بھی تم خود انجام دے دو تو بڑی مہربانی ہو گی''...... عمران نے کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور اس نے بے ہوش رل پانڈے کی ناک اور منہ دونوں

ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب رل پانڈے کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہوئے تو تنویر نے اس کی ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لئے اور واپس اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد رل پانڈے نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور ہوش میں آ گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیا۔ کون ہو تم اور میں۔ میں کہاں ہوں''...... رل پانڈے نے پوری طرح سے ہوش میں آتے ہی کسمساتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے اس کی آنکھیں دھندلائی ہوئی ہوں اور اسے ماحول صاف دکھائی ہی نہ دے رہا ہو۔

''تم نے ہی کہا تھا کہ تم انتہائی تربیت یافتہ ہو اس لئے تمہیں بے ہوش کر کے یہاں لا کر میں نے باندھا ہے''...... عمران نے اصل آواز میں کہا تو اس کی آواز سن کر رل پانڈے اس بری طرح سے اچھلا جیسے اسے کسی زہریلے ناگ نے کاٹ لیا ہو۔

''تت تت۔ تم عمران تم۔ مگر۔ مگر تم تو اس کوٹھی کے اندر تھے اور میرے آدمیوں نے وہاں بے ہوشی کی گیس فائر کی تھی پھر۔ پھر تم اچانک کہاں سے آ گئے۔ اور اور......'' رل پانڈے نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا لیکن اس کے لہجے میں اب بھی حیرت تھی۔

''تمہیں جس نے تربیت دی تھی۔ اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ

ریڈ کے دوران ایجنٹ کو ہوشیار کرنا سب سے بڑا احمقانہ فعل ہوتا ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے تھا کہ میں تم سے بات کرنے کے بعد اطمینان سے اپنے آپ کو تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے حوالے کر دوں گا۔ ادھر میں تم سے باتیں کرتا رہا اور ادھر میں نے اپنے ساتھیوں کو فوراً رہائش گاہ خالی کرنے کا اشارہ کر دیا۔ میرے ساتھی فوراً ساتھ والی خالی کوٹھی میں پہنچ گئے اور وہاں سے سائیڈ روڈ سے نکلتے چلے گئے۔ میں نے بھی یہی کیا تھا۔ جب تک تمہارے آدمی اندر گیس فائر کرتے میں وہاں سے نکل چکا تھا۔ پھر تم جب میری کوٹھی کے سامنے پہنچے تو میں تمہارے آدمیوں کے سامنے سے گزر کر آگے بڑھ گیا تھا اور ایک بڑے گملے کی آڑ میں چھپ گیا تھا۔ جب تم نے اپنے آدمیوں کو چیکنگ کے لئے اندر بھیجا تو میں گملے کی آڑ سے نکل کر تمہاری طرف بڑھ آیا اور تمہارے قریب سے گزرتے ہوئے تم پر ہاتھ ڈال دیا۔ جس کے نتیجے میں تم فوراً ہی ڈھیر ہو گئے اور میں تمہیں تمہاری ہی کار میں ڈال کر یہاں لے آیا۔

راستے میں تمہارے ساتھی سوہن سنگھ کی کال بھی آئی تھی جسے میں نے تمہاری آواز میں اٹنڈ کیا تھا اور میں نے اسے تمہاری طرف سے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے آدمیوں کو واپس ہیڈ کوارٹر لے جائے اور اب تک تمہارے ساتھیوں نے یقیناً تمہارے احکامات پر عمل کیا ہو گا اور واپس ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے ہوں گے۔ بس یہی ہے

ساری تفصیل''...... عمران نے سنجیدگی سے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ مجھ سے واقعی غلطی ہو گئی۔ مجھے تمہیں کال کر کے الرٹ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ میں دراصل چاہتا تھا کہ تمہیں نقصان نہ ہو اور تم خود کو گرفتاری کے لئے پیش کر دو تاکہ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو بحفاظت کافرستان سے نکال دوں ورنہ جس طرح میرے ساتھی تمہارے سر پر پہنچ گئے تھے وہ ایک لمحے میں میزائل مار کر اس رہائش گاہ کو اُڑا سکتے تھے اور تمہیں جلا کر راکھ بنا سکتے تھے''...... رل پانڈے نے کہا۔

''تم نے اس کوٹھی کا سراغ کیسے لگایا''...... عمران نے پوچھا۔

''تم نے سپیشل ٹرانسمیٹر پر کالز کی تھیں۔ ہمارے انتہائی جدید ترین ٹرانسمیٹر کال کیچر نے ان کالز کو نہ صرف کیچ کر لیا بلکہ اس لوکیشن کو بھی چیک کر لیا جہاں سے کالز کی جا رہی تھیں۔ تم نے ایک کال میں اپنا مخصوص کوڈ پرنس آف ڈھمپ استعمال کیا تھا اور اسی کال سے تمہاری لوکیشن ٹریس کی گئی اور پھر میں نے وہاں فوراً اپنے مسلح ساتھیوں کو بھجوا دیا''...... رل پانڈے نے کہا۔

''تم نے کال کہاں سے کی تھی مجھے''...... عمران نے پوچھا۔

''اپنے ہیڈ کوارٹر سے۔ اگر میں سیل فون یا پھر کسی اور جگہ سے تمہیں کال کرتا تو وہ کال آسانی سے ٹریس ہو سکتی تھی جبکہ سیکشن کا فون سیف ہے''...... رل پانڈے نے جواب دیا۔

''سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ تم ہمیں اس آسانی سے کافرستان سے واپس کیوں بھجوانا چاہتے تھے۔ تمہاری اس نوازش کا مقصد''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو رمل پانڈے بے اختیار ہنس پڑا۔

''دانت بعد میں نکالتے رہنا۔ پہلے میری بات کا جواب دو''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''اس لئے کہ میں نہیں چاہتا کہ تمہارے بعد پاکیشیا کا کوئی اور گروپ آئے اور وہ ڈی کیمپ کے خلاف کام کرے۔ یہ کافرستان کا معاملہ ہے اسے خود کافرستان سلجھائے گا۔ تم اس معاملے سے پیچھے ہٹ جاؤ۔ اگر ہم نے تمہیں ہلاک کر دیا تو ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی اور گروپ آ جائے۔ دوسرے کے بعد تیسرا۔ ہم کب تک اور کس کس گروپ کے پیچھے بھاگتے رہیں گے۔

اگر تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے تو پھر ہمیں یقین ہے کہ یہاں اور کوئی نہیں آئے گا۔ میجر پربھانت کو اس بات کا بھی علم ہو چکا ہے کہ تم ہلاک نہیں ہوئے بلکہ تم نے پنڈت نارائن اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے اور میں نے تمہارے آئندہ اقدامات کے بارے میں سردار سورج سنگھ سے گفتگو کی تھی۔ سردار سورج سنگھ نے بتایا کہ تم ہر صورت میں ڈی کیمپ تباہ کرنے کی کوشش کرو گے۔ میں اس ڈی کیمپ کو تباہی سے بچانا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس میں

ہمارے اور میرے ڈیڈی کے مفادات ہیں۔ انتہا پسند تنظیمیں اس کیمپ کو سپورٹ کرتی ہیں جن میں میرے ڈیڈی بھی شامل ہیں اور میں خود بھی اس کیمپ کا ایک حصہ اور اس کے ایک گروپ کا چیف ہوں۔ میں کسی صورت میں ڈی کیمپ کی تباہی نہیں چاہتا۔ اس لئے میں تمہیں بغیر کوئی نقصان پہنچائے یہاں سے نکال دینا چاہتا تھا''...... رمل پانڈے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ کیمپ پاکیشیا اور اسلامی ممالک کے لئے خطرہ بن سکتا ہے اور یہ کیمپ پاکیشیا کی تباہی کے لئے جو منصوبے بنا رہا ہے اس پر میں اس کیمپ کو کبھی عمل کرنے کا موقع نہیں دے سکتا اور میرے بارے میں تم شاید نہیں جانتے۔ جا کر اپنے باپ سے پوچھ لو کہ میں اپنا مشن ادھورا چھوڑ کر واپس نہیں جایا کرتا۔ اس لئے اب میری بات دھیان سے سنو۔ میں اس ڈارک کیمپ کو تباہ کر کے ہی رہوں گا چاہے اس کے لئے مجھے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔ اب تم بتاؤ اس معاملے میں تم میری کیا مدد کر سکتے ہو''...... عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''ہونہہ۔ میں بھلا کیا کر سکتا ہوں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ ڈی کیمپ کو تباہ کرنے کے لئے میں تمہارا ساتھ دوں تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی میں ایسا کروں گا''...... رمل پانڈے نے منہ بنا کر کہا۔

''ویل ڈن رمل پانڈے۔ تمہارے اس جواب نے مجھے بتا دیا ہے کہ تم نے واقعی خاصی تربیت حاصل کی ہے اور اب وہ پہلے

والے رل پانڈے نہیں ہو لارڈ ہمیشہ لاکھانی کے ساتھ نظر آتے تھے۔ تمہارے جو جذبات بھی ڈی کیمپ یا کافرستان کے مفاد کے لئے ہوں یا پاکیشیا کے خلاف ہوں مجھے جو کرنا ہے وہ میں کروں گا اور ضرور کروں گا۔ بولو اس کے لئے تم کیا کر سکتے ہو اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم کچھ نہیں کر سکتے تو پھر میں تمہیں ہلاک کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگاؤں گا اور تمہارے لاش کسی گٹڑ میں پھینک دوں گا۔ تمہاری ہلاکت کے بعد تمہاری جگہ میرا یہ ساتھی لے لے گا اور پھر ہم اپنی مرضی سے تمہارے گروپ کو استعمال کریں گے''۔ عمران نے کہا تو رل پانڈے بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم میرے گروپ کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ یہ سچ ہے کہ تم نے سوہن سنگھ کی طرف سے آنے والی کال کا جواب میری آواز اور میرے لہجے میں دے دیا ہے لیکن جب تم وہاں خود کال کرو گے یا وہاں جاؤ گے تو پھر تمہارا کوئی ساتھی دوسرا سانس نہ لے سکے گا۔ اس بات کا ذہن میں رکھ لو''...... رل پانڈے نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تنویر۔ باہر ٹائیگر کے پاس ٹرانسمیٹر ہے وہ لے آؤ''...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''میری بات مان جاؤ عمران''...... تنویر کے جانے کے بعد رل پانڈے نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کون سی بات''...... عمران جو اپنے خیالوں میں کھویا ہوا تھا، نے چونک کر کہا۔

''یہی کہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جس قدر جلد ممکن ہو سکے کافرستان سے نکل جاؤ۔ میجر پربھانت تمہارے پیچھے لگ چکا ہے اور تم شاید نہیں جانتے کہ ڈی فورس کے سینکڑوں گروپ ہیں۔ اس لئے تم کہیں بھی چھپ جاؤ وہ تم تک پہنچ جائیں گے اور تم سب مارے جاؤ گے''...... رل پانڈے نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

''اب تک تو ڈی فورس کچھ نہیں کر سکی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ آئندہ بھی کچھ نہ کر سکے گی''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے تمہیں مخلصانہ اور ہمدردانہ مشورہ دیا ہے تم نہ مانو تو تمہاری مرضی ہے''...... رل پانڈے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اسی لمحے تنویر اندر آ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں ٹرانسمیٹر تھا۔ یہ وہی ٹرانسمیٹر تھا جو رل پانڈے کی کار کے ڈیش بورڈ کے ساتھ نصب تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تو میرا ذاتی ٹرانسمیٹر ہے۔ یہ تم نے کہاں سے حاصل کر لیا''...... رل پانڈے نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

''تمہاری کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا تھا وہاں سے اسے نکالا گیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو رل پانڈے بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''اب کیا تم اپنے ہیڈ کوارٹر کی فریکوئنسی خود بتاؤ گے یا مجھے تم

سے فریکوئنسی معلوم کرنے کے لئے تمہارا چہرہ بگاڑنا پڑے گا''...... عمران نے کہا۔

''مجھے کچھ نہیں معلوم اور نہ میں بتا سکتا ہوں۔ تم سے جو ہوسکتا ہے کرلو''...... رمل پانڈے نے منہ بنا کر کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے ٹرانسمیٹر کے نچلے حصے میں موجود ایک ابھری ہوئی جگہ کو پریس کیا تو ٹرانسمیٹر پر ایک ڈائل روشن ہو گیا اور اس پر فریکوئنسی دکھائی دینے لگی۔ عمران نے اسی ابھری ہوئی جگہ کو دوبارہ پریس کیا تو ڈائل تاریک ہو گیا۔

''تنویر اس کے منہ میں رومال ٹھونس دو''...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر رمل پانڈے کے قریب آ گیا۔ اس نے جیب سے رومال نکالا اور پھر اس نے رمل پانڈے کا منہ پکڑ کر زبردستی کھولا اور پھر رومال اس کے منہ میں ٹھونسنا شروع کر دیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور پھر اس نے رمل پانڈے کے لب و لہجے میں دوسری طرف مسلسل کال دینا شروع کر دیا۔ عمران کو اپنے لب و لہجے میں بات کرتے دیکھ کر رمل پانڈے کے چہرے پر زمانے بھر کی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

''یس۔ میجر پربھانت اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے میجر پربھانت کی سرد اور کرخت آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کا تو خیال تھا کہ کال رمل پانڈے کا ساتھی سوہن سنگھ اٹنڈ کرے گا لیکن اس کی جگہ ڈی فورس کے

چیف نے یہ کال اٹنڈ کی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران نے جس فریکوئنسی کو چیک کیا تھا وہ میجر پربھانت کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی تھی۔

''رمل پانڈے بول رہا ہوں چیف۔ اوور''...... عمران نے رمل پانڈے کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس رمل پانڈے۔ کیا رپورٹ ہے۔ کیا تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کیا ہے یا نہیں۔ اوور''...... میجر پربھانت نے کرخت لہجے میں کہا۔

''میں نے انہیں ٹریس کر لیا تھا چیف لیکن وہ اپنے ساتھیوں سمیت بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اوور''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیسے ہوا یہ سب۔ مجھے تفصیل بتاؤ۔ اوور''۔ میجر پربھانت نے کرخت لہجے میں کہا تو عمران نے اسے تھوڑی سی رد و بدل کے بعد تفصیل بتانی شروع کر دی۔

''ہونہہ۔ تم نے بھی آخر وہی حماقت کی جو دوسرے ایجنٹس کرتے ہیں۔ تم نے عمران کو کال کر کے اسے ہوشیار کر دیا۔ بہرحال ان کی تلاش جاری رکھو۔ اوور''...... میجر پربھانت نے کہا۔

''یس چیف۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یہ بتاؤ کہ تم نے کال کیوں کیا تھا۔ اوور''...... میجر پربھانت نے کہا۔

"میں نے یہ جاننے کے لئے کال کیا ہے کہ شاید ڈی فورس کے کسی اور گروپ نے اسے ٹریس نہ کر لیا ہو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تمہاری وجہ سے میں نے سب کو روک دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ کارنامہ صرف تمہارے حصے میں آئے۔ اوور"...... میجر پربھانت نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ اوور"...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری ایک بات یاد رکھنا۔ اوور"...... میجر پربھانت نے کہا۔

"کون سی بات چیف۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"اگر تم عمران کو ہلاک کرنے میں ناکام رہے تو پھر وہ تمہیں یقیناً ہلاک کر دے گا۔ اب وہ تمہاری طرف سے پوری طرح ہوشیار ہو چکا ہو گا۔ اوور"...... میجر پربھانت نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت بہرحال ڈی کیمپ میں ہی داخل ہو گا اور میں اس کا وہیں شکار کر سکتا ہوں۔ باس کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ مجھے یا میرے کسی ساتھی کو ڈی کیمپ کے اندر بھیج دیا جائے تاکہ جیسے ہی عمران وہاں آئے اسے فوراً ہلاک کیا جا سکے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ ہمارے ذمہ صرف ڈی کیمپ کی بیرونی حفاظت ہے اندرونی نہیں اور تم یہ بات بخوبی جانتے ہو اس کے

باوجود تم ایسی بات کر رہے ہو۔ نانسنس۔ اوور"...... میجر پربھانت نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"لیکن ٹرانسمیٹر یا فون پر ڈی کیمپ کے کسی آدمی سے تو رابطہ ہو سکتا ہے اور اس طرح بھی صورت حال کا مجھے علم ہوتا رہے گا۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ عمران چونکہ آوازیں بدلنے کا ماہر ہے اس لئے گرانڈ ماسٹر نے احکامات جاری کئے ہیں کہ اب ڈی کیمپ کے کسی بھی آدمی سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں ہونا چاہئے اور ساتھ ہی انہوں نے ڈی کیمپ میں موجود ہر آدمی کو بھی ہم سے بات کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اوور"...... میجر پربھانت نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"پھر تو انہیں واقعی باہر رہ کر ہی ٹریس کرنا ہو گا۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے سائیڈ میز پر رکھ دیا۔

"تنویر۔ اب اس کے منہ سے رومال نکال لو"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اٹھ کر رل پانڈے کے منہ سے رومال نکال لیا اور رل پانڈے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے لگا۔

"تم۔ تم واقعی حیرت انگیز ہو"...... رل پانڈے نے کہا۔

"میری معلومات کے مطابق ڈی کیمپ کے تینوں ڈائریکٹران نے ہماری آمد کے خوف سے اپنی رہائش گاہیں اور آفس چھوڑ

دیئے ہیں اور ڈی کیمپ میں منتقل ہو گئے ہیں لیکن میں نے پتہ کرایا ہے کہ کرنل شکلا ڈی کیمپ سے نکل آیا ہے اور اس نے یہاں ایک اور خفیہ آفس بنایا ہے۔ اس کی رہائش گاہ بھی ہے جہاں وہ رہتا ہے۔ اب تم مجھے اس کے نئے آفس اور اس کی رہائش گاہ کے بارے میں بتاؤ“...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے سنجیدگی سے پوچھا۔

”کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو“...... رمل پانڈے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تنویر۔ شاید اسے ہمارا نرم انداز پسند نہیں آ رہا ہے اور یہ ہماری نرمی کا فائدہ اٹھا رہا ہے“...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تو میں اس کی ایک آنکھ نکال دیتا ہوں“...... تنویر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس نے اپنی جیکٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور خنجر لے کر تیزی سے رمل پانڈے کی طرف بڑھا۔ عمران کا چہرہ بھی پتھر کی طرح سخت ہو گیا تھا۔

”رر۔ رر۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ۔ تم دونوں کے چہروں پر مجھے انتہائی سفاکی دکھائی دے رہی ہے۔ رک جاؤ۔ مجھے لگ رہا ہے کہ تم ایسا کر گزرو گے۔ رک جاؤ“...... رمل پانڈے نے ان دونوں کے چہروں پر سفاکی کے تاثرات دیکھ کر چیختی ہوئی آواز میں کہا تو عمران کے اشارے پر تنویر رک گیا۔

”اس کے قریب ہی کھڑے رہو۔ میں جیسے ہی اشارہ کروں اس کی پہلے ایک آنکھ نکالنا۔ پھر اس کی ناک کاٹ دینا اور اگر یہ پھر بھی سیدھی طرح میرے سوالوں کے جواب نہ دے تو اس کا سارا چہرہ اس قدر بگاڑ دینا کہ یہ اپنی شکل بھی دیکھنے کا روادار نہ ہو“۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو اس کا سرد لہجہ سن کر رمل پانڈے کانپ کر رہ گیا جبکہ تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور وہیں رک گیا۔

”اب بتاؤ اور سنو مجھے جو بھی بتانا سچ بتانا کیونکہ میں ہر بات کو باقاعدہ کنفرم کروں گا۔ اگر تمہاری ایک بات بھی غلط ثابت ہوئی تو تمہارا انجام اچھا نہ ہو گا“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”میجر پربھات کا آفس گرین گارڈن میں ہے۔ وہاں ڈی کیمپ کے تینوں ڈائریکٹران کے آفس بنائے گئے ہیں اور وہاں بغیر سخت ترین چیکنگ کے کسی کو جانے نہیں دیا جاتا اور کرنل شکلا سے تو کسی انجان شخص کا ملنا قطعی ناممکن ہے“...... رمل پانڈے نے کہا۔

”اس کا فون نمبر“...... عمران نے کہا تو رمل پانڈے نے اسے ایک فون نمبر بتا دیا۔

”میں نے تمہیں ان کا فون نمبر تو دے دیا ہے لیکن تم ان سے فون پر بات نہ کر سکو گے“...... رمل پانڈے نے کہا۔

”کیوں“...... عمران نے پوچھا۔

”انہیں کی جانے والی کال باقاعدہ کنفرم کی جاتی ہے اور پھر ان

سے رابطہ کرایا جاتا ہے''...... رل پانڈے نے کہا۔

''کنفرمیشن کیسے کی جاتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... رل پانڈے نے کہا۔

''تو پھر تم نے یہ بات کیوں کی''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''مجھے یہ فون نمبر میجر پربھانت نے دیا تھا۔ اس نے ہی کنفرمیشن والی بات بتائی تھی''...... رل پانڈے نے جواب دیا۔

''کیا تم نے خود کبھی کرنل شکلا سے بات نہیں کی''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے انہیں فون کرنے کی کبھی ضرورت ہی پیش نہیں آئی''...... رل پانڈے نے جواب دیا۔

''کرنل راگھون کے بارے میں بھی مجھے علم ہوا ہے کہ وہ ابھی ڈی کیمپ سے نکل کر شہری علاقے میں آ گیا ہے۔ کیا یہ درست ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں''...... رل پانڈے نے کہا۔

''کرنل راگھون کا آفس کس جگہ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہیں گرین گارڈن میں۔ میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ ڈی کیمپ کے تینوں ڈائریکٹران کے آفس اسی گرین گارڈن میں ہیں''...... رل پانڈے نے جواب دیا۔

''کرنل راگھون کا فون نمبر بتاؤ''...... عمران نے کہا تو رل پانڈے نے فون نمبر بتا دیا۔

''ان کی رہائش گاہ کہاں ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا۔ ویسے سینئرز آفیسر کالونی میں ہی ہو سکتی ہے۔ کرنل راگھون کی بھی وہیں ہو گی۔ میجر پربھانت کی بھی وہیں ہے۔ لیکن یہ سن لو کہ وہاں بھی چیکنگ انتظام بے حد سخت ہیں''...... رل پانڈے نے جواب دیا۔

''یہ سینئرز آفیسرز کالونی بھی گرین گارڈن میں ہے یا کہیں اور ہے''...... عمران نے کہا۔

''گرین گارڈن کے ملحقہ علاقے گرین وڈ میں ہے''...... رل پانڈے نے جواب دیا۔

''تنویر اسے ہاف آف کر دو''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ رل پانڈے کچھ کہتا، تنویر کا ہاتھ تیزی سے حرکت میں آیا اور رل پانڈے کی کنپٹی پر ایک پٹاخہ سا چھوٹا اور اس کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی لیکن اسی لمحے تنویر نے دوسری ضرب لگائی تو رل پانڈے کی نہ صرف چیخ ختم ہو گئی بلکہ اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

''اسے یہیں چھوڑو۔ اب ہمیں انتہائی تیزی سے کام کرنا ہے''...... عمران نے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''کہو تو اسے ہلاک کر دوں''...... تنویر نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی نہیں''...... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور سٹنگ روم سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کے ذریعے اس نے سب

ساتھیوں کو ایک بڑے کمرے میں بلا لیا۔

"رل پانڈے کے ذریعے جو صورت حال سامنے آئی ہے اس سے یہ اندازہ ہوا ہے کہ ڈی کیمپ میں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں اور جب تک اس کے اندر داخل نہ ہوا جائے اسے تباہ نہیں کیا جا سکتا اور ڈی فورس اس کی بیرونی حفاظت کر رہی ہے۔ اس لئے میں نے پلان بنایا ہے کہ ہم اس رل پانڈے کو رہا کر دیتے ہیں اور اپنی ناکامی کا اعلان کر کے پاکیشیا واپس روانہ ہو جاتے ہیں

پھر ہم کچھ دن بعد وہاں سے خفیہ طور پر واپس کافرستان پہنچ جائیں گے اور اس کے بعد ہم ایک نئی ایجنسی یا تنظیم کے ایجنٹوں کی حیثیت سے یہاں کام کریں گے۔ اس طرح ڈی کیمپ والوں کو ہم پر کوئی شک بھی نہ ہو گا کیونکہ نئی تنظیمیں اور ایجنسیاں بنتی اور ختم ہوتی ہی رہتی ہیں اور دنیا میں ایسی بہت سی ایجنسیاں اور تنظیمیں ہیں جو انتہائی خفیہ طور پر کام کرتی ہیں اور اپنے پیچھے کوئی سراغ نہیں چھوڑتی ہیں"...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"لیکن ہم اپنی نئی تنظیم کا نام کیا رکھیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"ڈارک ماسٹرز"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"ڈارک ماسٹرز۔ کیا مطلب"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ ہم یہاں اب ڈارک ماسٹرز بن کر آئیں گے اور اسی تنظیم کے نام کا ڈنکا بجائیں گے۔ دیکھتے ہیں کہ ڈی کیمپ یا ڈی فورس ڈارک ماسٹرز کے خلاف کیسے اور کیا ایکشن لیتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران اپنے پروگرام کو حتمی شکل دینے کے لئے ان سے باقاعدہ سنجیدگی میں ڈسکس کرنے میں مصروف ہو گیا۔

رل پانڈے، میجر پربھانت کے آفس کے دروازے پر آ کر رک گیا۔ اس نے ایک لمحے کا توقف کیا اور پھر اس نے انگلی کا ہک بنا کر مخصوص انداز میں دستک دی۔

''یس۔ کم ان''...... اندر سے میجر پربھانت کی مخصوص کرخت آواز سنائی دی تو رل پانڈے دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ میجر پربھانت میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا وہ اسے دیکھ کر چونک پڑا۔

''آؤ رل پانڈے۔ رک کیوں گئے''...... اسے دروازے پر رکتے دیکھ کر میجر پربھانت نے کہا تو رل پانڈے آگے بڑھ آیا۔

''بیٹھو۔ کیا بات ہے۔ کافی خوش دکھائی دے رہے ہو۔ کوئی معرکہ مار کر آئے ہو کیا''...... میجر پربھانت نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھی ناکام ہو کر واپس چلے گئے

ہیں''...... رل پانڈے نے کہا تو میجر پربھانت بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ واپس چلے گئے ہیں کیا مطلب۔ اگر تم نے انہیں دوبارہ ٹریس کر لیا تھا پھر انہیں واپس کیوں جانے دیا۔ بولو''...... میجر پربھانت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کو شاید معلوم نہیں ہے کہ صورت حال کیا بن گئی تھی''...... رل پانڈے نے کہا۔

''تو تم بتا دو''...... میجر پربھانت نے کہا۔

''ہوا یہ تھا کہ میں نے عمران کی ٹرانسمیٹر کال کیچ کی تھی اور پھر میں نے اس کی لوکیشن ٹریس کرائی اور......'' رل پانڈے نے کہنا شروع کیا۔

''ان باتوں کو چھوڑو۔ یہ سب باتیں مجھے معلوم ہیں۔ تم نے ہی ٹرانسمیٹر کال کر کے بتائی تھیں''...... میجر پربھانت نے اسے درمیان میں روکتے ہوئے کہا۔

''جو تفصیل آپ کو بتائی گئی تھی وہ میں نے نہیں عمران نے آپ کو بتائی تھی۔ وہ میری آواز اور لہجے میں آپ سے بات کرتا رہا تھا''...... رل پانڈے نے کہا تو میجر پربھانت کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وائس چیکر سے میں اسے فوراً چیک کر لیتا''...... میجر پربھانت نے کہا۔

''وہ میرے ذاتی ٹرانسمیٹر سے کال کر رہا تھا اس لئے اس کا رابطہ وائس چیکر سے ہوا ہی نہیں تھا باس''...... رل پانڈے نے کہا تو میجر پربھانت کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔

''تمہارے ذاتی ٹرانسمیٹر سے عمران بات کر رہا تھا۔ کیا مطلب۔ کیا تم نے اسے خود اپنا ٹرانسمیٹر دیا تھا''...... میجر پربھانت کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

''نو باس۔ یہی بات تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ عمران نے مجھے اغوا کر لیا تھا اور مجھے اغوا بھی میری ہی کار میں کیا تھا۔ اس طرح میری کار میں نصب میرا ذاتی ٹرانسمیٹر اس کے ہاتھ لگ گیا تھا''...... رل پانڈے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عمران کی رہائش گاہ پر پہنچنے۔ اپنے اغوا ہونے اور پھر ہوش میں آنے سے لے کر عمران سے باتیں ہونے اور پھر اس کے منہ میں رومال ڈال کر عمران کی میجر پربھانت سے گفتگو کرنے اور پھر بعد میں ہونے والی تمام تفصیلی بات چیت سے آگاہ کر دیا۔

''اوہ۔ تمہاری باتوں سے تو لگ رہا ہے کہ وہ کرنل شکلا یا پھر کرنل راگھون کو اغوا کر کے ان کے روپ میں ڈی کیمپ پہنچنا چاہتے ہیں''...... میجر پربھانت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں نے اسے سمجھا دیا ہے کہ ایسا ہونا ناممکن ہے۔ میں نے اسے بتایا کہ اگر اس کے لئے ڈی کیمپ کو تباہ کرنا ناممکن ہے۔ اس کی حفاظتی اقدامات انتہائی سخت ہے۔ جہاں موت کے سوا

انہیں کچھ نہیں ملے گا۔ اس پر وہ خوف زدہ ہو گیا پھر اس نے باہر جا کر اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا۔ وہ ساتھ والے کمرے میں بیٹھے تھے اور ان کی باتیں میرے کانوں تک بھی پہنچ رہی تھیں اس کے ساتھیوں نے اسے متفقہ طور پر مشورہ دیا ہے کہ اس قدر حفاظتی انتظامات کو توڑ کر کسی صورت میں ڈی کیمپ میں داخل نہیں ہو سکتے۔ عمران نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو ٹرانسمیٹر پر کال کیا اور اسے بتا دیا کہ یہ مشن مکمل کرنا ناممکن ہے۔ وہ کسی بھی صورت میں اس مشن کو مکمل نہیں کر سکتا کیونکہ ایک تو ڈی کیمپ میں ان کا داخلہ ناممکن ہے اور دوسرے ڈی کیمپ کی ڈی فورس کے گروپ اس کی اور اس کے ساتھیوں کی جان کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اگر وہ زیادہ دیر کافرستان رہے یا انہوں نے ڈی کیمپ کی طرف پیش قدمی کی تو ڈی فورس پوری قوت سے ان پر اٹیک کرے گی اور وہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانیں نہیں بچا سکے گا۔ اس لئے چیف نے خود ہی مشن سے دست برداری کا اعلان کر دیا اور انہیں فوری طور پر واپس پاکیشیا پہنچنے کا حکم دے دیا ہے۔ اس کے بعد عمران میرے کمرے میں آیا اور اس نے یہی بات کی کہ ڈی کیمپ کی فول پروف سیکورٹی کے سامنے وہ مجبور ہو گیا کہ وہ واقعی یہ مشن مکمل نہیں کر سکتا ہے اس لئے وہ اس مشن سے دستبرداری اختیار کر رہا ہے اور اب وہ ڈی کیمپ کو تباہ نہیں کرے گا۔ چنانچہ خیر سگالی کے طور پر اس نے مجھے فوراً رہا کر دیا اور پھر میری کال پر میرے گروپ نے

ایک، طیارہ چارٹرز کرایا اور پھر عمران اس کے ساتھی میرے اور میرے ساتھیوں کی نگرانی میں ایئر پورٹ پہنچ گئے۔ جب چارٹرڈ طیارہ انہیں وہاں سے لے کر روانہ ہو گیا تو میں نے ایئر پورٹ حکام سے کہا کہ وہ چیک کرتے رہیں کہ یہ لوگ کہیں راستے میں ڈراپ نہ ہو جائیں۔ میں واپس اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔ پھر مجھے ایئر پورٹ حکام سے کال آئی کہ طیارہ پاکیشیا پہنچ گیا اور اس میں موجود سب افراد اتر گئے اور اب طیارہ واپس آ رہا ہے۔ یہ رپورٹ ملتے ہی میں کنفرم ہو گیا کہ وہ لوگ واقعی واپس چلے گئے ہیں اس لئے میں فوراً آپ سے ملنے یہاں پہنچ گیا تا کہ آپ کو رپورٹ دے سکوں''...... رمل پانڈے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس اس طرح ناکام ہو کر واپس جا سکتی ہیں ایسا تو مجھے گمان بھی نہ تھا''...... میجر پربھانت نے کہا۔

''مجھے بھی یقین نہ ہوتا اگر میں نے ان کے چیف کی عمران سے ہونے والی بات چیت نہ سنی ہوتی''...... رمل پانڈے نے کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کی ہی آواز تھی''...... میجر پربھانت نے کہا۔

''یس چیف۔ عمران اس کے سامنے اس قدر سہمے ہوئے انداز میں بات کر رہا تھا جیسے وہ اس سے واقعی ڈرتا ہو اور جس طرح سے چیف نے اسے حکم دیا تھا اس نے بغیر کسی چوں چرا کئے قبول کر لیا تھا''...... رمل پانڈے نے جواب دیا۔

''لیکن تم ایئر پورٹ پر انہیں ہلاک بھی تو کر سکتے تھے پھر تم نے انہیں زندہ جانے کا موقع کیوں دیا''...... میجر پربھانت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس کا کوئی فائدہ نہ تھا چیف۔ اگر میں ایسا کرتا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی دوسرا گروپ یہاں پہنچ جاتا۔ ایک کے بعد ایک کر کے گروپ یہاں آتے رہتے تو ہم کہاں تک ان کا مقابلہ کرتے۔ اس لئے جب انہوں نے خود ہی مشن سے دستبرداری کا فیصلہ کر لیا تھا تو پھر ہمیں انہیں بلا وجہ ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایسا کر کے خواہ مخواہ آ بیل مجھے مار والی ہی بات بن جاتی تھی''...... رمل پانڈے نے کہا۔

''لیکن مجھے اس بات کا یقین ہے کہ یہ مشن ختم نہیں ہوا ہے بلکہ ہمارے لئے انہوں نے کوئی نیا جال بچھایا ہے''...... میجر پربھانت نے کہا تو رمل پانڈے بے اختیار چونک پڑا۔

''جال۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... رمل پانڈے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ لوگ اب کسی دوسرے میک اپ میں خاموشی سے یہاں واپس آئیں گے اور ڈی کیمپ کو تباہ کر کے چلے جائیں گے اس طرح ان کا اصل مقصد پورا ہو جائے گا''...... میجر پربھانت نے کہا۔

''لیکن کیسے باس۔ جب پہلے ہی وہ اپنی کوشش میں ناکام ہو

چکے ہیں''...... رمل پانڈے نے منہ بنا کر کہا۔

''وہ کرنل راگھون یا کرنل شکلا کو استعمال کر سکتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ہمیں ان کی واپسی کی رپورٹ ملے گی تو ہم تمام خصوصی حفاظتی انتظامات ختم کر دیں گے اور پھر عمران جو دوسروں کی آواز اور لہجہ نقل کر لینے کا ماہر ہے کرنل شکلا یا کرنل راگھون کو اغوا کر کے ان کی جگہ لے کر ڈی کیمپ پہنچ سکتے ہیں اور پھر سمجھو ڈی کیمپ کو تباہ ہونے سے کوئی نہیں روک سکے گا''...... میجر پربھانت نے کہا۔

''آپ کی یہ بات محض مفروضہ ہے۔ حقیقت میں ایسا ممکن نہیں ہے''...... رمل پانڈے نے منہ بنا کر کہا۔

''تم سے زیادہ میں عمران کو جانتا ہوں۔ وہ انتہائی ذہین اور شاطر ترین انسان ہے۔ مجھے کرنل راگھون اور کرنل شکلا دونوں کو اس خطرے سے آگاہ کرنا پڑے گا کہ عمران کو ان کے نئے ٹھکانوں کا علم ہو چکا ہے۔ یا تو وہ پھر سے ٹھکانے بدل لیں یا پھر واپس ڈی کیمپ میں چلے جائیں''..... میجر پربھانت نے کہا اور رمل پانڈے کچھ کہنے کی بجائے ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ اس کی مسرت سے چمکتی ہوئی آنکھیں معدوم ہو گئی تھیں۔ وہ تو اس لئے خوش ہو رہا تھا کہ میجر پربھانت اس کے کارنامے کو سراہے گا لیکن میجر پربھانت نے پھر سے مایوسی والی باتیں شروع کر دی تھیں۔

''سنو رمل پانڈے۔ میں جو کہہ رہا ہوں دیکھ لینا ایسا ہی ہو گا۔ میں ڈی فورس کا انچارج ہوں اور میں نے خود بھی اپنی زندگی میں

ایسے بہت سے کھیل کھیلے ہیں۔ تمہیں اس کے لئے پریشان اور افسردہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں پاکیشیا میں اپنے مخبروں کو الرٹ کر دیتا ہوں کہ اگر وہ لوگ دوبارہ وہاں سے نکلیں تو وہ ہمیں اطلاع کر دیں اور اس وقت بھی میں یہ کیس تمہیں ہی دے دوں گا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ عظیم کامیابی صرف تمہیں ہی حاصل ہو''...... میجر پربھانت نے رمل پانڈے کا بجھا ہوا چہرہ دیکھ کر کہا تو اس کی بات سن کر رمل پانڈے کا چہرہ ایک بار پھر کھل اٹھا۔

''اوہ اوہ۔ تھینک یو چیف۔ میرا آپ سے وعدہ ہے کہ اس بار عمران یا اس کے ساتھی یہاں آئے تو میں انہیں کسی بھی صورت میں زندہ واپس نہ جانے دوں گا بلکہ ان کی لاشیں بھی پاکیشیا واپس نہ جا سکیں گی''...... رمل پانڈے نے جذباتی اور پرجوش لہجے میں کہا تو اس کی بات سن کر میجر پربھانت بے اختیار مسکرا دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اگنی پہاڑیوں سے پچاس کلو میٹر دور ایک قصبے کے پہاڑی علاقے میں موجود تھا۔ یہ قصبہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ قصبہ ایک چھوٹی سی وادی میں تھا جہاں کافی بڑی تعداد میں لوگ آباد تھے لیکن عمران اس قصبے کی بجائے قریب موجود پہاڑیوں کے ایک غار میں پہنچا ہوا تھا۔

کافرستان سے ناکامی کا اعلان کرنے کے بعد اس نے چند روز پاکیشیا میں ہی گزارے تھے اور پھر وہ دوبارہ اپنے ساتھیوں سمیت نئے میک اپ کر کے اپنے ساتھیوں سمیت یہاں پہنچ گیا تھا۔ ناٹران کی مدد سے انہیں یہاں تک پہنچنے میں کوئی دقت نہ ہوئی تھی۔ یہاں ناٹران کا ایک گروپ موجود تھا جو ماسٹر گروپ کہلاتا تھا۔ اس گروپ کا لیڈر ایک نوجوان حسن کاردار تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ان پہاڑیوں تک حسن کاردار کے آدمیوں نے پہنچایا تھا عمران کی ابھی اس سے ملاقات نہ ہوئی تھی۔ وہ پہاڑی غار میں

بیٹھا اسی حسن کاردار کا ہی انتظار کر رہا تھا جس کے بارے میں ناٹران نے اسے بتایا تھا کہ وہ ان پہاڑی علاقوں کا کیڑا ہے۔ وہ وہاں بیٹھے باتوں میں مشغول تھے کہ ایک بے حد چست و توانا آدمی وہاں پہنچ گیا۔ اس نے اپنا تعارف حسن کاردار کے طور پر کرایا اور عمران نے اپنا اور اپنے ساتھیوں سے اس کا تعارف کرایا تو وہ سب سے بے حد تپاک سے ملا۔ پھر عمران اس سے پہاڑیوں میں آگے بڑھنے کے بارے میں ڈسکس کرنے لگا۔

''تم بتا رہے ہو کہ راستہ بے حد دشوار گزار ہے۔ تو پھر ہم وہاں پہنچیں گے کیسے۔ کوئی ایسا راستہ نہیں ہے کہ ہم بغیر کسی دشواری کے وہاں پہنچ جائیں''...... عمران نے کہا۔

''جناب۔ ایک راستہ ہے۔ وہاں سے ہم ہیلی کاپٹر کے ذریعے اسلحہ وغیرہ اندر لے آسکتے ہیں اور لاتے رہتے ہیں۔ وہ ذرا آگے ہے''...... حسن کاردار نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ہیلی کاپٹر مل جائے۔ کیا ناٹران اس کا بندوبست کر سکتا ہے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''جی ہاں۔ اس علاقے میں ایک آدمی ہے سردار ہنس راج۔ باس ناٹران کا وہ دوست ہے۔ وہ دولت کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ اس کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔ اگر باس اس سے بات کریں تو وہ ضرور بندوبست کر دے گا''...... حسن کاردار نے کہا تو عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور تیزی

سے اس پر ناٹران کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔ اس نے ناٹران سے بات کی تو ناٹران نے اس سے کہا کہ وہ سردار ہنس راج سے بات کرتا ہے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹرانسمیٹر پر ناٹران نے کال کیا تو عمران کو اس نے بتایا کہ اس کی سردار ہنس راج سے بات ہوگئی ہے اور وہ ان کی مدد کے لئے تیار ہے۔ اس کے لئے اسے ایک لاکھ ڈالرز دینے ہوں گے پھر وہ ان کی ڈی کیمپ تو کیا کافرستان کے کسی بھی شہر کو تباہ کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔ ناٹران نے عمران کو سردار ہنس راج کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتائی اور کہا کہ وہ اس کا حوالہ دے کر پرنس آف ڈھمپ کے طور پر اس سے خود بات کر لے۔ عمران نے ناٹران سے رابطہ ختم کیا اور پھر اس نے ناٹران کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور دوسری طرف کال دینے لگا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ سردار ہنس راج۔ اوور''...... عمران نے بٹن دبا کر بار بار کال دینا شروع کر دی۔

''یس۔ ہنس راج اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے سردار ہنس راج کی آواز سنائی دی۔

''سرداور ہنس راج مجھے تم سے تفصیل سے بات کرنی ہے۔ حوالے کے لئے ناٹران کافی ہے اور یقیناً ناٹران نے تمہیں ساری باتوں سے آگاہ کر دیا ہوگا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ بتائیں۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں۔

اوور''...... سردار ہنس راج نے سنجیدگی سے کہا۔

''پہلے بتائیں آپ اس وقت ہیں کہاں۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''میں ایک کام کے سلسلے میں یہاں اڈے پر ہی موجود ہوں۔ فرمائیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے سردار ہنس راج نے کہا۔

''کیا تم فوری طور پر کسی ہیلی کاپٹر کا بندوبست کر سکتے ہو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''بالکل ہوسکتا ہے۔ آپ بتائیں آپ اس وقت کہاں پر موجود ہیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے سردار ہنس راج نے کہا۔

''پراگی کریک کے قریب ایک پہاڑی ہے ہم اس پہاڑی کی غار میں موجود ہیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ میرا ایک ساتھی ہے ویر سنگھ۔ میں ویر سنگھ کو کال کر کے کہہ دیتا ہوں۔ وہ پراگی کریک پر فوراً ہیلی کاپٹر لے کر پہنچ جائے گا آپ سب اس کے ساتھ میرے ٹھکانے پر آ جائیں۔ پھر ہم مل کر ساری باتیں طے کر لیں گے اور آپ بے فکر رہیں۔ ناٹران میرا اچھا دوست ہے۔ اس کے لئے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں اور مجھ سے آپ کے لئے جو کچھ بھی بن سکتا ہوگا میں ضرور کروں گا۔ اوور اینڈ آل''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے واپس جیب میں رکھ لیا۔

''ہیلی کاپٹر کیسے یہاں تک آئے گا۔ یہاں پہاڑیوں پر تو اسے ہٹ نہ کر دیا جائے گا''..... اچانک عمران نے ایک خیال آتے ہی چونک کر حسن کاردار سے کہا۔

''جناب۔ فکر مت کریں۔ یہاں ملٹری کے تحت ایک ایمرجنسی ہسپتال قائم ہے۔ اس میں ایمبولینس ہیلی کاپٹر بھی ہیں اور ویر سنگھ اس ایمبولینس ہیلی کاپٹر کا ہی پائلٹ ہے۔ وہ سردار راج ہنس کے بھروسے کا آدمی ہے اور آپ سردار راج ہنس پر بھی بے فکر ہو کر بھروسہ کر سکتے ہیں ورنہ باس اس سے اپنے اصل نام سے تعارف نہ کراتے اور آپ نے سن ہی لیا ہے کہ سردار راج ہنس، باس کے لئے کچھ بھی کرنے کے لئے تیار ہے یہ الگ بات ہے کہ وہ اس کام کے لئے باس سے بھی منہ مانگی قیمت وصول کرے گا لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اس معاملے میں ہماری بے حد مدد کر سکتا ہے''..... حسن کاردار نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ایک ایمبولینس ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ گیا۔ ہیلی کاپٹر میں سوائے پائلٹ کے کوئی نہ تھا۔ وہ ویر سنگھ تھا، سردار ہنس راج کا خاص آدمی۔

وہ سب ایمبولینس ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر اگنی پہاڑیوں سے تقریباً ساٹھ ستر کلومیٹر دور ایک بڑے شہر ادھم نگر میں بنائے ہوئے سردار ہنس راج کے ایک خفیہ خصوصی ٹھکانے میں پہنچ گئے۔ خفیہ ٹھکانہ خاصا بڑا تھا جو ایک سرکاری ہسپتال کے نیچے تہہ خانے میں

بنایا گیا تھا۔ جب عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچا تو ادھیڑ عمر سردار ہنس راج ان کے استقبال کے لئے پہلے سے تیار تھا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ نہایت پرتپاک اور خوشگوار انداز میں ملا اور انہیں لے کر سٹنگ روم میں آ گیا۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی بہترین کھانے پینے کی چیزوں سے تواضع کی۔

''اب آپ کھل کر اپنا تعارف کرائیں''..... سردار ہنس راج نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرا نام علی عمران ہے''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سردار ہنس راج بے اختیار کرسی سے اٹھ کھڑا ہو گیا۔

''آپ۔ آپ۔ وہی عمران۔ سر رحمٰن کے صاحبزادے تو نہیں ہیں۔ وہ پاکیشیا کے سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل''..... سردار ہنس راج نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر رحمٰن نہیں بلکہ سر عبدالرحمٰن۔ جی ہاں۔ مجھے ان کا اکلوتا مگر ناخلف بیٹا ہونے کا شرف حاصل ہے''..... عمران نے اس بار خاصے شگفتہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ پھر تو تم میرے بھتیجے ہوئے۔ اوہ۔ اوہ۔ تو تم ہو وہ علی عمران جس کے کارنامے سن سن کر میرے کان پک چکے ہیں۔ اوہ۔ اوہ''..... سردار ہنس راج نے اس قدر خلوص اور محبت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ اس قدر اشتیاق آمیز انداز میں عمران کی طرف

لپکا کہ عمران بے اختیار اٹھ کھڑا ہو گیا اور دوسرے لمحے سردار ہنس راج نے اسے انتہائی محبت اور خلوص کے ساتھ اپنے سینے سے لگا کر بھینچ لیا۔

''مم۔ مم۔ مگر ڈیڈی تو اپنے باپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے کہ ہم نے تو ایسا ہی سنا ہے اور پھر سنگھ، میں نے تو ڈیڈی کے نام کے ساتھ سنگھ نہیں سنا''...... عمران نے جان بوجھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور سرداور ہنس راج بے اختیار قہقہہ مارتے ہوئے اس سے علیحدہ ہو گیا۔

''شیطان۔ تمہارے دادا اور میرے والد سر رستم سنگھ گہرے دوست بھی تھے اور کسی زمانے میں ہماری آبائی زمینیں بھی اکٹھی ہی تھیں۔ تمہارے والد سرعبدالرحمٰن اور میں بیرون ملک کلاس فیلو بلکہ ہوسٹل میں روم فیلو بھی رہے ہیں۔ تمہاری پیدائش پر انہوں نے بہت بڑا جشن منایا تھا۔ جس میں ہم سب خصوصی طور پر شریک ہوئے تھے۔ اس کے بعد حالات ہی کچھ ایسے ہو گئے کہ دوبارہ ملاقات نہ ہو سکی۔ لیکن کبھی کبھار فون پر بات چیت ہوتی رہتی ہے۔ ویسے میرا زیادہ وقت گریٹ لینڈ میں ہی گزرا ہے۔ مجھے یہاں آئے ہوئے صرف دو سال ہوئے ہیں اور گریٹ لینڈ میں جس سرکاری ہسپتال سے متعلق میں رہا ہوں وہاں گریٹ لینڈ کی خفیہ ایجنسیوں سے متعلق افراد کا ہی علاج ہوتا تھا اور وہاں ہی میں نے پہلی بار تمہارا نام سنا تھا اور پھر یہ نام اس کثرت سے سننے میں آیا

کہ مجھے اشتیاق ہوا اور جب میں نے معلومات حاصل کیں تو مجھے پتہ چلا کہ تم سر رحمٰن اوہ سوری سرعبدالرحمٰن کے صاحبزادے ہو تو یقین کرو مجھے ایسے مسرت ہوئی جیسے تم میرے ہی بیٹے ہو۔ لیکن چونکہ میں ایسے ہسپتال سے متعلق تھا کہ میں کسی سرکاری آدمی سے رابطہ بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے میں خاموش رہا لیکن پھر بھی تمہارے متعلق میں معلومات حاصل کرتا رہا۔ لیکن تم سے ملاقات پہلی بار ہو رہی ہے۔ جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے تم نے میڈیکل کی تعلیم تو حاصل نہیں کی تھی۔ کیا تم سائنس کے ڈاکٹر ہو''...... سردار ہنس راج نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

''تو کیا آپ ڈاکٹر ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی حاصل کر رکھی ہے اور اوپر جو ہسپتال ہے وہ میں ہی چلاتا ہوں۔ سمجھو یہ میرے دوسرے کاموں کو آڑ دینے کے لئے ہے''...... سردار ہنس راج نے کہا۔

''آپ گریٹ لینڈ میں رہے ہیں اس لئے آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ ہمارے جیسے ترقی پذیر ملکوں میں ڈاکٹر کا لقب رکھنے والے کو کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔ یہاں تو ادب کے ڈاکٹر کو گھر میں پالتو جانوروں کا بھی علاج کرنا پڑتا ہے ورنہ کوئی اسے ڈاکٹر ہی نہیں مانتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سردار ہنس راج بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا [illegible]

مزید کوئی بات ہوتی۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سردار ہنس راج نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سردار ہنس راج نے قدرے محتاط لہجے میں کہا۔

"ناٹران بول رہا ہوں سردار صاحب۔ پرنس آف ڈھمپ اور اس کے ساتھی پہنچ گئے ہیں"...... دوسری طرف سے ناٹران کی آواز سنائی دی۔

"یس مسٹر ناٹران۔ وہ صحیح سلامت پہنچ بھی گئے ہیں اور میرا ان سے مکمل تعارف بھی ہو چکا ہے۔ وہ میرے بہترین دوست سر عبدالرحمٰن کے بیٹے ہیں۔ میں ان سے اب اور زیادہ بلکہ مکمل طور پر تعاون کروں گا۔ آپ نے مجھے جو معاوضے کی آفر کی ہے اب مجھے اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں سب کچھ اپنے طور پر کروں گا"...... سردار ہنس راج نے جواب دیا۔

"عمران صاحب سے میری بات کرائیں"...... ناٹران نے کہا اور سردار ہنس راج نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"یس"......عمران نے اپنا نام بتانے کی بجائے صرف یس کہنے پر ہی اکتفا کیا تھا۔

"عمران صاحب۔ آپ سردار صاحب پر مکمل بھروسہ کر سکتے ہیں۔ یہ سمجھ لیں کہ یہ ہمارے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ یہ سن کر مجھے اور زیادہ مسرت ہو رہی ہے کہ یہ آپ کو پہلے سے جانتے ہیں۔ اب سمجھ لیں کہ اس معاملے میں آپ کو ایک ایسا بازو مل گیا

ہے جو آپ کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے"...... ناٹران نے انتہائی پرخلوص لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔ تمہاری مدد کی وجہ سے ہی یہ سب کچھ ہوا ہے۔ میں اس کے لئے بے حد مشکور ہوں"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے عمران صاحب۔ یہ تو ہمارا فرض تھا۔ ویسے ایک بات اور آپ کو بتانا تھی ڈی فورس نے مکمل طور پر اگنی پہاڑیوں کی حفاظت کا چارج لے لیا ہے اور ہر طرف ان کے مسلح افراد پھیل گئے ہیں"...... ناٹران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو کیا انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہم پاکیشیا سے واپس آ گئے ہیں۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ صورتحال وہ نہیں ہے جو ہم سمجھ رہے ہیں"...... عمران کے لہجے میں پریشانی کا عنصر نمایاں تھا۔

"اگر آپ کہیں تو میں اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ کیونکہ میں نے ڈی فورس کے پاور گروپ تک ایک آدمی پہنچا دیا ہے۔ اب وہ بہتر طور پر ہمیں معلومات مہیا کر سکتا ہے"...... ناٹران نے کہا۔

"بالکل۔ ان کے انتظامات کے بارے میں جتنی معلومات بھی مل سکیں حاصل کرو۔ ہم اس بار اپنا مشن مکمل کر کے ہی جائیں گے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ میں ابھی انتظامات کرتا ہوں اور پھر معلومات حاصل کرتے ہی آپ کو اطلاع دوں گا"...... دوسری طرف سے ناٹران

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا۔

"کیا بات ہے بیٹے۔ تم پریشان ہو گئے ہو۔ خیریت تو ہے"...... سردار ہنس راج نے کہا۔

"ہاں۔ ہمارے مشن کے سلسلے میں اطلاع ملی تھی۔ کیا یہاں کوئی ایسا کمرہ ہے جہاں ہم کچھ دیر آرام کر سکیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ آؤ میرے ساتھ"...... سردار ہنس راج نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گئے جسے سٹنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔

"آپ یہاں بیٹھ کر اطمینان سے بات چیت کریں۔ میں آپ کے لئے چائے بھجواتا ہوں"...... سردار ہنس راج نے واپس جاتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا ہوا عمران صاحب۔ ناٹران نے کیا اطلاع دی ہے جو آپ اس قدر پریشان ہو گئے ہیں"...... سردار ہنس راج کے واپس جاتے ہی صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر قدرے بے چین سے لہجے میں کہا اور عمران نے ناٹران سے ہونے والی گفتگو دوہرا دی۔

"اوہ۔ اس سے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں پتہ چل گیا ہے کہ ہم ڈاج دینے کے لئے واپس گئے تھے اور دوبارہ یہاں پہنچ کر اپنا مشن مکمل کرنا چاہتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر ہمیں جلد سے جلد ان پہاڑیوں میں جا کر ڈی کیمپ تک پہنچ جانا چاہئے اور اسے تباہ ہی کرنا ہے تو پھر اس سے زیادہ آسان یہ ہے کہ ہم اس پورے پہاڑی سلسلے پر بموں کی بارش کر دیں۔ جہاں بھی ہو گا کیمپ خود ہی تباہ ہو جائے گا"...... تنویر نے اپنی فطرت کے عین مطابق فوراً ہی جواب دیا اور عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی اس کی اس بے ساختہ بات کو سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔ ان سب کے ہنسنے پر تنویر خود بھی ہنس پڑا۔

"آپ کے ذہن میں کوئی لائحہ عمل ہے"...... صفدر نے کہا۔

"فی الحال تو میرے ذہن میں کوئی واضح لائحہ عمل نہیں ہے پہلے تو ہمیں ان اگنی پہاڑیوں تک پہنچنا ہے پھر وہاں سے آگے جیسے ہی حالات ہوں گے ویسے ہی لائحہ عمل طے کر لیا جائے گا"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہم اس ہیلی کاپٹر سے وہاں نہیں جا سکتے جس سے ہمیں یہاں لایا گیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اس کے لئے سردار ہنس راج سے بات کرنی پڑے گی۔ دیکھتے ہیں وہ کیا کہتا ہے۔ بہرحال جو بھی ہو ہمیں اگنی پہاڑیوں تک پہنچنا ہے اور پھر تیزی سے اپنا مشن مکمل کرنا ہے اور بس"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

اگنی پہاڑیوں سے کچھ فاصلے پر ایک چھوٹی سی پہاڑی تھی جو تامری پہاڑی کہلاتی تھی۔ رلی پانڈے اس پہاڑی کے قریب بنے ہوئے لکڑی کے ہٹ میں کرسی پر بیٹھا بڑے اضطراب بھرے انداز میں پہلو بدل رہا تھا۔ وہ بار بار ہونٹوں کو دانتوں سے چباتا اور بار بار مٹھیاں بند کرتا اور کھولتا۔ اس کے سامنے میز پر ایک ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا۔ ہٹ کا دروازہ بند تھا۔

''میجر پربھانت کی باتوں سے وہ اس بات کا قائل ہو گیا تھا کہ عمران اپنے ساتھیوں کو لے کر انہیں ڈاج دینے کے لئے واپس گیا ہے۔ وہ کچھ ہی دنوں میں میک اپ بدل کر اپنے ساتھیوں سمیت واپس آئے گا اور ہر صورت میں اس ڈی کیمپ تک پہنچ کر اسے تباہ کرنے کی کوشش کرے گا چنانچہ اس نے میجر پربھانت سے درخواست کر کے ڈی فورس کے چند اور گروپس کو اپنے ساتھ ملایا اور انہیں لے کر میجر پربھانت کے کہنے پر ان پہاڑیوں پر آ کر

ڈیرہ ڈال لیا۔ اس نے اگنی پہاڑی کے ہر طرف اپنی فورس پھیلا دی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ان پہاڑیوں سے ہوتے ہوئے اگنی پہاڑی تک جائیں گے اور پھر وہ ڈارک کیمپ پہنچیں گے اس لئے اس نے اگنی پہاڑی کی طرف جانے والے تمام راستوں کی نہ صرف پکٹنگ کر لی تھی بلکہ ایسے انتظامات کر لئے تھے کہ ایک پہاڑی چوہا بھی ان کی نظروں سے بچ کر نہ جا سکتا تھا۔

رلی پانڈے خود یہاں ایک ہٹ بنا کر بیٹھ گیا تھا۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلا تو رلی پانڈے چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ دروازے میں سے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی جس کے جسم پر چست لباس تھی۔ اس نے اندر آ کر باقاعدہ رلی پانڈے کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

''تمہاری ان حسین اداؤں پر تو میں مرمٹتا ہوں مس لکشمی۔ آؤ بیٹھو''...... رلی پانڈے نے مسکراتے ہوئے سیلوٹ کا جواب دیتے ہوئے کہا اور آنے والی نوجوان لڑکی بڑی ادا سے مسکراتی ہوئی سامنے رکھی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''بس تم زبان سے ہی یہ سب کچھ کہتے رہتے ہو۔ کبھی تم نے مجھے پرپوز کرنے کی تو ہمت نہیں کی''...... لکشمی نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے ناز بھرے لہجے میں کہا۔

''اس مشن کے بعد وعدہ رہا کہ صرف پرپوز ہی نہیں کروں گا

بلکہ فوراً شادی بھی کر لوں گا''...... رل پانڈے نے کہا تو لکشمی کے چہرے پر بے اختیار مسرت کے گلاب سے کھل اٹھے۔

''وعدہ کرتے ہو''...... لکشمی نے اسی انداز میں کہا۔

''ہاں۔ وعدہ۔ پکا وعدہ''...... رل پانڈے نے کہا۔

''چلو یہ وعدہ بھی دیکھ لوں گی''...... لکشمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''لیکن تم نے اس مشن کے بارے میں تو پوچھا ہی نہیں جس کے لئے میں نے تمہیں سپیشل طور پر تمہارے گروپ فائیو سمیت دارالحکومت سے یہاں اپنے پاس بلا لیا ہے''...... رل پانڈے نے کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ یہاں ڈی کیمپ کو پاکیشائی ایجنٹوں سے خطرہ لاحق ہے۔ اس لئے حفاظت کی غرض سے یہاں سخت انتظامات کئے گئے ہیں۔ مجھے تمہارے اسسٹنٹ رجنی سنگھ نے یہ سب بتا دیا ہے۔ اس عمران کو زندہ چھوڑ کر تم سے سخت غلطی ہوئی تھی۔ تم اس عمران کو اتنی اچھی طرح نہیں جانتے جبکہ ایک سابقہ سرکاری ایجنسی کے چیف کی اسسٹنٹ ہونے کی وجہ سے مجھے اس کے بارے میں خاصی معلومات حاصل ہیں۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا عیار اور سب سے بڑا چالاک آدمی ہے۔ حالانکہ میرے خیال میں میجر پربھانت اتنا عقلمند نہیں ہے جتنی عقلمندی کا اس نے اس معاملے میں ثبوت دیا ہے لیکن پھر بھی وہ عمران کو سب سے زیادہ جانتا ہے۔ اس لئے اس نے غلط نہیں کہا ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت تمہیں ڈاج دینے کے لئے واپس گیا ہے وہ کسی صورت میں اپنا مشن ادھورا چھوڑ دینے والا انسان نہیں ہے۔ وہ جلد ہی کسی اور روپ میں یہاں آئے گا اور ڈی کیمپ کے خلاف کام شروع کر دے گا''۔ لکشمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہیں اسی لئے یہاں بلوایا ہے اور تمہیں ساری تفصیل اس لئے بتائی ہے کہ مجھے رجنی سنگھ نے بتایا تھا کہ تم عمران کے بارے میں کافی جانتی ہو۔ اب میری بات غور سے سنو۔ میں چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ بہرحال میرے ہاتھوں ہی ہو۔ تم بے حد ذہین ہو۔ مجھے اس بارے میں کوئی ترکیب بتاؤ''...... رل پانڈے نے کہا تو لکشمی نے ہونٹ بھینچ لئے۔ چند لمحے وہ خاموش بیٹھی رہی۔ اس کی خوبصورت پیشانی پر شکنیں سی پھیل گئی تھیں اور آنکھیں بھی سوچنے کے انداز میں سکڑ گئی تھیں۔

''ایک ترکیب ہے''...... تھوڑی دیر بعد لکشمی نے کہا تو رل پانڈے بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔

''کون سی ترکیب''...... رل پانڈے نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کو ٹریپ کرنے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کرنا ہو گی''...... لکشمی نے کہا۔

''وہی ترکیب تو پوچھ رہا ہوں''...... رل پانڈے نے قدرے

تلخ لہجے میں کہا۔

"ہم اگر عمران کو کسی نقلی کیمپ کی طرف متوجہ کر دیں تو وہ لازماً اس پر حملہ کرے گا اور وہاں اس کے خلاف ٹریپ بنایا جا سکتا ہے"...... لکشمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن اصل بات تو یہی ہے کہ اس سے رابطے کیسے ہو"...... رل پانڈے نے کہا۔

"عمران اگر واپس آ گیا ہے تو ہم اسے ایک ٹرانسمیٹر کال سے ڈاج دے سکتے ہیں"...... لکشمی نے کہا۔

"وہ کیسے"...... رل پانڈے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں پہلے اگنی پہاڑی کے قریب ایک چھوٹا سا نقلی کیمپ بنانا ہو گا۔ اس کے بعد ہم جنرل فریکوئنسی پر کسی لانگ رینج ٹرانسمیٹر پر ایسی باتیں کریں گے جیسے ہمارا بنایا ہوا کیمپ ہی اصل کیمپ ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بات عمران یا پھر اس کے کسی ساتھی تک لازماً پہنچ جائے گی۔ عمران بے حد ذہین اور عیار آدمی ہے۔ اس لئے اس بات کی احتیاط کرنی ہو گی کہ اسے کال پر کسی طرح بھی شک نہ پڑ سکے۔ پھر وہ لازماً ٹریپ میں آ جائے گا"...... لکشمی نے کہا تو رل پانڈے کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ۔ مس لکشمی۔ تم واقعی انتہائی ذہین ہو۔ ویری گڈ۔ یہ ترکیب واقعی شاندار ہے۔ اب تم خود ہی باقی کام بھی کرو گی۔ کوئی ایسی فول پروف منصوبہ بندی کرو کہ وہ پھنس جائے۔

اس کا شکار ہونا مجھے کافرستان کا سب سے اہم ترین آدمی بنا دے گا"...... رل پانڈے نے کہا۔

"بڑا آسان سا کام ہے۔ کسی جگہ اپنے آدمیوں کو چھپا دو اور پھر اس جگہ کیمپ کے ہونے کی بات کر دو۔ عمران سیدھا وہیں آئے گا"...... لکشمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ اگنی پہاڑی سے کچھ فاصلے پر ٹیکم پہاڑی ہے وہاں ایک چھوٹی سی وادی بھی ہے۔ میں اس وادی میں اس کا شکار کھیل سکتا ہوں"...... رل پانڈے نے کہا تو لکشمی بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا۔ یہ تم اس طرح سے کیوں ہنس رہی ہو۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے"...... رل پانڈے نے چونک کر کہا۔

"لگتا ہے تم نے عمران کو واقعی احمق سمجھ لیا ہے۔ ایسی بات نہیں رل پانڈے۔ میں کتنی بار تمہیں سمجھاؤں کہ وہ انتہائی ذہین آدمی ہے اور بہترین انداز میں تجزیہ کرتا ہے۔ تم نے ذرا بھی حماقت کی تو نتیجہ الٹ جائے گا۔ بجائے اس کے کہ تم اس کا شکار کرو۔ وہ تمہارا شکار کر لے گا"...... لکشمی نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... رل پانڈے نے قدرے ترش لہجے میں کہا۔

"دیکھو۔ تم نے جو تفصیل بتائی ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ

عمران کو اس بات کا علم ہے کہ یہ کیمپ وادی چوکالیا میں ہے۔ اب اگر اسے کال کے دوران یہ بتایا جائے کہ کیمپ وادی چوکالیا کی بجائے کسی اور وادی میں ہے تو وہ یقیناً چونک پڑے گا اور فوراً تجزیہ کرے گا کہ اسے ٹریپ کیا جا رہا ہے''...... لکشمی نے کہا۔

''اوہ گڈ۔ واقعی تمہاری بات درست ہے۔ لیکن پھر اسے کس طرح ٹریپ کیا جا سکتا ہے۔ کیمپ تو واقعی وادی چوکالیا میں ہے''...... رتل پانڈے نے کہا۔

''اسے ٹریپ صرف ایک ذریعے سے کیا جا سکتا ہے کہ اسے کوئی ایسا راستہ بتا دیا جائے جس سے وہ محفوظ طریقے سے وادی چوکالیا تک پہنچ سکے''...... لکشمی نے جواب دیا تو رتل پانڈے بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

''ویری گڈ۔ مس لکشمی ویری گڈ۔ تمہاری ذہانت کا واقعی جواب نہیں ہے۔ ہماری تحویل میں آکاری پہاڑی ہے اور اس کے اندر ایک کریک ایسا ہے جو سیدھا وادی چوکالیا میں جا کر نکلتا ہے۔ اگر اس کریک کے بارے میں معلومات عمران تک پہنچ جائیں تو وہ یقیناً اسے وادی چوکالیا تک پہنچنے کے لئے استعمال کرے گا اور ہم اسے آسانی سے ٹریپ کر لیں گے''...... رتل پانڈے نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس قدر شناسی کا بے حد شکریہ ڈیئر۔ لیکن اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ عمران کو کس طرح اس کریک کے بارے میں بتایا جائے کہ

اسے پتہ بھی چل جائے اور وہ اسے محفوظ بھی سمجھے''...... لکشمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ہی کوئی حل بتاؤ''...... رتل پانڈے نے کہا۔

''اس کا حل یہ ہے کہ دو اسمگلروں کے درمیان جنرل فریکوئنسی پر بات چیت ہو اور اس بات چیت کے دوران اس کریک کا نہ صرف ذکر ہو بلکہ اس کا محل وقوع بھی تفصیل سے بتا دیا جائے۔ اس طرح اسے شک نہ ہو سکے گا''...... لکشمی نے جواب دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تو پھر ایک طرف سے میں بات کرتا ہوں اور دوسری طرف سے تم۔ ڈائیلاگ لکھ کر طے کر لیتے ہیں''...... رتل پانڈے نے کہا۔

''تمہاری آواز ہو سکتا ہے عمران نے کسی موقع پر سن رکھی ہو۔ اس لئے تم بات نہ کرو۔ البتہ میرا اس سے کبھی نہ تعارف ہوا ہے اور نہ کبھی آمنا سامنا۔ میں اسمگلنگ ریکٹ کی چیف کی حیثیت سے کسی دوسرے سے بات کر لیتی ہوں۔ تم ایسا کرو کہ کسی اسسٹنٹ کو بلاؤ جو سمجھدار ہو اور مکمل کارروائی کر سکے۔ مطلب ہے کہ نیچرل لہجے میں بات کر سکے۔ میں اسے سب کچھ سمجھا دیتی ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ ہم عمران کو ٹریپ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے''...... لکشمی نے کہا تو رتل پانڈے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جیب سے ایک کارڈلیس فون پیس نکال کر اس نے اسے آن کیا اور اس پر موجود دو بٹن پریس کر دیئے۔

”رل پانڈے سپیکنگ۔ پرشورام کو میرے پاس ہٹ میں بھیج دو فوراً“...... رابطہ ہوتے ہی رل پانڈے نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور فون آف کر کے واپس جیب میں رکھ لیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے یقین تھا کہ اگر لکشمی کی پلاننگ پر وہ عمل کرے گا تو عمران لازماً اس کے جال میں پھنس جائے گا جس کا وہ آسانی سے شکار کھیل سکتا ہے۔

اگنی پہاڑیوں کے تقریباً آغاز میں ایک قدرتی غار میں عمران اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ حسن کاردار بھی ان کے ساتھ تھا۔ ان سب کے جسموں پر کافرستانی فوج کی یونیفارم تھی۔ عمران کے کاندھے پر سٹار بھی موجود تھے جن کے مطابق اس کا رینک کیپٹن کا تھا جبکہ حسن کاردار سمیت اس کے باقی ساتھی عام فوجی سپاہیوں کی یونیفارمز میں تھے۔ عمران کے پاس مشین پسٹل تھا جبکہ اس کے ساتھیوں کے پاس مشین گنیں تھیں۔ ان یونیفارمز اور ان کے یہاں تک پہنچانے کے تمام انتظامات حسن کاردار نے کئے تھے۔

اس وقت عمران ایک بڑا سا نقشہ کھولے اس پر جھکا ہوا تھا۔ وہ حسن کاردار سے وادی چوکالیا تک پہنچنے کے مختلف راستوں کے بارے میں ڈسکس کر رہا تھا۔ اس بار عمران نے مشن پر روانہ ہونے سے پہلے سردار ہنس راج کی مدد سے چند ایسی ادویات حاصل کر لی تھیں جن کو اس نے مخصوص انداز میں مکس کر کے دس ایسے کیپسول

تیار کر لئے تھے جنہیں کیپسول گن کی مدد سے دور تک فائر کیا جا سکتا تھا۔ یہ جدید طرز کی کیپسول گن تھی جو ایک مشین پسٹل جتنی ہی تھی اور مخصوص میگزین سمیت اس کی جیب میں موجود تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ عمران نے ایک کال کیچر بھی حاصل کر لیا تھا۔ اس کا نظریہ تھا کہ چونکہ وادی چوکالیا کے گرد موجود چاروں پہاڑی سلسلے ڈی فورس کے مختلف گروپس کی تحویل میں ہیں اس لئے وہ لازماً ایک دوسرے سے رابطوں کے لئے ٹرانسمیٹر کالز کا سہارا لیں گے اور اگر ان کے درمیان ہونے والی ٹرانسمیٹر کال کیچ کر لی جائے تو اس سے مشن کے بارے میں نہ صرف انتہائی قیمتی معلومات مل جائیں گی بلکہ مشن کی تکمیل میں بھی آسانیاں پیدا ہو جائیں گی۔ کال کیچر اس نے آن کر کے ساتھ رکھا ہوا تھا لیکن ابھی تک اس نے کوئی کال کیچ نہ کی تھی۔ پھر اچانک کال کیچر سے ٹرانسمیٹر کال کی مخصوص آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر عمران سمیت سب چونک پڑے۔ عمران نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر دو بٹن دبا دیئے۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ لکشمی کالنگ۔ اوور“...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”یس مس۔ پرشو رام اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

”پرشو رام تم نے مجھے ابھی تک رپورٹ کیوں نہیں دی کہ سپلائی کی کیا پوزیشن ہے۔ تھری ایکس وائی کی کھیپ نہیں پہنچی۔ حالانکہ

تمہیں ڈیمانڈ بھجوا دی گئی تھی۔ اوور“...... لکشمی نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس مس۔ ڈیمانڈ تو پہنچ چکی ہے۔ لیکن فوری سپلائی ممکن نہیں ہے کیونکہ کیمپ والے سارے علاقے پر مسلح افراد کا قبضہ ہے۔ اوور“...... پرشو رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسلح افراد کا قبضہ۔ کیا مطلب پہلے تو تم نے رپورٹ دی تھی کہ ڈی فورس آ کاری پہاڑی سے جا چکی ہے اور صرف وادی چوکالیا تک محدود ہو گئی ہے۔ اوور“...... لکشمی کے لہجے میں بے حد حیرت تھی۔

”یس مس۔ ایک بار واقعی ڈی فورس کے گروپ آ کاری پہاڑی سے چلے گئے تھے لیکن پھر جلد ہی واپس آ گئے ہیں اور اب تو ان کی نگرانی پہلے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اب وہ ہمیں بھی آگے نہیں جانے دیتے حالانکہ ہمارا تعلق بھی ڈی کیمپ کے ایک سپیشل سپلائی گروپ سے ہے۔ وہاں رلی پانڈے کا ہولڈ ہے جس نے تمام راستوں کی پکٹنگ کر رکھی ہے اور وہاں آنے والے کسی بھی فرد کو فوراً گولی مار دینے کے احکامات ہیں۔ اوور“...... پرشو رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ میں تمہیں بتانا بھول گئی۔ انہوں نے واقعی پاکیشیائی ایجنٹوں کے خوف سے تمام پہاڑیوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اس سلسلے میں میری ڈارک کیمپ کے گرانڈ چیف کرنل راگھون سے بات ہوئی

تھی۔ اس نے کہا تھا کہ وائٹ سپیشل کریک کے راستے ان تک پہنچائی جائے۔ اوور''...... لکشمی نے کہا۔

''سپیشل کریک کون سا مادام۔ اوور''...... پرشو رام کے لہجے میں حیرت تھی۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم تو اس سپاٹ کے بارے میں جانتے ہی نہیں ہو۔ رجنی سنگھ جانتا تھا۔ وہ کافی عرصے سے اس سپاٹ پر کام کر رہا تھا۔ بہرحال میں تمہیں تفصیل بتا دیتی ہوں۔ اچھی طرح سمجھ لو۔ اوور''...... لکشمی نے کہا۔

''جی بتایئے۔ میں غور سے سن رہا ہوں۔ اوور''...... پرشو رام نے کہا اور اس بار لکشمی نے اسے اس سپیشل کریک کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی جو آکاری پہاڑی کے آغاز سے لے کر اس کے اختتام تک چلا جاتا تھا اور انتہائی محفوظ تھا۔

''اوہ مادام۔ یہ تو محفوظ وے ہے لیکن مادام آکاری پہاڑی کی دوسری طرف وادی چوکالیا ہے۔ یہ کریک ادھر تو نہیں جا کر نکلتا۔ ایسا ہو نہ کہ وہاں ڈی فورس کا کوئی گروپ پہلے سے ہی اس کی نگرانی کر رہے ہوں اور ہم بلا وجہ مارے جائیں۔ اوور''...... پرشو رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جاتا تو اس وادی تک ہی ہے۔ لیکن ہمارا کیمپ تو بہت پہلے آ جاتا ہے اور وہاں سے ہم نے خصوصی طور پر ایک راستہ بنایا ہوا ہے۔ تم اسے کھول کر کیمپ میں پہنچ سکتے ہو اور وہاں مال دے کر

واپس اسی کریک کے ذریعے نکل سکتے ہو۔ یہ راستہ وادی چوکالیا سے کافی دور ہے اور درمیان میں راستہ اس قدر تنگ ہو جاتا ہے کہ ایک آدمی رینگ کر گزر سکتا ہے۔ اس لئے اگر گروپس نے اسے چیک بھی کیا ہو گا تو چیک کر کے چھوڑ دیا ہو گا یا زیادہ سے زیادہ وادی چوکالیا کی طرف سے اس کے دہانے کی نگرانی ہو رہی ہو گی۔ اس لئے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا۔ اوور''...... لکشمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے مادام۔ آج رات میں وائٹ سپلائی کر دوں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور''...... پرشو رام نے کہا۔

''گو یہ کریک مکمل طور پر محفوظ ہے لیکن پھر بھی محتاط رہنا۔ اوور''...... لکشمی نے کہا۔

''یس مادام۔ اوور''...... پرشو رام نے جواب دیا۔

''اچھی طرح سمجھ گئے ہو نا۔ اوور''...... لکشمی نے کہا۔

''یس مادام۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ اب سپلائی ڈیمانڈ کے مطابق درست طور پر ہو جائے گی اور کسی کو علم بھی نہ ہو سکے گا۔ اوور''...... پرشو رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کال آنی بند ہو گئی اور عمران نے بھی کال کیچر آف کر کے ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کی چمک ابھر آئی تھی۔

"عمران صاحب۔ یہ کال کس فر۔ ٘ د پر کی گئی ہے"۔ اچانک ۔ن شکیل نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"جنرل فریکوئنسی پر۔ کیوں"...... عمران نے پوچھا۔

"عام طور پر اسمگلر ان حالات میں ٹرانسمیٹر کال کرنے کا رسک نہیں لے سکتے کیونکہ فورس یہاں موجود ہے اور کال کیچ بھی ہو سکتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ۔ میں تمہاری بات سمجھ گیا۔ تمہارا خیال ہے کہ شاید اس طرح ہمیں ٹریپ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے"... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ ہو تو سکتا ہے۔ کیونکہ جس طرح پوری تفصیل اس کریک کی بتائی گئی ہے اگر یہ کال کیچ ہو جائے تو نہ صرف ان کا کیمپ بلکہ ان کے آدمی بھی انتہائی آسانی سے پکڑے جا سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر یہ کال کسی مخصوص فریکوئنسی پر ہوتی تو پھر یہ ٹریپ ہو سکتی تھی۔ یہ کال جنرل فریکوئنسی پر کی جا رہی تھی۔ جنرل فریکوئنسی صرف اس وقت کیچ کی جا سکتی ہے جب کال کیچر کو جنرل فریکوئنسی پر کال کیچ کرنے کے لئے خصوصی طور پر فکسڈ کیا جائے۔ ہمیں چونکہ کسی بھی فریکوئنسی کا علم نہیں تھا اس لئے میں نے جنرل فریکوئنسی ایڈجسٹ کر رکھی تھی جبکہ عام طور پر مخصوص فریکوئنسز کو چیک کرنے کے لئے کال کیچر کو ایڈجسٹ کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ

کال مشکوک نہیں ہو سکتی۔ اس کے باوجود بہرحال احتیاط کرنا ہی پڑے گی لیکن ایک محفوظ راستے کا علم ہو گیا ہے تو اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"لیکن بات تو پھر وہیں آ جاتی ہے عمران صاحب۔ اگر ہم اس کریک کی مدد سے وادی چوکالیا تک پہنچ جاتے ہیں تو پھر آگے کیا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"اب یہ کیمپ اور اس کیمپ والی پہاڑی میجر پربھانت کی تحویل میں ہے اور میجر پربھانت کی نفسیات میں تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ وہ اپنی حماقتوں سے خود ہی کیمپ کی نشاندہی کر دے گا۔ ہمارے لئے اصل مسئلہ وہاں تک پہنچنے کا تھا وہ حل ہو گیا ہے"...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب تم اس نقشے پر مجھے اس کریک کے بارے میں سمجھاؤ تفصیل تو تم نے بھی سن لی ہے"...... عمران نے حسن کاردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں۔ نہ صرف سن لی ہے بلکہ میں نے اسے دیکھا بھی ہوا ہے۔ البتہ میرے ذہن میں تھا کہ وہاں تک پہنچنے کے لئے ہمیں یہاں سے بہت لمبا چکر کاٹنا پڑے گا"...... حسن کاردار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے ہم اس آکاری پہاڑی کی بالکل مخالف سمت میں

ہیں اور اگلی پہاڑی کو کراس کر کے وہاں تک نہیں جا سکتے۔ اس لئے چکر تو بہرحال کاٹنا پڑے گا۔ لیکن اس میں کتنا وقت لگ جائے گا۔ یہ تم بتا دو“...... عمران نے کہا۔

”اگر جیپ پر سفر کیا جائے تو ہم تین گھنٹوں میں لوبھانا گاؤں پہنچ جائیں گے۔ لوبھانا گاؤں سے تقریباً دو کلو میٹر کے فاصلے پر اس کریک کا آغاز ہوتا ہے“...... حسن کاردار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر کوئی بات نہیں۔ اتنا وقت بہرحال ہمارے پاس موجود ہے اب یہاں نقشے پر مجھے سمجھا دو تاکہ اس کے بعد ہم روانہ ہو جائیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور حسن کاردار نقشے پر جھک گیا۔

دروازے پر دستک کی آواز سن کر رل پانڈے چونک پڑا۔ وہ ایک کرسی پر بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے میز پر شراب کی بوتل پڑی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں شراب کا گلاس تھا جسے وہ سوچتے ہوئے رک رک کر سپ کر رہا تھا۔

”یس۔ کم اِن“...... اس نے کہا۔ تو اسی لمحے ہٹ کا دروازہ کھلا اور لکشمی انتہائی مسرت بھرے انداز میں اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا بریف کیس موجود تھا۔

”کیا ہوا مس لکشمی۔ کوئی بات بنی“...... رل پانڈے نے چونک کر پوچھا۔

”مکمل کامیابی رل ڈیئر۔ ہماری کال شروع سے ہی کیچ کر لی گئی ہے اور اس مشین نے کال کے بعد ہونے والی ان لوگوں کی گفتگو بھی کیچ کر لی ہے“...... لکشمی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کال کے بعد ان کی گفتگو کیسے کیچ ہو سکتی ہے''...... رل پانڈے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ سپیشل مشین ہے۔ اس سے یہ بھی علم ہو جاتا ہے کہ کال درمیان میں کیچ ہوئی ہے یا نہیں اور اگر کیچ ہو رہی ہے تو کہاں پر۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایک خصوصی سسٹم بھی موجود ہے۔ کال کو یہاں سے آف کیا جائے یا طرف سے تو پھر اس کا لنک اس کال کیچر کے رسیونگ سسٹم سے رہ جاتا ہے۔ چاہے اس کال کیچر کو آف ہی کیوں نہ کر دیا جائے۔ چونکہ کال کیچر آف کرنے سے اس کا رسیونگ سسٹم آف نہیں ہوتا اس لئے جو گفتگو وہاں ہوتی ہے وہ اس کال کیچر کے رسیونگ سسٹم تک پہنچتی رہتی ہے اور وہاں سے یہ مشین اسے کیچ کر کے ٹیپ کر لیتی ہے''...... لکشمی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ انتہائی حیرت انگیز۔ ایسی مشین کا میں نے پہلے تو کبھی نہیں سنا تھا''...... رل پانڈے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا تعلق سابقہ بلیک ایجنسی کے ایک خصوصی گروپ سے ہے اور یہ مشین ابھی حال ہی میں اسرائیل نے ایجاد کی ہے اور ان دنوں اسرائیل کے ساتھ کافرستانی دوستی بہت گہری ہے اس لئے اسرائیل سے یہ مشینیں ہمارے گروپ نے بھی حاصل کر لی ہیں''...... لکشمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ تو پھر مجھے بتاؤ کہ ان میں کیا باتیں ہوئی ہیں''۔ رل

پانڈے نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

''بتاؤں کیا۔ میں تمہیں کال اور اس کے بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی تمام گفتگو کی ٹیپ سنوا دیتی ہوں''...... لکشمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سامنے میز پر رکھی ہوئی مشین کو کھول کر اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد لکشمی کی آواز سنائی دی۔

وہ کال دے رہی تھی۔ پھر پرشورام کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد ان دونوں کی گفتگو شروع ہو گئی۔ رل پانڈے خاموش بیٹھا ساری گفتگو سنتا رہا۔ پھر کال ختم ہو گئی اور چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔ گو یہ آواز پہلی آوازوں کی نسبت ہلکی تھی لیکن پھر بھی واضح طور پر سنی جا سکتی تھی۔

''عمران صاحب۔ یہ کال کس فریکوئنسی پر کی گئی ہیں''۔ بولنے والے کا لہجہ باوقار تھا اور عمران کا نام سن کر رل پانڈے کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''جنرل فریکوئنسی پر کیوں''...... دوسری آواز سنائی دی۔

''یہ عمران کی آواز ہے۔ میں اس کی آواز کو اچھی طرح پہچانتی ہوں''...... لکشمی نے کہا اور رل پانڈے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ گفتگو ابھی تک جاری تھی اس لئے رل پانڈے خاموش بیٹھا ساری گفتگو سنتا رہا اور جیسے جیسے گفتگو آگے بڑھتی جا رہی تھی ویسے ویسے اس کے چہرے پر مسرت کے گلاب کھلتے جا رہے تھے اور پھر تھوڑی

دیر بعد گفتگو بند ہوگئی اور لکشمی نے مشین آف کر دی۔

''جب وہ لوگ روانہ ہو گئے تو میں نے مشین آف کر دی تھی''...... لکشمی نے کہا۔

''کیا اب دوبارہ ان لوگوں کے درمیان ہونے والی گفتگو اس مشین پر سنی جا سکتی ہے''...... رل پانڈے نے کہا۔

''نہیں۔ اب وہ دوبارہ کال کیچ کریں تو پھر سنی جا سکتی ہے ویسے نہیں اور اب اس کی ضرورت بھی نہیں رہی۔ ان کا سارا پلان اب ہمارے سامنے ہے اور ہم جہاں چاہیں آسانی سے انہیں پکڑ بھی سکتے ہیں اور ہلاک بھی کر سکتے ہیں''...... لکشمی نے کہا اور رل پانڈے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''پروگرام کے مطابق یہ لوگ جیپ میں سوار ہو کر لوبھانا گاؤں پہنچیں گے اور پھر وہاں سے اس کریک کے دہانے پر۔ ہم انہیں لوبھانا گاؤں پہنچنے سے پہلے بھی گرفتار کر سکتے ہیں اور کریک کے دہانے پر بھی یا کریک کے اندر بھی۔ اب بہرحال یہ ہمارے جال سے نکل کر نہیں جا سکتے''...... لکشمی نے جواب دیا۔

''تمہارا اپنا کیا خیال ہے۔ کیونکہ یہ سارا کارنامہ تم نے ہی سرانجام دیا ہے اس لئے تم خود ہی ساری پلاننگ بتاؤ''...... رل پانڈے نے کہا۔

''میں بھی تم سے یہی کہنا چاہتی تھی کہ تم براہ راست اس مہم میں [illegible] گروپ کے دس

ایسے آدمی مجھے دے دو جو کام کرنے والے ہوں۔ پھر دیکھو کہ میں انہیں کیسے پکڑتی ہوں''...... لکشمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ میں یہیں بیٹھا رہوں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ پلاننگ تم بتاؤ لیکن بہرحال میں ساتھ رہوں گا۔ یہ انتہائی اہم معاملہ ہے''...... رل پانڈے نے کہا۔

''دیکھو ڈیئر رل۔ عمران بے حد کائیاں آدمی ہے۔ وہ اس آسانی سے اس ٹریپ میں آ کر نہ پھنسے گا جیسے ہم محسوس کر رہے ہیں تم نے اس کے ساتھی کی گفتگو سنی تھی۔ وہ فوراً ہی چونک اٹھا تھا اور اس نے عمران سے ٹریپ کی بات کی تھی اس لئے وہ بے حد محتاط ہوں گے اور ہزار آنکھیں رکھ کر وہ آگے بڑھیں گے اس لئے اگر انہیں ایک بھی شناسا سا چہرہ نظر آ گیا یا کہیں سے کسی شناسا کی آواز بھی ان کے کانوں میں پڑ گئی تو وہ الٹا ہمارے خلاف ایسا ٹریپ بنا دے گا کہ ہم خود اس کے ہاتھوں میں پھڑپھڑا رہے ہوں گے۔ اس لئے تم یہاں بالکل اسی طرح کام کرتے رہو جس طرح کر رہے ہو۔ میں اس کے خلاف ٹریپ بناؤں گی۔ جب وہ لوگ گرفتار ہو جائیں گے تو پھر تمہیں کال کر لیا جائے گا۔ اس کے بعد تم انہیں اپنے ہاتھوں سے گولیوں سے اڑا دینا''...... لکشمی نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے تم کہو۔ میں نے اس سارے معاملے کی باگ دوڑ تمہارے ہاتھ میں دے دی ہے۔ لیکن مجھے بتاؤ تو سہی کہ

تم کیا پلاننگ بناؤ گی''...... رمل پانڈے نے کہا۔

''میں بالکل سادہ سے انداز میں اپنا کام کروں گی۔ اس کریک میں کسی بھی جگہ میں بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر گیس فائر کرنے والی مشین نصب کر دوں گی اور اس طرح یہ خوفناک لوگ فوراً بے ہوش ہو جائیں گے اور اس کے بعد انہیں گرفتار کر کے تمہارے سامنے پیش کر دیا جائے گا''...... لکشمی نے کہا۔

''کیا تم اس کریک کے اندر ان کا انتظار کرو گی''...... رمل پانڈے نے کہا۔

''ارے نہیں۔ ہماری وہاں موجودگی سے کریک کی گھٹن آلود فضا میں تبدیل آ جائے گی اور عمران کی چھٹی حس اسے چیک کر لے گی تنگ موڑ کے بعد میں اس مشین کو کریک کی چھت کے کسی رخنے کے اندر نصب کر دوں گی اور اس کا سسٹم نیچے زمین میں چھپا دوں گی۔ اچانک موڑ کاٹتے ہوئے وہ اسے چیک نہ کر سکیں گے اور جیسے ہی ان کے پیر اس مخصوص حصے پر پڑیں گے گیس فائر ہو جائے گی اور اس کے اثرات اس تنگ سے کریک کے اندر انتہائی تیز رفتاری سے پھیل جائیں گے اور مشن مکمل ہو جائے گا''...... لکشمی نے کہا۔

''اوہ۔ ویری گڈ۔ تم واقعی انتہائی ذہین ہو مس لکشمی۔ بہرحال تم نے انہیں زندہ پکڑنا ہے۔ مارنا نہیں ہے کیونکہ میں اب انہیں اچھی طرح چیک کروں گا اور پھر ان کی گرفتاری کا اعلان کروں گا تاکہ

مجھے دوبارہ شرمندگی نہ اٹھانا پڑے''...... رمل پانڈے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تمہاری اس بات سے میرے ذہن میں ایک اور خیال آ گیا ہے''...... لکشمی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کیسا خیال''...... رمل پانڈے نے چونک کر پوچھا۔

''عمران کہیں پہلے غیر متعلقہ افراد کو اپنے میک اپ میں اس کریک کو چیک کرنے نہ بھیج دے۔ اوہ۔ وہ ایسا بھی کر سکتا ہے''...... لکشمی نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ واقعی۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ پھر''...... رمل پانڈے نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''اب مجھے کچھ اور سوچنا پڑے گا''...... لکشمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے آنکھیں بند کر لیں۔

''ایسا کرو کہ اس کریک کے دہانے پر مارٹم ٹریکر نصب کرا دو اور ساتھ ہی اس بے ہوش کر دینے والی گیس کو آٹو میٹک کرنے کی بجائے وائر لیس چارجر کے ساتھ منسلک کر دو۔ اس کے بعد وہاں سے ہٹ کر مارٹم ٹریکر پر انہیں چیک کرتی رہو۔ اگر اصل آدمی اندر جائیں تو بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دینا ورنہ نہیں''...... رمل پانڈے نے کہا۔

''گڈ۔ تجویز تو اچھی ہے۔ لیکن میرے پاس مارٹم ٹریکر موجود نہیں ہیں''...... لکشمی نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں کیمپ سے فوری طور پر مارٹم ٹریکر منگوا لیتا ہوں"...... رتل پانڈے نے کہا تو لکشمی بے اختیار اچھل پڑی اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ ڈیئر رتل۔ میں خواہ مخواہ دماغ کھپاتی رہی۔ تم نے آخر کار خود ہی اپنی ذہانت سے سارا مسئلہ حل کر دیا۔ گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو۔ بس تم جلد سے جلد مارٹم ٹریکر منگواؤ اور پھر سب کچھ مجھ پر چھوڑ دو۔ پھر دیکھنا میں ان کا کیسے شکار کھیلتی ہوں کہ خود انہیں بھی اپنی موت کا پتہ نہیں چلے گا کہ کیسے اور کہاں سے ان پر جھپٹی تھی"...... لکشمی نے کہا اور رتل پانڈے بے اختیار ہنس پڑا۔

لوہانا گاؤں ایک عام سا پہاڑی گاؤں تھا۔ جیپ میں عمران اور اس کے ساتھی عام لباس میں موجود تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے یہاں آنے سے پہلے سردار ہنس راج کے ایک اڈے پر جا کر فوجی یونیفارمز اتار دی تھیں اور اب وہ عام سے مقامی لباس میں تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر حسن کاردار تھا جبکہ عمران اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ وہ سب مسلسل سفر کرنے کی وجہ سے خاصے تھکے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ خاص طور پر حسن کاردار مسلسل ڈرائیونگ کی وجہ سے ان سب سے زیادہ تھکا ہوا دکھائی دے رہا تھا لیکن مضبوط جسم کے ساتھ ساتھ وہ مضبوط قوت ارادی کا مالک تھا۔ اس لئے تھکاوٹ کے باوجود اس سے کوئی غلطی نہ ہوئی تھی۔

"تم واقعی ایک مضبوط قوت ارادی کے مالک ہو اور مجھے خوشی ہے کہ ناٹران کو تم جیسے باہمت لوگوں کی مدد حاصل ہے"...... عمران نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ کے متعلق باس نے جو کچھ کہا ہے اسے سننے کے بعد تو آپ کے ساتھ ایک لمحہ گزارنا بھی ہم جیسے لوگوں کے لئے قابل فخر ہے اور یہ حقیقت ہے کہ میں نے آپ کے ساتھ رہ کر بہت کچھ سیکھا ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے میں اپنی عمر سے کم از کم بیس سال بڑا ہو گیا ہوں"...... حسن کاردار نے جواب دیا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔

"بس پھر تم بھی گئے کام سے۔ اب باقی عمر ہماری طرح تم بھی بس عقل کے گرداب میں ہی پھنسے رہ جاؤ گے"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور حسن کاردار بھی بے اختیار ہنس دیا۔ وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا کہ انسان زیادہ عقلمند ہو کر چونکہ عام سطح کے لوگوں سے ذہنی طور پر بلند ہو جاتا ہے اس لئے وہ عام دنیاوی دلچسپیوں سے بھی لطف اندوز ہونے سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

گاؤں میں داخل ہو کر حسن کاردار جیپ کو ایک طرف بنی ہوئی بڑی سی حویلی کے قریب لے گیا۔ حویلی کا بڑا پھاٹک بند تھا۔ حویلی کا طرز تعمیر خالصتاً دیہاتی تھا۔ حسن کاردار نے جیپ روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تھکے تھکے انداز میں چلتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ پھاٹک تک نہ پہنچا تھا کہ پھاٹک کھلا اور ایک سکھ نوجوان باہر آ گیا۔ حسن کاردار اس سے کچھ دیر باتیں کرتا رہا پھر واپس جیپ کی طرف مڑ آیا۔

"یہ سردار پرتاب کی حویلی ہے۔ یہاں کا بڑا آدمی ہے۔ اس کا

بیٹا میرا دوست ہے۔ میں نے اسے بتایا ہے کہ میرے ساتھ مہمان ہیں جو یہاں پہاڑی لومڑیوں کا شکار کھیلنے آئے ہیں۔ میں پہلے بھی کئی بار اپنے دوستوں کے ساتھ یہاں آ چکا ہوں اور اس کے ساتھ مل کر لومڑیوں کا شکار کر چکا ہوں۔ اس لئے اسے شک نہ پڑے گا"...... حسن کاردار نے دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھل گیا اور حسن کاردار جیپ کو موڑ کر کھلے پھاٹک کے اندر لے گیا۔ حویلی کا صحن کافی بڑا تھا۔ ایک طرف ایک قطار کی صورت میں چار پانچ کمرے بنے ہوئے تھے جن کے آگے ایک تنگ سا برآمدہ تھا۔ حسن کاردار نے جیپ برآمدے کے سامنے لا کر کھڑی کر دی۔

"آئیں"...... حسن کاردار نے کہا اور جیپ سے نیچے اتر آیا۔ عمران اور اس کے ساتھی بھی نیچے اترے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حسن کاردار کا دوست سردار پرتاب کا بیٹا شیکھر تھا جو اس کی طرح کا نوجوان تھا۔ کمرے میں ہر طرف بندوقیں دیواروں کے ساتھ لٹکی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ حسن کاردار انہیں یہاں بٹھا کر شیکھر کے ساتھ باہر چلا گیا تھا۔

"عمران صاحب۔ اس کریک میں رات کے وقت گھسنا زیادہ بہتر رہے گا"...... اچانک صفدر نے کہا تو عمران نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے مزید بولنے سے روک دیا۔

"فی الحال تو میں بہت تھک گیا ہوں اس لئے ابھی تو آرام

کروں گا شکار کا پروگرام بعد میں بنائیں گے''...... عمران نے قدرے اونچی آواز میں کہا اور پھر اس کا فقرہ ختم ہوا ہی تھا کہ حسن کاردار اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر اطمینان بھری مسکراہٹ موجود تھی۔

''آئیں جناب۔ آپ کے لئے بڑے کمرے میں بستروں کا انتظام ہو گیا ہے کچھ دیر آرام کر لیں۔ شیکھر بے حد اچھا دوست ہے میرا۔ میں نے اسے بتا دیا ہے کہ آپ مسلمان ہیں اس لئے وہ گاؤں سے مسلمان باورچی کو بلانے گیا ہوا ہے تاکہ آپ کے لئے کھانا تیار کرا سکے''...... حسن کاردار نے کہا۔

''اوہ۔ تمہارے دوست کو تکلیف ہو گی''...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''دوستی نام ہی اس کا ہے کہ دوست کی خاطر تکلیف اٹھائی جائے''...... حسن کاردار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور عمران بھی مسکرا دیا ایک بڑے کمرے میں واقعی ان کے لئے بستر لگا دیئے گئے تھے چونکہ وہ بے حد تھکے ہوئے تھے اس لئے بستروں پر لیٹتے ہی وہ گہری نیند سو گئے۔ پھر حسن کاردار نے آ کر انہیں نیند سے بیدار کیا۔ وہ خود کسی دوسرے کمرے میں سویا ہوا تھا کیونکہ وہ خاصا تازہ دم اور فریش دکھائی دے رہا تھا۔

''ساتھ والے کمرے میں کھانے کا سامان موجود ہے۔ آپ لوگ نہا لیں تاکہ پوری طرح فریش ہو جائیں''...... حسن کاردار

نے ایک سائیڈ پر بنے ہوئے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر نہانے سے ان کی ساری کسلمندی غائب ہو گئی۔ اب وہ پوری طرح چاق و چوبند ہو گئے تھے۔ کھانا بھی خاصا لذیذ تھا۔

''آپ صاحبان کب شکار کھیلنا پسند کریں گے''...... شیکھر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جب لومڑیاں شکار ہونے پر رضا مند ہو جائیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور حسن کاردار اور شیکھر دونوں ہی بے اختیار ہنس پڑے۔

''اصل میں یہاں سے کچھ آگے، پہاڑیوں پر نجانے [illegible] افراد کا قبضہ ہے اور اصل شکار تو وہیں ملتا ہے مگر انہوں نے تمام راستے بند کر رکھے ہیں۔ نجانے ان پہاڑیوں میں سے کون سے ہیرے جواہرات نکل آئے ہیں کہ اتنی تعداد میں مسلح فورس ان پہاڑیوں میں آ پہنچا ہے۔ اس لئے اب اصل شکار گاہ تو موجود نہیں ہے بس ویسے ہی ادھر ادھر گھومنا [illegible] کوئی ایک آدھ لومڑی بھی مل جائے تو غنیمت ہو گا''...... شیکھر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم فکر نہ کرو شیکھر۔ ہم [illegible] تو پھر کبھی آ کر کھیل لیں گے۔ ہمارے لئے اس خوبصورت علاقے کی سیر ہی کافی ہے''...... عمران نے جواب دیا تو شیکھر کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا اور عمران

سمجھ گیا کہ وہ اب تک اس لئے پریشان تھا کہ اس کے دوست کے مہمانوں کو جب شکار نہ ملے گا تو ظاہر ہے شیکھر کی ہی بے عزتی ہو گی لیکن عمران کی بات نے اس کے ذہن پر موجود پریشانی دور کر دی تھی اس لئے اب اس کے چہرے پر اطمینان ابھر آیا تھا۔

''اوہ۔ جب سے حسن کاردار آپ کو لے آیا ہے مجھے یہی فکر کھائے جا رہی تھی کہ فوج کی موجودگی میں آپ کو شکار کیسے کھلایا جائے۔ آپ کو منع کرنے سے دوست کی بے عزتی ہوتی تھی''۔ شیکھر نے کہا اور عمران ان لوگوں کے خلوص اور مہمان نوازی پر بے اختیار مسکرا دیا۔

''مجھے حسن کاردار نے بتایا ہے کہ یہاں کوئی ایسا قدرتی کریک ہے جو بہت طویل ہے۔ مجھے ایسے قدرتی کریک دیکھنے کا بے حد شوق ہے''...... عمران نے کہا تو شیکھر چونک پڑا۔

''اوہ۔ جی ہاں۔ ایک کریک ہے تو سہی۔ لیکن اب فورس اس کے اندر نہ جانے دی گی''...... شیکھر نے کہا۔

''کیا فورس نے اس پر قبضہ کر رکھا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''معلوم نہیں جناب۔ ہم دراصل ادھر جاتے ہی نہیں۔ ویسے شاید فورس وہاں سے کافی دور ہے اس لئے کریک پر ان کا قبضہ نہ ہو گا لیکن کریک میں پہاڑی لومڑیاں نہیں ملتیں''...... شیکھر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

کھانا کھانے کے بعد عمران، حسن کاردار اور اپنے ساتھیوں سمیت

واپس اس بڑے کمرے میں آ گیا۔ شیکھر اب ان کے ساتھ نہ تھا۔

''اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب۔ آپ شاید جان بوجھ کو وقت گزار رہے ہیں۔ کیا رات کو وہاں جانے کا ارادہ ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''رات ہونے کا کیوں انتظار کیا جائے۔ میں تو کہتا ہوں کہ ہم ابھی چلتے ہیں۔ اگر وہاں کوئی ٹریپنگ ہوئی تو وہ بھی دیکھ لیں گے''...... تنویر نے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے چلو۔ تنویر درست کہہ رہا ہے''...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور تنویر اس طرح حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آرہا ہو کہ عمران نے اتنی آسانی سے اس کی بات مان لی ہے اور عمران اس کی حیرت پر بے اختیار مسکرا دیا۔

''میں آپ کے ساتھ چلوں''...... حسن کاردار نے کہا۔

''نہیں۔ تم نے اب تک ہمارے لئے جو کچھ کیا ہے وہی بہت ہے۔ آگے موت سے جنگ ہونی ہے اور میں تمہیں اب مزید کسی آزمائش میں نہیں ڈالنا چاہتا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور حسن کاردار خاموش ہو گیا۔

''اچھا اس کریک تک میں آپ کو چھوڑ آتا ہوں''...... حسن کاردار نے کہا اور پھر وہ سب اس کمرے سے باہر آ گئے۔ حویلی سے باہر نکل کر وہ سب اس طرح چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے

گئے جیسے وہیں کے رہنے والے ہوں اور ویسے ہی ادھر ادھر گھومتے پھر رہے ہوں۔ مشین گنیں انہوں نے بغلوں کے نیچے چھپا رکھی تھیں اور کاندھوں پر چادریں ڈالی ہوئی تھیں جن کی وجہ سے مشین گنیں نظر نہ آ سکتی تھیں۔

عمران کی آنکھیں بڑے چوکنا انداز میں ادھر ادھر کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ اس کے سارے ساتھی بھی اسی طرح چوکنا تھے۔ لیکن ہر طرف خاموشی اور سکون تھا۔ عام لوگ ادھر ادھر آ جا رہے تھے اور وہ بھی تھوڑا سا آگے جانے کے بعد نظر آنے بند ہو گئے۔ پھر تقریباً دو کلو میٹر کا فاصلہ طے کرنے کے بعد وہ کریک کے دہانے تک پہنچ ہی گئے۔ لیکن یہاں بھی دور دور تک کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران نے ایک بار پھر ادھر ادھر دیکھا اور پھر ایک لمبا سانس لے کر وہ دہانے کی طرف بڑھ گیا۔

''اب تم جاؤ حسن کاردار۔ اگر مقدر نے ساتھ دیا تو پھر تم سے ملاقات ہو گی''...... عمران نے حسن کاردار سے کہا اور حسن کاردار انہیں الوداع کہہ کر واپس مڑ گیا۔

''کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ بے حد محتاط دکھائی دے رہے ہیں۔ اس قدر احتیاط تو آپ نے پہلے کبھی نہیں کی''...... صفدر نے کہا۔

''نجانے کیوں میری چھٹی حس مسلسل سائرن بجا رہی ہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے ہمارے لئے کہیں نہ کہیں پھندہ لگا ہوا

ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب تمہارا وہم ہے۔ یہاں دور دور تک کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا اور نہ کسی کو ہمارے یہاں آنے کا علم ہے''...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب کریک میں داخل ہو گئے۔ کریک تنگ سا تھا اس لئے وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ کریک کے اندر خاصا اندھیرا تھا لیکن اس کے باوجود کہیں کہیں سے روشنی کے دھبے دکھائی دے رہے تھے۔ شاید پہاڑی کے رخنوں میں سے روشنی کی کرنیں یہاں پہنچ رہی تھیں اس لئے اندھیرے کے باوجود بھی انہیں بہرحال آسانی سے نظر آ رہا تھا وہ سب ہاتھوں میں مشین گنیں پکڑے تیزی سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اور عمران جو کریک کے آغاز میں خاصا محتاط تھا اب کافی آگے پہنچ جانے کے بعد قدرے اطمینان سے چل رہا تھا۔

چلتے چلتے وہ کافی آگے بڑھ آئے تھے کہ اچانک جیسے کوئی پٹاخہ سا چھوٹتا ہے اس طرح چھت سے پٹاخہ چھوٹنے کی آواز سنائی دی اور عمران اور اس کے ساتھی بدک کر ایک طرف ہٹے ہی تھے کہ یکلخت ان کے ذہن تیز رفتار لٹوؤں کی طرح گھومے اور پھر وہ سب اس طرح زمین پر ڈھیر ہوتے چلے گئے جیسے کسی نے ان کے جسموں سے اچانک طاقت سلب کر لی ہو۔ عمران کا ذہن بھی انتہائی تیز رفتاری سے گھوما تھا اور پھر اس پر دبیز تاریکی کا پردہ پڑ گیا تھا۔

پھر تاریک پردہ آہستہ آہستہ سرکتا چلا گیا اور عمران کے ذہن میں روشنی پھیلنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں میں ایک مردانہ آواز ابھری۔

''بہت خوب مس لکشمی۔ بہت خوب۔ تم نے آج یہ مشن مکمل کر کے مجھے ہمیشہ کے لئے جیت لیا ہے۔ اب میں پوری دنیا کے سپریم ایجنٹوں کو بتاؤں گا کہ مشن کس طرح مکمل ہوتے ہیں۔ اب انہیں معلوم ہو گا کہ رل پانڈے میں کتنی صلاحیتیں ہیں۔ اب میں دیکھوں گا کہ وہ مجھے کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز کیسے نہیں دیتے''...... مردانہ آواز کے لہجے میں بے پناہ مسرت موجود تھی اور عمران پوری طرح ہوش میں آتے ہی سمجھ گیا کہ بولنے والا رل پانڈے ہے۔

''لیکن مجھ سے شادی کا وعدہ یاد رکھنا''...... نسوانی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں جیسے دھماکہ سا ہوا۔ حالانکہ پہلے اس نے لکشمی کا نام سنا تھا لیکن اس وقت اس کے ذہن میں یہ بات نہ آئی تھی کہ یہ وہی لکشمی ہے جس کی ٹرانسمیٹر کال اس نے سنی تھی لیکن اب آواز سننے کے بعد اسے معلوم ہو گیا تھا کہ بولنے والی وہی لکشمی ہے اور اس کے ساتھ ہی وہ اس سارے ٹریپ کو سمجھ گیا تھا۔

''یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہی تو ہوا ہے مس لکشمی۔ اگر تمہاری ذہانت میرے کام نہ آتی تو میں اتنا بڑا مشن کہاں مکمل کر سکتا تھا۔ اس لئے اب تو تم سے شادی کرنا اور بھی ضروری ہو گیا ہے تاکہ

تمہاری اس بے پناہ ذہانت کو میں ہمیشہ کے لئے اپنے حق میں محفوظ کر لوں''...... رل پانڈے نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ان دونوں کے قہقہے سنائی دیئے۔

''اب انہیں ہوش میں لے آؤ تاکہ باقی لوگوں کو ان کی گرفتاری کی اطلاع دینے سے پہلے میں اس عمران سے چند باتیں کر لوں''...... رل پانڈے نے کہا۔

''میں نے انجکشن لگا دیئے ہیں۔ یہ ابھی ہوش میں آ جائیں گے''...... لکشمی کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اس نے ایک نظر میں ماحول کا جائزہ لے لیا۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ایک تہہ خانے نما کمرے میں موجود تھا۔ ایک طرف سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔ کمرے کی تعمیر بتا رہی تھی کہ اسے انسانی ہاتھوں نے تعمیر کیا ہے۔

عمران کے دونوں ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم کو دیوار کے ساتھ ایک زنجیر سے باندھ دیا گیا تھا۔ زنجیر کا ایک سرا اس کے سر کے اوپر سے آ کر اس کے جسم کے گرد لپٹ کر نیچے جا رہا تھا۔ اس کے باقی ساتھی بھی اسی انداز میں بندھے ہوئے تھے۔

''تمہیں ہوش آ گیا عمران''...... سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی ایک نوجوان اور خوبصورت عورت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ کون عمران''...... عمران نے جان بوجھ کر انجان بنتے

وئے کہا حالانکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ اس کے سب ساتھی اصل چہروں ں تھے۔

''اوہ۔ تو تم سمجھ رہے ہو کہ ابھی تک تم میک اپ میں ہو۔ پنے ساتھیوں کے چہروں کی طرف دیکھو۔ کیا وہ میک اپ میں ہیں''...... لکشمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''عمران بے چارے کی تو لاش بھی اب تک گل سڑ چکی ہو گی۔ میرا نام تو عمر عباس ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس بار رل پانڈے بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

''تم مجھے چکر دینا چاہتے ہو۔ بے فکر رہو۔ میں نے پوری تسلی کر لی ہے۔ اب تم اپنی اصل شکل میں ہی ہو۔ ویسے تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہیں کس آسانی سے شکار کر لیا ہے اور یہ سب کچھ لکشمی کی ذہانت کی وجہ سے ہوا ہے اور اب جلد ہی یہ میری بیوی بننے والی ہے''...... رل پانڈے نے مسکراتے ہوئے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

''مبارک ہو مس لکشمی۔ تم نے واقعی اپنے مطلب کا شوہر تلاش کر لیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لکشمی کے ساتھ ساتھ رل پانڈے بھی بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... رل پانڈے کے لہجے میں غصے کی بجائے حیرت تھی۔

''ہر عقلمند خاتون ہمیشہ احمق شوہر ہی پسند کرتی ہے تاکہ اس کی

عقلمندی کا رعب اور دبدبہ قائم رہے اور تم نے جس طرح مس لکشمی کی عقلمندی اور اپنی حماقت کا اعتراف کیا ہے اس کی وجہ سے ہی میں نے مس لکشمی کو مبارک باد دی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ ہمارا ذاتی معاملہ ہے۔ تمہیں اس بارے میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... رل پانڈے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عمران جانتا تھا کہ رل پانڈے ٹھنڈے دماغ کا آدمی ہے۔ وہ مشتعل مزاج نہیں ہے اور عمران ایسے آدمیوں کو ہمیشہ خطرناک گردانتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی انگلیاں تیزی سے اپنی کلائیوں میں موجود کلپ ہتھکڑی کو ٹٹولنے میں مصروف تھیں۔

''واقعی یہ تمہارا ذاتی معاملہ ہے رل پانڈے اور جوتیاں کھانے والا ہمیشہ یہی کہتا ہے کہ یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ اب یہ ضروری نہیں کہ جوتیاں واقعی وہی ہوں جو جوتیاں فروخت کرنے والی دکان سے لائی جاتی ہیں۔ جوتیاں عقل کے تھپیڑوں کو بھی کہتے ہیں''۔ عمران نے اسے جان بوجھ کر اشتعال دلانے کے لئے ایسی بات کرتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہتھکڑی کا کلپ کھول لیا تھا۔ کلپ کھلنے سے نکلنے والی ہلکی سی آواز اس کی بات میں دب چکی تھی اور اب اس کی کلائیاں آزاد ہو چکی تھیں لیکن ظاہر ہے صرف کلائیاں آزاد ہونے سے کیا ہوتا تھا اس کے جسم کے گرد موجود زنجیر ابھی تک موجود تھی۔

"تم رل پانڈے کو بار بار غصہ دلانے کی کیوں کوشش کر رہے ہو عمران۔ اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا"...... رل پانڈے کے بولنے سے پہلے لکشمی نے منہ بناتے ہوئے کہا جبکہ رل پانڈے کے چہرے پر اس بار غصے کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"میں صرف حماقت کی گہرائی ماپنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ویسے رل پانڈے اب ہمارے بارے میں تمہارے کیا ارادے ہیں۔ کیا تم ہمیں میجر پربھانت کے حوالے کرو گے یا ہمیں ہلاک کر دو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیتے ہوئے پوچھا۔

"اس کا فیصلہ مس لکشمی کرے گی۔ تمہیں ٹریپ کرنے کی ساری پلاننگ مس لکشمی نے کی ہے۔ اس لئے آخری فیصلہ بھی یہی کرے گی"...... رل پانڈے نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس دیا۔

"گڈ۔ واقعی مس لکشمی قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے صنف نسواں کے خیالات کے عین مطابق بہترین شوہر کا انتخاب کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رل ڈیئر۔ تم نے اپنی تمنا پوری کر لی۔ عمران سے باتیں کر کے اب مزید وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ شخص بار بار کوشش کر رہا ہے کہ ہم دونوں آپس میں لڑ پڑیں اور وہ اس سے کوئی فائدہ اٹھا لے۔ یہ آدمی اس قدر عیار ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ اس طرح فائدہ اٹھا جائے گا کہ ہمیں اس کا تصور تک نہ ہو گا

اس لئے اب مزید رسک لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہیں فوراً گولیوں سے اڑا دو"...... لکشمی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا۔

"جیسے تم کہو مس لکشمی"...... رل پانڈے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"ایک منٹ۔ ہم مکمل طور پر بے بس ہیں اس لئے اس قدر خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور ہمیں اب زندہ بچ نکلنے کی بھی کوئی خوش فہمی نہیں ہے اور موت تو بہرحال ایک روز آنی ہی ہے اس لئے اس سے آدمی فرار نہیں ہو سکتا۔ لیکن اچھے اخلاق کے تحت تم گولی مارنے سے پہلے ہماری ایک خواہش پوری کر دو تو یقین کرو کہ اس سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسی خواہش"...... لکشمی اور رل پانڈے دونوں نے چونک کر پوچھا۔

"فکر نہ کرو۔ میں رہائی کی خواہش نہیں کروں گا۔ صرف اتنا کرو کہ میجر پربھانت یا ڈی کیمپ کے ڈائریکٹران کو کال کر کے پوچھ لو کہ کیا اس نے وادی چوکالیا میں کوئی پراسرار نقل و حرکت دیکھی ہے"...... عمران نے کہا تو رل پانڈے اور لکشمی دونوں چونک پڑے۔

"پراسرار نقل و حرکت۔ کیا مطلب تم نے پہلے کی طرح پھر دو

ٹیمیں بنائی ہیں''...... رلی پانڈے نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ہم نے اپنا مشن مکمل کرنا ہے۔ چاہے اسے کسی بھی انداز میں کریں۔ تم میری آخری خواہش پوری کر دو اور اس کے بعد اطمینان سے ٹریگر دبا دو۔ مجھے کوئی گلہ نہ ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''کیا خیال ہے مس لکشمی''...... رلی پانڈے نے تذبذب سے پر لہجے میں لکشمی سے پوچھا۔

''کر لو بات۔ ہو سکتا ہے کوئی ایسی صورتحال ہو جس سے ہمیں بعد میں پچھتانا پڑے۔ اس شخص نے آخر کار میرے ذہن میں بھی شک کا بیج بو ہی دیا ہے''...... لکشمی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''او کے تو پھر ایسا کرو کہ تم یہاں پر ہی رکو۔ میں اوپر سے ٹرانسمیٹر لے آؤں''...... رلی پانڈے نے کہا اور تیزی سے سیڑھیوں کی طرف مڑ گیا۔ عمران اس دوران غیر شعوری طور پر اپنے جسم کو بار بار آگے دباؤ ڈال کر پیچھے کر رہا تھا۔ ویسے بظاہر یہی محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ تھک گیا ہے اور اپنے جسم کو حرکت دے کر تھکاوٹ کو کم کرنا چاہتا ہے لیکن عمران جانتا تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔

عمران ہتھکڑی کھول لینے کے بعد مسلسل ایک اہم کام میں لگا ہوا تھا۔ اس نے کھلی ہتھکڑی کے ایک کلپ کو زنجیر کے ساتھ ہی اٹکا کر بند کر دیا تھا۔ اس طرح ہتھکڑی نیچے بھی نہ گری تھی اور اس کی

دونوں کلائیاں بھی آسانی سے حرکت کر رہی تھیں۔ کیونکہ زنجیر اس کے بازو کے گرد گھوم کر پشت کی طرف سے ہو کر آگے سینے پر اور پھر پیچھے پشت کی طرف جا رہی تھی۔ اس لئے وہ صرف بازوؤں کے اگلے حصوں کو ذرا سی حرکت دے سکتا تھا اور انہیں حرکت دے کر ہی اس پر یہ انکشاف ہوا کہ جو زنجیر اس کی کلائیوں کے اوپر سے گھوم کر سینے کی طرف آ رہی تھی وہاں ایک فولادی کڑا موجود تھا اور اس کڑے کو محسوس کرتے ہی وہ سمجھ گیا کہ دو زنجیروں کو آپس میں جوڑ کر اسے باندھا گیا ہے اور یہ کڑا وہ جوڑ تھا جس سے دوسری زنجیر منسلک تھی اور اب یہ اتفاق ہے کہ یہ کڑا اس کی کلائیوں سے ذرا سا اوپر تھا جہاں تک اس کی انگلیاں نہ جا سکتی تھیں اور شاید اس کڑے کے اس کی پشت پر آ جانے کی وجہ سے اس کے ہاتھوں کو عقب میں کلپ ہتھکڑی سے باندھا گیا تھا۔

عمران اپنے جسم کو ذرا آگے کر کے پیچھے اس لئے کر رہا تھا کہ زنجیر اس کے جسم پر جس انداز میں لپٹی ہوئی تھی ایسے کرنے سے وہ اپنی جگہ سے کھسک سکتی تھی اور چونکہ زنجیر بھاری تھی اس لئے لامحالہ زور کی وجہ سے اس نے نیچے کی طرف ہی کھسکنا تھا اور وہ کھسک رہی تھی لیکن ابھی اس کی انگلیاں اس کڑے تک نہ پہنچی تھیں اس لئے وہ وقت چاہتا تھا اور اس وقت کے حصول کے لئے اس نے پہلے تو واقعی ان دونوں کے درمیان غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی اور جب اس کی یہ سکیم ناکام ہو گئی تو اس نے کیمپ کی بابت بات

کر دی۔ اس نے پراسرار نقل و حرکت کی بات کر کے یہ کوشش کی تھی کہ رمل پانڈے اس کے سامنے کرنل اشوکا سے بات کرے تاکہ اگر ان کے درمیان کوئی سپیشل کوڈ طے شدہ ہے تو وہ اسے معلوم ہو سکے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے وقت بھی مل جائے گا۔ اسے معلوم تھا کہ ایسے کڑوں میں بٹن لگے ہوئے ہوتے ہیں اور ایک بار اس کی انگلیاں اس بٹن تک پہنچ جائیں تو وہ فوراً ان زنجیروں سے آزاد ہو سکتا تھا اس لئے وہ مسلسل آگے پیچھے ہو کر اس اہم کام میں مصروف تھا۔

"تم اس طرح فضول اپنے جسم کو تھکا رہے ہو عمران۔ یہ انتہائی مضبوط زنجیر ہے۔ تم صرف اپنے جسم کے دباؤ سے نہ اسے توڑ سکتے ہو اور نہ ہی دیوار میں موجود مضبوط کنڈے باہر آ سکتے ہیں"...... اچانک لکشمی نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مرنے کے بعد تو میں نے ہمیشہ کے لئے ساکت ہو جانا ہے اس لئے میں سوچ رہا تھا کہ چلو اپنی حرکت کا کوٹا تو پورا کر لوں۔ ویسے ذہین عورت سے ملاقات ہی اس وقت ہوئی ہے جبکہ موت قریب آ گئی ہے ورنہ میں یقیناً تمہاری ذہانت کی بھرپور قدر کرتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس تعریف کا شکریہ عمران۔ یہ درست ہے کہ تمہارا میرا کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا۔ لیکن میں تمہارے متعلق بہت کچھ جانتی ہوں۔ رمل پانڈے سے میرا خاندانی تعلق بھی ہے اور میں اسے ہی پسند کرتی

ہوں اس لئے تم مرتے ہوئے اپنے ذہن میں ایسی کوئی بات نہ لاؤ کیونکہ تمہاری اب کوئی بھی تمنا پوری ہونے والی نہیں ہے"...... لکشمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر زندگی نے ساتھ دیا تو تمہاری قابلیت کا عملی امتحان بھی لے لوں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو لکشمی بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"تو تمہیں ابھی امید ہے کہ تم زندہ رہ جاؤ گے"...... لکشمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے تو امید اس سے آگے کی بھی ہے لیکن اب کیا کہوں رمل پانڈے درمیان میں ظالم سماج بن چکا ہے"...... عمران نے جواب دیا اور لکشمی ایک بار پھر کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"زیادہ دانت نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب اتنی بھی خوبصورت نہیں ہو جتنی تم اپنے آپ کو سمجھتی ہو"...... اچانک جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور لکشمی بے اختیار چونک کر جولیا کی طرف دیکھنے لگی اس کے چہرے پر غصے کا الاؤ سا جل اٹھا تھا۔

"تم۔ تمہاری یہ جرأت۔ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں گی"...... لکشمی نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے یکلخت بدل سا گیا تھا۔

"ہونہہ۔ تم جیسی نجانے کتنی چھپکلیاں دیواروں پر رینگتے ہوئے ایسا سوچتی رہتی ہیں"...... جولیا نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں

کہا اور لکشمی یکلخت کرسی سے اچھل کر کھڑی ہوئی اور تیزی سے جولیا کی طرف بڑھی۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے ابھی جا کر دونوں ہاتھوں سے جولیا کی گردن دبا دے گی۔

''ارے ارے اتنے غصے کی ضرورت نہیں مس لکشمی۔ یہ اپنی جگہ بچی ہے۔ اس کے پاس حسن ناپنے کا پیمانہ ہے جو ہم جیسے حسن پرستوں سے مختلف ہے''...... اچانک عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لکشمی یکلخت رکی اور پھر واپس آ گئی لیکن اس کا چہرہ اسی طرح آگ کی طرح تپا ہوا تھا۔

''یہ طے ہے کہ میں تمہارے جسم میں اپنے ہاتھوں سے گولیاں اتاروں گی''...... لکشمی نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی رل پانڈے سیڑھیاں اتر کر نیچے آ گیا اور عین اسی لمحے عمران کی انگلیاں کڑے کے اس بٹن پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئیں جسے دبانے سے دونوں زنجیریں علیحدہ ہو سکتی تھیں۔

''میں نے بات کر لی ہے۔ ایسی کوئی نقل و حرکت دیکھنے میں نہیں آئی۔ اب تمہاری آخری خواہش پوری ہو گئی ہے۔ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... رل پانڈے نے جیب سے ایک بار پھر مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔

''مس لکشمی سے تو بات کر لو۔ وہ کیا کہتی ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رل پانڈے بے اختیار لکشمی کی طرف مڑا ہی

تھا کہ عمران نے بٹن دبا دیا۔ چھن چھن کی تیز آواز کے ساتھ ہی زنجیر کا نچلا حصہ عمران کے جسم سے اپنے وزن کی وجہ سے نیچے اس کے قدموں میں جا گرا اور اس کے اوپر والے جسم والی زنجیر کے بھی دو تین بل اس جھٹکے سے کھل گئے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں صورتحال سمجھتے۔ عمران بھوکے چیتے کی طرح اچھل کر رل پانڈے سے ٹکرایا اور کمرہ رل پانڈے کی چیخ سے گونج اٹھا۔ رل پانڈے ہوا میں اڑتا ہوا ایک دھماکے سے دیوار سے جا ٹکرایا تھا اور اس کے حلق سے اچانک چیخ نکل گئی تھی۔

لکشمی لاشعوری طور پر مڑی ہی تھی کہ عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہوتے ہی بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور لکشمی بھی چیختی ہوئی اچھل کر نیچے گری ہی تھی کہ عمران کی لات گھومی اور لکشمی کے حلق سے انتہائی کربناک چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ تڑپ کر سیدھی ہوئی اور پھر ساکت ہو گئی۔ رل پانڈے کا سر دیوار سے اس بری طرح ٹکرایا تھا کہ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی دوبارہ کوشش کی لیکن پھر وہیں دیوار کی جڑ میں ہی ریت کے خالی بورے کی طرح ڈھیر ہو گیا تھا۔ عمران نے دوڑ کر وہ مشین پسٹل اٹھایا جو رل پانڈے کے ہاتھوں سے گرا تھا اور دوڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ ایک ہی چھلانگ میں دو دو سیڑھیاں طے کرتا ہوا وہ اوپر بنے ہوئے ہٹ کے کمرے میں پہنچ گیا۔

کمرے میں کوئی آدمی نہ تھا۔ صرف ایک میز پر بڑا سا

ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ عمران تیزی سے اس کمرے کے دروازے پر پہنچا اور اس نے تھوڑا سا دروازہ کھول کر باہر جھانکا تو باہر ایک برآمدہ اور صحن تھا۔ برآمدے میں سے اسے دو افراد کی باتیں کرنے کی آواز سنائی دی تو اس نے دروازہ کھولا اور مشین پسٹل اٹھائے وہ باہر آ گیا لیکن برآمدے میں کوئی آدمی موجود نہ تھا بلکہ برآمدے کے ساتھ ہی ایک کمرے کے کھلے دروازے سے یہ آوازیں آ رہی تھیں۔ صحن میں بھی کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران تیزی سے اس کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اچھل کر وہ کمرے کے اندر پہنچ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس میں کرسیوں پر دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کو اس طرح اندر آتے دیکھ کر وہ بوکھلا کر اٹھے ہی تھے کہ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ عمران نے ایک نظر کمرے کا جائزہ لیا اور پھر تیزی سے واپس مڑا اور دوڑتا ہوا واپس پہلے کمرے میں پہنچ کر اس نے میز پر موجود ٹرانسمیٹر اٹھایا اور سیڑھیاں اتر کر وہ نیچے تہہ خانے میں پہنچ گیا۔ رل پانڈے اور لکشمی دونوں اسی طرح بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

''عمران صاحب۔ آپ نے کس طرح آزادی حاصل کر لی''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عقلمندوں کے سامنے عقلمندی کا مظاہرہ کرنا ہی پڑتا ہے۔ اب تنویر کی طرح جذباتی ہونے سے تو سوائے عورتوں سے تھپڑ کھانے کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر اس نے ایک کرسی پر رکھ دیا۔

''میں اس چڑیل کے منہ پر تھوک دیتا۔ وہ قریب تو آتی۔ میں اسے کچا ہی چبا جاتا''...... تنویر نے کہا اور عمران ہنس پڑا۔ اس نے صفدر کے عقبی طرف موجود وہ کڑا جو اس کی پشت سے اوپر والے حصے میں تھا بٹن دبا کر کھولا تو صفدر بھی زنجیروں سے آزاد ہو گیا اور پھر چند لمحوں بعد سارے ساتھی زنجیروں سے آزاد ہو گئے۔ عمران نے ان کی کلائیوں میں موجود کلپ ہتھکڑیاں بھی کھول دیں۔

''اب ان دونوں کو اٹھا کر ان زنجیروں میں جکڑ دو''...... عمران نے کہا اور ٹائیگر، صفدر اور جولیا نے مل کر ان دونوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا۔

''کیا ضرورت ہے انہیں جکڑنے کی۔ گولی مار کر ختم کرو''۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے کوشش تو کی تھی کہ رل پانڈے میرے سامنے میجر پربھانت یا ڈی کیمپ کے کسی ڈائریکٹر سے ٹرانسمیٹر پر بات کرے لیکن وہ احمق اوپر ہی بات کر کے آ گیا۔ اس لئے اب کوڈ کا معلوم کرنا تو ضروری ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ تمہارے ہاتھوں کی خارش اب رل پانڈے کے چہرے پر تھپڑ مار کر دور ہو جائے گی''...... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''سوائے جولیا کے باقی سب باہر جا کر نگرانی کریں۔ یہ آبادی سے ہٹ کر کوئی علیحدہ جگہ ہے اس کے باوجود نگرانی کی ضرورت ہے''......عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر نیچے رکھتے ہوئے کہا اور پھر وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اب اس رمل پانڈے کو ہوش میں لے آؤ جولیا۔ لیکن خیال رکھنا اس سے میں نے سوال جواب کرنے ہیں۔ اس کا جبڑا ہی نہ توڑ دینا''......عمران نے جولیا سے کہا۔

''اور اس بھوتنی کو''......تنویر نے کہا۔

''چلو اسے بھی ہوش میں لے آؤ''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ میں اس حرافہ کو اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں گی تم دیکھ لینا''......جولیا نے غراتے ہوئے کہا اور پھر پہلے وہ زنجیر میں بندھے ہوئے رمل پانڈے کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے بہرحال اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے کی بجائے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیئے چند لمحوں بعد جب رمل پانڈے کے جسم میں حرکت کے آثار نمایاں ہونے لگے تو جولیا پیچھے ہٹ گئی۔

''اب اس بھوتنی پر بھی طبع آزمائی کر ڈالو''......عمران نے اسے رکتے دیکھ کر کہا تو جولیا نے لکشمی کے منہ پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ لکشمی کے حلق سے یکلخت زور دار چیخ نکلی اور وہ

ہوش میں آ گئی۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ بندھی ہوئی ہے۔ اسے رمل پانڈے سے پہلے ہوش آ گیا تھا۔

''تم۔ تم۔ یہ۔ سب۔ یہ کیسے ہو گیا۔ تم تو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے''......لکشمی نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے انداز میں رک رک کر کہا۔

''ہمیں کوئی راڈز والی کرسی اور کوئی بھی زنجیر نہیں روک سکتی مس لکشمی''......عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تمہارے تو ہاتھ بھی عقب میں بندھے ہوئے تھے''......لکشمی ابھی تک حیرت سے پاگل ہو رہی تھی۔

''ہاتھ باندھنے کو تو ادب و احترام کہا جاتا ہے اور ادب و احترام کے بغیر دنیاوی زنجیریں ٹوٹتی ہی نہیں ہیں۔ جو لوگ دنیا کی زنجیریں توڑ کر روحانیت حاصل کرتے ہیں ادب و احترام سے ہی حاصل کرتے ہیں''......عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں جواب دیا۔ اسی لمحے جولیا پیچھے ہٹی اور پھر آ کر عمران کے ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔ لکشمی کا چہرہ دیکھنے والا تھا۔ اس پر بے بسی کے ساتھ حیرت بھی موجود تھی۔

''مس لکشمی۔ دماغ پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے کہا تھا نا کہ اگر زندگی نے ساتھ دیا تو تمہاری ذہانت کا عملی امتحان لوں گا اور تم نے دیکھا کہ تم چند لمحے پہلے ہماری موت کے

بارے میں کتنی پریقین تھیں لیکن جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو موت خود زندگی کی حفاظت کرتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسی لمحے رل پانڈے نے بھی کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیا ہے۔ یہ۔ تم اچانک۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ یہ''...... حیرت کی شدت کی وجہ سے رل پانڈے کی حالت لکشمی سے بھی زیادہ خراب ہو رہی تھی۔

''یہ سب کچھ لکشمی کی عقلمندی کی وجہ سے ہوا ہے۔ بعض اوقات زیادہ عقلمندی ہی انسان کو نقصان پہنچاتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم یقیناً کوئی جادو جانتے ہو۔ ورنہ اس طرح زنجیروں اور ہتھکڑی میں جکڑا ہوا کوئی انسان اچانک آزاد نہیں ہوسکتا''۔ لکشمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تم نے پوچھا تھا کہ حرکت کیوں کر رہا ہوں تو اب بتا دوں کہ کلپ ہتھکڑی تو میں آسانی سے کھول لیتا ہوں لیکن دونوں زنجیروں کو منسلک کرنے والے کڑے تک میری انگلیاں نہ پہنچ رہی تھیں اس لئے میں حرکت کر کے زنجیروں کے بل نیچے کھسکا رہا تھا اور پھر جیسے ہی وہ کھسک کر نیچے آئے میری انگلیاں اس کے بٹن تک پہنچ گئیں اور نتیجہ ظاہر ہوگیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لکشمی اور رل پانڈے دونوں اس طرح حیرت سے عمران کو دیکھنے

لگے جیسے انہیں یقین نہ آرہا ہو کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے۔

''کاش۔ میں اس وقت تمہاری ہتھکڑی چیک کر لیتی''...... لکشمی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ زیادہ عقلمندی نقصان پہنچاتی ہے۔ عقلمند آدمی اپنی عقل کی بنیاد پر پراعتماد ہوتا ہے اور اس لئے چیکنگ کے بکھیڑے میں نہیں پڑتا۔ ویسے تم دونوں کے ہاتھ آزاد ہیں اور زنجیروں کے کڑے بھی اسی طرح تمہارے عقب میں ہیں ترکیب میں نے بتا دی ہے اگر اپنے آپ کو آزاد کر سکتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم۔ تم اب ہم سے کیا سلوک کرو گے''...... رل پانڈے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''وہی سلوک جو تم نے ہم سے کرنے کی کوشش کی تھی''۔ عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے رل پانڈے کا مشین پسٹل نکالا اور ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

''جولیا اسے پکڑ لو۔ میں نے رل پانڈے سے چند سوال پوچھنے ہیں اگر یہ انکار کرے تو میری طرف سے اجازت ہے اس کے جسم پر فائر کھول دینا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور جولیا کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے عمران نے اسے مشین پسٹل اور فائرنگ کی اجازت دے کر اسے بہت بڑی مسرت بخش

دی ہو۔

"تم۔تم کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... رل پانڈے نے خوف سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے نقشہ دیکھا ہے مجھے معلوم ہے کہ کیمپ کہاں ہے لیکن اس نقشے کے مطابق کیمپ خصوصی طور پر پہاڑیوں کے نیچے بنایا گیا ہے۔ مجھے اس کا صحیح محل و وقوع کے پتہ نہیں چلا ہے۔ اس لئے تم مجھے بتاؤ گے کہ کیمپ کا محل وقوع کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں جانتا"...... رل پانڈے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی تڑتڑاہٹ کی آواز گونجی اور پھر کمرہ رل پانڈے اور نکشمی دونوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ لیکن گولیاں رل پانڈے کے جسم پر پڑنے کی بجائے اس کے پیروں کے سامنے فرش پر پڑی تھیں۔

"یہ آخری وارننگ ہے سمجھے۔ اگلی بار گولیاں دل پر پڑیں گی"...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا اور عمران، جولیا کی ذہانت پر مسکرا دیا۔ کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ اگر رل پانڈے مر گیا تو کیمپ کا محل وقوع سامنے نہ آ سکے گا۔ اس لئے اس نے اس پر براہ راست فائر نہ کھولا تھا جبکہ وہ اس لئے چیخ پڑے تھے کہ انہوں نے فائرنگ کی آواز سنتے ہی یہی سمجھا تھا کہ جولیا نے رل پانڈے کو ہٹ کر دیا ہے۔

"مم۔مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نہیں جانتا۔ صرف میجر پربھانت جانتا ہے اور میجر پربھانت کبھی بھی مجھے نہیں بتائے گا

کیونکہ اسے ڈائریکٹران نے سختی سے ہدایت کر رکھی ہے کہ وہ اس راز کو صرف اپنے تک رکھے"...... رل پانڈے نے جلدی جلدی سے کہا۔

"میجر پربھانت سے تم نے ٹرانسمیٹر پر بات کی تھی"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ میں کرنے گیا تھا لیکن پھر میں نے سوچا کہ جب تک میں تم سب کو ہلاک نہ کر دوں اس سے رابطہ نہ کروں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کچھ اور سمجھ جائے۔ وہ انتہائی وہمی اور شکی مزاج آدمی ہے۔ اس لئے میں واپس آ گیا تھا"...... رل پانڈے نے کہا۔

"اس بار تم نے واقعی سچ بولا ہے۔ کیونکہ ٹرانسمیٹر اوپر والے کمرے میں پڑا ہوا تھا اور اگر تم کال کرتے تو یہاں تک تمہاری آواز لازماً پہنچ جاتی اور چونکہ تمہاری آواز نہیں آئی تھی اس لئے میں اوپر والے کمرے میں ٹرانسمیٹر دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ تم نے کال نہیں کی۔ لیکن اب تمہیں کال کرنی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"لیکن وہ۔ وہ نہیں بتائے گا"...... رل پانڈے نے کہا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ تم اس سے پوچھو۔ تم اس سے صرف اتنا پوچھو گے کہ وادی چوکالیا میں کوئی پراسرار نقل و حرکت تو نہیں ہوئی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور کرسی سے اٹھ کر وہ رل پانڈے کی طرف بڑھ گیا۔

"ایک بات اچھی طرح تم سن لو۔ اگر تم نے اسے کوئی اشارہ

دینے کی کوشش کی تو وہ تو ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گا لیکن تم اور تمہاری لکشمی دونوں دوسرے لمحے گولیوں سے چھلنی ہو جاؤ گے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''مم۔ مم۔ میں کوئی اشارہ نہ دوں گا۔ پلیز ہم دونوں کو نہ مارو''...... رل پانڈے نے کہا۔

''میں بلاوجہ قتل و غارت نہیں کیا کرتا رل پانڈے۔ فریکوئنسی بتاؤ''...... عمران نے کہا اور رل پانڈے نے جلدی سے فریکوئنسی بتانا شروع کر دی۔ عمران نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو ہیلو رل پانڈے کالنگ۔ اوور''...... رل پانڈے نے عمران کے سر کا اشارہ دیکھتے ہی کال دینا شروع کر دی۔

''یس۔ میجر پربھانت اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

''میجر پربھانت۔ کیا پوزیشن ہے۔ کوئی نقل و حرکت تو نہیں دیکھی گئی اس وادی چوکالیا میں۔ اوور''...... رل پانڈے نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ کیوں۔ تم نے کیوں پوچھا ہے۔ اوور''...... میجر پربھانت نے چونک کر پوچھا۔

''کوئی خاص بات تو نہیں۔ بس ویسے ہی پوچھ رہا تھا کیونکہ میں تو یہاں بور ہو رہا ہوں۔ اوور''...... رل پانڈے نے کہا۔

''اچھا۔ کمال ہے۔ مجھے تو اطلاع ملی تھی کہ تم نے لکشمی کو

خصوصی طور پر بلوایا ہے۔ پھر کیسی بوریت۔ اوور''...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

''ڈیوٹی کے دوران لکشمی سے صرف گفتگو ہی ہو سکتی ہے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اب یہاں نہ ہی کوئی ہوٹل ہے اور نہ ڈانسنگ کلب۔ اوور''...... رل پانڈے نے کہا۔

''ہاں یہ تو ہے۔ بہرحال فکر مت کرو۔ میں اب ڈی کیمپ میں ہوں۔ یہاں کی حفاظت کی ساری ذمہ داری میری ہے۔ ایک بار عمران اور اس کے ساتھی یہاں آ جائیں اور ہم انہیں ہلاک کر دیں تو پھر جلد ہی تمہاری اور ہم سب کی ساری بوریت دور ہو جائے گی۔ اوور''...... میجر پربھانت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اوور اینڈ آل''...... رل پانڈے نے جواب دیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''تو تمہارے درمیان کوئی سپیشل کوڈ طے نہیں کیا گیا تھا''۔ عمران نے کہا۔

''سپیشل کوڈ۔ کیوں اس کی کیا ضرورت تھی''...... رل پانڈے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا خیال تھا کہ شاید ایسا کیا گیا ہو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ سوچ میں ڈوب گیا۔

''رل پانڈے۔ ہم اس وقت اس کریک سے کتنی دور ہیں اور یہ جگہ کس علاقے میں ہے''...... عمران نے رل پانڈے سے مخاطب

ہو کر کہا۔

"یہ۔ یہ علیحدہ جگہ ہے۔ علیحدہ مکان ہے۔ لوبھانا گاؤں سے شمال کی طرف تقریباً تین کلو میٹر دور۔ یہ مکان میں نے خصوصی طور پر خالی کرایا تھا۔ تاکہ یہاں اپنا ہیڈکوارٹر بنا سکوں۔ لیکن پھر میرا ارادہ بدل گیا۔ اس لئے یہ ابھی تک خالی پڑا ہوا تھا"...... رل پانڈے نے جواب دیا۔

"تم نے ہمیں کریک میں کیسے چیک کیا اور کیسے ہمیں بے ہوش کیا گیا۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس کی ساری پلاننگ لکشمی نے بنائی تھی"...... رل پانڈے نے کہا اور پھر جنرل فریکوئنسی پر خصوصی طور پر کال کرنے اور مشین کے ذریعے بعد میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی گفتگو ٹیپ کرنے سے لے کر کریک میں کئے جانے والے انتظامات سب کی تفصیل بتا دی۔

"ہم اس کریک سے ڈیڑھ کلو میٹر دور ایک غار میں بیٹھے تمہیں کریک کی طرف بڑھتے اور پھر اس میں داخل ہوتے اسکرین پر دیکھتے رہے اور پھر جب تمہارے اصل چہرے اسکرین پر ابھرے تو ہم خوش ہو گئے اور پھر وائرلیس ڈی چارجر کی مدد سے تم پر گیس فائر کر کے تمہیں بے ہوش کر دیا گیا۔ اس کے بعد تمہیں اٹھوا کر یہاں لایا گیا"...... اس بار لکشمی نے کہا۔

"اس ساری پلاننگ اور ہمارے یہاں تک لانے کے بارے میں تمہارے گروپ کے کتنے آدمی واقف ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"صرف چھ آدمی۔ جن میں سے دو تو یہاں اوپر موجود ہیں جبکہ باقی چار افراد پرشو رام کا گروپ ہے۔ مگر تم کیوں پوچھ رہے ہو"...... رل پانڈے نے کہا۔

"پرشو رام اور اس کا گروپ کہاں ڈیوٹی دے رہا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"آکاری پہاڑی پر ان کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے۔ وہ تمہیں یہاں پہنچا کر واپس چلے گئے تھے"...... رل پانڈے نے کہا۔

"کیا پرشو رام سے تمہارا رابطہ ٹرانسمیٹر سے ہوتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ اس کے پاس فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر ہے اور میرے پاس بھی"...... رل پانڈے نے کہا۔

"جولیا۔ اس کی جیبوں کی تلاشی لو اور ٹرانسمیٹر نکال لو"۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور جولیا کرسی سے اٹھ کر رل پانڈے کی طرف بڑھ گئی۔ چند لمحوں بعد وہ اس کی ایک جیب سے ایک چھوٹا سا مگر جدید ساخت کا فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر برآمد کر چکی تھی۔

"دیکھو رل پانڈے۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں اور

ہلاک نہ کیا جائے کیونکہ تم نے بھی ہمیں پکڑ لینے کے باوجود ہلاک نہ کیا تھا۔ لیکن میں تمہیں فوری طور پر آزاد بھی نہیں کر سکتا اور اگر تم اس طرح بندھے رہے تو پھر تم دونوں یہیں ایڑیاں رگڑ رگڑ ہلاک ہو جاؤ گے۔ اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تم پرشو رام اور اس کے گروپ کو یہاں کال کرو لیکن انہیں کہہ دو کہ وہ نصف گھنٹے بعد یہاں پہنچیں تاکہ ہم اس دوران یہاں سے دور نکل جائیں۔ یہ میری طرف سے تمہارے ساتھ ایک رعایت ہے۔ بولو۔ تم تیار ہو یا پھر......'' عمران نے اپنا فقرہ جان بوجھ کر مکمل نہ کیا تھا۔

''کیا تم واقعی درست کہہ رہے ہو۔ کیا تم ہمیں زندہ چھوڑ دو گے''...... رل پانڈے نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات پر ایک فیصد بھی یقین نہ آ رہا ہو۔

''تم جس پوزیشن میں اس وقت ہو اس پوزیشن میں مجھے تم سے کسی قسم کی سودے بازی کرنے کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے کہ میں تم سے غلط بات کروں گا''...... عمران نے کہا تو رل پانڈے کے چہرے پر یکلخت انتہائی مسرت اور اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ لکشمی کا ستا ہوا چہرہ بھی کھل اٹھا۔

''تم۔ تم واقعی شریف دشمن ہو۔ میں اس بات کو ہمیشہ یاد رکھوں گا''...... رل پانڈے نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

''اب تم اس پرشو رام اور اس کے گروپ کو یہاں کال کر دو۔ انہیں بتا دینا کہ وہ سیدھے اندر آ جائیں کیونکہ ہم تو یہاں سے جا

چکے ہوں گے''...... عمران نے کہا اور رل پانڈے نے اثبات میں سر ہلا دیا تو جولیا نے فکسڈ فریکوئنسی کے ٹرانسمیٹر کو اس کے چہرے کے قریب لے جا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ رل پانڈے کالنگ۔ اوور''...... رل پانڈے نے کال دینا شروع کر دی۔

''یس باس۔ پرشو رام اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی اور عمران پہچان گیا کہ یہ وہی پرشو رام ہے جس کی لکشمی کے ساتھ اس نے ٹرانسمیٹر پر گفتگو سنی تھی۔

''پرشو رام۔ تم اپنے گروپ کو ساتھ لے کر آدھے گھنٹے بعد اس عمارت میں آ جانا جہاں تم کریک سے ملنے والے افراد کو پہنچا گئے تھے۔ گروپ سمیت سیدھے تہہ خانے میں آ جانا۔ سمجھ گئے ہو۔ اوور''...... رل پانڈے نے کہا۔

''یس باس۔ اوور''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''آدھے گھنٹے بعد۔ اوور اینڈ آل''...... رل پانڈے نے کہا اور جولیا نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''اوکے۔ رل پانڈے اور مس لکشمی۔ پھر کبھی موقع ملا تو تم دونوں سے تفصیلی ملاقات ہو گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مڑ کر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا بھی خاموشی سے اس کے پیچھے چل دی اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اوپر برآمدے میں پہنچ گئے

جہاں دوسرے ساتھی موجود تھے۔

''تمہاری یہ چکر بازی میری سمجھ میں تو نہیں آئی۔ ان دونوں کو زندہ چھوڑ دینا۔ اس گروپ کو بلوانا۔ یہ سب کیا چکر ہے''۔ برآمدے میں آتے ہی تنویر نے کہا۔

''میں نے ایک سکیم تیار کی ہے کہ رل پانڈے اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں ہم سب اس کریک کے ذریعے وادی چوکالیا میں پہنچیں گے۔ اب اصل کیمپ کی نشاندہی ہو چکی ہے۔ اس طرح ہم کم از کم اس کیمپ تک آسانی سے پہنچ جائیں گے۔ اگر میجر پربھانت یا اس کے آدمیوں نے مداخلت کرنے کی کوشش کی تو رل پانڈے کے روپ میں اس سے بھی نمٹا جا سکتا ہے اور اب مسئلہ یہ تھا کہ رل پانڈے کا میک اپ تو میں کر سکتا ہوں لیکن باقی تم لوگوں پر کس کا میک اپ کیا جائے۔ اس لئے میں نے پرشو رام اور اس کے ساتھیوں کو کال کیا ہے اب ان کے میک اپ میں تم سب میرے ساتھ جاؤ گے آدھے گھنٹے والی بات اس لئے کی ہے تاکہ رل پانڈے یا اس عقلمند خاتون لکشمی کو کوئی شک نہ پڑے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''لیکن کیا یہاں میک اپ کا سامان ہوگا''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہاں تو نہیں ہے۔ ہم نے ساری چیکنگ کر لی ہے''۔ صفدر نے جواب دیا۔

''پرشو رام سے اصل اڈے کے بارے میں معلومات مل جائیں گی یہ رل پانڈے کا خاص آدمی لگتا ہے اور اصل اڈے میں یقیناً میک اپ کا سامان موجود ہوگا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو پرشو رام اور اس کے گروپ کو یہاں آنے پر کور کرنے کے بارے میں ہدایات دینی شروع کر دیں۔

ساری تیاری مکمل کر کے وہ اطمینان سے بیٹھ گئے اور پھر جیسے ہی پرشو رام آیا عمران اور اس کے ساتھیوں نے اسے چھاپ لیا۔ پرشو رام کو چھوڑ کر سب کو ہلاک کر دیا گیا۔ عمران نے پرشو رام کو بندھوا کر اس سے مخصوص انداز میں ضروری معلومات حاصل کیں اور پھر اس نے پرشو رام کو بھی گولیاں مار دیں۔

''اب یہ ٹھکانہ ہمارے لئے خطرے سے خالی نہیں ہے۔ ہمیں یہاں سے نکل کر تیزی سے اس کریک میں جانا ہے جس کے بارے میں ہمیں پرشو رام نے بتایا ہے''...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ فوراً نکلے اور خفیہ راستوں سے گزرتے ہوئے اس کریک میں پہنچ گئے جس کے بارے میں انہیں پرشو رام سے معلومات ملی تھیں۔

یہ ایک بڑا سرنگ نما کریک تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے ایک سرنگ نما تنگ سے کریک میں سے گزرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ انہوں نے مقامی لباس پہنے ہوئے تھے اور پہلے والے میک اپ میں ہی تھے یہ سرنگ اس مکان

کے ایک خفیہ کمرے سے نکل کر پہاڑی علاقے کی طرف جاتی تھی اور جس کا پتہ پرشو رام نے بتایا تھا اور عمران کو اس سرنگ کو استعمال اس لئے کرنا پڑا تھا کہ صفدر نے اچانک ایک انتہائی طاقتور ٹیلی ویو آلے کو جو ایک بٹن نما تھا برآمدے کے ایک کونے میں پڑا چیک کر لیا تھا اس بٹن نما آلے کو دیکھتے ہی عمران چونک پڑا تھا کیونکہ وہ اس کی ساخت کو سمجھتا تھا۔ اس کی رینج کافی دور تک تھی اور نجانے کہاں سے نہ صرف انہیں دیکھا جا رہا تھا بلکہ ان کی گفتگو بھی سنی جا رہی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ خطرے میں تھے پھر اس مکان میں چونکہ میک اپ باکس بھی نہ تھا اس لئے عمران نے بجائے عام راستے سے باہر جانے کے اس سرنگ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر پرشو رام اور اس کے ساتھیوں کو گولی مار کر وہ سب اس سرنگ کی طرف بڑھ گئے تھے۔

''یہ چیکنگ کون لوگ کر سکتے ہیں۔ اگر یہ رل پانڈے کے آدمی ہوتے تو پھر اب تک وہ مکان پر حملہ کر چکے ہوتے اور پرشو رام بھی اس طرح آسانی سے کال کے مطابق اندر نہ آ جاتا''۔ صفدر نے کہا۔

''یہ ضرور کوئی دوسرا گروپ ہے۔ وہ خفیہ طور پر رل پانڈے کی چیکنگ کر رہے ہیں۔ اس لئے تو مجھے وہاں سے اس طرح نکلنا پڑا ہے۔ کسی بھی وقت پورے مکان پر میزائل فائر ہو سکتے ہیں''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''آپ نے اس رل پانڈے اور لکشمی کو بھی زندہ چھوڑ دیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ وہ گروپ کے لیڈر ہیں لیڈروں کو مار کر کیا مل سکتا ہے۔ ان کی جگہ کوئی دوسرا لے لیتا''...... عمران نے جواب دیا اور صفدر سر ہلا کر خاموش ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک غار سے باہر آ گئے۔

''اوہ۔ ایک منٹ۔ سامنے چٹان کے پیچھے ایک آدمی موجود ہے''...... عمران نے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اور وہ سب چونک پڑے کیونکہ واقعی ایک چٹان کے پیچھے ایک آدمی ایک مشین گن سمیت موجود تھا۔ اس کا رخ مخالف سمت میں تھا جہاں وہ مکان تھا۔ عمران چٹانوں کی اوٹ لیتا ہوا اس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''خبردار''...... عمران نے اس کے عقب میں پہنچ کر کہا تو وہ آدمی یکلخت اچھلا اور مڑنے کی کوشش میں نیچے گر گیا۔ پھر اس نے اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر موڑ دیا اور اس آدمی کا اٹھنے کے لئے سمٹتا ہوا جسم یکلخت ایک جھٹکے سے سیدھا ہو گیا اور اس کا چہرہ بری طرح بگڑتا چلا گیا۔ عمران نے پیر کو پیچھے کی طرف کیا۔

''کیا نام ہے تمہارا۔ جلدی بولو''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا چونکہ جس جگہ وہ موجود تھے وہاں سامنے ایک اونچی چٹان تھی

اس لئے وہ دیکھ لئے جانے کے خطرے سے محفوظ تھے۔

''رابندر۔ رابندر۔ میرا نام رابندر ہے''...... [illegible] آدمی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کس گروپ سے تعلق ہے''...... عمران نے پیر [illegible] دیتے ہوئے کہا۔

''گگ۔ گگ۔ گوراج سے۔ گوراج گروپ سے''...... رابندر نے گھٹے گھٹے لہجے میں رک رک کر کہا۔

''پوری تفصیل بتاؤ۔ تم نے ٹیلی ویر کیوں اس مکان میں لگایا تھا پوری تفصیل بتاؤ''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور رابندر سے تفصیل سن کر عمران اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ بال بال بچے تھے ورنہ یہ دوسرا گروپ بڑے اطمینان سے ان کا خاتمہ کر دیتا۔ رابندر نے انہیں گوراج گروپ کے بارے میں بتایا کہ جلد ہی وہ ہیلی کاپٹر لے کر یہاں آنے والے ہیں اور اس ٹھکانے پر میزائل فائر کرنے والے ہیں تاکہ انہیں ہلاک کر دیا جائے کیونکہ گروپ کے لیڈر گوراج نے پرشو رام پر ہونے والا تشدد اور پھر اسے ہلاک ہوتے دیکھ لیا تھا۔ جو آلہ عمران کو ملا تھا وہ پرشو رام نے ہی اندر آنے سے پہلے برآمدے میں پھینک دیا تھا تاکہ کوئی خطرہ ہو تو دوسرا گروپ اس کی چیکنگ کر سکے۔ ہیلی کاپٹر کا سن کر عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس لئے عمران نے جلدی سے پیر کو پوری طرح موڑا اور رابندر کے

جسم نے دو جھٹکے کھائے اور اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

''یہ ہیلی کاپٹر لوبھانا گاؤں کے قریب ہی ہو گا۔ آؤ میرے ساتھ۔ ہم اس ہیلی کاپٹر کی مدد سے آسانی سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ اپنے ہیلی کاپٹر کا نشان دیکھ کر وہ اسے تباہ نہیں کریں گے۔ آؤ جلدی کرو''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب انتہائی تیز رفتاری سے چٹانوں کی اوٹ لیتے ہوئے لوبھانا گاؤں کی طرف دوڑتے چلے گئے اور پھر واقعی انہیں دور سے ایک چٹان کے اوپر موجود بڑا سا ہیلی کاپٹر نظر آ گیا۔ جس کے ساتھ ایک آدمی بھی کھڑا تھا۔

''تنویر۔ چکر کاٹ کر جاؤ اور اس آدمی کا خاتمہ کر دو۔ جلدی کرو یہ مسلح ہو گا۔ خیال رکھنا''...... عمران نے کہا اور تنویر سر ہلاتا ہوا تیزی سے آگے دوڑتا چلا گیا جبکہ عمران اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت وہیں رک گیا تھا۔

تنویر چٹانوں کی اوٹ میں ہو جانے کی وجہ سے ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا پھر وہ اچانک ہیلی کاپٹر کے عقب سے نکلتا نظر یا ہیلی کاپٹر کے ساتھ کھڑے آدمی کی پشت اس کی طرف تھی اور د لمحوں بعد تنویر نے اسے چھاپ لیا اور اس کے ساتھ ہی عمران زی سے آگے بڑھا اور تھوڑی دیر بعد جب وہ ہیلی کاپٹر کے پاس نچے تو تنویر اس آدمی کو ختم کر چکا تھا۔ عمران [illegible]

ہو کر اس کا جائزہ لیا اور پھر اپنے ساتھیوں کو اوپر آنے کا اشارہ کیا اور خود پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور عمران نے اسے تیزی سے واپس اسی روٹ کی طرف بڑھانا شروع کر دیا جس روٹ پر وہ جیپ کے ذریعے حسن کاردار کے ساتھ آئے تھے اس کے ساتھ ہی عمران نے ہیلی کاپٹر میں نصب ٹرانسمیٹر کو جنرل فریکوئنسی پر ایڈجسٹ کر دیا تھا تاکہ گوراج اگر کسی کو کال کرے تو یہ کال یہاں بھی سنائی دے سکے اور پھر تھوڑی دیر بعد واقعی ایک کال رسیور ہونی شروع ہو گئی۔ کال گوراج گروپ کا لیڈر گوراج ہی کر رہا تھا اور اس کا مخاطب کوئی وشال سنگھ تھا۔ جب کال ختم ہوئی تو عمران نے ایک لمبا سانس لیا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''اب گوراج کے اڈے پر جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب ہمیں واپس جا کر اس دوسرے ہیلی کاپٹر کے پہنچنے سے پہلے گوراج اور اس کے ساتھیوں پر قابو پانا ہو گا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس میک اپ باکس نہیں ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ہیلی کاپٹر کو واپس موڑنا شروع کر دیا۔

''یہ گوراج ڈی کیمپ کے اندر کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اس کے گروپ کے پاس ہیلی کاپٹر ہے۔ اگر اسے پکڑا جائے تو اس سے ڈی کیمپ کے بارے میں پوچھ گچھ کی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد ہم اس کریک کے ذریعے وادی چوکالیا تک پہنچ کر آپریشن کر سکتے

ہیں''...... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ہیلی کاپٹر پہلی والی جگہ پر دوبارہ اتار دیا۔ ہیلی کاپٹر کے ساتھ کھڑے ہوئے آدمی کی لاش ابھی تک وہیں پڑی تھی۔

''گوراج اور اس کے ساتھی یقیناً مکان کے اندر ہوں گے۔ ہمیں چکر کاٹ کر جانا ہو گا''...... عمران نے ہیلی کاپٹر سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے اور ایک بار پھر وہ اس مکان کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران کی ہدایت پر وہ پھیل کر چاروں طرف سے مکان کی طرف بڑھ رہے تھے تاکہ اگر گوراج اور اس کے ساتھی مکان سے باہر موجود ہوں تو انہیں چیک کیا جا سکے لیکن مکان تک پہنچنے کے باوجود وہاں کوئی نظر نہ آیا تو جیبوں سے مشین پسٹل نکال کر وہ سب ریڈ کرنے کے انداز میں مکان کے اندر داخل ہو گئے لیکن اندر جا کر انہیں حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا کیونکہ مکان خالی پڑا ہوا تھا وہاں کوئی موجود نہ تھا۔ عمران تیزی سے تہہ خانے کی سیڑھیوں کی طرف بڑھا تہہ خانہ خالی تھا۔ وہاں رل پانڈے اور لکشمی موجود نہ تھے۔ تہہ خانہ چیک کر کے وہ باہر آ گئے۔ گوراج اور اس کے ساتھی شاید یہاں سے آ کر نکل گئے تھے۔ عمران نے اب ہیلی کاپٹر ساتھ لے جانا مناسب نہ سمجھتا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیا اور پھر وہ پہاڑیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اب ان کے پاس آگے بڑھتے رہنے کے سوا کوئی راستہ نہ تھا۔

رل پانڈے اور لکشمی کو عمران اور اس کے ساتھیوں کا اس طرح ہاتھوں سے نکل جانا پسند نہیں آیا تھا۔ ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ کسی طرح سے آزادی حاصل کریں اور پھر باہر جاتے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں پر موت بن کر جھپٹ پڑیں۔ وہ ہر صورت میں اب بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنا چاہتے تھے لیکن ان کے لئے مسئلہ تھا کہ وہ بندھے ہوئے تھے اور ان کے پاس آزاد ہونے کی کوئی صورت نہ تھی۔

وہ دونوں بے بسی اور پریشانی کے عالم میں جکڑے کھڑے تھے۔ کئی گھنٹے گزر چکے تھے باہر سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی کوئی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ وہ لوگ انہیں یہاں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔

''اب کیا کریں۔ اگر ہم اسی طرح سے یہاں جکڑے رہے تو ہم مر جائیں گے اور ہماری لاشیں بھی یہاں پڑی پڑی سڑ جائیں

گی اور کسی کو کچھ پتہ نہیں چلے گا''...... لکشمی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''میں خود بھی پریشان ہوں۔ یہ شکر کرو کہ یہ عمران شریف دشمن ثابت ہوا ہے اور اس نے ہمیں زندہ چھوڑ دیا ہے۔ اس کی جگہ ہم ہوتے تو انہیں کسی صورت میں زندہ نہ چھوڑتے''...... رل پانڈے نے کہا۔

''جو بھی ہے میں کم از کم عمران کی طرح رحم دل نہیں ہوں۔ مجھے اب بھی موقع مل جائے تو میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گی''۔ لکشمی نے کہا۔

''یہ موقع ہمیں تب ہی ملے گا جب ہمیں یہاں سے رہائی ملے گی مجھے تو نہیں لگ رہا کہ یہاں کوئی ہماری مدد کے لئے آئے گا''...... رل پانڈے نے مایوسی سے کہا۔ اسی لمحے انہیں باہر سے کسی کے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑے۔

''اوہ۔ شاید کوئی آ رہا ہے''...... لکشمی نے کہا۔

''عمران یا اس کا کوئی ساتھی ہی ہو گا اور کس نے آنا ہے یہاں''...... رل پانڈے نے مایوسی سے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ دوسرے لمحے وہ آنے والے نوجوان کو دیکھ کر چونک پڑے۔ وہ گوراج تھا۔ پہاڑیوں پر موجود ایک اور گروپ کا لیڈر جو اب رل پانڈے کے لئے کام کر رہا تھا۔

''اوہ۔ گوراج تم یہاں۔ کیا مطلب۔ تم یہاں کیسے پہنچ گئے اور

وہ پاکیشیائی ایجنٹ''...... رل پانڈے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لکشمی بھی حیرت سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

''میں یہاں پرشو رام کی وجہ سے پہنچا ہوں باس۔ اس کے پاس سرچنگ ویوآلہ تھا جو اتفاق سے آن تھا اور یہاں آتے ہوئے اس کی جیب سے باہر برآمدے میں گر گیا تھا۔ میں مانیٹرنگ روم میں چیکنگ کر رہا تھا تو اتفاق سے میرا اس آلے سے لنک ہو گیا۔ میں نے یہاں پرشو رام اور اس کے آدمیوں کے ساتھ کچھ دوسرے آدمیوں کو چیک کیا جنہوں نے پرشو رام کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا اور پرشو رام کو باندھ کر اس سے پوچھ گچھ کر رہے تھے۔ یہ پوچھ گچھ انہوں نے دوسرے کمرے میں کی تھی۔ میں کافی دور تھا۔ میرے گروپ کے پاس دو ہیلی کاپٹر ہیں جن سے ہم پہاڑی علاقوں کی سرچنگ کرتے ہیں۔ جب میں نے ان افراد کو دیکھا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کی ہمیں تلاش ہے چنانچہ میں ہیلی کاپٹر لے کر یہاں پہنچ گیا۔ لیکن جب میں یہاں آیا تو وہ لوگ یہاں سے نکل گئے تھے۔ میں اپنے ساتھ دس افراد کو لایا تھا۔ ہم نے ایک ایک جگہ کی تلاشی لی۔ ایک کمرے میں ہمیں پرشو رام اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں بھی مل گئیں اور پھر میں اس طرف آ گیا''...... گوراج نے کہا۔

''اوہ۔ تو وہ نکل گئے ہیں یہاں سے''...... لکشمی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... گوراج نے جواب دیا۔

''تم ہیلی کاپٹر لائے ہو''...... رل پانڈے نے پوچھا۔

''یس باس۔ ہیلی کاپٹر کے بغیر میں یہاں کیسے اتنی جلدی پہنچ سکتا تھا''...... گوراج نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہمیں ان زنجیروں سے آزاد کرو جلدی''...... رل پانڈے نے کہا تو گوراج آگے بڑھا اور انہیں زنجیروں سے آزاد کرنا شروع ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ گوراج کے ساتھ باہر آئے اور پھر کمرے میں اپنے اور پرشو رام کے ساتھ اس کے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر ان کے خون کھول اٹھے۔

''عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہمیں زندہ چھوڑ دیا ہے لیکن ہمارے ساتھیوں کو انتہائی بے دردی سے ہلاک کیا ہے۔ پرشو رام کا حشر دیکھ کر لگ رہا ہے کہ اس پر تشدد کیا گیا ہے۔ ایسا کر کے عمران نے اچھا نہیں کیا۔ اسے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہر صورت میں مرنا ہو گا۔ ہر صورت میں''...... رل پانڈے نے غصیلے لہجے میں کہا۔ انہوں نے گوراج کے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ارد گرد کا سارا علاقہ چھان مارا لیکن انہیں عمران اور اس کے ساتھی کہیں دکھائی نہیں دیئے۔

''ہو سکتا ہے کہ وہ پہاڑیوں کی طرف نکل گئے ہوں''...... لکشمی نے کہا۔

''تب ہم ہیلی کاپٹر سے انہیں تلاش کر سکتے ہیں۔ پہاڑیوں میں

ریک اور غار تو ہیں لیکن یہاں ایسا کوئی غار نہیں ہے جو پہاڑیوں کے اندر ہی اندر سے دوسری پہاڑیوں میں نکلتا ہو۔ ہیلی کاپٹر سے ہم انہیں کریک میں تو دیکھ سکتے ہیں لیکن اگر وہ کسی غار میں ہوئے تو ہمیں ان کا غار سے باہر نکلنے کا انتظار کرنا ہو گا اور میں جانتا ہوں کہ ان پہاڑیوں میں کہاں کہاں غار ہیں''...... گوراج نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ گوراج کے حکم پر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو فضاء میں بلند کیا اور پھر وہ ہیلی کاپٹر سے ارد گرد کا علاقہ چیک کرنے لگے۔

''ان پہاڑیوں کے ساتھ ساتھ ہمیں لوبھانا کے علاقے کی بھی سرچنگ کرنی چاہئے۔ اس علاقے کے کچھ لوگ پہاڑیوں کے ساتھ ساتھ بھی رہتے ہیں''...... لکشمی نے کہا تو رل پانڈے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رل پانڈے کے کہنے پر گوراج نے ہیلی کاپٹر کو آبادی والے علاقے کی طرف پائلٹ سے کہہ کر موڑ لیا۔ وہ بلندی پر رہ کر علاقے کی چیکنگ کر رہے تھے۔ گوراج، رل پانڈے اور لکشمی کے پاس دوربینیں تھیں جو ظاہر ہے ہیلی کاپٹر سے ہی نہیں ملی تھیں۔ لیکن کوشش کے باوجود انہیں عمران اور اس کے ساتھی کہیں دکھائی نہ دے رہے تھے۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا ان کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی کیونکہ دن کی روشنی میں تو وہ انہیں پہاڑیوں میں سرچ کر سکتے تھے لیکن رات ہوتے ہی یہاں تیز لائٹ بھی کام نہ دے سکتی تھی۔ وہ دور سے ہی ہیلی کاپٹر کی آواز سن کر اور ہیلی

کاپٹروں پر لگی ہوئی فلڈ لائٹ دیکھ کر چھپ سکتے تھے۔

''ڈھونڈو۔ انہیں ہر صورت میں ڈھونڈو۔ اگر میجر پربھانت کو پتہ چل گیا کہ وہ ہمارے ہاتھوں سے بچ نکلے ہیں اور ان پہاڑیوں میں موجود ہیں تو وہ ہمیں کسی بھی صورت میں زندہ نہیں چھوڑے گا اس لئے رات ہونے سے پہلے ڈھونڈو انہیں ہر حال میں''...... رل پانڈے نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ ہر طرف ہیلی کاپٹر اڑاتے رہے لیکن کوشش کے باوجود انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کو کچھ پتہ نہ چلا جنہیں شاید ان پہاڑیوں نے نگل لیا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی رکے بغیر پر پیچ اور دشوار گزار پہاڑی راستوں پر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ انہوں نے کوشش کی تھی کہ وہ پہاڑی کریک اور چٹانی علاقوں سے گزریں کیونکہ انہیں پہاڑیوں پر ایک ہیلی کاپٹر مسلسل سرچ کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر دور ہوتا تو وہ آگے بڑھ جاتے اور جیسے ہی ہیلی کاپٹر گھوم کر ان کی طرف آتا تو وہ فوراً کسی پہاڑی غار میں گھس جاتے تھے یا پھر چٹانوں کی آڑ لے لیتے تھے۔

رات ہوتے ہوتے وہ ایک وادی میں پہنچ گئے۔ یہ وادی درختوں اور جھاڑیوں سے بھری ہوئی تھی اور کسی جنگل جیسی دکھائی دے رہی تھی۔ جنگل میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے چند گھنٹے ریسٹ کیا اور پھر فریش ہو کر وہ سیاہ لباس پہن کر اور نئے میک اپ کر کے جنگل جیسی وادی میں تیزی سے آگے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ اس وقت وہاں دور دور تک کوئی انسان نظر نہ آ رہا تھا

البتہ جانوروں اور دوسرے حشرات الارض کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یہ جنگل اگنی پہاڑی سے تھوڑے سے ہی فاصلے پر ایک بڑی وادی میں پھیلا ہوا۔ چونکہ یہ اگنی پہاڑی سے ہٹ کر تھا اس لئے اسے نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ ان سب نے اپنی پشت پر سیاہ رنگ کے تھیلے لاد رکھے تھے۔ ٹائیگر آگے تھا۔

''میرا خیال ہے کہ یہ درخت اس جنگل کا سب سے اونچا درخت ہو گا''...... اچانک ٹائیگر نے ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور جس کا تنا کافی چوڑا اور پھیلا ہوا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ صفدر تم اوپر جا کر مشین گن فٹ کر دو''...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنی پشت پر لدا ہوا تھیلا اتارا۔ اس میں سے ایک مشین گن جو دو حصوں میں تقسیم کر کے رکھی گئی تھی باہر نکالی اور دونوں حصوں کو جوڑ کر اس نے تھیلے میں سے پٹی نما میگزین کھولا اور اس میں ایڈجسٹ کر کے اس نے باقی پٹی کو مخصوص انداز میں پھیلا دیا۔ عمران نے اپنے تھیلے میں سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا اور اسے مشین گن کے ٹریگر والے حلقے میں جوڑ کر اس کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔

''اب اسے لے جاؤ''...... عمران نے کہا اور صفدر مشین گن کاندھے پر لٹکا کر کسی پھرتیلے بندر کی طرح درخت پر چڑھتا چلا گیا۔ باقی سب ساتھی وہاں خاموش کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد صفدر نیچے اتر آیا۔

"میں نے اسے اچھی طرح ایڈجسٹ کر دیا ہے"...... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور آگے بڑھنے لگا۔ کچھ دور چلنے کے بعد عمران رک گیا۔

"دوسری مشین گن یہاں ایڈجسٹ کر دو"...... عمران نے کہا اور اس بار تنویر نے اپنے کاندھے سے تھیلا اتارا اور اس میں سے مشین گن کے دو حصے نکال لئے۔ چند لمحوں بعد جب پہلی مشین گن کی طرح یہ بھی تیار ہو گئی تو صفدر، تنویر کے ہاتھ سے یہ مشین گن لے کر ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اس طرح تقریباً دو گھنٹوں کے اندر اس جنگل میں صفدر، تنویر، چوہان اور صدیقی اور ٹائیگر نے عمران کی ہدایات پر مختلف جگہوں پر چھ مشین گنیں درختوں کے اوپر نصب کر دیں۔

"آؤ۔ اب اس کریک کی طرف چلیں"...... عمران نے سامنے موجود ایک پہاڑی کریک کی طرف دیکھتے ہوئے اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک کریک کے تنگ سے دہانے میں داخل ہو گئے۔ ٹائیگر نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی ٹارچ نکال کر جلائی تھی۔ ٹارچ گو چھوٹی تھی لیکن اس کی روشنی کافی تیز تھی۔ غار کے عقب میں ایک تنگ سا راستہ تھا۔ وہ ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ کافی دور تک اس راستے پر چلنے کے بعد اچانک وہ کھلی جگہ پر آ گئے۔ سامنے اگلی پہاڑی سے ملحقہ سلسلہ نظر آ رہا تھا۔ وہ سب تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ پہاڑی سلسلے کا

آغاز ہوتے ہی وہ ایک بار پھر اس تنگ راستے میں داخل ہو گئے اور اس بار یہ راستہ کافی دور تک چلا گیا تھا لیکن ایک بار پھر وہ کھلی جگہ پر پہنچ گئے اور اس بار وہ اگلی پہاڑی کے اندر پہنچ گئے تھے۔ وہ مسلسل آگے بڑھتے رہے۔

"اس بار جس راستے سے ہم گزریں گے اس کا اختتام چوکالیا پہاڑی کے دامن میں ہی ہو گا اور وہاں چپے چپے پر مسلح موجود ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"تم چلو تو سہی"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا تو عمران مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک بار پھر اس تنگ راستے میں داخل ہو گئے۔ یہ راستہ پہلے سے بھی زیادہ طویل ثابت ہوا۔ لیکن پھر اچانک وہ ایک کھلی جگہ پر آ گئے۔ اب اوپر مسلسل چڑھائی تھی اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے دیکھا کہ نیچے سے اوپر تک جگہ جگہ سرچ لائٹیں لگی ہوئی تھیں اور تیز روشنی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی۔

"بہت خوب۔ انہوں نے واقعی زبردست انتظامات کر رکھے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"کچھ بھی ہے۔ اب ہم رکنے والے نہیں ہیں۔ اب ہم اپنا کام پورا کر کے ہی رہیں گے"...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اب میری بات غور سے سن لو۔ اب جس مہم

کا آغاز ہو رہا ہے یہ یقینی طور پر موت کا کھیل ہو گا۔ اس لئے سب لوگ پوری طرح ہوشیار رہیں گے۔ کسی کی ذرا سی غفلت اور کوتاہی ہم سب کا خاتمہ کر دے گی"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر انہوں نے جیبوں سے مخصوص قسم کے مشین پسٹل نکال لئے جن کی نالوں پر انتہائی نفیس سائیلنسر چڑھے ہوئے تھے۔ یہ سارا اسلحہ حسن کاردار نے انہیں مہیا کیا تھا اور پھر وہ سب اوپر چڑھنے لگے لیکن اس بار عمران ان کی رہنمائی کر رہا تھا اور وہ بڑے محتاط انداز میں اوپر چڑھ رہے تھے۔ عمران خاص طور پر ایسے راستے کا انتخاب کر رہا تھا جو ان سرچ لائٹوں کے درمیان کا وہ راستہ تھا جہاں روشنی قدرے کم تھی۔

کافی اوپر آنے کے بعد اچانک عمران ٹھٹک کر رک گیا اور سب ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی ٹھٹک کر رک گئے۔ عمران نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور ان سب کی گردنیں اس طرف کو گھوم گئیں جہاں ایک مسلح آدمی زمین پر لیٹا ہوا تھا۔ اس کا سر ایک چٹان سے ٹکا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک مشین گن پڑی ہوئی تھی۔ وہ گہری نیند سو رہا تھا۔

"تنویر۔ اس کی آواز نہیں نکلنی چاہئے۔ یہاں لازماً اس کے دوسرے ساتھی بھی ہوں گے"...... عمران نے ساتھ کھڑے تنویر کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جھک کر وہ انتہائی محتاط انداز میں اس سوئے ہوئے مسلح آدمی

کی طرف بڑھنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ اس کے قریب پہنچ گیا۔ اچانک اس کا پیر کسی ایسے پتھر پر پڑا جو شاید پہلے ہی اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا کہ اس کا پیر پڑتے ہی وہ کھڑکھڑا کر نیچے گرنے لگا اور سویا ہوا مسلح آدمی بے اختیار ہڑبڑا کر اٹھا ہی تھا کہ تنویر کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔

اس آدمی کے حلق سے ہلکی سی اوغ کی آواز نکلی اور پھر اس کا جسم سیدھا ہوتا چلا گیا۔ تنویر نے واقعی انتہائی ماہرانہ انداز میں نہ صرف اس کا منہ بند کر دیا تھا بلکہ ایک ہی جھٹکے سے اس کی گردن بھی توڑ دی تھی۔ اس طرح سوائے معمولی جدوجہد اور ہلکی سی آواز کے اور کچھ نہ ہوا تھا۔ تنویر نے دوبارہ اسے اس طرح لٹا دیا جیسے وہ سو رہا ہو اور اس کے ساتھ ہی وہ سب ایک بار پھر اوپر چڑھنے لگے۔ راستے میں ان کا چار مسلح آدمیوں سے واسطہ پڑا۔ ان میں صرف ایک جاگ رہا تھا لیکن اس کا رخ دوسری طرف ہی تھا اور ساتھ ہی وہ سگریٹ بھی پی رہا تھا اس لئے وہ چیک ہو گیا لیکن ہر بار تنویر نے اپنا کام دکھا دیا۔ البتہ اس جاگتے ہوئے مسلح آدمی پر حملہ کرنے میں تنویر کا ساتھ صفدر نے بھی دیا تھا اور پھر وہ چوٹی پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔

رات چونکہ آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی اور شاید جگہ جگہ لگائی ہوئی بیٹریوں سے جلنے والی تیز سرچ لائٹوں کی وجہ سے تمام مسلح آدمیوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ ان تیز روشنیوں کی وجہ سے کوئی اوپر

آنے کی ہمت ہی نہ کر سکے گا اور پھر نجانے وہ کب سے اس طرح راتوں کو سوتے جاگتے وقت گزارتے رہتے تھے۔ اس لئے وہ پوری طرح ہوشیار نہ تھے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کا شکار ہو گئے۔

"یہ ہے میجر پربھانت کا خاص ٹھکانہ۔ سامنے ہٹ بنے ہوئے ہیں اور وہاں ہیلی کاپٹروں کے ساتھ پہاڑی راستوں پر دوڑنے والی گاڑیاں بھی دکھائی دے رہی ہیں۔ ہم نے اب ایک اور کام کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا"...... جولیا نے پوچھا۔ باقی سب بھی ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"ہم نے ان گاڑیوں اور خاص طور پر ہیلی کاپٹروں کے خفیہ حصوں میں میگا پاور بم لگانے ہیں۔ چارجر بم"...... عمران نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں عمران صاحب۔ آپ کرنا کیا چاہتے ہیں"۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمارا مقصد ڈی کیمپ کو تباہ کرنا ہے۔ یہ ہیلی کاپٹر اور گاڑیاں یقیناً ڈی کیمپ سے ہی لائی گئی ہوں گی اور یہ بھی یقینی بات ہے کہ گاڑیاں اور ہیلی کاپٹر ڈی کیمپ میں لے جائے جائیں گے۔ ہم ان میں سپر سونک بم لگائیں گے جنہیں کسی بھی آلے سے چیک نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ان میگا بموں کے ساتھ بگ اور ٹریکر بھی لگے ہوئے ہیں۔ ہمیں ان گاڑیوں اور ہیلی کاپٹروں کی آمد و رفت کا بھی علم ہوتا رہے گا۔ اگر ہم کسی طرح اس ڈی کیمپ تک نہ پہنچ سکے تو

یہ گاڑیاں اور ہیلی کاپٹر تو وہاں جائیں گے ہی اور ٹریکر سے جیسے ہی ہمیں پتہ چلا کہ گاڑیاں اور ہیلی کاپٹر ڈی کیمپ میں داخل ہوئے ہیں ہم ڈی چارجر سے انہیں بلاسٹ کر دیں گے۔ ایک ایک میگا بلاسٹر میں اتنی طاقت ہے کہ اگر ان میں سے ایک بھی بلاسٹر پھٹ گیا تو پوری پہاڑی کو ملیا میٹ کر سکتا ہے۔ پھر ڈی کیمپ پہاڑیوں کے نیچے ہو یا کہیں بھی اس کی تباہی یقینی ہے"...... عمران نے کہا۔

"گڈ شو۔ تمہاری یہ ترکیب واقعی کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔ ان گاڑیوں اور ہیلی کاپٹروں میں میگا بلاسٹر لگا کر ہم آگے بڑھ جائیں گے اور اپنا کام جاری رکھیں گے۔ رئیلی گڈ شو عمران"...... تنویر نے عادت کے برعکس انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

"تم نے میری تعریف کی ہے اس کے لئے شکریہ۔ اب تم اور صدیقی نے ہی اوپر جانا ہے اور جب تک میرا کاشن نہ ملے تم نے کام کا آغاز نہیں کرنا۔ باقی جو کچھ کرنا ہے وہ میں نے تمہیں اچھی طرح سمجھا دیا ہے"...... عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور تنویر اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ انتہائی محتاط انداز میں پہاڑی سے چمٹ آہستہ آہستہ اوپر چڑھتے چلے گئے۔ عمران اور اس کے ساتھی وہیں چٹانوں میں ہی دبک کر بیٹھ گئے کیونکہ اس سارے مشن میں سب سے کٹھن مرحلہ ہی یہی تھا۔ کہ یہ دونوں اپنا کام مکمل کر لیں اور اس پوائنٹ پر قبضہ کر لیں۔ اگر وہ اس میں

ناکام ہو جاتے تو پھر عمران کو کچھ اور سوچنا پڑتا اس لئے وہ ان کی طرف سے کاشن کے انتظار میں تھا۔ تنویر اور صدیقی واقعی انتہائی احتیاط سے کام لے رہے تھے تاکہ ان کے اوپر چڑھنے کی وجہ سے اوپر کوئی جھٹکا محسوس نہ ہو جس سے اوپر موجود مسلح آدمی چونک پڑیں اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے صدیقی کو سانپ کی طرح رینگ کر پوائنٹ کے چاروں طرف سے کھلے ہوئے حصے میں غائب ہوتے دیکھا تو انہوں نے سانس روک لئے۔

دوسرے لمحے تنویر بھی اوپر جا کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا اور پھر دس منٹ بعد عمران کی کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی میں وائبریشن ہوئی تو عمران نے مسکراتے ہوئے ونڈ بٹن کو انگلی سے دبا دیا اور وائبریشن ختم ہو گئی۔ یہ مخصوص کاشن تھا کہ تنویر اور صدیقی نے اس پوائنٹ پر قبضہ کر لیا ہے اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور اس کے بعد وہ جھکے جھکے انداز میں چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔

وہ سب انتہائی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ یہاں نسبتاً کم روشنی تھی کیونکہ روشنی کا سب سے زیادہ انتظام نچلے حصے میں کیا گیا تھا۔ ان کے خیال کے مطابق شاید یہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ عمران جانتا تھا کہ سب سے زیادہ مسلح آدمی پہاڑی کے اس حصے کی طرف تعینات کئے گئے ہوں گے جہاں سے اوپر جانے کے لئے باقاعدہ راستے تھے۔ اس لئے عمران اس کریک کے ذریعے

اس پہاڑی تک پہنچا تھا کیونکہ وہاں سے مسلح آدمیوں کو کسی کے آنے کا خیال تک نہ تھا اور پھر یہ کریک بھی پہاڑی سلسلے کے اندر تھا اور اس پہاڑی سلسلے کے چپے چپے پر مسلح آدمی پھیلے ہوئے تھے۔ اگر وہ کریک سے گزر کر وہاں تک نہ پہنچتے تو شاید اتنی آسانی سے وہ اوپر نہ پہنچ سکتے تھے۔ تھوڑا سا آگے بڑھنے کے بعد وہ اب ڈھلوان پر پہنچ گئے تھے۔ نیچے وادی تھی اور عمران یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وادی میں نیچے چاروں طرف اس طرح سرچ لائٹیں لگائی گئی تھیں کہ وادی کا چپہ چپہ تیز روشنی سے منور ہو رہا تھا۔

”حیرت ہے۔ یہاں تو واقعی زبردست انتظامات کئے گئے ہیں“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ زمین پر لیٹ کر کرالنگ کرتا ہوا آہستہ آہستہ نیچے اترتا چلا گیا۔ چونکہ یہ ڈھلوان تھی اس لئے یہاں بے حد احتیاط کی ضرورت تھی کیونکہ پتھر اگر کھسک کر نیچے گرتے تو یقیناً نیچے وادی میں دھماکے سے جا گرتے اور اس قدر آواز پیدا ہوتی کہ شاید سارے مسلح آدمی ہی ادھر متوجہ ہو جاتے۔ آدھی ڈھلوان تک درخت موجود تھے اس کے بعد خالی جگہ تھی۔ وادی میں سے بھی درخت اور جھاڑیاں اس طرح صاف کر دی گئی تھیں کہ وہاں صرف چھوٹی چھوٹی گھاس کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ عمران کے ساتھی بھی انتہائی احتیاط سے اس کے پیچھے آ رہے تھے۔ یہاں مسلح آدمی موجود نہ تھے شاید یہاں مسلح آدمیوں کو رکھنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی گئی تھی اور واقعی موجودہ حالات میں اس کی

ضرورت بھی نہ تھی۔ عمران جانتا تھا کہ بیجر پر بھانت کے ٹھکانے پر موجود تمام افراد کی نظریں وادی پر جمی ہوئی ہوں گی اور وادی کی جو پوزیشن تھی آدمی تو آدمی وہاں خرگوش کا بچہ بھی دوڑتا ہوا دور سے صاف نظر آ سکتا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ تک پہنچ گئے جہاں سے آگے خالی ڈھلوان جگہ تھی۔

”عمران صاحب۔ ڈی کیمپ کی حفاظت کے لئے انہوں نے واقعی ایسے انتظامات کئے ہیں کہ ہمارے مشن کو قطعی ناممکن بنا دیا ہے“...... صفدر نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اب اصل مسئلہ ان سرچ لائٹوں کو بجھانے کا ہے“...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”فائر کھول دیں“...... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح سب اس طرف متوجہ ہو جائیں گے اور ہم بے بس چوہوں کی طرح مارے جائیں گے“...... عمران نے کہا۔

”پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔ ویسے اگر ایک بھی لائٹ بجھائی گئی تب بھی وہ سب چونک پڑیں گے“...... صفدر نے کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ عمران کا ذہن واقعی قلابازیاں کھا رہا تھا کیونکہ عمران کو یہ خیال ہی نہ تھا کہ یہاں وادی میں اس طرح کی سرچ لائٹیں بھی نصب ہو سکتی ہیں۔

”اگر تنویر کو کاشن دے دیں اور وہ اس پوائنٹ کو اڑا دے تو پھر

یہاں کون فائر کرے گا“...... چند لمحوں بعد جولیا نے کہا۔

”یہاں بے شمار مسلح آدمی موجود ہیں۔ وہ سب چاروں طرف سے اتر آئیں گے اور اس کے بعد ہمارے بچنے کا کوئی راستہ نہ رہے گا“...... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ ایک تجویز میرے ذہن میں آئی ہے“۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کیا“...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”یہاں سے تین اطراف کی لائٹیں تو ہماری رینج میں ہیں۔ صرف نیچے موجود لائٹیں یہاں سے ہماری رینج میں نہیں ہیں اور وادی تک روشنی نہیں ہے۔ اگر ہم اس ڈھلوان سے کسی مینڈک کی طرح چمٹ کر آہستہ آہستہ نیچے اتر جائیں اور چٹانوں کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جائیں۔ اس کے بعد بیک وقت ان سب لائٹوں کو سائیلنسر لگے پسٹلز سے آف کر دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس پوائنٹ پر فائر کا کاشن دے دیں اور جنگل میں موجود مشین گنوں کو آن کر دیں تو مجھے یقین ہے کہ کسی کی پوری توجہ اس طرح نہ ہو گی اور ہم دوڑ کر آسانی سے اس وادی کو کراس کر کے ڈی کیمپ تک پہنچ جائیں گے“...... کیپٹن شکیل نے سنجیدگی سے کہا۔

”صرف پہنچ جانے سے کیا ہو گا کیپٹن شکیل۔ ڈی کیمپ کاغذ کا نہیں بنا ہوا ہو گا۔ اگر یہاں ایسے انتظامات کئے گئے ہیں تو لامحالہ ڈی کیمپ کی حفاظت کے لئے اس سے بھی زیادہ سخت انتظامات

کئے گئے ہوں گے اس لئے ہمیں کافی وقت چاہئے اور لائٹیں آف ہونے میں ہی وقت ختم ہو جائے گا۔ فوری طور پر تو ان کی توجہ ادھر ہو گی لیکن کب تک۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جب تک ہم ڈی کیمپ کے اندر نہ پہنچ جائیں اس وقت تک یہ سب کچھ آف نہ ہو اور ڈی کیمپ میں داخل ہونے کا ایک ہی راستہ ہے جو ایک غار کا ہے“...... عمران نے کہا۔

”یہ تو ناممکن ہے عمران صاحب۔ یہ انتظامات واقعی ناقابل تسخیر ہیں“...... چوہان نے کہا۔

”کوئی چیز ناممکن نہیں ہوتی چوہان۔ ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا۔ انتظامات جس قدر سخت ہوں۔ اس قدر ہی ان کے اندر خلاء بھی موجود ہوتے ہیں اور میں کوئی ایسا خلاء تلاش کر رہا ہوں“۔ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ کیوں نہ ہم گھوم کر سامنے والے حصے پر چلے جائیں اور وہاں سے نیچے اتریں۔ اس طرح وادی کو کراس نہ کرنا پڑے گا“...... صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ اس میں کافی وقت لگ جائے گا۔ بہت لمبا چکر کاٹنا پڑے گا اور کسی بھی جگہ پر ہم پھنس بھی سکتے ہیں۔ جو کچھ کرنا ہے یہیں سے کرنا ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور سب ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گئے۔ پھر تقریباً تین چار منٹ تک مکمل خاموشی طاری رہی۔

”اوکے۔ اب واقعی ڈائریکٹ ایکشن کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ ہم لوگ تیزی سے نیچے اتریں گے اور پھر وادی میں جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے سامنے والی پہاڑی کے دامن میں پہنچ جائیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ فوری طور پر فائر نہ کھولیں گے۔ وہ پہلے چیک کریں گے۔ سوچیں گے اور پھر کوئی فیصلہ کریں گے اور جب تک وہ کوئی فیصلہ کریں گے ہم سامنے والی پہاڑی میں واقع اس ڈی کیمپ کے سامنے پہنچ جائیں گے۔ وہاں پہنچتے ہی ایکشن شروع ہو جائے گا اور اس ایکشن کے تحت صفدر، تنویر اور صدیقی کو ایکشن کا کاشن دے گا۔ کیپٹن شکیل جنگل میں نصب کی گئیں مشین گنوں سے ڈی چارجر کے ذریعے فائر کھول دے گا جبکہ جولیا اور چوہان وادی میں موجود تمام سرچ لائٹوں کو فائر کر کے تباہ کر دیں گے اور میں ڈی کیمپ کے غار کے دہانے کو کھولنے کے لئے کام شروع کر دوں گا۔ یہ سب کام اکٹھے شروع ہوں گے۔ اس کے ساتھ ہی آپ سب نے سائیڈوں پر موجود چٹانوں پر بم مار کر چٹانوں کو لرزا دینا ہے تاکہ وہاں ایسے رخنے وجود میں آ جائیں جن کی آپ سب لوگ اوٹ لے کر اوپر سے ہونے والی فائرنگ سے وقتی طور پر بچ جائیں“...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”واپسی کے بارے میں آپ نے کیا پلاننگ کی ہے عمران صاحب“...... صفدر نے کہا۔

''ہماری واپسی اسی راستے سے ہوگی جس راستے سے ہم آئے تھے۔ اس کے لئے میں نے چوہان کو تفصیلی ہدایات دے دی ہیں۔ جیسے ہی میں ڈی کیمپ کی تباہی کا اعلان کروں گا چوہان اس راستے پر ڈبلیو ایکس بم فائر کر دے گا اور ہم فوری طور پر اس راستے میں داخل ہو جائیں گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنی کلائی سے گھڑی اتار کر صفدر کو دے دی۔

''یہ گھڑی تم سنبھال لو۔ تم نے اس سے تنویر اور صدیقی کو کاشن دینا ہے''...... عمران نے گھڑی صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ہلاتے ہوئے گھڑی عمران سے لے کر اپنی کلائی پر باندھ لی۔ عمران نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اور وہ کیپٹن شکیل کو دے دیا۔

''تم اسے سنبھالو کیپٹن شکیل۔ تم نے اس سے جنگل میں فائرنگ آن کرنی ہے تاکہ سب لوگوں کی توجہ اس طرف ہو جائے''۔ عمران نے آلہ کیپٹن شکیل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آلہ پکڑ لیا۔

''آپ سب لوگ پوری طرح ہوشیار رہیں گے۔ اگر فائرنگ سے کوئی زخمی ہو جائے تو اسے بھی سنبھالنا ہو گا''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی پشت پر بندھا ہوا سیاہ رنگ کا

تھیلا اتارا اس کی زپ کھول کر اس نے اس میں سے نیلے رنگ کے پسٹل کے مختلف پارٹس باہر نکالے اور پھر انہیں جوڑنا شروع کر دیا۔

اس کے بعد اس نے تھیلے کے اندر موجود ایک بند لفافہ نکال کر اس کو پھاڑا اور اس کے اندر موجود ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا شیل نکال کر اس نے اسے نیلے رنگ کے پسٹل کے ایک خانے میں ڈال کر اسے بند کر دیا۔ اس کے بعد اس نے تھیلے میں سے ایک چھوٹا سا سپرے پمپ نکالا اس کے اندر سرخ رنگ کا سیال بھرا ہوا تھا جبکہ اس کے باقی ساتھیوں نے اپنی اپنی پشت پر موجود تھیلے اتار کر ان میں سے مخصوص نوعیت کے بم نکال کر اپنی جیبوں میں ڈال لئے۔

''اوکے۔ اب اللہ کا نام لے کر مشن کا آغاز کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد کریں گے''...... عمران نے سامان سمیٹتے ہوئے مسکرا کر کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''اس ڈھلوان پر دوڑ کر ہم نے نیچے اترنا ہے۔ یہاں چونکہ درخت کاٹے گئے ہیں اس لئے ان کے کچھ نہ کچھ حصے ابھی موجود ہیں اگر ہم احتیاط سے کام لیں تو ان حصوں کی وجہ سے ہم نیچے گرنے سے بچ بھی جائیں گے اور ہماری نیچے اترنے کی رفتاری بھی تیز ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''کیوں نہ رولنگ پوزیشن میں نیچے جایا جائے''...... چوہان

نے کہا۔

"نہیں۔ انہی کٹے ہوئے درختوں کے باقی حصوں نے ہمارے جسموں کے پرخچے اڑا دینے ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے وہ انتہائی تیز رفتاری سے اس ڈھلوان پر اترتا چلا گیا۔ اس کے پیچھے اس کے باقی ساتھی بھی اسی انداز میں نیچے اترنے لگے اور پھر تقریباً دو منٹ بعد ہی وہ سب ڈھلوان کے آخری حصے سے چھلانگیں لگا کر نیچے وادی میں اتر گئے۔

"تیز بھاگو اور سیدھے بھاگتے رہنے کی بجائے زگ زیگ انداز میں بھاگنا ہے"...... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب انتہائی تیزی اور بے تحاشہ انداز میں وادی کی مخالف پہاڑی کی طرف دوڑ پڑے۔ ان کے بھاگنے کا انداز بالکل پہاڑی خرگوشوں جیسا تھا لیکن ابھی وہ درمیان میں ہی پہنچے تھے کہ یکلخت فضا میں تڑتڑاہٹ کی آوازیں گونجیں اور اس کے ساتھ ہی چوہان کے منہ سے کراہ نکل گئی۔ وہ ایک جھٹکا کھا کر لڑکھڑایا لیکن دوسرے لمحے سنبھل کر ایک بار پھر دوڑ پڑا جبکہ باقی ساتھی اسی رفتار سے دوڑتے چلے گئے۔ دوسری بار تڑتڑاہٹ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور اس بار صفدر کی چیخ سنائی دی۔ عمران سب کچھ سن رہا تھا۔ یہ اس کے ساتھیوں کی چیخیں تھیں لیکن اس نے اپنے کان بند کر لئے تھے۔ فائرنگ مسلسل جاری تھی لیکن وہ رکا نہیں آگے دوڑتا چلا گیا۔

فائرنگ تین اطراف سے مسلسل ہو رہی تھی لیکن وہ اب قدرے محفوظ ہو چکے تھے کیونکہ وہ چٹانوں کے بالکل قریب پہنچ گئے تھے اور پھر اس کے ساتھ ہی عمران کے ساتھیوں کے ایکشن کا آغاز ہو گیا۔ سٹک سٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی دھماکوں کے ساتھ یکے بعد دیگرے تمام سرچ لائٹیں بجھتی چلی گئیں اور وادی میں اندھیرا چھا گیا۔ پھر بموں کے خوفناک دھماکے شروع ہوئے اور چٹانیں ہوا میں اڑتی ہوئی محسوس ہوئیں۔ اس کے ساتھ ہی دور سے تیز فائرنگ کی آوازیں مسلسل سنائی دینے لگیں۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے دو مسلح گروپس آپس میں لڑ پڑے ہوں۔

چند سیکنڈ بعد اوپر آسمان پر میزائل چلنے کی آوازیں سنائی دیں اور پھر تین اطراف میں انتہائی خوفناک دھماکے ہوئے اور ان دھماکوں کے ساتھ ہی وادی میں ہونے والی فائرنگ بند ہو گئی۔ عمران نے اس دوران نیلے رنگ کے پستول کی نال اس تکونی چٹان کے درمیان رکھ کر اس کا ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ہاتھ کو ایک زور دار جھٹکا لگا اس نے پستول ایک طرف پھینکا اور بجلی کی سی تیزی سے اس نے سپرے پمپ نکالا اور اس کا باریک منہ چٹان میں نیلے پستول کے فائر سے ہونے والے سوراخ میں رکھ کر اس نے پمپ کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے پیچھے ہٹا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور یہ تکونی چٹان اڑ کر سالم کی سالم اس وادی میں آ گری۔ عمران نے جیب سے سیاہ رنگ

کا ایک چپٹا پسٹل نکالا اور اس کا رخ دہانے کی طرف کر کے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ دہانے پر ایک لمحے کے لئے تیز شعلے سے ابھرے اور دوسرے لمحے شعلے بجھ گئے اور فضا میں ایسی بدبو سی پھیل گئی جیسے چمڑا جلایا جا رہا ہو۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جیب سے ایک بنڈل سا نکالا اور کسی بالر کی طرح ہاتھ گھما کر اس نے وہ بنڈل اندر پھینک دیا۔

”راستہ کھل رہا ہے“...... عمران نے بنڈل پھینکتے ہی چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی ان سے کچھ فاصلے پر انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور وہ سب اس طرف کو دوڑ پڑے۔ دوسرے لمحے ایک ایک کر کے وہ اچھل اچھل کر غار کے دہانے میں داخل ہوئے اور تیزی سے آگے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ یہ سب کچھ صرف چند منٹوں میں ہی ہو گیا تھا۔ اس راستے میں گھپ اندھیرا تھا لیکن وہ سب اس طرح دوڑتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے جیسے وہ اس جگہ سے واقف ہوں۔ کچھ دور آگے بڑھنے کے بعد عمران رک گیا۔

”تنویر اور صدیقی کو کامیابی کا کاشن دے دو صفدر“...... عمران نے مڑ کر کہا۔

”صفدر صاحب زخمی ہیں۔ میں دیتا ہوں کاشن“...... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔ اب گھپ اندھیرے میں انہیں ایک دوسرے کے ہیولے نظر آ رہے تھے۔

”اوہ۔ اوہ۔ کون کون زخمی ہوا ہے“...... عمران نے تیزی سے

واپس مڑتے ہوئے کہا۔

”چوہان بھی زخمی ہے“...... کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔ اس دوران کیپٹن شکیل نے اپنے کاندھے پر لدے ہوئے صفدر کو نیچے لٹایا اور تیزی سے اس کی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی اتارنی شروع کر دی۔

”یہ میں کر دیتا ہوں۔ تم باہر دہانے کا خیال رکھو“...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ ٹائیگر نے بھی چوہان کو نیچے لٹایا اور پھر وہ بھی کیپٹن شکیل کے پیچھے واپس مڑ گیا۔ عمران نے سب سے پہلے تو گھڑی کے ونڈ بٹن کو کھینچ کر مخصوص انداز میں کاشن دیا اور پھر اس نے ٹٹول کر صفدر کی حالت کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا کہ صفدر زخمی اور بے ہوش تھا لیکن اس کے زخم ایسے نہیں تھے کہ وہ ہلاک ہو جاتا۔

میجر پربھانت اپنے مخصوص ہٹ میں گہری نیند سویا ہوا تھا کہ اچانک ہٹ کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلنے کی آواز سن کر وہ بے اختیار ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ ہٹ میں بیٹری سے چلنے والی لائٹ جل رہی تھی۔

"باس۔ باس۔ عمران اور اس کے ساتھی چوکالیا پہاڑی کی طرف چھپے ہوئے چیک کر لئے گئے ہیں۔ وہ ڈی کیمپ پر حملہ کرنے والے ہیں"...... دروازے سے اندر آتے ہوئے ایک نوجوان نے انتہائی دہشت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کس نے حملہ کیا ہے۔ کیا ہوا ہے۔ کیا۔ کیا"...... میجر پربھانت نے جو کچی نیند سے اٹھا تھا۔ بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر بستر سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا دروازے کی طرف لپکا۔ اسے جوتے پہننے کا بھی ہوش نہ رہا تھا۔

"اوہ باس۔ ننگے پیر نہ جائیں۔ جوتے پہن لیں۔ باہر کانٹے دار جھاڑیاں ہیں"...... آنے والے نوجوان نے کہا تو میجر پربھانت دروازے کے قریب سے اس طرح پلٹا جیسے پہلی بار اسے اس نوجوان کی ہٹ میں موجودگی کا احساس ہوا ہو۔

"کون سے جوتے۔ کیا ہیں جوتے۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم سوہن تم یہاں۔ تم کیسے آئے ہو۔ وہ۔ وہ عمران کہاں ہے۔ تم شاید کہہ رہے تھے کہ وہ حملہ کر دیں گے"...... میجر پربھانت نے احمقوں کی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو چیک کر لیا گیا ہے۔ ابھی وہ چھپے ہوئے ہیں۔ فکر کی کوئی بات نہیں وہ کسی طرح بھی ڈی کیمپ پر حملے میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور ہوسکتا ہے کہ اب تک وہ لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوں"...... سوہن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔ مجھے پہلے خطرہ تھا کہ وہ آج رات ضرور حملہ کریں گے۔ میں تو بس ویسے ہی آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گیا تھا۔ مگر یہ نانسنس نیند نجانے کیوں آ گئی۔ یہ بھی ضرور اس عمران کی سازش ہو گی۔ یہ ہر طرف سے وار کرتا ہے۔ نانسنس"...... میجر پربھانت نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جلدی جلدی جوتے پہننے شروع کر دیئے۔ سوہن اس دوران ہٹ سے باہر نکل گیا تھا۔ چند لمحوں بعد میجر پربھانت دوڑتا ہوا ہٹ سے باہر نکلا اور

تیزی سے بھاگتا ہوا آگے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باہر ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ کافی دور جانے کے بعد وہ درختوں کے اندر گھرے ہوئے ایک اور ہٹ میں داخل ہو گیا۔ یہاں ایک کافی بڑی مشین نصب تھی اور یہاں چار افراد بھی موجود تھے جن میں سوہن بھی شامل تھا۔

''باس۔ یہ دیکھیں عمران اور اس کے ساتھی۔ چوکالیا پہاڑی کی طرف چھپے ہوئے بیٹھے ہیں۔ آپ کہیں تو رل پانڈے کو ان کی وہاں موجودگی کی اطلاع کر دی جائے''...... ایک آدمی نے میجر پر بھانت کے اندر داخل ہوتے ہی کہا اور میجر پر بھانت تیزی سے اس مشین کی طرف دوڑ پڑا۔ جس کے درمیان ایک اسکرین روشن تھی اور اس اسکرین پر ایک پہاڑی کا درمیانی حصہ نظر آرہا تھا جہاں درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان چند مسلح افراد موجود تھے۔ ان سب کے جسموں پر سیاہ رنگ کے چست لباس تھے اور وہ آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

''اوہ۔ اوہ۔ واقعی یہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ مگر یہ یہاں تک کیسے پہنچ گئے''...... میجر پر بھانت نے حیران ہو کر کہا۔

''میں سرچنگ ٹیلی ویو کی مدد سے سارے علاقے کو چیک کر رہا تھا۔ اچانک میں نے اس علاقے کو چیک کیا تو یہ نظر آگئے باس۔ نجانے یہ یہاں تک کیسے صحیح سلامت پہنچ گئے ہیں اور ان کے خلاف کسی قسم کی کوئی نقل و حرکت بھی نہیں ہو رہی۔ اس کا مطلب

ہے کہ وہاں کسی کو بھی ان کی یہاں تک آمد کا علم نہیں ہے''۔ دوسرے آدمی نے کہا اور میجر پر بھانت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''رل پانڈے کو اطلاع کر دی جائے''...... سوہن نے کہا۔

''نہیں۔ جب وہ خود ہی احمق بنے ہوئے ہیں تو ہمیں کیا ضرورت ہے۔ یہ اچھا ہوا کہ میں اپنے اس پوائنٹ سے نکل کر دوسرے پوائنٹ پر آ گیا تھا ورنہ میں بھی ان کے ہاتھوں مارا جاتا۔ رل پانڈے اور اس کے گروپ سے چھپ کر یہ یہاں پہنچے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے رل پانڈے اور اس کے گروپ کے تمام آدمیوں کو مار دیا ہو۔ ان کے ٹرانسمیٹر ان کے پاس ہو سکتے ہیں اور عمران آوازیں بدلنے کا ماہر ہے اس لئے میں اب کسی چکر میں نہیں آنا چاہتا۔ اب ہم ان کا شکار خود کھیلیں گے''...... میجر پر بھانت نے جواب دیتے ہوئے کہا اور وہ آدمی سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔

''باس۔ مجھے تو یقین ہے کہ یہ کسی صورت بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ کیونکہ جیسے ہی یہ آگے بڑھے چاروں طرف موجود آٹو میٹک مشین گنوں سے ان پر فائر کھل جائے گا جو ہم نے ہر جگہ نصب کر رکھی ہیں۔ اور یہ لوگ ایک لمحے میں لاشوں میں تبدیل ہو جائیں گے''...... سوہن نے کہا۔

''تم نے اپنے پوائنٹ پر موجود افراد کو مطلع کر دیا ہے''...... میجر پر بھانت نے چونک کر کہا۔

''یس باس۔ تمام لوگ الرٹ ہیں''...... سوہن نے جواب دیا

اور میجر پربھانت نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے آگے بڑھے اور پھر وہ درختوں اور جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر بے تحاشہ انداز میں دوڑتے ہوئے نیچے وادی کی طرف دوڑنے لگے۔

''اوہ۔ اوہ۔ دیکھو۔ غور سے دیکھو۔ یہ احمق لوگ موت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ صریحاً موت کی طرف''...... میجر پربھانت نے چیختے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ یہ جیسے ہی وادی میں اتریں گے آٹو میٹنگ سیٹ اپ پر لگی مشین گنوں کا فائر کھل جائے گا اور یہ ہر صورت ہٹ ہو جائیں گے''...... سوہن نے کہا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک ایک کر کے وہ سب وادی میں اتر گئے جہاں سرچ لائٹوں کی وجہ سے تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی وہ سب زگ زیگ انداز میں ایک پہاڑی کی طرف انتہائی تیز رفتاری سے دوڑنے لگے۔ عمران اور اس کے ساتھی اب تک وادی کے درمیان میں پہنچ گئے تھے اور پھر فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں اور عمران اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ شروع ہو گئی اور پھر ایک آدمی لڑکھڑایا مگر پھر سنبھل کر بھاگ پڑا۔ پھر دوسرا ہٹ ہوا۔ وہ نیچے گرا مگر پھر اٹھ کر بھاگ پڑا۔ سب سے آگے عمران تھا۔ گو اس کا چہرہ مختلف تھا لیکن اس کا قدوقامت اور انداز صاف بتا رہا تھا کہ وہ عمران ہے۔

میجر پربھانت کی نظریں عمران پر جمی ہوئی تھیں۔ عمران اس بے تحاشہ انداز میں دوڑ رہا تھا کہ اسے اپنے ساتھیوں کو بھی ہوش نہ تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سب ڈی کیمپ والی پہاڑی کے قریب پہنچ گئے۔ ان میں سے تین زخمی تھے لیکن وہ بھی سنبھلے ہوئے تھے۔ اچانک وادی میں موجود سرچ لائٹیں ایک ایک کر کے تباہ چلی گئیں اور اسکرین پر روشنی کم ہوتی چلی گئی۔

''الفرا پاور ریڈ لائٹس آن کر دو۔ جلدی کرو۔ یہ سرچ لائٹیں تباہ کر رہے ہیں''...... میجر پربھانت نے چیخ کر کہا اور ایک آدمی نے مشین کے مختلف بٹن دبانے شروع کر دیئے اور تاریک پڑتی ہوئی اسکرین ایک بار پھر جھماکے سے روشن ہو گئی۔ اسی لمحے دور سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور پھر خوفناک دھماکے شروع ہو گئے اور پھر کان پھاڑ دھماکے ان کے ہٹ کے باہر سنائی دیئے اور وہ سب بے اختیار اچھل پڑے۔

''اوہ اوہ۔ یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے''...... میجر پربھانت نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''باس۔ باس۔ آپ والے پوائنٹ کو میزائلوں سے تباہ کر دیا گیا ہے اور باس یہ میزائل، گوراج والے پوائنٹ سے فائر کئے گئے ہیں''...... اسی لمحے ایک آدمی نے دوڑ کر ہٹ میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور میجر پربھانت حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

''بب بب۔ باس۔ وہ ڈی کیمپ کو تباہ کرنے کی کوشش کر رہے

ہیں''...... اچانک سوہن نے چیختے ہوئے کہا اور میجر پربھانت نے تیزی سے مڑ کر دیکھا تو کیمپ والی پہاڑی کے اردگرد چٹانیں دھماکوں کے ساتھ فضا میں اڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔

''احمق۔ ڈی کیمپ اس طرح تباہ نہیں ہو سکتا۔ فوراً ماسٹر گروپ کو حکم دو کہ وہ وادی میں اتر کر ان کا خاتمہ کرے۔ فوراً''...... میجر پربھانت نے چیختے ہوئے کہا اور پہاڑی کی تباہی کی اطلاع لے آنے والا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ باس۔ وہ۔ وہ دیکھیں۔ ڈی کیمپ کا چٹانی دروازہ اڑ گیا ہے''...... اچانک ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا۔

''کک کک۔ کیا۔ کیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... میجر پربھانت نے حیرت بھرے انداز میں کہا لیکن دوسرے لمحے اس کی آنکھیں اسکرین پر نظر آنے والے منظر کو دیکھ کر حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اس کا منہ کھل گیا تھا۔ اسے دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی جادوگر نے جادو کی چھڑی گھما کر اسے انسان سے پتھر کا بت بنا دیا ہو۔

''اوہ۔ اوہ۔ ڈی کیمپ تباہ ہو گیا۔ اوہ۔ سب انتظامات تباہ ہو گئے۔ تینوں ڈائریکٹران بھی یہاں آئے ہوئے تھے۔ وہ سب بھی ختم ہو گئے۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ''...... میجر پربھانت نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پیٹتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ اچانک سائیڈ پر ایک

خوفناک دھماکہ ہوا اور چٹانیں اڑتی دکھائی دیں۔

''یہ۔ یہ۔ ارے یہ تو غار کا دہانہ ہے۔ اوہ۔ یہ وہی راستہ ہے جسے ہم تلاش نہیں کر سکے۔ اوہ۔ یہ نکل جائیں گے''...... میجر پربھانت نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور پاگلوں کے سے انداز میں دوڑتا ہوا ہٹ سے باہر نکل آیا۔ باہر آ کر وہ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا شمال کی طرف بھاگ پڑا۔ اس کے پیچھے سوہن بھی باہر آ گیا تھا اور اب وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ دوڑ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں دوڑتے ہوئے ایک درخت کے قریب پہنچے۔ سوہن نے آگے بڑھ کر اس درخت کے تنے پر جڑ کے قریب زور سے ٹھوکر ماری تو زمین کا ایک ٹکڑا کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح اٹھ گیا اور اس کے ساتھ ہی نیچے روشنی ہو گئی۔ نیچے ایک کچا راستہ جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ میجر پربھانت اور سوہن اس راستے پر دوڑتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے اور پھر تقریباً دس منٹ تک مسلسل دوڑنے کے بعد وہ اچانک ایک کھلے دہانے سے وادی میں پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے دس مسلح افراد کو احمقوں کی ادھر ادھر بھاگتے دیکھا۔

''وہ ادھر گئے ہیں۔ ادھر آؤ۔ احمقو۔ جلدی کرو انہیں یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جانا چاہئے۔ جلدی''...... میجر پربھانت نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر اس نے خوفناک دھماکے کے ساتھ ہی ایک غار کا دہانہ کھلتے

ہوئے دیکھا تھا اور جس طرف اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جاتے دیکھا تھا ان میں سے دو افراد شدید زخمی تھے یا مر چکے تھے۔ کیونکہ دو افراد نے انہیں کاندھوں پر لادا ہوا تھا۔ میجر پربھانت کے چیخنے اور اس طرف کو دوڑنے کی وجہ سے اس کے مسلح ساتھی بھی اس طرف کو دوڑ پڑے لیکن ابھی وہ اس دہانے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ اچانک کوئی چیز اس دہانے سے اڑتی ہوئی ان کی طرف آئی اور میجر پربھانت نے یکلخت سائیڈ پر چھلانگ لگائی اور اس کے ساتھ ہی ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں۔ میجر پربھانت بال بال بچا تھا۔ اگر وہ ایک لمحہ بھی چھلانگ لگانے میں دیر کر دیتا تو یہ بم جو اس دہانے کے اندر سے پھینکا گیا تھا ٹھیک اس کے قدموں میں پھٹتا۔

"فائر کرو۔ یہ اس دہانے میں چھپے ہوئے ہیں"...... میجر پربھانت نے ایک چٹان کی اوٹ لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی دہانے کی طرف فائرنگ شروع ہو گئی۔ اس کے آدمی ادھر ادھر پڑے بڑے بڑے پتھروں کی اوٹ لیتے ہوئے دہانے پر فائر کر رہے تھے جبکہ چھ افراد اس بم کے دھماکے سے ہلاک ہو چکے تھے اور ابھی میجر پربھانت اور اس کے باقی ماندہ ساتھی سنبھلے بھی نہ تھے کہ اچانک سامنے سے ان پر تیز فائرنگ شروع ہو گئی۔ یہ فائرنگ سامنے اور سائیڈوں پر موجود پہاڑی سمتوں سے ہو رہی تھی اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر میجر پربھانت کے ساتھیوں کی چیخوں کی

آوازیں سنائی دیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ احمق۔ ہم پر فائر کھول رہے ہیں"...... میجر پربھانت نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پتھر کی اوٹ سے نکلا اور چیتے کی سی رفتار سے دوڑتا ہوا واپس اس دہانے میں داخل ہو گیا جس سے نکل کر وہ وادی میں پہنچا تھا۔ اسی لمحے سوہن بھی اس کے پیچھے آ گیا۔ ان کے دس کے دس آدمی باہر ختم ہو گئے تھے۔ چھ آدمی تو بم سے ہلاک ہوئے تھے جبکہ باقی چار کو سامنے سے ہونے والی فائرنگ نے بھون ڈالا تھا۔ صرف میجر پربھانت اور سوہن اس لئے بچ گئے تھے کہ وہ اس فائرنگ کی براہ راست زد میں نہ تھے ورنہ اس اچانک فائرنگ سے ان کا خاتمہ بھی یقینی تھا۔ اب باہر انتہائی خوفناک انداز میں تین اطراف سے بے تحاشہ اور مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ احمق۔ یہ احمق۔ اوہ۔ وہ بھاگ جائیں گے۔ اوہ۔ انہیں روکو سوہن۔ ان احمقوں کو روکو۔ اوہ۔ اوہ"...... میجر پربھانت نے غصے اور بے بسی سے چیختے کہا اور سوہن نے جلدی سے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ سوہن کالنگ۔ اوور"...... سوہن نے چیخ چیخ کر کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ پیارے لال اٹنڈنگ۔ اوور"...... ایک چیختی ہوئی آواز

سنائی دی۔

"پیارے لال۔ فوراً سب گروپس کو کال کر کے باس میجر پربھانت کی طرف سے اطلاع دو کہ وادی میں فائرنگ بند کر دیں۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک غار میں چھپ گئے ہیں اور فائرنگ کی وجہ سے ہمارے دس افراد بھی ہلاک ہو گئے ہیں اور ہم ان کے پیچھے بھی نہیں جا سکتے۔ جلدی بند کراؤ یہ فائرنگ۔ اوور"...... سوہن نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور سوہن نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ میجر پربھانت دہانے کی سائیڈ پر چھپا باہر یک ٹک دیکھے چلا جا رہا تھا۔ باہر جیسے گولیوں کی مسلسل بارش سی ہو رہی تھی۔

"یہ۔ یہ احمق۔ نانسنس۔ یہ۔ یہ اب اتنی فائرنگ کر کے انہیں کور دے رہے ہیں۔ اوہ۔ اوہ۔ کاش یہ احمق فائرنگ نہ کرتے"...... میجر پربھانت نے انتہائی جھنجلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوہن۔ جلدی کرو۔ جتنے بھی مسلح افراد ہیں سب کو یہاں وادی میں کال کر لو۔ سب کو کال کر لو۔ سب کو"...... میجر پربھانت نے چیختے ہوئے کہا اور سوہن نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر آن کر کے کال دینا شروع کر دی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد فائرنگ آہستہ آہستہ بند ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی میجر پربھانت تیزی سے دوڑ

کر اس دہانے سے باہر نکلا تو اس نے ہر طرف سے مسلح آدمیوں کو دوڑ دوڑ کر وادی میں اترتے ہوئے دیکھا۔ اس کے اپنے ساتھی اور مسلح آدمی بھی اس سائیڈ سے کود کود کر نیچے اترنے لگے تھے۔

"ادھر ادھر۔ دہانے کی طرف۔ ادھر"...... میجر پربھانت نے چیخ کر اس دہانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں سے ان پر بم پھینکے گئے تھے۔ اب پہاڑی کی تمام اطراف سے مسلح آدمی چیونٹیوں کی طرح نیچے اترتے چلے آ رہے تھے۔ ہر طرف نئی سرچ لائٹیں لگا دی گئی تھیں جس کی وجہ سے سارا علاقہ روشن ہو گیا تھا۔ ابھی میجر پربھانت چیخ چیخ کر اپنے مسلح آدمیوں کو اس غار کے دہانے کی طرف متوجہ کر رہا تھا جس میں اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جاتے ہوئے دیکھا تھا کہ یکلخت آسمان پر ہیلی کاپٹر کی تیز آواز سنائی دینے لگی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک ہیلی کاپٹر بجلی کی سی تیزی سے وادی کے اندر اتر گیا۔ ہیلی کاپٹر سے رٹل پانڈے اور اس کی دوست لکشمی باہر آ گیا۔ ان کے ساتھ مسلح افراد بھی پچھلی سیٹوں سے اتر کر باہر آ گئے۔ لیکن میجر پربھانت ان کی طرف متوجہ ہوئے بغیر اپنے آدمیوں کو اس غار کی طرف بڑھنے کا حکم دیتا رہا اور اس کے حکم پر اس کے تقریباً پچاس کے قریب مسلح آدمی تیزی سے اس غار کے دہانے کی طرف بڑھ گئے۔

"بم مار کر اڑا دو۔ بم مارو"...... میجر پربھانت نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس چٹان پر جہاں غار کا دہانہ تھا

انتہائی طاقتور بم بارش کی طرح برسنے لگے اور پھر جیسے کوئی خفیہ آتش فشاں پھٹ پڑتا ہے اس طرح اچانک پہاڑی کا وہ حصہ پھٹ پڑا اور دوسرے لمحے پوری وادی انتہائی کربناک انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ پوری وادی پر پہاڑی چٹانوں اور پتھروں کی جیسے بارش سی شروع ہوگئی اور ان چٹانوں اور پتھروں کے درمیان انسانی ہیولے اس طرح اچھل رہے تھے۔ گر رہے تھے۔ چیخ رہے تھے اور تڑپ رہے تھے جیسے کسی فلم کی رفتار کو یکلخت تیز کر دیا جائے تو چلتے ہوئے انسان بھاگتے دکھائی دینے لگتے ہیں۔ ایک بھاری پتھر میجر پربھانت کے جسم سے بھی ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی میجر پربھانت کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ تاریک دلدل میں ڈوبتا چلا جارہا ہو۔ یہ احساس بھی اسے صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔ اس کے بعد اس کے تمام احساسات موت کی سیاہی میں جیسے فنا ہو کر رہ گئے۔ ہمیشہ کے لئے۔ وہ ہلاک ہو چکا تھا اور پھر وہاں جیسے ان سب پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ پہاڑی چٹانیں ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے گرنے لگیں اور رل پانڈے، لکشمی اور ان کے ساتھیوں کی کربناک چیخوں سے سارا علاقہ بری طرح سے گونجنا شروع ہوگیا۔

صفدر زندہ تھا یہ جان کر عمران کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ اسی لمحے کسی کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں۔

''عمران۔ بے شمار مسلح آدمی ہر طرف سے وادی میں اتر رہے ہیں اور انہوں نے غار کے دہانے کو چیک کر لیا ہے''...... جولیا کی آواز سنائی دی۔

''چلو اٹھاؤ انہیں۔ تنویر اور صدیقی کو بلاؤ اور ان دونوں کو لے کر اس سرنگ میں دوڑو۔ پہلے تم یہاں سے گزر چکے ہو۔ اس لئے اندھیرے کے باوجود تم آگے آسانی سے جا سکتے ہو''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور اسی لمحے صدیقی اور تنویر بھی دوڑتے ہوئے واپس آ گئے۔

''ہمیں گھیر لیا گیا ہے۔ ان کی تعداد بے شمار ہے''...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔

"تم صفدر اور چوہان کو لے کر دوڑو۔ کیپٹن شکیل اور ٹائیگر تم بھی ان کے ساتھ جاؤ اور جولیا تم بھی۔ میں ان کا بندوبست کرتا ہوں۔ جلدی کرو"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"عمران تم......" جولیا نے احتجاج بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر واپس دہانے کی طرف دوڑ پڑا۔ بلکہ تنویر نے صفدر کو اور صدیقی نے چوہان کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور وہ تیزی سے آگے بڑھ گئے۔

عمران نے دہانے میں آ کر ایک لمحے کے لئے باہر کا جائزہ لیا۔ باہر واقعی بے شمار مسلح آدمی اکٹھے ہو رہے تھے اور چاروں طرف سے مسلسل وادی میں اترتے چلے آ رہے تھے۔

اسی لمحے اسے دور سے میجر پربھانت کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں فوراً ایک خیال آیا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ سی دوڑ گئی۔ اب ان لوگوں کو روکنے کی ایک ترکیب اس کے ذہن میں آ گئی تھی۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ یہاں سردار ہنس راج کے گروپ کا اسلحے کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔ جس کے بارے میں اسے حسن کاردار نے بتایا تھا۔ وہ اس ذخیرے کو دیکھ چکا تھا اور اس نے عمران کو اسلحے کے ذخیرے کی جگہ کی بھی نشاندہی کر دی تھی۔ اگر اس ذخیرے کو تباہ کر دیا جائے تو پھر کافی دیر تک ان مسلح آدمیوں کو آگے بڑھنے سے روکا جا سکتا ہے۔ اس

نے تیزی سے جیب سے ایک بم نکالا اور اس کی پن کھینچ کر پوری قوت سے اسے دہانے سے باہر اچھال کر وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کے پیچھے بڑھ گیا۔ اسی لمحے باہر وادی میں ایک کان پھاڑ دھماکہ سنائی دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انسانی چیخوں کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔

عمران کو معلوم تھا کہ اس دھماکے کے بعد میجر پربھانت مسلح آدمیوں کو اس جگہ پر بم پھینکنے کا حکم دے گا اور اس طرح نیچے موجود اسلحہ کا ذخیرہ بھی اس بمباری کی زد میں آ کر پھٹ جائے گا اور یہ اتنا بڑا ذخیرہ ہے کہ پہاڑی کا ایک بڑا حصہ تباہ ہو کر وادی میں جا گرے گا۔ اس طرح بھی مسلح آدمی آگے بڑھنے سے رک جائیں گے اور ویسے بھی اسلحے کے خوفناک دھماکے انہیں فوراً آگے بڑھنے سے روک دیں گے اس طرح وہ اپنے ساتھیوں سمیت اس پوائنٹ سے باہر نکل کر پہاڑی جنگل میں پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائے گا جہاں سے نکل کر وہ اس طرف آئے تھے اور وہ جگہ بھوانا کے علاقے میں تھی۔

بس اب اس کے لئے اصل مسئلہ یہ تھا کہ میجر پربھانت کی طرف سے ہونے والی بمباری سے پہلے وہ اسلحے کے ڈی کیمپ والے حصے کو کراس بھی کر جائے اور کافی فاصلے پر بھی پہنچ جائے۔ ورنہ اگر وہ خود اس تباہی کی زد میں آ گیا تو شاید اس کے جسم کا ایک ریزہ بھی سلامت نہ رہے گا۔ اندھیرے میں بھاگتا ہوا وہ

آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ اس قدر تیزی سے بھاگ رہا تھا جیسے اس کے پیروں میں مشین فٹ ہو گئی ہو۔ اس کی آنکھیں اندھیرے سے مانوس ہو چکی تھیں اس لئے اب اسے راستہ نظر آ رہا تھا اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچ گیا۔

"چلو چلو۔ رکے بغیر چلتے چلو۔ ہمت کرو۔ ہمت کرو۔ ہم کروڑوں مسلمانوں کی بقاء کی جنگ لڑ رہے ہیں اور یہ جنگ ہم جیت چکے ہیں۔ ڈی کیمپ کو ہم نے تباہ کر دیا ہے اور اب ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔ ہر صورت میں وہ بھی زندہ سلامت"۔ عمران نے ان کے قریب پہنچ کر تیز لہجے میں کہا اور اس کے اس فقرے نے جیسے اس کے ساتھیوں کے جسم میں نئی روح پھونک دی۔ ان کی رفتار یکلخت تیز ہو گئی۔ اسی لمحے ان کے عقب میں خوفناک دھماکے شروع ہو گئے۔ اس قدر خوفناک دھماکے کہ ان کے جسم بے اختیار اس طرح آگے کی طرف جھکے جیسے کسی دیو نے انہیں پیچھے سے دھکیل دیا ہو۔ وہ سب بری طرح لڑکھڑائے لیکن پھر سنبھل گئے۔

دھماکے مسلسل ہو رہے تھے۔ انتہائی خوفناک دھماکے۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس پہاڑی میں کوئی خفیہ آتش فشاں موجود تھا جو یکلخت پھٹ پڑا ہوا۔ وہ مسلسل بھاگے چلے جا رہے تھے۔

عمران خود بھی زخمی تھا لیکن گولی اس کے کاندھے سے رگڑ کھاتی ہوئی گزری تھی لیکن اسے اپنے زخم کی کوئی پرواہ نہ تھی۔ وہ چلتے رہے۔ فائرنگ کی آوازیں اور دھماکے تیز سے تیز ہوتے جا رہے

تھے۔ آخر کار وہ اس جنگل میں پہنچے اور پھر رکے بغیر وہ جنگل میں داخل ہو گئے۔ جنگل کے وسط میں ایک محفوظ مقام پر پہنچ کر وہ رک گئے۔ ان سب کے چہرے مسرت سے دمک رہے تھے۔

"گڈ۔ تنویر اور صدیقی۔ تم دونوں نے واقعی بے پناہ ذہانت سے کام لیا ہے۔ تم دونوں نے جس بہادری سے اس پوائنٹ پر قبضہ کر کے وہاں راستہ بنایا تھا وہ واقعی تمہارا شاندار کارنامہ تھا۔ اگر تم اس پوائنٹ پر قبضہ نہ کرتے تو ہمارا آگے بڑھنا ناممکن ہو جاتا"...... عمران نے تنویر اور صدیقی کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور ان دونوں کے چہرے دمک اٹھے۔

"ایسی کوئی بات نہیں عمران۔ اصل کام تو تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے کیا ہے۔ میں تو یہ سوچ کر ہی کانپ اٹھا تھا کہ تم نے کس طرح خوفناک مشن کو مکمل کیا ہے۔ یہ واقعی تمہارا ہی کام تھا۔ کوئی دوسرا تو اس طرح سوچ بھی نہیں سکتا"...... تنویر نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔ اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات کرتے اسی لمحے اچانک درختوں کے پیچھے سے بے شمار مسلح افراد نکل کر ان کے گرد پھیل گئے۔ انہیں دیکھ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کے سانس جیسے سینے میں اٹک گئے۔

"پرنس"...... اچانک ایک لہراتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران کے چہرے پر سکون کے تاثرات پھیل گئے۔ یہ حسن کاردار کی آواز تھی جسے نہ صرف اس نے بلکہ اس کے ساتھیوں نے بھی پہچان لیا

تھا ورنہ انہوں نے فوراً مشین گنیں اٹھا لی تھیں۔

''تم آ گئے''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو حسن کاردار جو سیاہ لباس میں ملبوس تھا اور اس کا چہرہ بھی سیاہ نقاب میں ڈھکا ہوا تھا یکلخت تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

''آپ نے آخر کار کر دکھایا عمران صاحب۔ آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے مل کر ڈارک کیمپ کو تباہ کر دیا ہے۔ جس کے لئے آپ واقعی مبارک باد کے مستحق ہیں''۔ حسن کاردار نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اللہ کا کرم ہو گیا ہے۔ لیکن تم اس طرح یہاں کیسے آ گئے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس نے ایک گروپ بھیجا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ رہیں لیکن چونکہ آپ اکیلے چلے گئے تھے اس لئے باس کے حکم پر میں مسلح گروپ کو لے کر یہاں پہنچ کر چھپ گیا مجھے یقین تھا کہ مشن مکمل ہونے کے بعد آپ یہیں آئیں گے اور آپ کو ہماری مدد کی ضرورت ہو سکتی ہے اس لئے ہم پہلے سے ہی یہاں موجود تھے۔ ہم نے آپ کو بھاگ کر اس طرف آتے دیکھ لیا تھا۔ میرے پاس ٹیلی نائٹ اسکوپ تھی اس سے میں نے آپ کو پہچان لیا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آ گیا۔ ہم اب بھی خطرے میں ہیں۔ یہاں ابھی بہت سے مسلح گروپ موجود ہیں جو ہر طرف پھیل کر آپ کو تلاش کر رہے ہیں۔ اس لئے ہم آپ کو

لینے آئے ہیں۔ چلیں۔ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہے''۔ حسن کاردار نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر حسن کاردار کے ساتھیوں کے ہمراہ تیزی سے اس جنگل سے نکلتے چلے گئے۔

صبح ہونے سے پہلے وہ سب حسن کاردار کے ساتھ اس کے ایک محفوظ ٹھکانے پر پہنچ چکے تھے۔ حسن کاردار نے زخمیوں کی بینڈیج کرائی اور انہیں سکون آور دوائیں دے دیں تاکہ وہ آرام کر سکیں۔ اب وہ آرام سے حسن کاردار اور سردار ہنس راج کی مدد سے اس علاقے سے نکل کر واپس جا سکتے تھے۔

''ویسے سمجھ میں نہیں آیا کہ ہم نے صرف ایک غار کو تباہ کرنے کے لئے اتنی بھاگ دوڑ کی ہے۔ غار تباہ کرنے سے بہتر ہوتا ہم غار کے اندر چلے جاتے اور وہاں موجود ملک دشمنوں کو چن چن کر ہلاک کرتے''...... تنویر نے کہا۔

''پلوشہ کی بتائی ہوئی تفصیل کے مطابق ان کا سب کچھ اس اگنی پہاڑی کے اندر تھا۔ انہوں نے اس پہاڑی میں پورا شہر بسایا ہوا تھا۔ وہاں اسلحہ کے اسٹور بھی تھے۔ عسکریت پسند افراد بھی اور بہت کچھ۔ یہ ان کا انتہائی خفیہ ٹھکانہ تھا۔ وہ زیادہ وقت پہاڑی کے اندر ہی گزارتے تھے۔ صرف ٹریننگ کے لئے وہ پہاڑی سے نکل کر باہر آتے تھے اور پھر خاموشی سے واپس پہاڑی میں غائب ہو جاتے تھے۔ اگر ہم اندر جاتے اور ایک ایک کو ہلاک کرتے یا ان کا

اسلحے کا اسٹور تباہ کرتے تو پہاڑی کے تباہ ہونے سے ہم بھی زندہ بچ کر نہیں نکل سکتے تھے۔ ہم نے جو کچھ بھی کیا ہے اس سے پہاڑی مکمل طور پر بیٹھ گئی ہے جس میں ان کا ڈی کیمپ مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ جو کام ہم آسانی سے اور باہر سے کر سکتے تھے اس کے لئے ہمیں مشکلات میں پڑنے کی کیا ضرورت تھی۔ جو ہمارا مقصد تھا وہ ہم نے حاصل کر لیا ہے اور ہمیں کیا چاہئے“...... عمران نے کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

”اب آپ کا کیا پروگرام ہے“...... حسن کاردار نے پوچھا۔

”ہم اب سو جائیں گے۔ صبح ناشتے کے بعد تم نے ایک کام کرنا ہے“...... عمران نے حسن کاردار سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کون سا کام“...... حسن کاردار نے پوچھا۔

”کہیں سے چھوہارے ڈھونڈ کر لانے ہیں اور ایک نکاح خواں کا بندوبست کرنا ہے۔ میرے ایک ساتھی کو نیند کا ڈبل ڈوز دے دو تا کہ یہ کل دوپہر تک سوتا رہے۔ اس کے جاگنے تک میں چاہتا ہوں کہ میرا نکاح بخیر و عافیت سے ہو جائے اور چھوہارے بھی بٹ جائیں“...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

”مجھے نیند کا انجکشن لگوانے سے بہتر ہے زہر کا انجکشن لگوا دو تا کہ میں جاگ ہی نہ سکوں کیونکہ اگر میں جاگ گیا تو پھر میں پسٹل کی ساری گولیاں تمہارے سینے میں اتار دوں گا“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تب تمہاری بہن نے ہی آگے آ کر اپنے سہاگ کی حفاظت کرنی ہے۔ تمہاری چلائی ہوئی گولی پہلے اسے ہی لگے گی۔ کیوں جولیا“...... عمران نے کہا۔

”ہاں ٹھیک ہے“...... جولیا جو نجانے کن خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی نے بے خیالی میں کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ انہیں ہنستے دیکھ کر جولیا چونک کر اپنے خیالوں سے نکل آئی اور پھر اسے جیسے ہی احساس ہوا کہ عمران نے کیا کہا تھا اور اس نے کیا جواب دیا ہے تو وہ بے اختیار جھینپ گئی اور اسے جھینپتے دیکھ کر ان سب کے کھلکھلاتے ہوئے قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

ختم شد